بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ

اور ہم نے آپ کی طرف یہ نصیحت اتاری تاکہ آپ لوگوں کے لیے کھول کر بیان کر دیں جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا ہے۔ (النحل: 44)

تفسیر دعوۃ القرآن

جلد سوم

سورۃ هود تا سورۃ المؤمنون

ترجمہ
حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

تفسیر
ابو نعمان سیف اللہ خالد حفظہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب

تفسیر دعوۃ القرآن

جلد سوم

سورۃ ھود تا سورۃ المؤمنون

ترجمہ
حافظ عبد السلام بن محمد ﷾

تفسیر
ابو نعمان سیف اللہ خالد

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ

قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ پر مشتمل

تفسیر دعوۃ القرآن

جلد سوم

سورۃ ھود تا سورۃ المؤمنون

ترجمہ
حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

تفسیر
ابونعمان سیف اللہ خالد حفظہ اللہ

دار الاندلس
۴۔لیک روڈ، چوبرجی لاہور
Ph: +92-42-37230549 Fax: +92-42-37242639

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

238:45
س یاف ـ ت

فہرست

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المکتبۃ الرحمانیۃ
نمبر 18754

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

”اللہ کے نام سے جو بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔“

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝۱

”الٓرٰ۔ ایک کتاب ہے جس کی آیات محکم کی گئیں، پھر انھیں کھول کر بیان کیا گیا ایک کمال حکمت والے کی طرف سے جو پوری خبر رکھنے والا ہے۔“

” كِتٰبٌ “ سے مراد قرآن کریم ہے جس کی یہاں دو صفتیں بیان کی گئی ہیں، پہلی صفت کا تعلق قرآنِ کریم کی فصاحت و بلاغت اور اس کی معجز بیانی سے ہے، یعنی قرآنِ کریم کے حروف و الفاظ، جملوں اور آیتوں کا نظم و نسق اور ان کی ترتیب و ترکیب اتنی عظیم الشان اور ایسی بے بدل ہے جو انسانی قدرت سے یکسر بالاتر ہے۔ دوسری صفت کا تعلق قرآن میں مذکور دلائل توحید، احکام و واجبات، واقعاتِ عالم اور مواعظ و نصائح سے ہے کہ ان کی مثال ان موتیوں کی ہے جنھیں ہار میں پرویا جاتا ہے اور ان کے درمیان جگہ جگہ کچھ دوسرے رنگ و حجم کے موتیوں کے ذریعے خوبصورتی پیدا کی جاتی ہے۔ قرآن کریم کی ہر آیت اور ہر سورت اپنے اندر بنی نوع انسان کے لیے کوئی نہ کوئی خیر لیے ہوئے ہے اور ایسا کیوں نہ ہو، یہ کتاب ایسی ذات واحد کی نازل کردہ ہے کہ جس کا ہر فعل حکمت پر مبنی ہے اور جو ہر بات کی خبر رکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْۤا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾ [صٓ : ۲۹] ”یہ ایک کتاب ہے، ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے، بہت بابرکت ہے، تاکہ وہ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور تاکہ عقلوں والے نصیحت حاصل کریں۔“ اور فرمایا: ﴿ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ﴾ [الفرقان : ۱] ”بہت برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فیصلہ کرنے والی (کتاب) اتاری، تاکہ وہ جہانوں کے لیے ڈرانے والا ہو۔“ اور فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ١ۙ۬ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ [یونس : ۵۷] ”اے لوگو! بے شک تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے عظیم نصیحت اور اس کے لیے سراسر شفا جو سینوں میں ہے اور ایمان والوں کے لیے سراسر ہدایت اور رحمت آئی ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَقْوَمُ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ وَّ اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴾ [بني إسرائيل : ۹، ۱۰] ''بلاشبہ یہ قرآن اس (راستے) کی ہدایت دیتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں، بشارت دیتا ہے کہ بے شک ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ اور یہ کہ بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کتاب کے ذریعے اللہ تعالیٰ بہت سی قوموں کو بام عروج پر پہنچائے گا اور (اسے چھوڑ دینے والی) بہت سی قوموں کو قعر مذلت میں گرا دے گا۔'' [مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ...... الخ : ۸۱۷]

اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ ۙ﴿۲﴾

''یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، بے شک میں تمھارے لیے اس کی طرف سے ایک ڈرانے والا اور خوش خبری دینے والا ہوں۔''

اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ : یعنی یہ محکم اور مفصل قرآن اس لیے نازل ہوا ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ ہی کی عبادت کی جائے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْۤ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴾ [الأنبياء : ۲۵] ''اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی طرف یہ وحی کرتے تھے کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، سو میری عبادت کرو۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ﴾ [النحل : ۳۶] ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''

اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ : یعنی اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی تو میں تمھیں اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور اگر تم نے اس کی اطاعت کی تو میں تمھیں اجر و ثواب کی خوش خبری سناتا ہوں، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ [الشعراء : ۲۱٤] ''اور اپنے سب سے قریب رشتہ داروں کو ڈرا'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر قریش کے مختلف خاندانوں کو آواز دی اور اس جگہ جمع ہونے کو کہا، جب وہ وہاں جمع ہو گئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا: ''اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس وادی میں (پہاڑ کے پیچھے) کوئی لشکر ہے جو تم پر دھاوا بولنے والا ہے، تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟'' انھوں نے جواب دیا، ہاں! کیوں کہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا ہی پایا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''تو پھر سنو! میں تمھیں اس سخت عذاب سے خبردار کرتا ہوں جو بالکل سامنے ہے۔'' [بخاري، كتاب التفسير، باب ﴿ و أنذر عشيرتك الأقربين ﴾ : ٤٧٧٠۔ مسلم، كتاب الإيمان، باب في قوله تعالى : ﴿ و أنذر عشيرتك الأقربين ﴾ : ۲۰۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝۳

"اور یہ کہ اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف پلٹ آؤ تو وہ تمھیں ایک معین مدت تک اچھا سازوسامان دے گا اور ہر زیادہ عمل والے کو اس کا زیادہ ثواب دے گا اور اگر تم پھر گئے تو یقیناً میں تم پر ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔"

اس آیت میں توبہ و استغفار کی کمال فضیلت بیان ہوئی ہے۔ توبہ و استغفار سے اصل مطلوب تو اپنے گناہوں کی بخشش ہے، اگر خلوص نیت سے توبہ کی جائے تو اللہ تعالیٰ یقیناً گناہ معاف فرما دینے والا ہے اور ایسی توبہ و استغفار پر اللہ نے دو چیزوں کا وعدہ کیا ہے، پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان مخلص بندوں کو دنیا کی نعمتوں سے خوب نوازے گا اور دوسری چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیک نیتی اور عمل صالح کی جزا کے طور پر آخرت میں جنت دے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی زبانی ان لوگوں کو دھمکی دی جو توبہ و استغفار اور عبادت میں اخلاص سے اعراض کرتے ہیں کہ انھیں قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

وَ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى : سیدنا الاغر مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو، بے شک میں ایک دن میں اللہ سے سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔" [مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الاستغفار والاستکثار منه : ۴۲/ ۲۷۰۲]

وَ يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ : عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تم اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے حصول کے لیے جو بھی خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر ضرور پاؤ گے، یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے اس کا بھی اجر پاؤ گے۔" [بخاري، کتاب الوصایا، باب أن یترك ورثته أغنیاء خیر من أن یتکففوا الناس : ۲۷۴۲۔ مسلم ، کتاب الوصیة، باب الوصیة بالثلث : ۱۶۲۸]

وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ : ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓىِٕكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [المطففین : ٤ تا ٦] "کیا یہ لوگ یقین نہیں رکھتے کہ بے شک وہ اٹھائے جانے والے ہیں۔ ایک بڑے دن کے لیے۔ جس دن لوگ رب العالمین کے لیے کھڑے ہوں گے۔"

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴

"اللہ ہی کی طرف تمھارا لوٹنا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔"

کسی مجرم کو سزا دینے کے لیے دو باتوں کی ضرورت ہوتی ہے، ایک یہ کہ مجرم حاضر ہو، دوسری یہ کہ سزا دینے والا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے سزا دینے کی قدرت رکھتا ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ایسے دعوت حق سے اعراض کرنے والوں کو اپنے پاس حاضر کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے اور سزا دینے کی بھی، ایسے مجرموں کو اپنے انجام سے ضرور ڈرنا چاہیے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴾ [ق : ٤٣، ٤٤] ”یقیناً ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ جس دن زمین ان سے پھٹے گی، اس حال میں کہ وہ تیز دوڑنے والے ہوں گے، یہ ایسا اکٹھا کرنا ہے جو ہمارے لیے نہایت آسان ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴾ [التغابن : ۷] ”وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا انھوں نے گمان کیا کہ وہ ہرگز اٹھائے نہیں جائیں گے۔ کہہ دے کیوں نہیں؟ میرے رب کی قسم! تم ضرور بالضرور اٹھائے جاؤ گے، پھر تمھیں ضرور بالضرور بتایا جائے گا جو تم نے کیا اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے گالی دیتا ہے اور اسے زیبا نہیں کہ وہ مجھے گالی دے اور وہ میری تکذیب کرتا ہے، حالانکہ اسے یہ بھی زیبا نہیں، اس کا گالی دینا، اس کا یہ قول ہے کہ اللہ کی اولاد ہے اور تکذیب، اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ مجھے دوبارہ زندہ نہیں کرے گا، جیسے اس نے مجھے پہلی بار پیدا کیا ہے۔“ [بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی قول اللہ تعالٰی : ﴿ وهو الذی یبدأ الخلق ثم یعیدہ ﴾ : ۳۱۹۳]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (کفار میں سے) عاص بن وائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بوسیدہ ہڈی لے کر آیا اور پھر اس نے اسے اپنے ہاتھوں میں مسل کر ریزہ ریزہ کر دیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا، اے محمد! کیا اللہ تعالیٰ اس ہڈی کو بوسیدہ ہونے کے بعد زندہ کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں! اسے اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا اور (سن!) وہ تجھے مارے گا، پھر زندہ کرے گا، پھر تجھے جہنم میں داخل کرے گا۔“ [مستدرک حاکم : ۲/۴۲۹، ح : ۳۶۰۶]

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

”سن لو! بلاشبہ وہ اپنے سینوں کو موڑتے ہیں، تاکہ اس سے چھپے رہیں، سن لو! جب وہ اپنے کپڑے اچھی طرح لپیٹ لیتے ہیں وہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ بے شک وہ سینوں والی بات کو خوب جاننے والا ہے۔“

اس آیت کا مقصد تو اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت کو بیان کرنا ہے، یہاں کفار مکہ کے بارے میں خبر دی جا رہی ہے کہ بعض کفار مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سننے سے اعراض کرتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ ان کے اس اعراض کا علم اللہ یا اس کے رسول کو نہ ہو۔ انھی کفار کو بتایا جا رہا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے اپنی حقیقت چھپانے کی ہزار کوشش کرو، کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ اللہ تو سب کچھ جانتا ہے، وہ تو سینے کے تمام رازوں کو جانتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن عباد بن جعفر سے روایت ہے کہ انھوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تلاوت سنی: ﴿ اَلَاۤ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ ﴾ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ کچھ لوگ کھلی جگہ میں آسمان کی طرف منہ کھولنے میں (اللہ تعالیٰ سے) حیا کرتے تھے۔ اسی طرح مجامعت کے وقت بھی آسمان کی طرف ستر کھولنے میں (اللہ تعالیٰ سے) حیا کرتے تھے اور شرم کے مارے اپنے سر ڈھانپ لیتے تھے۔ [بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ ألا إنهم يثنون صدورهم ...... الخ ﴾ : ٤٦٨١، ٤٦٨٣]

يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ [حٰم السجدة : ٢٢، ٢٣] ”اور تم اس سے پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمھارے خلاف تمھارے کان گواہی دیں گے اور نہ تمھاری آنکھیں اور نہ تمھارے چمڑے اور لیکن تم نے گمان کیا کہ بے شک اللہ بہت سے کام، جو تم کرتے ہو، نہیں جانتا۔ اور یہ تمھارا گمان تھا جو تم نے اپنے رب کے بارے میں کیا، اسی نے تمھیں ہلاک کر دیا، سو تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ [الأنعام : ٥٩، ٦٠] ”اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر ہے اور نہ خشک مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔ اور وہی ہے جو تمھیں رات کو قبض کر لیتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم نے دن میں کمایا، پھر وہ تمھیں اس میں اٹھا دیتا ہے، تاکہ مقرر مدت پوری کی جائے، پھر اسی کی طرف تمھارا لوٹنا ہے، پھر وہ تمھیں بتائے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خانہ کعبہ کے پاس دو ثقفی اور ایک قریشی یا (یہ کہا کہ) دو قریشی اور ایک ثقفی جمع ہوئے جن کے پیٹ کی چربی بہت تھی (یعنی توند بڑی تھی) اور ان میں سوجھ بوجھ کی بڑی کمی تھی۔ ان میں سے ایک نے کہا تمھارا کیا خیال ہے کہ اللہ وہ سب کچھ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں؟ دوسرے نے کہا کہ جب ہم زور سے بولتے ہیں تو سنتا ہے، لیکن اگر ہم آہستہ بولیں تو نہیں سنتا۔ دوسرے نے کہا کہ اگر وہ بلند آواز سنتا ہے تو آہستہ بھی سنتا ہے۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی: ﴿ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ ﴾ [حٰم السجدة : ٢٢] ”اور تم اس سے پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمھارے خلاف تمھارے کان گواہی دیں گے اور نہ تمھاری آنکھیں اور نہ تمھارے چمڑے۔“ [بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ وما كنتم تستترون أن يشهد عليكم سمعكم ...... الخ ﴾ : ٧٥٢١]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝

''اور زمین میں کوئی چلنے والا (جاندار) نہیں مگر اس کا رزق اللہ ہی پر ہے اور وہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ اور اس کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے، سب کچھ ایک واضح کتاب میں درج ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین پر چلنے والے جتنے جاندار ہیں، وہ ان سب کو ان کی تخلیق وتکوین کے مطابق روزی پہنچاتا ہے، یہ اس کا اٹل وعدہ ہے جو بطور احسان پورا کرتا رہتا ہے۔ جب وہ ایک ایک جاندار کو روزی پہنچاتا ہے، دنیا میں ان کی جگہوں کو اور موت کے بعد ان کے ٹھکانوں کو جانتا ہے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ ان کے اقوال و افعال اور ان کے دیگر تمام احوال وکوائف سے بے خبر رہے؟ اسے سب کچھ کی خبر ہے اور لوح محفوظ میں ہر بات لکھی ہوئی ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا : یعنی چھوٹی بڑی تمام مخلوقات کا رزق اللہ کے ذمے ہے، خواہ وہ زمین میں رہ رہی ہوں یا دریاؤں اور سمندروں میں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴾ [الأنعام : ۳۸] ''اور زمین میں نہ کوئی چلنے والا ہے اور نہ کوئی اڑنے والا، جو اپنے دو پروں سے اڑتا ہے مگر تمھاری طرح امتیں ہیں، ہم نے کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی، پھر وہ اپنے رب کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴾ [العنکبوت : ٦٠] ''اور کتنے ہی چلنے والے (جاندار) ہیں جو اپنا رزق نہیں اٹھاتے، اللہ انھیں رزق دیتا ہے اور تمھیں بھی اور وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم اللہ پر ایسا توکل کیا کرتے جیسا اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو تم کو بھی اس طرح رزق دیا جاتا جس طرح پرندوں کو دیا جاتا ہے، وہ صبح کو بھوکے پیٹ جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر (واپس) آتے ہیں۔'' [ترمذی، کتاب الزھد، باب فی التوکل علی اللہ : ۲۳٤٤]

وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا : ''مُسْتَقَرٌّ'' قرار گاہ اور ''مُسْتَوْدَعٌ'' (سونپے جانے کی جگہ اور اس گودام کو بھی ''مُسْتَوْدَعٌ'' کہتے ہیں جہاں کوئی چیز ذخیرہ کی جاتی ہے، یا امانتیں بطور حفاظت رکھی جاتی ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک ''مُسْتَقَرٌّ'' سے مراد وہ جگہ ہے جہاں کسی نے اس دنیا میں زندگی (کا اکثر حصہ) بسر کیا ہو اور ''مُسْتَوْدَعٌ'' سے مراد وہ جگہ ہے جہاں مردہ زمین کے سپرد کیا جاتا ہے اور پھر ایک وقت آئے گا کہ زمین اس سپرد کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی امانت کو واپس کر دے گی۔ ارشاد فرمایا: ﴿ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَ عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ﴾ [ق : ٤] ''بے شک ہم جان چکے ہیں جو کچھ زمین ان میں سے کم کرتی ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو خوب محفوظ رکھنے والی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴾ [ق : ٤٤] ''جس دن زمین ان سے پھٹے گی، اس حال میں کہ وہ تیز دوڑنے والے ہوں گے، یہ ایسا اکٹھا کرنا ہے جو ہمارے لیے نہایت آسان ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ۝ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ﴾ [الانشقاق : ۳ تا ۵] ''اور جب زمین پھیلا دی جائے گی۔ اور اس میں جو کچھ ہے اسے باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائے گی۔ اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے گی اور یہی اس کا حق ہے۔''

كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ : ''كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ '' سے مراد لوح محفوظ ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓىِٕرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴾ [الأنعام : ۳۸] ''اور زمین میں نہ کوئی چلنے والا ہے اور نہ کوئی اڑنے والا، جو اپنے دو پروں سے اڑتا ہے مگر تمھاری طرح امتیں ہیں، ہم نے کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی، پھر وہ اپنے رب کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [الأنعام : ٥٩] ''اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر ہے اور نہ خشک مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔''

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیریں آسمانوں اور زمین کے بنانے سے پچاس ہزار سال پہلے لکھیں اور اس وقت اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔'' [مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم و موسٰی صلی اللہ علیھما و سلم : ۲٦٥۳]

وَ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَ لَىِٕنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

''اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا، تاکہ وہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے۔ اور یقیناً اگر تو کہے کہ بے شک تم موت کے بعد اٹھائے جانے والے ہو تو وہ لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنھوں نے کفر کیا، ضرور ہی کہیں گے یہ تو کھلے جادو کے سوا کچھ نہیں۔“

اللہ تعالیٰ عظیم ترین قدرتوں کا مالک ہے اور اس کی دلیل آسمان و زمین کی تخلیق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو (اتوار سے جمعہ) چھ دنوں میں پیدا کیا ہے۔ آسمان و زمین کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس لیے پیدا کیا کہ اس کے بندے زمین پر سکونت پذیر ہوں، اس کی گوناگوں نعمتوں سے مستفید ہوں اور ایک اللہ کی عبادت کریں۔ نیز نیکی اور خیر کے کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں، تاکہ روز قیامت اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے نبی! اگر آپ کفار مکہ سے کہیں گے کہ تم لوگ موت کے بعد دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے، تو وہ کہیں گے کہ اے محمد! تم جو کچھ کہہ رہے ہو جادو کی طرح بے بنیاد ہے اور باطل فکر ہے، جس پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴾ [ق : ۳۸] ”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دنوں میں پیدا کیا اور ہمیں کسی قسم کی تھکاوٹ نے نہیں چھوا۔“

وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ : سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(ابتدا میں) اللہ تعالیٰ ہی کی ذات تھی، اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا، پھر اس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور لوح محفوظ میں ہر چیز تحریر فرمائی۔“ [بخاری، کتاب التوحید، باب ﴿ وكان عرشه على الماء ﴾ ...... الخ : ۷٤۱۸]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیریں تحریر فرمائیں اور (اس وقت) اس کا عرش پانی پر تھا۔“ [مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسٰی صلی اللہ علیهما وسلم : ۲٦٥۳]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے انسان! تو میری راہ میں خرچ کر میں تجھے عطا کروں گا۔“ اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، دن رات خرچ کرنا بھی اس میں کمی نہیں لاتا۔ ذرا خیال تو کرو کہ آسمان و زمین کی پیدائش سے لے کر اب تک کتنا خرچ کیا ہو گا لیکن اس کے داہنے ہاتھ میں جو تھا وہ کم نہیں ہوا۔ اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس کے ہاتھ میں میزان ہے، جسے وہ جھکاتا بھی ہے اور اونچا بھی کرتا ہے۔“ [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ وكان عرشه على الماء ﴾ : ٤٦٨٤۔ مسلم، کتاب الزكاة، باب الحث على النفقة : ۳۷/ ۹۹۳]

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا : یعنی آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے کا مقصد جنوں اور انسانوں کی آزمائش ہے۔ گویا کائنات کا نظام بے مقصد نہیں ہے، بلکہ اچھے اور برے لوگوں کی جانچ کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اچھے عمل کرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں کے لیے جنت ہے اور برے عمل کرنے والوں کے لیے دوزخ ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ [آل عمران : ١٩٠، ١٩١] ”بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے بدلنے میں عقلوں والوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں، اے ہمارے رب! تو نے یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے، سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔“

وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸

”اور بلاشبہ اگر ہم ان سے عذاب کو ایک گنی ہوئی مدت تک مؤخر کر دیں تو یقیناً ضرور کہیں گے اسے کیا چیز روک رہی ہے؟ سن لو! جس دن وہ ان پر آئے گا تو ان سے ہٹایا جانے والا نہیں اور انھیں وہ چیز گھیر لے گی جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔“

ان کافروں کی فطرت ہی میں کجی واقع ہوئی ہے، قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانا اور اللہ کی جانب سے بھیجی گئی ہر خبر میں شک کرنا ان کی عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر ایک مدت معینہ تک عذاب کو ان سے ٹال دیتا ہے تو اللہ کے رسول ﷺ کو فوراً جھٹلانے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے محمد! تم جس عذاب کی بات کرتے تھے اسے کس چیز نے مؤخر کر دیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کو جواب دیا کہ جلدی نہ کرو، جب وہ تم پر نازل ہو جائے گا تو کوئی طاقت اسے ٹال نہیں سکے گی، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّی لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَیَاْتِیَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴾ [العنکبوت : ۵۳] ”اور وہ تجھ سے جلدی عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر ایک مقرر وقت نہ ہوتا تو ان پر عذاب ضرور آ جاتا اور یقیناً وہ ان پر ضرور اچانک آئے گا اور وہ شعور نہ رکھتے ہوں گے۔“

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ۝۹ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝۱۰

”اور یقیناً اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے کوئی رحمت چکھائیں، پھر اسے اس سے چھین لیں تو بے شک وہ یقیناً نہایت ناامید، بے حد ناشکرا ہوتا ہے۔ اور بے شک اگر ہم اسے کوئی نعمت چکھائیں کسی تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی ہو تو یقیناً ضرور کہے گا سب تکلیفیں مجھ سے دور ہو گئیں۔ بلاشبہ وہ یقیناً بہت پھولنے والا، بہت فخر کرنے والا ہے۔“

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس مذموم صفت کا ذکر فرمایا ہے کہ جس سے اس کے صرف وہ مومن بندے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی محفوظ رہتے ہیں جن پر اللہ نے رحم فرمایا ہو۔ وہ مذموم صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی انسان کو نعمت دے کر پھر کسی سبب سے اس سے چھین لیتا ہے تو وہ فوراً ہی اس کی رحمت سے نا امید ہو جاتا ہے اور ناشکری اور اس کی برائی بیان کرنے پر اتر آتا ہے۔ اگر اسے بیماری یا تکلیف کے بعد صحت اور محتاجی کے بعد خوشحالی سے نوازتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ اب کیا ہے؟ اب تو آرام و راحت ہے اور عیش و خوشحالی ہے اور اس خوشحالی میں ایسا مگن ہو جاتا ہے کہ اس نعمت پر اپنے خالق و رازق اور آقا و مالک کا شکر یہ ادا کرنے کا خیال بھی اس کے دل و دماغ میں نہیں گزرتا۔

اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ [یوسف : ۸۷] ”بے شک حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ فَاذْكُرُوْنِيْۤ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴾ [البقرۃ : ۱۵۲] ”سو تم مجھے یاد کرو، میں تمھیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری مت کرو۔“

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ۝۱۱

”مگر وہ لوگ جنھوں نے صبر کیا اور نیک اعمال کیے، یہ لوگ ہیں جن کے لیے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔“

گزشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی بالعموم ایک مذموم صفت کو بیان کیا ہے اور اس آیت میں اس صفت سے ان مومنین کو مستثنیٰ قرار دیا ہے جو اپنی زندگی میں کسی بھی حال میں صبر کا دامن نہیں چھوڑتے اور اعمال صالحہ کرتے رہتے ہیں۔ وہ مذموم صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی انسان کو نعمت دے کر پھر کسی سبب سے اس سے چھین لیتا ہے تو وہ فوراً ہی اس کی رحمت سے نا امید ہو جاتا ہے اور ناشکری اور اللہ کی برائی بیان کرنے پر اتر آتا ہے اور اگر اسے بیماری اور تکلیف کے بعد صحت، اور محتاجی کے بعد خوشحالی سے نوازتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ اب کیا ہے، اب تو آرام و راحت ہے اور عیش و خوشحالی ہے اور اس خوشحالی میں ایسے مگن ہو جاتا ہے کہ اس نعمت پر اپنے خالق و رازق اور آقا و مالک کا شکر یہ ادا کرنے کا خیال بھی اس کے دل و دماغ میں نہیں گزرتا، لیکن جو مومنین تکلیف کی حالت میں صابر اور آرام کی حالت میں اپنے رب کے شاکر ہوتے ہیں اور ہر حال میں عمل صالح کرنا ان کا شیوہ ہوتا ہے، وہ نہ تو مصیبت کے وقت جزع فزع کرتے ہیں اور نہ عیش و آرام کی حالت میں اس طرح ترنگ میں آتے ہیں کہ اللہ کو بھول جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان نیک بندوں سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ۝ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۝ اُولٰٓىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴾ [البقرۃ : ۱۵۵ تا ۱۵۷] ”اور یقیناً ہم تمھیں خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔ وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے کئی مہربانیاں اور بڑی رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۝ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ۝ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۝ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ وَالَّذِينَ هُم مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ۝ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُم بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ﴾ [المعارج : ۱۹ تا ۳۵] ''بلاشبہ انسان تھڑدلا بنایا گیا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو بہت گھبرا جانے والا ہے۔ اور جب اسے بھلائی ملتی ہے تو بہت روکنے والا ہے۔ سوائے نماز ادا کرنے والوں کے۔ وہ جو اپنی نماز پر ہمیشگی کرنے والے ہیں۔ اور وہ جن کے مالوں میں ایک مقرر حصہ ہے۔ سوال کرنے والے کے لیے اور (اس کے لیے) جسے نہیں دیا جاتا۔ اور وہ جو جزا کے دن کو سچا مانتے ہیں۔ اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔ یقیناً ان کے رب کا عذاب ایسا ہے جس سے بے خوف نہیں ہوا جا سکتا۔ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں پر، یا جس کے مالک ان کے دائیں ہاتھ ہیں، تو یقیناً وہ ملامت کیے ہوئے نہیں۔ پھر جو اس کے علاوہ کوئی راستہ ڈھونڈے تو وہی حد سے گزرنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی امانتوں کا اور اپنے عہد کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ جنتوں میں عزت دیے جانے والے ہیں۔''

إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا : سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز نور ہے، صدقہ دلیل ہے، صبر روشنی ہے اور قرآن دلیل ہے تیرے حق میں یا تیرے خلاف۔'' [مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء : ٥٣٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کی مثال پودے کی پہلی نکلی ہوئی ہری شاخ جیسی ہے کہ جب بھی ہوا چلتی ہے اسے جھکا دیتی ہے، پھر وہ سیدھا ہو کر مصیبت برداشت کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور فاجر و بدکار کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ وہ سخت ہوتا ہے اور سیدھا کھڑا رہتا ہے، یہاں تک کہ (اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے) اسے اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔'' [بخاری، كتاب المرضى، باب ما جاء في كفارة المرض : ٥٦٤٤۔ مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب مثل المؤمن كالزرع...... الخ : ٢٨٠٩]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی مگر اللہ تعالیٰ (اس کے ذریعے سے) اس کے گناہوں کو جھاڑ دیتا ہے، جس طرح (خزاں میں) درخت کے پتے جھڑ جاتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔‘‘ [بخاری، کتاب المرضی، باب شدۃ المرض : ٥٦٤٧۔ مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب ثواب المؤمن فیما یصیبۃ من مرض أو حزن : ٢٥٧١]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’مسلمان کو اگر کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے، یا کانٹے سے بڑھ کر (یا اس سے بھی کم) کوئی تکلیف اسے پہنچتی ہے تو اس کے عوض اس کے لیے ایک درجہ لکھ دیا جاتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔‘‘ [مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ من مرض أو حزن : ٢٥٧٢]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی سے کہا: ’’کیا تو کبھی ’’ام مِلدَم‘‘ کی بیماری میں مبتلا ہوا ہے؟‘‘ دیہاتی نے عرض کی ’’ام مِلدَم‘‘ کون سی بیماری ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جلد اور گوشت کے درمیان گرمی کو ’’ام ملدم‘‘ کہا جاتا ہے (یعنی بخار)۔‘‘ دیہاتی نے کہا، مجھے کبھی بخار نہیں ہوا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: ’’کیا تو کبھی ’’صداع‘‘ کی بیماری میں مبتلا ہوا ہے؟‘‘ اس نے پوچھا، ’’صداع‘‘ کون سی بیماری ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’سر درد کو صداع کہا جاتا ہے۔‘‘ دیہاتی نے کہا، مجھے کبھی سر درد بھی نہیں ہوا ہے، پھر جب وہ دیہاتی چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس آدمی کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ وہ کسی دوزخی کو دیکھے تو اس دیہاتی کو دیکھ لے۔‘‘ [مستدرک حاکم : ٣٤٧/١، ح : ١٢٨٣۔ ابن حبان : ٢٩١٦۔ مسند أحمد : ٣٣٢/٢، ٣٦٦، ٣٦٧، ح : ٨٤١٦، ٨٨١٥]

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ : یعنی انھیں دنیا میں پہنچنے والی تکلیفیں ان کی بخشش کا سبب بن جاتی ہیں اور ان اعمالِ صالحہ کی وجہ سے جو انھوں نے خوشحالی اور آسائش کے دور میں سرانجام دیے تھے، اللہ تعالیٰ اجر عظیم سے نوازتا ہے، جیسا کہ سیدنا ابوسعید اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’مومن کو جو کوئی بھی سختی، مصیبت، دکھ یا غم پہنچتا ہے، حتیٰ کہ وہ فکر بھی جو اسے غمگین کر دے، تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔‘‘ [مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ من مرض أو حزن : ٢٥٧٣]

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلہ میں خیر و بھلائی ہی ہے اور یہ فضیلت صرف بندۂ مومن ہی کو حاصل ہے، (وہ اس طرح کہ) اگر اسے خوشی اور راحت وسکون ملے تو وہ شکر کرتا ہے اور شکر کرنا اس کے لیے بہت بہتر ہے اور اگر کوئی سختی وتکلیف آئے تو صبر کرتا ہے اور صبر کرنے میں بھی اس کے لیے خیر و بھلائی ہی ہے۔‘‘ [مسلم، کتاب الزھد، باب المؤمن أمرہ کلہ خیر : ٢٩٩٩]

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَ ضَآىِٕقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝۱۲

’’پھر شاید تو اس کا کچھ حصہ چھوڑ دینے والا ہے جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے اور اس کی وجہ سے تیرا سینہ تنگ ہونے والا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ کہیں گے اس پر کوئی خزانہ کیوں نہ اتارا گیا، یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا؟ تو تو صرف ڈرانے والا ہے اور اللہ ہر چیز پر نگران ہے۔“

www.KitaboSunnat.com

کفار مکہ نبی کریم ﷺ سے بار بار کہتے تھے کہ تمھاری صداقت کی گواہی دینے کے لیے آسمان سے کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتر آتا، یا اللہ تعالیٰ تمھارے لیے کوئی خزانہ کیوں نہیں بھیج دیتا، یا کوئی باغ ہی کیوں نہیں اُگا دیتا؟ یہ اور اسی طرح کے دیگر معاندانہ سوالوں سے رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی دل برداشتہ ہو جاتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں تسلی دی اور کہا کہ ایسا گزشتہ انبیاء کے ساتھ بھی ہوتا رہا ہے۔ ان کی قوموں نے بھی انھیں جھٹلایا تو انھوں نے صبر کیا، اس لیے آپ بھی صبر سے کام لیجیے اور دل برداشتہ ہو کر اور کافروں کا دل رکھنے کے لیے قرآن کریم کی ان آیتوں کی تبلیغ سے رک نہ جائیے جنھیں کفار سننا نہیں چاہتے۔ آپ کا کام تو پیغام الٰہی کو من وعن پہنچا دینا ہے۔ آسمان سے نشانیاں نازل کرنا تو صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَقَالُوا مَالِ هٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ۝ أَوْ يُلْقٰى إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظّٰلِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ﴾ [الفرقان : ۷، ۸] ”اور انھوں نے کہا اس رسول کو کیا ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، اس کی طرف کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا کہ اس کے ساتھ ڈرانے والا ہوتا۔ یا اس کی طرف کوئی خزانہ اتارا جاتا، یا اس کا کوئی باغ ہوتا جس سے وہ کھایا کرتا اور ظالموں نے کہا تم تو بس ایسے آدمی کی پیروی کر رہے ہو جس پر جادو کیا ہوا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ مشرکین کی اس طرح کی باتوں سے دل آزردہ ہو جایا کرتے تھے، اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی ہے اور رہنمائی فرمائی ہے کہ آپ ان کی باتوں سے دل گرفتہ نہ ہوں اور نہ ان کی وجہ سے دعوت الی اللہ کے کام کو چھوڑیں، بلکہ اپنے مشن کی تکمیل کے لیے دن رات مصروف عمل رہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ﴾ [الحجر : ۹۷] ”اور بلاشبہ یقیناً ہم جانتے ہیں کہ بے شک تیرا سینہ اس سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں۔“

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝ فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَأَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ ۝

”یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے گھڑ لیا ہے۔ کہہ دے پھر اس جیسی دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے بلا سکتے ہو بلا لو، اگر تم سچے ہو۔ پس اگر وہ تمھاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ یہ صرف اللہ کے علم سے اتارا گیا ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو کیا تم حکم ماننے والے ہو؟‘‘

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اعجاز کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ کسی انسان کے بس میں نہیں کہ وہ قرآن مجید جیسی کتاب پیش کر سکے، بلکہ یہ بھی کسی کے مقدور میں نہیں کہ وہ اس جیسی دس سورتیں یا ایک سورت ہی پیش کر سکے، کیونکہ رب تعالیٰ کے پاک کلام سے مخلوق کے کلام کو کوئی نسبت یا مشابہت نہیں ہو سکتی، جیسا کہ صفات الٰہی سے مخلوق کی صفات کو کوئی موافقت و مناسبت نہیں ہو سکتی۔ اس کی ذات بابرکات اس بات سے بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے کہ کوئی بھی چیز اس کے مشابہ ہو، اس کے سوا کوئی معبود ہے نہ پروردگار۔

اگلی آیت میں فرمایا کہ مسلمانو! اگر کفار عرب تمھارے اس چیلنج کا جواب نہ دے سکیں، تو تمھارے علم و یقین میں اضافہ اور پختگی آ جانی چاہیے کہ وہ ایسا کبھی نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ اس قرآن کا معجزانہ نظم اور اس کی ترتیب کسی انسان کے بس کی بات نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر آخر الزماں کو عطا کیا جانے والا سب سے عظیم معجزہ ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ہر نبی کو جیسا معجزہ دیا گیا اسی قدر اس پر ایمان لایا گیا، یا (فرمایا) اسی قدر لوگ اس پر ایمان لائے اور مجھے تو (قرآن مقدس کی) وحی دی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجی ہے، اس لیے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری پیروی کرنے والے لوگ تمام انبیاء کے پیروکاروں سے زیادہ ہوں گے۔‘‘ [بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب قول النبی ﷺ : بعثت بجوامع الکلم : ۷۲۷۴۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب وجوب الإیمان برسالة نبینا...... الخ : ۱۵۲]

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

’’جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتا ہو ہم انھیں ان کے اعمال کا بدلہ اسی (دنیا) میں پورا دے دیں گے اور اس (دنیا) میں ان سے کمی نہ کی جائے گی۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہو گیا جو کچھ انھوں نے اس میں کیا اور بے کار ہے جو کچھ وہ کرتے رہے تھے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اعمال صالحہ کے بدلے میں جس کا مطمح نظر صرف دنیا کی زندگی اور اس کا عیش و آرام اور ٹھاٹھ باٹھ ہوتا ہے تو اللہ اسے ان اعمال کا بدلہ اس کی نیت کے مطابق دیتا ہے، اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی، لیکن آخرت میں انھیں ان اعمال صالحہ کا کوئی اچھا بدلہ نہیں ملے گا، بلکہ نفاق اور ریاکاری کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیے جائیں گے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴾ [بني إسرائيل : ۱۸ تا ۲۱] ''جو شخص اس جلدی والی (دنیا) کا ارادہ رکھتا ہو ہم اس کو اس میں جلدی دے دیں گے جو چاہیں گے، جس کے لیے چاہیں گے، پھر ہم نے اس کے لیے جہنم بنا رکھی ہے، اس میں داخل ہوگا، مذمت کیا ہوا، دھتکارا ہوا۔ اور جس نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کے لیے کوشش کی، جو اس کے لائق کوشش ہے، جبکہ وہ مومن ہو تو یہی لوگ ہیں جن کی کوشش ہمیشہ سے قدر کی ہوئی ہے۔ ہم ہر ایک کی مدد کرتے ہیں، ان کی اور ان کی بھی، تیرے رب کی بخشش سے اور تیرے رب کی بخشش کبھی بند کی ہوئی نہیں۔ دیکھ ہم نے ان کے بعض کو بعض پر کس طرح فضیلت دی ہے اور یقیناً آخرت درجوں میں بہت بڑی اور فضیلت دینے میں کہیں بڑی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴾ [الشورىٰ : ۲۰] ''جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کریں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے ہم اس میں سے کچھ دے دیں گے اور آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں۔''

یہ آیت کریمہ مسلمانوں کے لیے خطرے کی گھنٹی بھی ہے کہ آدمی نیک اعمال کرتا ہے، لیکن اگر ان میں اخلاص اور للٰہیت نہیں ہے تو وہ قیامت کے دن اس کے لیے وبالِ جان بن جائیں گے اور جہنم اس کا ٹھکانا ہوگا، جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شہید کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں گنوائے گا اور شہید ان نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا تو نے ان نعمتوں کا حق ادا کرنے کے لیے کیا کیا؟ وہ کہے گا، میں نے تیری راہ میں جنگ کی، حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے، تو نے بہادر کہلوانے کے لیے جنگ کی، سو دنیا میں تجھے بہادر کہا گیا۔ پھر (فرشتوں کو) حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ آدمی لایا جائے گا جس نے خود بھی علم سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد کروائے گا اور وہ عالم ان کا اقرار کرے گا۔ تب اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا، ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کے لیے تو نے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا، یا اللہ! میں نے علم سیکھا، لوگوں کو سکھلایا اور تیری خاطر لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو نے جھوٹ کہا ہے، تو نے علم اس لیے سیکھا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن اس لیے پڑھایا کہ لوگ تجھے قاری کہیں۔ سو دنیا نے تجھے عالم اور قاری کہا۔ پھر حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کے بعد تیسرا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی لایا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں وسعت اور ہر طرح کی دولت سے نوازا تھا، اللہ تعالیٰ پوچھے گا، میری نعمتیں پا کر تو نے کیا کام کیے؟ وہ کہے گا، یا اللہ! میں نے تیری راہ میں ان تمام جگہوں پر خرچ کیا جہاں تجھے پسند تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے صرف اس لیے مال خرچ کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں اور دنیا نے تجھے سخی کہا۔ پھر حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' [مسلم، کتاب الإمارۃ، باب من قاتل للریاء والسمعۃ استحق النار : ۱۹۰۵۔ نسائی، کتاب الجهاد، باب من قاتل لیقال فلان جریٔ : ۳۱۳۹]

سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(اے ایمان والو!) خوشخبری سنو اور اس چیز کی امید رکھو جو چیز تمھیں خوش کر دے گی۔ اللہ کی قسم! میں تمھارے معاملہ میں فقر و محتاجی سے نہیں ڈرتا، بلکہ اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کر دی جائے گی، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کر دی گئی تھی۔ تو تم بھی دنیا کی حرص کرنے لگو گے جس طرح وہ لوگ حرص کرنے لگے تھے اور دنیا تمھیں اسی طرح غافل کر دے گی جس طرح اس نے ان لوگوں کو غافل کر دیا تھا۔'' [بخاری، کتاب الرقاق، باب، ما یحذر من زهرۃ الدنیا والتنافس فیها : ٦٤٢٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دینار و درہم اور ریشمی چادر اور اونی کپڑوں کا بندہ ہلاک ہوگیا کہ اگر اسے یہ چیزیں ملیں تو خوش ہو جاتا ہے اور اگر نہیں ملتیں تو ناراض ہو جاتا ہے۔'' [بخاری، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من فتنة المال ...... الخ : ٦٤٣٥]

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾

''تو کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر ہو اور اس کی طرف سے ایک گواہ اس کی تائید کر رہا ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب بھی جو امام اور رحمت تھی، یہ لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور گروہوں میں سے جو اس کا انکار کرے تو آگ ہی اس کے وعدے کی جگہ ہے۔ سو تو اس کے بارے میں کسی شک میں نہ رہ، یقیناً یہی تیرے رب کی طرف سے حق ہے اور لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔''

منکرین اور کافرین کے مقابلے میں اہل فطرت اور اہل ایمان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ ﴿ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ﴾ سے مراد، وہ فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا فرمایا ہے اور وہ ہے الٰہ واحد کا اعتراف اور اسی کی عبادت۔ ﴿ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ ﴾ میں گواہ سے مراد قرآن یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو اس فطرت صحیحہ کی طرف دعوت دیتے اور اس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشان وہی کرتے ہیں اور اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات بھی، جو پیشوا اور رحمت کا سبب ہے، یعنی یہ کتابِ موسیٰ بھی قرآن پر ایمان لانے کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک وہ شخص ہے جو منکر و کافر ہے اور اس کے مقابلے میں ایک دوسرا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل پر قائم ہے، اس پر ایک گواہ (قرآن یا پیغمبر اسلام ﷺ) بھی ہے۔ اسی طرح اس سے قبل نازل ہونے والی کتاب، تورات میں بھی اس کے لیے پیشوائی کا اہتمام کیا گیا ہے تو یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے، کیونکہ ایک مومن ہے اور دوسرا کافر۔ ایک ہر طرح کے دلائل سے لیس ہے دوسرا بالکل خالی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ اور دیگر تمام کفار عالم کے بارے میں فرمایا کہ جو کوئی نبی کریم ﷺ یا قرآن پر ایمان نہیں لائے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ : اس آیت میں "بَيِّنَةٍ" سے مراد قرآن مجید ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ﴾ [الأنعام : ٥٧] "کہہ دے بے شک میں اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر ہوں اور تم نے اسے جھٹلا دیا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ﴾ [الأنعام : ١٥٧] "پس بے شک تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل اور ہدایت اور رحمت آ چکی۔"

﴿ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ﴾ سے مراد وہ فطرت بھی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا فرمایا ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں، جیسے کہ جانوروں کے بچے صحیح سالم پیدا ہوتے ہیں، کیا تم نے کوئی ایسا جانور دیکھا ہے کہ (پیدائشی طور پر) اس کے جسم کا کوئی حصہ کٹا ہوا ہو؟" [بخاري، كتاب الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين : ١٣٨٥۔ مسلم، كتاب القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة ...... الخ : ٢٦٥٨]

سیدنا عیاض بن حمار المجاشعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے تمام بندوں کو موحد پیدا کیا ہے، لیکن پھر شیطان آ کر انھیں ان کے دین سے بہکا دیتا ہے اور میری حلال کردہ چیزیں ان پر حرام کر دیتا ہے اور انھیں مجبور کرتا ہے کہ وہ میرے ساتھ انھیں شریک کریں جن کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔"
[مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا ...... الخ : ٢٨٦٥]

وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ : گواہ سے مراد قرآن مجید ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ تک پہنچایا اور آپ نے اسے اپنی امت تک پہنچا دیا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ [الأحقاف : ١٠] "کہہ دے کیا تم نے دیکھا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہوا اور تم نے اس کا انکار کر دیا اور بنی اسرائیل میں سے ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادت دینے والے نے اس جیسے (قرآن) کی شہادت دی، پھر وہ ایمان لے آیا اور تم نے تکبر کیا (تو تمھارا انجام کیا ہوگا) بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ : یعنی تمام روئے زمین کے لوگوں میں سے، خواہ وہ مشرک و کافر ہوں یا اہل کتاب، یا انسانی معاشرے کے کسی بھی طبقے یا جنس سے ان کا تعلق ہو، یا ان کا کوئی رنگ اور کوئی بھی شکل ہو اور انھیں قرآن کی دعوت پہنچ جائے اور وہ اس کا انکار کر دیں تو ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ﴾ [الأعراف : ۱۵۸] ”کہہ دے اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت میں سے جو بھی یہودی یا نصرانی میرے متعلق سن لے اور پھر مجھ پر ایمان نہ لائے وہ جہنمی ہے۔“ [مسلم، كتاب الإيمان، باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد ﷺ ...... الخ : ۱۵۳]

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ۝۱۸

”اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر کوئی جھوٹ باندھے؟ یہ لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہ ہیں وہ لوگ جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا۔ سن لو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔“

ان لوگوں سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک ظالم و مجرم کون ہو سکتا ہے، جو افترا پردازی کرتے ہوئے کہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کے تراشے ہوئے بت اللہ کے شریک ہیں اور قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے۔ قیامت کے دن ایسے لوگ نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ اللہ کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور فرشتے، انبیائے کرام، دعاۃ و مبلغین اور خود ان مجرموں کے اعضا و جوارح گواہی دیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کے بارے میں افترا پردازی کی تھی تو اللہ تعالیٰ کہے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔

هٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ : صفوان بن محرز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کا ہاتھ تھامے ہوئے چل رہا تھا کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا، آپ نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے دن کی سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے؟ آپ نے فرمایا، میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل مومن بندے کو اپنے قریب کرے گا، یہاں تک کہ اس پر اپنا سایہ کر دے گا اور اسے (لوگوں کی نگاہوں سے) چھپا لے گا اور اسے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا کہ کیا تجھے اپنا فلاں گناہ یاد ہے؟ اور کیا فلاں بھی یاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ وہ بندہ کہے گا، ہاں! اے میرے رب! آخر جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لے گا اور اسے یقین آ جائے گا کہ بس اب ہلاک ہوا، تو اس وقت ارحم الراحمین فرمائے گا، (میرے بندے!) میں دنیا میں تیرے (عیبوں) پر پردہ ڈالتا رہا، سن! آج بھی انھیں تیرے لیے بخشتا ہوں، پھر اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ اسے دے دیا جائے گا اور (اس کے برعکس) کفار اور منافقین پر تو گواہ پیش ہوں گے، (جو کہیں گے کہ) یہی وہ ہیں جو اللہ پر جھوٹ بولتے تھے۔ یاد رہے کہ ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔" [بخاری، کتاب المظالم، باب قول اللہ تعالیٰ : ﴿ ألا لعنة الله على الظالمين ﴾: ٢٤٤١۔ مسلم، كتاب التوبة، باب قبول توبة القاتل و إن كثر قتله : ٢٧٦٨]

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ظالموں کو مہلت دیتا رہتا ہے اور بالآخر جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔" [بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ وكذلك أخذ ربك إذا أخذ القرى وهي ظالمة ﴾ : ٤٦٨٦۔ مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم : ٢٥٨٣]

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٩﴾

"جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں اور آخرت کے ساتھ کفر کرنے والے بھی وہی ہیں۔"

جو لوگوں کو اللہ کی سیدھی راہ سے روکنے کے لیے اس میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرتے تھے اور وہ ایسا کیوں نہ کرتے، ان کا تو آخرت پر ایمان تھا ہی نہیں، کیونکہ جو آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہی سیدھی راہ اختیار کرتا ہے اور دوسروں کو بھی اس پر چلنے کی دعوت دیتا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ﴾ [إبراهيم : ٣] "وہ جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں پسند کرتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں، یہ لوگ بہت دور کی گمراہی میں ہیں۔"

اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٠﴾

"یہ لوگ کبھی زمین میں عاجز کرنے والے نہیں اور نہ کبھی ان کے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار ہیں، ان کے لیے عذاب دگنا کیا جائے گا۔ وہ نہ سننے کی طاقت رکھتے تھے اور نہ دیکھا کرتے تھے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اس بات سے عاجز نہیں ہے کہ ان افترا پرداز کافروں اور مشرکوں کو قیامت سے پہلے دنیا ہی میں عذاب دے تب ان کا کوئی یار و مددگار نہیں ہوگا جو اس عذاب کو ان سے ٹال سکے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا میں انھیں اس لیے عذاب نہیں دیا گیا کہ آخرت میں انھیں دوگنا عذاب دیا جائے، اس لیے کہ دین اسلام سے ان کی نفرت و عداوت اس قدر شدید تھی کہ نہ حق بات سننے کی تاب لاتے تھے اور نہ اللہ کی آیتوں میں غور و فکر سے کام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیتے تھے۔

يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ : ان کو دگنا عذاب اس لیے دیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں کان، آنکھیں اور دل دیے تھے، مگر یہ ان کے کچھ کام نہ آئے، بلکہ حق سننے سے یہ بہرے بنے رہے، حق کی اتباع کرنے سے یہ اندھے بنے رہے۔ اس کا نتیجہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْۤا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ شَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۳۷، ۳۸] ”پھر اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیات کو جھٹلائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں لکھے ہوئے میں سے ان کا حصہ ملے گا، یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے آئیں گے، جو انھیں قبض کریں گے تو کہیں گے کہاں ہیں وہ جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے تھے؟ کہیں گے وہ ہم سے گم ہو گئے اور وہ اپنے آپ پر شہادت دیں گے کہ واقعی وہ کافر تھے۔ فرمائے گا ان جماعتوں کے ہمراہ جو جنوں اور انسانوں میں سے تم سے پہلے گزر چکی ہیں، آگ میں داخل ہو جاؤ۔ جب بھی کوئی جماعت داخل ہوگی اپنے ساتھ والی کو لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جس وقت سب ایک دوسرے سے آملیں گے تو ان کی پچھلی جماعت اپنے سے پہلی جماعت کے متعلق کہے گی اے ہمارے رب! ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا، تو انھیں آگ کا دگنا عذاب دے۔ فرمائے گا سبھی کے لیے دگنا ہے اور لیکن تم نہیں جانتے۔“ اور فرمایا: ﴿ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴾ [النحل : ۸۸] ”وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ہم انھیں عذاب پر عذاب زیادہ دیں گے، اس کے بدلے جو وہ فساد کیا کرتے تھے۔“

مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَ مَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ : ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَ بِمَاۤ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۛ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَ السَّلٰسِلُ ؕ يُسْحَبُوْنَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝ اُدْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴾ [المؤمن : ٦٩ تا ٧٦] ”کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیات کے بارے میں جھگڑتے ہیں، کہاں پھیرے جا رہے ہیں۔ وہ لوگ جنھوں نے کتاب کو اور جو کچھ ہم نے اپنے رسولوں کو دے کر بھیجا اسے جھٹلا دیا، سو عنقریب جان لیں گے۔ جب طوق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں، گھسیٹے جا رہے ہوں گے کھولتے پانی میں، پھر آگ میں جھونکے جائیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جو تم شریک ٹھہراتے تھے؟ اللہ کے سوا۔ کہیں گے وہ ہم سے گم ہو گئے، بلکہ ہم اس سے پہلے کسی چیز کو نہیں پکارتے تھے۔ اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ تم زمین میں حق کے بغیر خوش ہوتے تھے اور اس لیے کہ تم اکڑتے تھے۔ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو، پس وہ تکبر کرنے والوں کی بری جگہ ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ وَ ذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَ مَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴾ [الأحقاف : ۲۸] ''پھر ان لوگوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی جنھیں انھوں نے قرب حاصل کرنے کے لیے اللہ کے سوا معبود بنایا؟ بلکہ وہ ان سے گم ہو گئے اور یہ ان کا جھوٹ تھا اور جو وہ بہتان باندھتے تھے۔''

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾

''یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا اور ان سے گم ہو گیا جو کچھ وہ جھوٹ گھڑا کرتے تھے۔ کوئی شک نہیں کہ یقیناً وہ آخرت میں، وہی سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔''

یعنی اللہ کے سوا جن معبودوں اور بتوں کو یہ پکارتے رہے، وہ ان کے کچھ کام تو نہ آسکیں گے، البتہ ہر طرح کے نقصان اور خسارے کا سبب ضرور قرار پائیں گے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴾ [الأحقاف : ٦] ''اور جب سب لوگ اکٹھے کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت سے منکر ہوں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴾ [البقرة : ١٦٦] ''جب وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی تھی، ان لوگوں سے بالکل بے تعلق ہو جائیں گے جنھوں نے پیروی کی اور وہ عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات بالکل منقطع ہو جائیں گے۔''

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ : اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے انجام کے بارے میں یہ خبر دی ہے کہ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اور خسارہ اٹھانے والے یہی لوگ ہوں گے، کیونکہ انھوں نے اپنے لیے بلندیوں کے بجائے پستیوں کو پسند کر لیا تھا اور جنت کی نعمتوں کے بجائے جہنم کے کھولتے ہوئے گرم پانی کو، جنت کی سربمہر خالص شراب کے بجائے جہنم کی نہایت گرم ہوا، کھولتے پانی اور سیاہ ترین دھویں کو، موٹی موٹی آنکھوں والی خوبصورت حوروں کے بجائے تھوہر کے کھانے کو اور جنت کے بلند و بالا محلات کے بجائے جہنم کے گڑھوں کو پسند کر لیا تھا، بلاشک وشبہ یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَخْبَتُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ١ۙ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ١ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝۲۳ ﴾

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور اپنے رب کی طرف عاجزی کی وہی جنت والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

بد بخت لوگوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے سعادت مند لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے اور ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ جن کے دل ایمان سے لبریز تھے اور جن کے اعضا قولاً اور فعلاً اعمال صالحہ بجا لاتے رہے۔ جنھوں نے نیکیوں کو اختیار کیا اور برائیوں سے اجتناب کیا، تو وہ لوگ اپنے اس پاکیزہ طرز عمل کے باعث جنتوں کے وارث بن جائیں گے اور ان ابدی نعمتوں سے بھرپور جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ نہ وہاں موت ہوگی اور نہ بڑھاپا، نہ بیماری اور نہ نیند، نہ بول و براز اور نہ بلغم اور تھوک، بس کستوری کی خوشبو جیسا ہلکا سا پسینا آئے گا جس سے کھایا پیا سب ہضم ہو جائے گا۔

ارشاد فرمایا: ﴿ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا١ؕ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَۙ۝ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَ الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ١ۙ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴾ [الحج : ٣٤، ٣٥] ''سو تمھارا معبود ایک معبود ہے تو اسی کے فرماں بردار ہو جاؤ اور عاجزی کرنے والوں کو خوش خبری سنا دے۔ وہ لوگ کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور ان پر جو مصیبت آئے اس پر صبر کرنے والے اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور ہم نے انھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ١ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ [الحج : ٥٤] ''اور تاکہ وہ لوگ جنھیں علم دیا گیا ہے، جان لیں کہ بے شک وہی تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو وہ اس پر ایمان لے آئیں، پس ان کے دل اس کے لیے عاجز ہو جائیں اور بے شک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے یقیناً سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔''

﴿ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَ الْاَصَمِّ وَ الْبَصِيْرِ وَ السَّمِيْعِ١ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا١ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۠۝۲۴ ﴾ ع

''دونوں گروہوں کی مثال اندھے اور بہرے اور دیکھنے والے اور سننے والے کی طرح ہے، کیا یہ دونوں مثال میں برابر ہیں، تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔''

پچھلی آیات میں مومنوں اور کافروں، سعادت مندوں اور بد بختوں دونوں کا تذکرہ فرمایا، اب اس میں دونوں کی مثال بیان فرما کر دونوں کی حقیقت کو مزید واضح کیا جا رہا ہے۔ فرمایا، ایک کی مثال اندھے اور بہرے کی طرح ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کی مثال دیکھنے اور سننے والے کی طرح۔ کافر دنیا میں حق کا روئے زیبا دیکھنے سے محروم اور آخرت میں نجات کے راستے سے بے بہرہ۔ چونکہ وہ حق کے دلائل سننے سے بہرا ہوتا ہے، اسی لیے ایسی باتوں سے محروم رہتا ہے جو اس کے لیے مفید ہوں۔ اس کے برعکس مومن سمجھ دار، حق کو دیکھنے والا اور حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے والا ہوتا ہے، چنانچہ وہ حق اور خیر کی پیروی کرتا ہے، دلائل کو سنتا، ان کے ذریعے شبہات کا ازالہ کرتا اور باطل سے اجتناب کرتا ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ استفہام نفی کے لیے ہے، یعنی دونوں برابر نہیں ہو سکتے، جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿ لَا يَسْتَوِيٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴾ [الحشر : ۲۰] ''آگ والے اور جنت والے برابر نہیں ہیں، جو جنت والے ہیں وہی اصل کامیاب ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاۗءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴾ [فاطر : ۱۹ تا ۲٤] ''اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں۔ اور نہ اندھیرے اور نہ روشنی۔ اور نہ سایہ اور نہ دھوپ۔ اور نہ زندے برابر ہیں اور نہ مردے۔ بے شک اللہ سنا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تو ہرگز اسے سنانے والا نہیں جو قبروں میں ہے۔ تو تو محض ایک ڈرانے والا ہے۔ بے شک ہم نے تجھے حق کے ساتھ خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت نہیں مگر اس میں ایک ڈرانے والا گزرا ہے۔''

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا، بے شک میں تمھارے لیے صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ کہ تم اللہ کے سوا (کسی کی) عبادت نہ کرو۔ بے شک میں تم پر ایک دردناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ تو اس کی قوم میں سے ان سرداروں نے کہا جنھوں نے کفر کیا تھا، ہم تجھے نہیں دیکھتے مگر اپنے جیسا ایک بشر اور ہم تجھے نہیں دیکھتے کہ ان لوگوں کے سوا کسی نے تیری پیروی کی ہو جو ہمارے سب سے رذیل ہیں، سطحی رائے کے ساتھ اور ہم تمھارے لیے اپنے آپ پر کوئی برتری نہیں دیکھتے، بلکہ ہم تمھیں جھوٹے گمان کرتے ہیں۔''

یہاں سے نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے واقعہ کی ابتدا ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی قوم کو دعوت اسلام دینے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے نبی بنا کر بھیجا تھا۔ قوم نوح کے کفر و شرک اور شر و فساد سے زمین بھر گئی تھی۔ نوح علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں تمھیں اللہ کے عذاب سے ڈرانے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ لوگو! اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت نہ کرو، ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اللہ کا دردناک عذاب تمھیں اپنی گرفت میں لے لے گا۔ نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے ان کی دعوت کو رد کر دیا اور ان کے نبی ہونے میں تین قسم کے شبہات کا اظہار کیا۔ پہلا شبہ یہ ظاہر کیا کہ تم ہماری ہی طرح انسان ہو، تو ہمارے بجائے تم نبوت کے کیسے حق دار بن گئے؟ ان کا دوسرا شبہ یہ تھا کہ قوموں کے سرداروں میں سے ایک نے بھی تمھاری اتباع نہیں کی، صرف گھٹیا قسم کے لوگوں نے تمھاری پیروی کی ہے، جو کم عقل اور بے وقوف ہیں اور اچھی اور گہری سوچ سمجھ نہیں رکھتے، اگر تم نبی ہوتے تو سردارانِ قوم تم پر ایمان لاتے اور تیسرا شبہ یہ تھا کہ تم میں اور تمھارے پیروکاروں میں کوئی ایسی خوبی نظر نہیں آتی جو ہم میں نہ ہو، تو پھر تم نبی کیسے ہو گئے؟

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ شاہ روم ہرقل نے جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ شریف لوگوں نے اس رسول کی پیروی کی ہے یا ضعیف و ناتواں لوگوں نے؟ تو اس نے یہی جواب دیا تھا کہ ضعیفوں نے۔ جس پر ہرقل نے کہا، رسولوں کے پیروکار یہی لوگ ہوا کرتے ہیں۔ [بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللہ ﷺ : ۷۔ مسلم ، کتاب الجہاد ، باب کتب النبی ﷺ إلی ہرقل : ۱۷۷۳]

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ اٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾

”اس نے کہا اے میری قوم! کیا تم نے دیکھا کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر (قائم) ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے بڑی رحمت عطا فرمائی ہو، پھر وہ تم پر مخفی رکھی گئی ہو، تو کیا ہم اسے تم پر زبردستی چپکا دیں گے، جب کہ تم اسے ناپسند کرنے والے ہو۔“

نوح علیہ السلام نے ان کی کافرانہ بات سن کر کہا، اے میری قوم کے لوگو! اللہ نے تو مجھے اپنے نبی ہونے کا برہان قاطع عطا فرمایا ہے۔ صفت بشریت میں میرا تمھارے ساتھ برابر ہونا اس بات سے ہرگز مانع نہیں ہے کہ وہ مجھے مقام نبوت سے نوازے۔ اسی طرح میرے ماننے والوں کا مالی اعتبار سے کمزور ہونا بھی نبوت سے مانع نہیں ہے، کیونکہ بشریت اور عقل و فہم میں وہ تمھاری طرح ہیں اور یہ نبوت تو اللہ کی رحمت اور اس کا فضل ہے جو اس نے مجھے دیا ہے۔ اگر تمھاری بصیرت ختم ہو گئی ہے اور تم حق کو نہیں دیکھ پا رہے ہو تو میں تمھیں اسے قبول کرنے پر مجبور تو نہیں کر سکتا۔ میرا کام تو صرف دعوت دینا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ [الأعراف : ٦٢] ”میں تمھیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمھاری خیر خواہی کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بقیع غرقد میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں تھے، تو آپ نے فرمایا: ”سنو! تم میں سے ہر ایک کی جگہ جنت اور دوزخ میں مقرر کر دی گئی ہے، لکھی ہوئی ہے۔“ لوگوں نے کہا، پھر ہم اس پر بھروسا کر کے بیٹھ کیوں نہ جائیں ؟ آپ نے فرمایا: ”عمل کرتے رہو، ہر شخص سے وہی عمل صادر ہوں گے جن کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔“ [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ فأما من أعطى واتقى ﴾ : ٤٩٤٥]

وَ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ لٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝۲۹ وَ يٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳۰

”اور اے میری قوم! میں تم سے اس پر کسی مال کا سوال نہیں کرتا، میری مزدوری اللہ کے سوا کسی پر نہیں اور میں ان لوگوں کو دور ہٹانے والا نہیں جو ایمان لائے ہیں، یقیناً وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور لیکن میں تمھیں ایسے لوگ دیکھتا ہوں جو جہالت برتتے ہو۔ اور اے میری قوم! اللہ کے مقابلے میں کون میری مدد کرے گا اگر میں انھیں دور ہٹا دوں؟ تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟“

نوح علیہ السلام نے ان سے یہ بھی کہا کہ میں دعوت و تبلیغ کے کام پر تم سے کوئی معاوضہ تو نہیں مانگتا کہ تمھیں شبہ ہو کہ میں دنیا طلبی کے لیے ایسا کر رہا ہوں اور تم جو میرے پیروکاروں کو گھٹیا کہتے ہو اور مجھ سے مطالبہ کرتے ہو کہ میں انھیں اپنے پاس سے بھگا دوں تاکہ تم لوگ آ کے میری بات سنو، تو میں ایسا بھی نہیں کروں گا۔ اس لیے کہ ایمان لانے کے بعد اللہ کے نزدیک ان کا مقام بلند ہو گیا ہے اور جب وہ اللہ سے ملیں گے تو مجھ سے جھگڑیں گے کہ اے رب! انھوں نے ہمیں اپنی مجلس سے نکال دیا تھا۔ اے میری قوم کے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ نہایت ہی نادان ہو، اسی لیے تو یہ سوچتے ہو کہ اگر ایمان لے آؤ گے تو ان کمزور اور ضعیف ایمان والوں کے برابر ہو جاؤ گے ۔ اے لوگو! میں تمھیں دوبارہ بتائے دیتا ہوں کہ اگر میں نے ان کمزور مسلمانوں کو اپنی مجلس سے نکال دیا، تو مجھے اللہ کے عقاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اس لیے کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے کے بعد اللہ کے نزدیک ان کا مقام بلند ہو گیا ہے اور انھیں صرف اس لیے بھگا دینا کہ وہ غریب اور کمزور ہیں، سراسر ظلم ہو گا۔

انھی جیسے لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی کہا تھا کہ آپ کمزور صحابہ کو اپنی مجلس سے اٹھا دیں اور ان کے ساتھ خصوصی مجلس کریں، تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرما دیا: ﴿ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ ﴾ [الأنعام : ٥٢] ”اور ان لوگوں کو دور نہ ہٹا جو اپنے رب کو پہلے اور پچھلے پہر پکارتے ہیں۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، مشرکین نے کہا، ان لوگوں کو آپ اپنی مجلس سے نکال دیجیے تاکہ یہ ہم پر جرأت نہ کر سکیں، ان لوگوں میں میں تھا، عبداللہ بن مسعود، ہذیل کا ایک آدمی، بلال اور دو آدمی اور تھے جن کا نام میں نہیں لے رہا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو خیال اللہ نے چاہا وہ آیا۔ آپ ابھی سوچ ہی رہے تھے (کہ اب کیا کرنا چاہیے) کہ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ﴾ ''اور ان لوگوں کو دور نہ ہٹا جو اپنے رب کو پہلے اور پچھلے پہر پکارتے ہیں، اس کا چہرہ چاہتے ہیں۔'' [مسلم، كتاب الفضائل، باب في فضل سعد بن أبي وقاص : ٢٤١٣/٤٦]

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۳۱

''اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ بے شک میں ایک فرشتہ ہوں اور نہ میں ان لوگوں کے بارے میں جنھیں تمھاری آنکھیں حقیر سمجھتی ہیں، یہ کہتا ہوں کہ اللہ انھیں ہرگز کوئی بھلائی نہیں دے گا، اللہ اسے زیادہ جاننے والا ہے جو ان کے دلوں میں ہے، یقیناً میں تو اس وقت ظالموں سے ہوں گا۔''

اس آیت کریمہ میں نوح علیہ السلام نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اے لوگو! میں تمھاری طرح بشر ہوں، لیکن اللہ نے مجھے رسالت اور وحی سے نوازا ہے۔ میں ایسی باتوں کا دعویٰ نہیں کرتا جو میرے اختیار سے باہر ہیں۔ میں دعویٰ نہیں کرتا کہ اللہ کی روزی کے خزانوں کا مالک ہوں اور نہ علم غیب کا دعویٰ کرتا ہوں اور نہ فرشتہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں۔ جب میں خود ایسا دعویٰ نہیں کرتا تو پھر میرے اندر ان صفات کے مفقود ہونے پر میری نبوت کا انکار کیوں کرتے ہو؟ اور جن غریب مسلمانوں کو تم حقیر جانتے ہو، ان کے بارے میں میں تمھاری طرح یہ نہیں کہتا کہ اللہ انھیں دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے ان کی غربت کی وجہ سے محروم رکھے گا۔ ان کے اندر جو خوبیاں پائی جاتی ہیں انھیں اللہ تعالیٰ مجھ سے اور تم سے زیادہ جانتا ہے، اگر میں ایسا کہوں گا تو میں ان کے حق میں ظالم ہوں گا۔ اس لیے کہ میں نے ان کی قدر و منزلت نہیں پہچانی اور ان کی شان کے خلاف بات کی۔

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۳۲ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۳۳ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ؕ﴿۳۴﴾

”انھوں نے کہا اے نوح! بے شک تو نے ہم سے جھگڑا کیا، پھر ہم سے بہت جھگڑا کیا، پس لے آ ہم پر جس کا تو ہمیں وعدہ دیتا ہے، اگر تو سچوں سے ہے۔ اس نے کہا وہ تو تم پر اللہ ہی لائے گا، اگر اس نے چاہا اور تم ہرگز عاجز کرنے والے نہیں۔ اور میری نصیحت تمھیں نفع نہ دے گی اگر میں چاہوں کہ تمھیں نصیحت کروں، اگر اللہ یہ ارادہ رکھتا ہو کہ تمھیں گمراہ کرے، وہی تمھارا رب ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔“

جب قوم نوح کے پاس کفر و عناد پر قائم رہنے کی کوئی دلیل نہیں رہی اور نوح علیہ السلام کے دلائل و براہین کے آگے انھوں نے اپنے آپ کو یکسر عاجز پایا، تو کہنے لگے کہ اے نوح! ہم تمھارے مناظروں سے تنگ آ گئے ہیں۔ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کا وعدہ کرتے آئے ہو اسے لا کر دکھا دو، تو نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ جب اللہ چاہے گا عذاب لے آئے گا اور اس وقت تم اسے عاجز نہیں کر سکو گے۔ اگلی آیت میں نوح علیہ السلام نے کہا کہ اگر اللہ تمھیں گمراہ اور ہلاک کرنا چاہے گا تو میرا توحید کی طرف بلانا اور عذاب سے ڈرانا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ : یعنی قہر و عذاب الٰہی کو نازل کرو، ہمارے بارے میں جو چاہو بد دعا کرو اور جو تم بد دعا کرو وہ اب ہمارے بارے میں قبول ہو ہی جانی چاہیے۔ یہی انداز مشرکین مکہ کے سردار ابوجہل نے اپنایا، جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا تھا: ((اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ)) ”اے اللہ! اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، یا ہم پر کوئی دردناک عذاب لے آ۔“ [بخاري، كتاب التفسير، باب قوله : ﴿ و إذ قالوا اللهم إن كان هذا ...... الخ ﴾ : ٤٦٤٨]

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَ اَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ؒ﴿۳۵﴾ ع ۳

”یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے گھڑ لیا ہے، کہہ دے اگر میں نے اسے گھڑ لیا ہے تو میرا جرم مجھی پر ہے اور میں اس سے بری ہوں جو تم جرم کرتے ہو۔“

قوم نوح کے اس قول کی تردید ہے کہ نوح علیہ السلام پر اللہ کی طرف سے کوئی وحی نازل نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ آپ ان کافروں سے کہیے کہ اگر میں نے اللہ پر افترا پردازی کی ہے تو اس کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں اور اگر میں سچا ہوں اور تم لوگ مجھے جھٹلا رہے ہو تو تم لوگ اس کی تکذیب کی سزا پانے کے لیے تیار رہو اور یہ جان لو کہ میں تمھارے جرائم سے یکسر بری ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اُوۡحِیَ اِلٰی نُوۡحٍ اَنَّهٗ لَنۡ یُّؤۡمِنَ مِنۡ قَوۡمِكَ اِلَّا مَنۡ قَدۡ اٰمَنَ فَلَا تَبۡتَئِسۡ بِمَا كَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳۶﴾

’’اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ تیری قوم میں سے کوئی ہرگز ایمان نہیں لائے گا مگر جو ایمان لا چکا، پس تو اس پر غمگین نہ ہو جو وہ کرتے رہے ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو خبر دے دی کہ جو لوگ اب تک ایمان لا چکے ہیں، ان کے علاوہ اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ اس کے بعد نوح علیہ السلام نے ان کے حق میں بددعا کر دی کہ اے اللہ! اب کسی کافر کو زمین پر نہ رہنے دے۔

وَ اصۡنَعِ الۡفُلۡكَ بِاَعۡیُنِنَا وَ وَحۡیِنَا وَ لَا تُخَاطِبۡنِیۡ فِی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ۚ اِنَّهُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ ﴿۳۷﴾

’’اور ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا اور مجھ سے ان کے بارے میں بات نہ کرنا جنھوں نے ظلم کیا، یقیناً وہ غرق کیے جانے والے ہیں۔‘‘

جب عذاب کا آنا یقینی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور اس کی تعلیم دی، تاکہ وہ اور ان کے ماننے والے مسلمان طوفان سے بچ سکیں اور کافروں کی نجات کے لیے شفاعت کرنے سے منع فرما دیا، اس لیے کہ ان کے بارے میں اللہ کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا کہ انھیں طوفان کی نظر ہو جانا ہے۔

وَ لَا تُخَاطِبۡنِیۡ فِی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ۚ اِنَّهُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ : سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’نوح علیہ السلام اور ان کی امت حاضر ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تو نے میرا پیغام (اپنی امت کو) پہنچا دیا تھا؟ وہ عرض کریں گے، ہاں، یا رب! تو اللہ تعالیٰ ان کی امت سے پوچھے گا، کیا انھوں نے تم لوگوں کو (میرا پیغام) پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے، نہیں، ہمارے پاس تو کوئی نبی نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا، تیرا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت۔ تب ہم (مسلمان) گواہی دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے پیغام پہنچا دیا تھا۔‘‘ [بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله عزوجل : ﴿ ولقد أرسلنا نوحًا إلى قومه ﴾ ...... الخ : ۳۳۳۹]

وَ یَصۡنَعُ الۡفُلۡكَ ۟ وَ كُلَّمَا مَرَّ عَلَیۡهِ مَلَاٌ مِّنۡ قَوۡمِهٖ سَخِرُوۡا مِنۡهُ ؕ قَالَ اِنۡ تَسۡخَرُوۡا مِنَّا فَاِنَّا نَسۡخَرُ مِنۡكُمۡ كَمَا تَسۡخَرُوۡنَ ﴿ؕ۳۸﴾ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ مَنۡ یَّاۡتِیۡهِ عَذَابٌ یُّخۡزِیۡهِ وَ یَحِلُّ عَلَیۡهِ عَذَابٌ مُّقِیۡمٌ ﴿۳۹﴾

’’اور وہ کشتی بناتا رہا اور جب کبھی اس کے پاس سے اس کی قوم کے کوئی سردار گزرتے اس سے مذاق کرتے۔ وہ کہتا اگر تم ہم سے مذاق کرتے ہو تو ہم تم سے مذاق کرتے ہیں، جیسے تم مذاق کرتے ہو۔ پس تم جلد ہی جان لوگے کہ وہ کون ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس پر ایسا عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کر دے گا اور کس پر دائمی عذاب اترتا ہے۔‘‘

نوح علیہ السلام کو کشتی بناتے دیکھ کر کفار کہنے لگے کہ نبی ہونے کے بعد اب بڑھئی ہو گئے؟ اسی لیے کافروں نے ان سے پوچھا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے پہلے سے کشتی نہیں دیکھی تھی۔ نوح علیہ السلام نے کہا کہ یہ ہمیں لے کر پانی پر چلے گی، تو وہ ہنسنے اور مذاق اڑانے لگے۔ نوح علیہ السلام نے کہا کہ اگر آج تم میرا مذاق اڑا رہے ہو تو اڑا لو، کل طوفان میں تمھارے ڈوبنے کا نظارہ ہم سب مسلمان کریں گے۔ اگلی آیت میں فرمایا کہ اس وقت تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ دنیا میں رسوا کن عذاب اور آخرت میں دائمی عذابِ جہنم کا کون مستحق ہے۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَ مَنْ اٰمَنَ ؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝۴۰

’’یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ گیا اور تنور ابل پڑا تو ہم نے کہا اس میں ہر چیز میں سے دو قسمیں (نر و مادہ) دونوں کو اور اپنے گھر والوں کو سوار کر لے، سوائے اس کے جس پر پہلے بات ہو چکی اور ان کو بھی جو ایمان لے آئے اور اس کے ہمراہ تھوڑے سے لوگوں کے سوا کوئی ایمان نہیں لایا۔‘‘

جب قوم نوح کی ہلاکت کا وقت آ گیا اور پانی پوری شدت کے ساتھ ابلنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین پر پائے جانے والے تمام جانوروں اور پرندوں کے جوڑے کشتی میں رکھ لیں اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ اپنے صرف ان رشتہ داروں کو سوار کر لیں جو ان پر ایمان لائے ہیں۔ اس خوفناک طوفان کا نقشہ کھینچتے ہوئے دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝۱۱ وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝۱۲ وَ حَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ ۝۱۳ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴾ [القمر : ۱۱ تا ۱۴] ’’تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیے، ایسے پانی کے ساتھ جو زور سے برسنے والا تھا۔ اور زمین کو چشموں کے ساتھ پھاڑ دیا، تو تمام پانی مل (کر ایک ہو) گیا، اس کام کے لیے جو طے ہو چکا تھا۔ اور ہم نے اسے تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر سوار کر دیا۔ جو ہماری آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی، اس شخص کے بدلے کی خاطر جس کا انکار کیا گیا تھا۔‘‘

وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۴۱

’’اور اس نے کہا اس میں سوار ہو جاؤ، اللہ کے نام کے ساتھ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ہے۔ بے شک میرا رب یقیناً بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔‘‘

نوح علیہ السلام نے جب طوفان کو امڈتے دیکھا تو اپنے مسلمان ساتھیوں سے کہا کہ کشتی میں سوار ہو جاؤ، یہ اللہ کے نام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے چلے گی اور اس کے نام سے اس کی مرضی کے مطابق رکے گی۔ بے شک میرا رب مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، وہ ہمیں ضرور اس طوفان سے نجات دے گا۔

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۚ وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٢﴾ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿٤٣﴾

”اور وہ انھیں لے کر پہاڑوں جیسی موج میں چلی جاتی تھی، اور نوح نے اپنے بیٹے کو آواز دی اور وہ ایک علیحدہ جگہ میں تھا، اے میرے چھوٹے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ (شامل) نہ ہو۔ اس نے کہا میں عنقریب کسی پہاڑ کی طرف پناہ لے لوں گا، جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ کہا آج اللہ کے فیصلے سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے اور دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی تو وہ غرق کیے گئے لوگوں میں سے ہو گیا۔“

جب نوح اور ان کے مسلمان ساتھی ”بسم اللہ“ کہہ کر سوار ہو گئے تو کشتی پہاڑوں کی مانند اونچی موجوں کے درمیان چلنے لگی۔ اس وقت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پکارا، جو کافر ہونے کی وجہ سے کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا کہ اے میرے بیٹے! اب بھی موقع ہے کہ ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ، ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کا ساتھ چھوڑ دو۔ اس نے جواب دیا کہ میں کسی پہاڑ پر جا کر پناہ لے لوں گا اور ڈوبنے سے بچ جاؤں گا، تو نوح علیہ السلام نے کہا کہ آج اللہ کے عذاب سے صرف وہی بچ سکے گا جس پر اللہ اپنا رحم و کرم فرمائے گا اور اس کا رحم آج صرف مومنوں کے ساتھ خاص ہے۔ باپ بیٹے کے درمیان اس گفتگو کے بعد ایک بڑی ہیبت ناک موج اٹھی جس نے 'حام' کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ ڈوب کر ہلاک ہو گیا۔

وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٤﴾

الربع

”اور کہا گیا اے زمین! تو اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان! تو تھم جا اور پانی نیچے اتار دیا گیا اور کام تمام کر دیا گیا اور وہ جودی پر جا ٹھہری اور کہا گیا ظالم لوگوں کے لیے دوری ہو۔“

نوح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کے علاوہ جب تمام اہل زمین ڈوب گئے اور کوئی کافر زندہ نہ رہا، تو اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے زمین کو حکم دیا کہ جو پانی اوپر ابل آیا تھا اسے اپنے اندر جذب کر لے اور آسمان کو حکم دیا کہ بارش برسانا روک دے، چنانچہ پانی خشک ہو گیا اور اللہ کا فیصلہ پورا ہو گیا۔ جس کو بچانا چاہا بچا لیا اور جسے ہلاک کرنا چاہا ہلاک کر دیا۔ جب پانی کم ہونے لگا اور پہاڑوں کی چوٹیاں ظاہر ہونے لگیں تو کشتی جودی پہاڑ پر جا کر ٹھہر گئی جو موصل شہر کے قریب واقع ہے اور اللہ کی جانب سے اعلان ہو گیا کہ اب ظالموں سے زمین پاک ہو گئی۔

لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ : سیدنا مسیّب بن حزن رضی اللہ عنہ (سعید بن مسیّب کے والد) بیان کرتے ہیں کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے۔ اس وقت ان کے پاس ابو جہل بھی بیٹھا تھا۔ آپ نے ابو طالب سے کہا: ''چچا ''لا الٰہ الا اللہ'' کہہ لو، مجھے اپنے پروردگار کے ہاں تمھارے لیے ایک دلیل مل جائے گی۔'' ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ کہنے لگے، کیا تم عبد المطلب کے دین کو چھوڑ دو گے؟ دونوں برابر یہی سمجھاتے رہے۔ آخر ابو طالب نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ میں عبد المطلب کے دین پر (مرتا) ہوں۔۔ اس وقت آپ نے فرمایا: ''میں تمھارے لیے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا، جب تک اس کام سے منع نہ کر دیا جائے۔'' [بخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب قصة أبي طالب : ٣٨٨٤]

وَ نَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَ تَرْحَمْنِيْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾

''اور نوح نے اپنے رب کو پکارا، پس کہا اے میرے رب! بے شک میرا بیٹا میرے گھر والوں سے ہے اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ فرمایا اے نوح! بے شک وہ تیرے گھر والوں سے نہیں، بے شک یہ ایسا کام ہے جو اچھا نہیں، پس مجھ سے اس بات کا سوال نہ کر جس کا تجھے کچھ علم نہیں۔ بے شک میں تجھے اس سے نصیحت کرتا ہوں کہ تو جاہلوں میں سے ہو جائے۔ اس نے کہا اے میرے رب! بے شک میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے اس بات کا سوال کروں جس کا مجھے کچھ علم نہیں اور اگر تو نے مجھے نہ بخشا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں خسارہ پانے والوں سے ہو جاؤں گا۔''

نوح علیہ السلام نے شفقت پدری سے متاثر ہو کر اپنے رب سے دعا کی اور کہا کہ اے میرے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور تیرا وعدہ برحق ہے، تو نے کہا تھا کہ اپنے گھر والوں کو بھی کشتی میں سوار کر لو، تاکہ سب طوفان سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچ جائیں، تو آج تو اسے توفیق دے دے کہ ایمان لے آئے اور ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر نوح علیہ السلام کو اپنا حتمی فیصلہ بتا دیا کہ اے نوح! وہ ایمان نہیں لائے گا، اس لیے کہ وہ آپ کے گھر والوں میں سے نہیں ہے۔ آپ کے گھر والے تو دین وشریعت کے پابند اور اہل اصلاح ہیں اور وہ صالح نہیں، اس لیے وہ طوفان سے نہیں بچے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو تنبیہ کی کہ جس مقصد کے لیے پورے طور پر صائب ہونے کا آپ کو علم نہ ہو اس کا اللہ سے سوال نہ کیجیے، اس لیے کہ ایسا کرنا نادانوں کا شیوہ ہے۔ جب نوح علیہ السلام کو اس بات کا علم ہو گیا کہ اللہ سے ان کا سوال شریعت کے مطابق نہیں تھا اور یہ محض ان کا وہم تھا کہ ممکن ہے کہ 'حام' مسلمان بن کر کشتی میں سوار ہو جائے گا، تو اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اللہ سے مغفرت و رحمت طلب کی۔

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَ عَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾

''کہا گیا اے نوح! اتر جا ہماری طرف سے عظیم سلامتی اور بہت سی برکتوں کے ساتھ، تجھ پر اور ان جماعتوں پر جو ان لوگوں سے ہوں گی جو تیرے ساتھ ہیں۔ اور کئی جماعتیں ہیں جنھیں ہم عنقریب سازوسامان دیں گے، پھر انھیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔''

جب کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی، تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے کہا کہ اب آپ سلامتی کے ساتھ کشتی سے زمین پر اتر جائیے۔ آپ پر اور آپ کے ساتھی مسلمانوں پر اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا سایہ رہے گا۔ البتہ ان میں سے کچھ کی نسلوں میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو آگے چل کر کفر کی راہ اختیار کر لیں گے اور ان کا منتہائے مقصود دنیا کا عیش و آرام ہو جائے گا، تو ہم انھیں اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیں گے، لیکن انجام کار انھیں دردناک عذاب سے دوچار کر دیں گے۔

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ ع

''یہ غیب کی خبروں سے ہے جنھیں ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں، اس سے پہلے نہ تو انھیں جانتا تھا اور نہ تیری قوم، پس صبر کر، بے شک اچھا انجام متقی لوگوں کے لیے ہے۔''

اس آیت کریمہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے واقعات کی خبر آپ کو اور آپ کی قوم کو بالکل نہیں تھی۔ یہ ساری تفصیلات آپ کو بذریعہ وحی معلوم ہوئی ہیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے نبی اور رسول تھے۔ اس کے بعد اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیحت کی کہ دعوت وتبلیغ کی راہ میں آپ کو جو تکلیف پہنچے اس پر نوح علیہ السلام کی طرح صبر کیجیے اور اس یقین کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا کیجیے کہ دنیا میں فتح و کامرانی اور آخرت میں نعمت ابدی ہم اپنے انھی بندوں کو دیں گے جو تقویٰ کی راہ اختیار کریں گے۔

وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

''اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (بھیجا)۔ اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔ تم تو محض جھوٹ باندھنے والے ہو۔ اے میری قوم! میں تم سے اس پر کسی مزدوری کا سوال نہیں کرتا، میری مزدوری اس کے سوا کسی پر نہیں جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ تو کیا تم نہیں سمجھتے؟''

اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی ہدایت کے لیے ہود علیہ السلام کو مبعوث کیا تھا جو انھی میں سے تھے۔ یہ لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ہود علیہ السلام نے ان سے کہا، اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں ہے اور تم جو اسے چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرتے ہو تو یہ بہت بڑی افترا پردازی ہے، اس لیے کہ اللہ نے تمھیں کبھی نہیں کہا کہ اس کے بجائے اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کی عبادت کرو اور اے میری قوم کے لوگو! اس دعوت وتبلیغ کے کام پر میں تم سے کوئی اجرت بھی نہیں مانگتا کہ تمھیں شبہ ہو کہ میں کسی دنیاوی غرض کی خاطر تمھیں اللہ کی طرف بلا رہا ہوں۔ میرا اجر تو وہ اللہ دے گا جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ کیا تمھیں اتنی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ میری بے لوث دعوت میری صداقت کی دلیل ہے۔

وَ یٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ یَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَ لَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِیْنَ ﴿۵۲﴾

''اور اے میری قوم! اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف پلٹ آؤ، وہ تم پر بادل بھیجے گا، جو خوب برسنے والا ہوگا اور تمھیں تمھاری قوت کے ساتھ اور قوت زیادہ دے گا اور مجرم بنتے ہوئے منہ نہ موڑو۔''

دعوت توحید کے بعد ہود علیہ السلام نے انھیں اللہ کے حضور توبہ واستغفار کی دعوت دی اور کہا کہ اگر تم لوگ شرک سے توبہ کر لوگے اور اللہ کے دین پر عمل پیرا ہو جاؤ گے تو وہ تمھارے کھیتوں اور باغات کے لیے خوب بارش برسائے گا، مال اور اولاد کے ذریعے تمھاری قوت میں مزید اضافہ کرے گا۔ یہ لوگ کھیتوں اور باغات والے تھے اور بڑی زبردست جسمانی قوت کے مالک تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انھیں کثرت باراں اور قوت میں اضافے کا وعدہ کر کے ایمان کی ترغیب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائی۔ اس کے بعد کہا کہ دیکھو! اگر تم لوگ میری دعوت سے اعراض کرو گے اور اپنے کفر پر اصرار کرو گے تو اللہ کی نگاہ میں تم بڑے مجرموں میں سے ہو جاؤ گے۔

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴾ [الفرقان : ۷۱] ''اور جو توبہ کرے اور نیک عمل کرے تو یقیناً وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے، سچا رجوع کرنا۔''

يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۹۶] ''اور اگر واقعی بستیوں والے ایمان لے آتے اور بچ کر چلتے تو ہم ضرور ان پر آسمان اور زمین سے بہت سی برکتیں کھول دیتے اور لیکن انھوں نے جھٹلایا تو ہم نے انھیں اس کی وجہ سے پکڑ لیا جو وہ کمایا کرتے تھے۔''

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّ مَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَ مَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ اشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَ رَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾

''انھوں نے کہا اے ہود! تو ہمارے پاس کوئی واضح دلیل لے کر نہیں آیا اور ہم اپنے معبودوں کو تیرے کہنے سے ہرگز چھوڑنے والے نہیں اور نہ کسی طرح تجھ پر ایمان لانے والے ہیں۔ ہم اس کے سوا کچھ نہیں کہتے کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے تجھے کوئی آفت پہنچا دی ہے۔ اس نے کہا میں تو اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ بے شک میں اس سے بری ہوں جو تم شریک بناتے ہو۔ اس کے سوا۔ سو تم سب میرے خلاف تدبیر کر لو، پھر مجھے مہلت نہ دو۔ بے شک میں نے اللہ پر بھروسا کیا، جو میرا رب ہے اور تمھارا رب ہے۔ کوئی چلنے والا (جاندار) نہیں مگر وہ اس کی پیشانی کے بالوں کو پکڑے ہوئے ہے۔ بے شک میرا رب سیدھے راستے پر ہے۔''

لیکن قوم ہود نے کبر و عناد کی وجہ سے تمام دلائل و براہین کا یکسر انکار کر دیا اور دانستہ جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ اے ہود! چونکہ تم اپنی صداقت پر اب تک کوئی دلیل نہیں پیش کر سکے، اس لیے ہم صرف تمھاری باتوں میں آ کر اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور تم پر ایمان نہیں لا سکتے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تم جو ہمارے معبودوں کی عیب جوئی کرتے رہتے ہو، اسی لیے ہمارے کسی معبود نے تمھیں جنون میں مبتلا کر دیا ہے، جس کی وجہ سے تم ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو۔ ہود علیہ السلام نے انھیں ایسا جواب دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ان کافروں کی باتوں کی کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروا نہیں کی اور کہا کہ ان کا اعتماد صرف اللہ پر ہے، وہی ان کی حفاظت کرے گا اور وہ سب مل کر بھی ان کا بال بیکا نہ کر سکیں گے۔ اس کے بعد کہا، میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم لوگ بھی گواہ رہو کہ میں تمھارے شرک سے بالکل بری ہوں۔ اب تم لوگ اپنی پوری طاقت لگا لو اور میرے خلاف جو سازش کرنا چاہو کرو اور مجھے کوئی مہلت نہ دو۔ آخری آیت میں انھوں نے کہا کہ میں نے تو اس اللہ پر بھروسا کر لیا ہے جو میرا اور تمھارا رب ہے۔ اس لیے تم مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکو گے۔ زمین پر پائے جانے والے ہر ذی روح کا وہی مالک ہے۔ وہ ہر ایک پر قدرت رکھتا ہے، جس طرح چاہتا ہے اس میں تصرف کرتا ہے۔ میرا رب اپنے ملک وسلطنت میں بڑے عدل و انصاف کے ساتھ تصرف کرتا ہے اور میں نے اس کی جناب میں پناہ لے لی ہے اور وہ ظلم کو گوارا نہیں کرتا ہے اور تم ظالم ہو، اس لیے وہ تمھیں مجھ پر غالب نہیں ہونے دے گا۔

اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا : یعنی کائنات کی ہر چیز اسی کے غلبہ و تسلط میں ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ۬ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ۬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴾ [الرعد : ۱۶] ”کہہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ کہہ دے اللہ۔ کہہ پھر کیا تم نے اس کے سوا کچھ کارساز بنا رکھے ہیں جو اپنی جانوں کے لیے نہ کسی نفع کے مالک ہیں اور نہ نقصان کے؟ کہہ دے کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتے ہیں؟ یا کیا اندھیرے اور روشنی برابر ہوتے ہیں؟ یا انھوں نے اللہ کے لیے کچھ شریک بنا لیے ہیں جنھوں نے اس کے پیدا کرنے کی طرح پیدا کیا ہے، تو پیدائش ان پر گڈمڈ ہوگئی ہے؟ کہہ دے اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی ایک ہے، نہایت زبردست ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴾ [الأنعام : ۱۸] ”اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہی کمال حکمت والا، ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔“

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾

”پھر اگر تم پھر جاؤ تو بلاشبہ میں تمھیں وہ پیغام پہنچا چکا جسے دے کر مجھے تمھاری طرف بھیجا گیا ہے۔ اور میرا رب تمھارے سوا کسی اور قوم کو تمھاری جگہ لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نقصان نہ کرو گے۔ بے شک میرا رب ہر چیز پر اچھی طرح نگہبان ہے۔“

ہود علیہ السلام نے ان سے مزید کہا کہ میں نے تمھیں دعوت توحید پہنچا دی ہے، اس لیے اگر تم لوگوں نے اعراض سے کام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیا تو اب تمھارے پاس کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ تمھیں ہلاک کر دے گا اور کسی دوسری قوم کو لائے گا جو تمھاری اراضی اور اموال کی مالک بن جائے گی اور تمھارے کفر و عناد، یا تمھاری ہلاکت سے اللہ کی سلطنت یا حکومت میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ جو کچھ نقصان ہوگا تمھارا ہوگا اور میرا رب تو ہر چیز کی نگرانی کر رہا ہے۔ کوئی بھی چیز اس کے احاطۂ علم سے باہر نہیں ہے۔ اس لیے تمھارے سارے اعمال اس کی نگاہ میں ہیں اور وہ تمھیں ان کی سزا ضرور دے گا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾ [الأعراف : ۷۰]
''انھوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہم اس اکیلے اللہ کی عبادت کریں اور انھیں چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے؟ تو جس کی دھمکی تو ہمیں دیتا ہے وہ ہم پر لے آ، اگر تو سچوں میں سے ہے۔''

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَ نَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾ وَ تِلْكَ عَادٌ ۟ۙ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ عَصَوْا رُسُلَهٗ وَ اتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَ اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ ع ۵

''اور جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے ہود کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ہمراہ ایمان لائے تھے، اپنی طرف سے عظیم رحمت کے ساتھ نجات دی اور انھیں ایک بہت سخت عذاب سے بچالیا۔ اور یہ عاد تھے جنھوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر زبردست جابر، سخت عناد والے کے حکم کی پیروی کی۔ اور ان کے پیچھے اس دنیا میں لعنت لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی۔ سن لو! بے شک عاد نے اپنے رب سے کفر کیا۔ سن لو! عاد کے لیے ہلاکت ہے، جو ہود کی قوم تھی۔''

اللہ کا عذاب ایک ایسی شدید اور خوفناک آندھی کی شکل میں آیا جس میں کوئی خیر نہیں تھی، جو سات رات اور آٹھ دن تک چلتی رہی اور تمام کفار ہلاک ہو گئے۔ اللہ نے ہود علیہ السلام اور ان کے مسلمان ساتھیوں کو بچا لیا اور انھیں قیامت کے دن عذاب نار سے بھی نجات دے گا۔ اگلی آیت میں فرمایا کہ یہ لوگ قومِ عاد کے نام سے جانے جاتے تھے۔ انھوں نے کفر باللہ کا ارتکاب کیا تھا اور آفاق میں موجود ان نشانیوں کا انکار کر دیا تھا جو اللہ کی وحدانیت پر دلیل تھیں اور مشرکانہ اعمال میں اپنے ان متکبر سرداروں کی پیروی کی تھی جو اللہ کے بندوں کو رسولوں کی تکذیب پر ابھارتے تھے۔ چونکہ انھوں نے اپنے متکبر و مغرور سرداروں کی پیروی میں کفر و شرک کی راہ اختیار کی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے بطور سزا ان پر اس دنیا میں لعنت بھیج دی اور آخرت میں بھی دائمی لعنت کے طور پر جہنم کے سپرد کر دیے جائیں گے۔ گویا لعنت اور اللہ کی رحمت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دوری ان کے لیے ہر حال میں لازم ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت بھیج دینے کا سبب بیان کرتے ہوئے دوبارہ فرمایا کہ یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ انھوں نے اپنے رب کا انکار کر دیا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر ہمیشہ کے لیے ہلاکت و بربادی بھیج دی۔ یہ آیت خبر دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قومِ عاد سے بہت زیادہ غضبناک تھا اور ان سے اس کی نفرت شدید تھی۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا هُوْدًا وَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّیْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ : وہ عذاب اس نامبارک ہوا کی صورت میں تھا جس نے ساری قوم عاد کو ہلاک کر دیا اور اس سخت ترین عذاب سے اللہ کی رحمت سے صرف سیدنا ہود علیہ السلام اور ان کے پیروکار ہی محفوظ رہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ ۙ سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّ ثَمٰنِیَةَ اَیَّامٍ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ ۚ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِیَةٍ ﴾ [الحاقة : ٦ تا ٨] ''اور جو عاد تھے وہ سخت ٹھنڈی، تند آندھی کے ساتھ ہلاک کر دیے گئے، جو قابو سے باہر ہونے والی تھی۔ اس نے اسے ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلائے رکھا۔ سو تو ان لوگوں کو اس میں اس طرح (زمین پر) گرے ہوئے دیکھے گا جیسے وہ کھجوروں کے گرے ہوئے تنے ہوں۔ تو کیا تو ان کا کوئی بھی باقی رہنے والا دیکھتا ہے؟''

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ عزوجل ظالم کو مہلت دیتا ہے (اس کی باگ ڈھیلی کرتا ہے، تاکہ وہ خوب نافرمانی کر لے اور عذاب کا مستحق ہو جائے) پھر جب پکڑتا ہے تو اس کو نہیں چھوڑتا۔'' [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ و كذلك أخذ ربك إذا أخذ القرى ﴾ : ٤٦٨٦۔ مسلم، كتاب البر و الصلة، باب تحريم الظلم : ٢٥٨٣]

وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴿۶۱﴾

''اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (بھیجا)، اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں، اسی نے تمھیں زمین سے پیدا کیا اور تمھیں اس میں آباد کیا، سو اس سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف پلٹ آؤ، یقیناً میرا رب قریب ہے، قبول کرنے والا ہے۔''

اس آیتِ کریمہ سے صالح علیہ السلام اور ان کی قوم ثمود کا واقعہ شروع ہوتا ہے۔ یہ لوگ مدائن حجر میں رہتے تھے جو تبوک اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع تھا۔ ہود علیہ السلام کی طرح انھوں نے بھی اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ صرف اللہ کی عبادت کرو جس کے علاوہ تمھارا کوئی معبود نہیں ہے۔ جس نے تم سب کو مٹی سے پیدا کیا، (آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا اور جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطرۂ منی انسان کی پیدائش کا ذریعہ ہے، اس کے اجزائے ترکیبی میں مٹی ہی بنیادی عنصر ہے) تمھیں زمین میں آباد کیا اور اسے آباد رکھنے کی صلاحیت تمھارے اندر ودیعت کی۔ اس لیے تم لوگ شرک سے توبہ کرو اور اللہ کی طرف رجوع کرو، اللہ بڑا ہی قریب ہے اور اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔

اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ﴾ [البقرۃ : ۱۸۶] ''اور جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں تو بے شک میں قریب ہوں، میں پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔''

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾

''انھوں نے کہا اے صالح! یقیناً تو ہم میں وہ تھا جس پر اس سے پہلے امیدیں رکھی گئی تھیں، کیا تو ہمیں منع کرتا ہے کہ ہم ان کی عبادت کریں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے رہے ہیں اور بے شک ہم اس بات کے بارے میں جس کی طرف تو ہمیں دعوت دیتا ہے، یقیناً ایک بے چین رکھنے والے شک میں ہیں۔''

صالح علیہ السلام کی دعوتِ توحید کو ان لوگوں نے رد کرتے ہوئے کہا کہ اے صالح! بچپن سے تمھارے عادات و اطوار کو دیکھ کر ہم نے امید لگا رکھی تھی کہ تم ہمارے سردار بنو گے اور ہمیں تم سے فائدہ پہنچے گا، اپنے انفرادی و اجتماعی امور میں تم سے مشورہ لیا کریں گے، لیکن تمھاری باتیں سن کر ہماری امیدوں پر پانی پھر گیا اور ہمیں یقین ہو گیا کہ تمھارے اندر کوئی خیر نہیں ہے، اسی لیے تو تم ہمیں ان معبودوں کی عبادت سے روکتے ہو جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں، تم جس توحید کی دعوت ہمیں دے رہے ہو اس کی صداقت کے بارے میں ہمارے دلوں میں بڑا قوی شک و شبہ پایا جاتا ہے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ اٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾ وَ يٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾

''اس نے کہا اے میری قوم! کیا تم نے دیکھا اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی جناب سے عظیم رحمت عطا کی ہو تو کون ہے جو اللہ کے مقابلے میں میری مدد کرے گا، اگر میں اس کی نافرمانی کروں، پھر خسارہ پہنچانے کے سوا تم مجھے کیا زیادہ دو گے؟ اور اے میری قوم! یہ اللہ کی اونٹنی ہے، تمھارے لیے عظیم نشانی، پس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ، ورنہ تمھیں ایک قریب عذاب پکڑ لے گا۔"

صالح علیہ السلام نے کہا، اے میری قوم کے لوگو! میں اپنے رب کی جانب سے نازل کیے گئے دین حق پر قائم ہوں اور اس نے مجھے نبوت سے نوازا ہے۔ اب ذرا بتاؤ تو سہی کہ اگر تمھیں خوش کرنے کے لیے اس کی نافرمانی کروں، تو مجھے اس کے عذاب سے کون بچائے گا؟ تم جو میری ہمت پست کر رہے ہو اور چاہتے ہو کہ دعوت کا کام چھوڑ دوں، تو اس کا نتیجہ اس کے سوا کیا ہوگا کہ میں خائب و خاسر ہو جاؤں اور اللہ کے عذاب کا مستحق ہو جاؤں؟ صالح علیہ السلام نے جب انھیں دعوت توحید دی، تو انھوں نے کہا کہ اگر تم واقعی اللہ کے رسول ہو تو اللہ سے کہو کہ بطور نشانی اس پہاڑ سے ایک اونٹنی نکال دے۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اللہ نے ان کی دعا قبول کر لی اور پہاڑ سے اونٹنی نکل آئی۔ تب انھوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ اللہ نے بطور معجزہ تمھارے مطالبہ کے مطابق اونٹنی بھیج دی ہے، تم لوگ اسے نہ چھیڑو، یہ اللہ کی زمین پر جہاں چاہے گی جائے گی، کھائے گی، پیے گی، کوئی اسے نہ چھیڑے اور نہ تکلیف پہنچائے، ورنہ تم پر بہت جلد اللہ کا عذاب آ جائے گا۔

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ :ارشاد فرمایا: ﴿ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴾ [الأعراف : ۷۷] "تو انھوں نے اونٹنی کو کاٹ ڈالا اور اپنے رب کے حکم سے سرکش ہو گئے اور انھوں نے کہا اے صالح! لے آ ہم پر جس کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے، اگر تو رسولوں سے ہے۔" اور فرمایا: ﴿ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ [الشعراء : ۱۵۷، ۱۵۸] "تو انھوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں، پھر پشیمان ہو گئے۔ تو انھیں عذاب نے پکڑ لیا۔ بے شک اس میں یقیناً ایک نشانی ہے اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے۔"

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ۝۶۵ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝۶۶ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝۶۷ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ۝۶۸ ع

"تو انھوں نے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں، تو اس نے کہا اپنے گھروں میں تین دن خوب فائدہ اٹھالو، یہ وعدہ ہے جس میں کوئی جھوٹ نہیں بولا گیا۔ پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے صالح کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی طرف سے عظیم رحمت کے ساتھ بچالیا اور اس دن کی رسوائی سے بھی۔ بے شک تیرا رب ہی بے حد قوت والا، سب پر غالب ہے۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا انھیں چیخ نے پکڑ لیا، تو انھوں نے اپنے گھروں میں اس حال میں صبح کی کہ گرے پڑے تھے۔ جیسے وہ ان میں رہے ہی نہ تھے۔ سن لو! بے شک ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا۔ سن لو! ثمود کے لیے ہلاکت ہے۔"

قوم کے بدبختوں نے صالح علیہ السلام کی ایک نہ سنی اور اس اونٹنی کو قتل کر دیا۔ جب ان کی سرکشی انتہا کو پہنچ گئی تو صالح علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے ان سے کہا کہ اب تم لوگ تین دن تک اپنے گھروں میں رہ کر اپنے انجام کا انتظار کرو، یہ اللہ کا قطعی اور حتمی فیصلہ ہے، انھوں نے اونٹنی کو بدھ کے دن قتل کیا تھا۔ اس کے بعد (جمعرات، جمعہ اور ہفتہ) تین دن تک زندہ رہے۔ اتوار کے دن صبح کے وقت اللہ کا عذاب ان پر نازل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام اور ان کے مسلمان ساتھیوں کو اس عذاب سے بچا لیا، یہ عذاب ایک ہیبت ناک اور خطرناک چیخ تھی جو آسمان سے آئی تھی، جس کی شدت تاثیر سے تمام کافروں کے جسموں پر کپکپی طاری ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سبھی موت کے گھاٹ اتر گئے۔ ان کی بستیاں ایسی ویران اور سنسان ہو گئیں کہ جیسے پہلے سے وہاں کوئی رہتا ہی نہیں تھا اور ان کے ساتھ ایسا اس لیے ہوا کہ انھوں نے اپنے رب کا انکار کر دیا تھا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر ہمیشہ کے لیے لعنت و بربادی مسلط کر دی۔ یہ آیت خبر دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قوم عاد کی طرح قوم ثمود سے بھی بہت زیادہ غضبناک تھا اور ان سے اس کی نفرت شدید تھی۔

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ : ارشاد فرمایا: ﴿ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴾ [الشمس : ۱۴، ۱۵] "تو انھوں نے اسے جھٹلا دیا، پس اس (اونٹنی) کی کونچیں کاٹ دیں، تو ان کے رب نے انھیں ان کے گناہ کی وجہ سے پیس کر ہلاک کر دیا، پھر اس (بستی) کو برابر کر دیا۔ اور وہ اس (سزا) کے انجام سے نہیں ڈرتا۔"

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجر (مقام) پر سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ظالموں کے گھروں میں مت جاؤ، مگر روتے ہوئے اور بچو کہ کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آ جائے جو ان پر آیا تھا۔" پھر آپ نے اپنی سواری کو ڈانٹا اور جلدی چلایا، یہاں تک کہ حجر پیچھے رہ گیا۔ [مسلم، کتاب الزھد، باب النھی عن الدخول ...... الخ : ۲۹۸۰/۳۹]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجر یعنی ثمود کے علاقہ میں گئے تو انھوں نے وہاں کے کنوؤں کا پانی پینے کے لیے لیا اور اس پانی سے آٹا گوندھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس پانی کے بہا دینے اور آٹا اونٹوں کو کھلا دینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ پینے کا پانی اس کنویں سے لیں جس پر صالح علیہ السلام کی اونٹنی آتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔[مسلم، کتاب الزھد، باب النھی عن الدخول...... الخ : ۲۹۸۱]

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۰﴾

”اور بلاشبہ یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوش خبری لے کر آئے، انھوں نے سلام کہا، اس نے کہا سلام ہو، پھر دیر نہیں کی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔ تو جب ان کے ہاتھوں کو دیکھا کہ اس کی طرف نہیں پہنچتے تو انھیں اوپرا جانا اور ان سے ایک قسم کا خوف محسوس کیا، انھوں نے کہا نہ ڈر! بے شک ہم لوط کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔“

اس آیت کریمہ سے لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کے واقعہ کا آغاز ہوتا ہے اور یہ واقعہ ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے۔ لوط علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ قوم لوط کی بستیاں شام کے علاقے میں تھیں اور ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں قیام پذیر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جن فرشتوں کو قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لیے بھیجا تھا، وہ وہاں جانے سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کے پاس گئے، تاکہ انھیں بیٹے اسحاق اور پوتے یعقوب کی خوش خبری دیں۔ انھوں نے ابراہیم علیہ السلام سے اپنے کلام کا آغاز سلام سے کیا یعنی السلام علیکم کہا۔ ابراہیم علیہ السلام نے ان کے سلام کا بہتر جواب دیا اور انھیں مہمان سمجھ کر بہت خوش ہوئے مہمان نوازی کے طور پر کھانے کے لیے بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا، لیکن جب دیکھا کہ وہ کھانے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھا رہے تو دل میں ان کے بارے میں شبہ ہونے لگا اور کسی انجانے خطرے کی آمد سے ڈر گئے۔ اس لیے کہ اس زمانے میں دستور یہ تھا کہ مہمان جب کسی برائی کی نیت سے آتا تو میزبان کا کھانا نہیں کھاتا تھا۔ تب ان فرشتوں نے کہا کہ اے ابراہیم! آپ نہ ڈریے، ہم اللہ کے فرشتے ہیں اور قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

وَامْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾

”اور اس کی بیوی کھڑی تھی، سو ہنس پڑی تو ہم نے اسے اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوش خبری دی۔ اس نے کہا ہائے میری بربادی! کیا میں جنوں گی، جب کہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرا خاوند ہے بوڑھا، یقیناً یہ تو ایک عجیب چیز ہے۔ انھوں نے کہا کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے؟ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں تم پر اے گھر والو! بے شک وہ بے حد تعریف کیا گیا، بڑی شان والا ہے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی، دونوں ہی مہمانوں کی خدمت میں لگے ہوئے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام بیٹھے تھے اور سارہ کھڑی تھیں، کھانے کی چیزیں مہمانوں کے سامنے لا کر رکھ رہی تھیں۔ جب انھوں نے دیکھا کہ ہم نے تو مہمانوں کی خاطر اتنا سب کچھ کیا ہے اور یہ کیسے مہمان ہیں کہ ہمارا کھانا نہیں کھا رہے تو وہ بھی ڈر گئیں۔ لیکن جب انھوں نے اپنی حقیقت بتا دی تو ان کے دل سے بھی خوف جاتا رہا اور خوشی اور حیرت کی وجہ سے ہنس پڑیں کہ جنھیں وہ انسان سمجھ رہی تھیں وہ فرشتے نکلے اور خوش ہوئیں کہ یہ لوگ کسی شر کی نیت سے ان کے پاس نہیں آئے۔ جب ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی سارہ کو معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ اللہ کے فرشتے ہیں تو تب اللہ نے ان فرشتوں کے ذریعے سارہ کو اسحاق اور اسحاق کے بیٹے یعقوب کی خوش خبری دی۔

جب اللہ تعالیٰ نے ہاجرہ کو اسماعیل عطا کیا تو سارہ نے تمنا کی، کاش ان کا بھی بیٹا ہوتا، لیکن اپنی کبر سنی کی وجہ سے ناامید تھیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور انھیں بیٹے کی خوش خبری دی، تو سارہ نے بڑا تعجب کرتے ہوئے ان فرشتوں سے کہا کہ مجھے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے، میں تو اتنی بوڑھی ہوں کہ اولاد سے بالکل ناامید ہو چکی ہوں اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں۔ یہ تو بڑی عجیب و غریب بات ہو گی کہ بوڑھے اور بوڑھی سے لڑکا پیدا ہوا۔ فرشتوں نے سارہ کا حیرت واستعجاب دیکھ کر کہا کہ تم تو نبی کی بیوی ہو، تم سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، تو پھر یہ تعجب کیسا؟ اللہ تعالیٰ کا یہی فیصلہ اور یہی حکم ہے۔ تم لوگ نبی کے گھرانے والے ہو، تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے اور اللہ تو ہمیشہ اپنے بندوں پر نعمتوں کی بارش کرتا رہتا ہے، تاکہ وہ اس کی تعریف بیان کریں اور اس کا شکر ادا کریں اور وہ ہمیشہ ہی اپنے بندوں پر احسان کرتا رہتا ہے۔

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ : یعنی وہ اپنے تمام افعال و اقوال میں قابل تعریف اور اپنی ذات و صفات میں قابل ستائش و تعظیم ہے، جیسا کہ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! آپ پر اور اہل بیت پر درود کس طرح پڑھیں؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تو سکھلا دیا ہے کہ ہم سلام کس طرح بھیجیں۔ آپ نے فرمایا: ”اس طرح کہو: « اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ » ”اے اللہ! تو محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی ہے، بے شک تو ہی تعریف کے لائق، بزرگی کا مالک ہے۔ اے اللہ! تو محمد اور آل محمد پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم کو برکتوں سے نوازا ہے، بے شک تو ہی تعریف کے لائق، بزرگی کا مالک ہے۔“ [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب : ۳۳۷۰۔ مسلم، کتاب الصلوة، باب الصلوة علی النبی ﷺ بعد التشهد : ٤٠٦]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَ جَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾

’’پھر جب ابراہیم سے گھبراہٹ دور ہوئی اور اس کے پاس خوش خبری آ گئی تو وہ ہم سے لوط کی قوم کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ بے شک ابراہیم تو نہایت بردبار، بہت آہ وزاری کرنے والا، رجوع کرنے والا ہے۔‘‘

جب ابراہیم علیہ السلام کے دل سے ڈر نکل گیا اور انھیں بیٹے اور پوتے کی خوش خبری مل گئی تو قوم لوط کی ہلاکت کے بارے میں فرشتوں سے کہنے لگے کہ وہاں لوط اور کچھ دیگر مسلمان بھی ہیں، ان کا کیا حال ہوگا؟ ان کا مقصد یہ تھا کہ اسی بہانے اللہ قوم لوط سے عذاب کو ٹال دے۔ فرشتوں نے جواب دیا: ﴿ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ﴾ [العنکبوت : ۳۲] ’’ہم اسے زیادہ جاننے والے ہیں جو اس میں ہے، یقیناً ہم اسے اور اس کے گھر والوں کو ضرور بچا لیں گے، مگر اس کی بیوی۔‘‘

اگلی آیت میں فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام بڑے ہی بردبار اور بڑے ہی رحم دل تھے۔ برا کرنے والوں سے انتقام لینے میں جلدی نہیں کرتے تھے اور ہر دم اللہ سے لو لگائے رہتے تھے۔

يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَ اِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾

’’اے ابراہیم! اسے رہنے دے، بے شک حقیقت یہ ہے کہ تیرے رب کا حکم آ چکا اور یقیناً یہ لوگ! ان پر وہ عذاب آنے والا ہے جو ہٹایا جانے والا نہیں۔‘‘

فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اب آپ اس موضوع پر کوئی بات نہ کیجیے، اللہ کا فیصلہ صادر ہو چکا ہے اور ان پر عذاب آ کر رہے گا۔ کوئی دعا اور کوئی سفارش اسے ٹال نہیں سکتی، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَ مَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴾ [قٓ : ۲۹] ’’میرے ہاں بات بدلی نہیں جاتی اور میں بندوں پر ہرگز کوئی ظلم ڈھانے والا نہیں۔‘‘

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے، پھر جب پکڑتا ہے تو اس کو نہیں چھوڑتا۔‘‘ [بخاري، كتاب التفسير، باب قوله : ﴿ و كذلك أخذ ربك إذا أخذ القرىٰ ﴾ : ٤٦٨٦۔ مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم : ٢٥٨٣]

وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَ جَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَ مِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾

''اور جب ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس آئے، وہ ان کی وجہ سے مغموم ہوا اور ان سے دل تنگ ہوا اور اس نے کہا یہ بہت سخت دن ہے۔ اور اس کی قوم (کے لوگ) اس کی طرف بے اختیار دوڑتے ہوئے اس کے پاس آئے اور وہ پہلے سے برے کام کیا کرتے تھے۔ اس نے کہا اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں ہیں، یہ تمھارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں، تو اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو، کیا تم میں کوئی بھلا آدمی نہیں؟''

جب وہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو وہ خوبصورت کم عمر نوجوانوں کی شکل میں تھے۔ لوط علیہ السلام انھیں اس حال میں دیکھ کر پریشانِ خاطر ہوئے اور دل میں سوچا کہ آج کا دن تو بڑا ہی مشکل دن ہے۔ میں ان مہمانوں کو بدمعاشوں سے کیسے بچا سکوں گا؟ قوم لوط کو ان خوبصورت مہمانوں کے آنے کی اطلاع ملی تو ان کے ساتھ بدفعلی کی نیت سے بہت ہی تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔ اس لیے کہ پہلے ہی سے مردوں کے ساتھ بدفعلی کرنا ان کی خبیث عادت چلی آ رہی تھی اور شرم و حیا نام کی کوئی چیز ان میں باقی نہیں رہ گئی تھی۔ جب انھوں نے مہمانوں کی طرف دست درازی کرنا چاہی تو لوط علیہ السلام نے مہمانوں کا دفاع کرتے ہوئے اور بدمعاشوں کو خیر کی نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! یہ میری بیٹیاں یعنی قوم کی بچیاں موجود ہیں، تم لوگ ان سے شادی کر لو، دنیاوی اور اخروی ہر اعتبار سے یہ تمھارے لیے زیادہ پاکیزہ اور اچھی رہیں گی۔ دیکھو! اللہ سے ڈرو اور زنا چھوڑ دو۔ بدفعلی کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو اور مہمانوں پر دست درازی کر کے مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی ایک بھی ایسا آدمی نہیں ہے جو اس فعل قبیح سے باز آ جائے اور نیکی کی راہ اختیار کرے؟

قَالَ يٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ : یعنی آپ نے ان کی رہنمائی ان کی بیویوں کی طرف کی، انھیں اپنی بیٹیاں اس لیے قرار دیا کہ نبی اپنی امت کے لیے والد کی طرح ہوتا ہے، آپ نے ایک ایسے کام کی طرف رہنمائی فرمائی جو ان کے لیے دنیا و آخرت دونوں اعتبار سے مفید تھا، جیسا کہ دوسری آیت میں ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا: ﴿ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴾ [الشعراء : ١٦٥، ١٦٦] ''کیا سارے جہانوں میں سے تم مردوں کے پاس آتے ہو۔ اور انھیں چھوڑ دیتے ہو جو تمھارے رب نے تمھارے لیے تمھاری بیویاں پیدا کی ہیں، بلکہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو۔'' اس کے جواب میں انھوں نے کہا: ﴿ اَوَ لَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰۤؤُلَآءِ بَنٰتِيْۤ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴾ [الحجر : ٧٠ تا ٧٢] ''اور کیا ہم نے تجھے سارے جہانوں سے منع نہیں کیا۔ اس نے کہا یہ میری بیٹیاں ہیں، اگر تم کرنے والے ہو۔ تیری عمر کی قسم! بے شک وہ یقیناً اپنی مدہوشی میں بھٹکے پھرتے تھے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾

''انھوں نے کہا بلاشبہ یقیناً تو جانتا ہے کہ تیری بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں اور بلاشبہ یقیناً تو جانتا ہے ہم کیا چاہتے ہیں۔اس نے کہا کاش! واقعی میرے پاس تمھارے مقابلہ کی کچھ طاقت ہوتی یا میں کسی مضبوط سہارے کی پناہ لیتا۔''

ان بدبختوں نے لوط علیہ السلام کی نصیحت پر کوئی دھیان نہیں دیا اور انتہائی بے حیائی کے ساتھ اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اے لوط! تم پہلے سے جانتے ہو کہ ہم عورتوں کی خواہش نہیں رکھتے، تمھیں خوب معلوم ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں؟ ہمیں اپنی شہوت کی آگ بجھانے کے لیے وہ کم عمر خوبصورت لڑکے چاہییں جو تمھارے پاس موجود ہیں۔ جب لوط علیہ السلام کو یقین ہو گیا کہ وہ بدبخت ان کے مہمانوں پر دست درازی کریں گے تو کہا، کاش! مجھ میں قوت ہوتی یا میرے خاندان کے لوگ یہاں موجود ہوتے تو میں ضرور تمھیں مار بھگاتا اور اپنے مہمانوں کی حفاظت کرتا۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے کہ وہ زبردست رکن (یعنی اللہ تعالیٰ) کی پناہ میں گئے تھے۔'' [بخاري، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب ﴿ ولوطًا إذ قال لقومه أتأتون الفاحشة ...... الخ ﴾ : ۳۳۷۵]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوط علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کہ وہ مضبوط سہارے کو پکڑنا چاہتے تھے (یعنی اللہ تعالیٰ کا سہارا اختیار کیے ہوئے تھے)، جب انھوں نے کہا: ﴿ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴾ [ھود : ۸۰]، تو ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنی قوم کے صاحب حیثیت لوگوں میں سے مبعوث فرمایا۔'' [ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب و من سورۃ یوسف : ۳۱۱۶۔ بخاري، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قوله : ﴿ و نبئهم عن ضيف ...... ﴾ : ۳۳۷۲۔ ابن حبان : ۶۲۰۶، ۶۲۰۷]

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْۤا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾

''انھوں نے کہا اے لوط! بے شک ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں، یہ ہرگز تجھ تک نہیں پہنچ پائیں گے، سو اپنے گھر والوں کو رات کے کسی حصے میں لے کر چل نکل اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر تیری بیوی۔ بے شک حقیقت یہ ہے کہ اس پر وہی مصیبت آنے والی ہے جو ان پر آئے گی۔ بے شک ان کے وعدے کا وقت صبح ہے، کیا صبح واقعی قریب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔‘‘

جب فرشتوں نے ان کی یہ درد بھری بات سنی اور دیکھا کہ ان کی قوم کے بدمعاش لوگ ان پر چڑھ آئے ہیں اور وہ مہمانوں کا دفاع کرنے سے عاجز ہو گئے ہیں تو اپنی حقیقت ظاہر کر دی اور کہا کہ اے لوط! ہم آپ کے رب کے فرشتے ہیں، یہ لوگ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ آپ رات کے آخری پہر، جب لوگ خوابِ غفلت میں مبتلا ہوں، اپنے مسلمان ساتھیوں کو لے کر یہاں سے نکل جایئے، تاکہ کوئی کافر آپ کو یہاں سے نکل جانے سے روک نہ سکے۔ جب ان پر عذاب نازل ہو رہا ہو اور آپ لوگ ان کی چیخ پکار سنیں تو مڑ کر نہ دیکھیے، تاکہ کہیں اس عذاب کا اثر آپ تک نہ پہنچ جائے، لیکن آپ کی بیوی پر وہ عذاب ضرور نازل ہو گا، اس لیے کہ وہ مومن نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ صبح کے وقت روانہ ہونے والے مسلمانوں کے ساتھ وہ بھی تھی، لیکن جب اس نے چیخ پکار سنی تو مڑ کر دیکھنے لگی۔ اچانک آسمان سے ایک پتھر آیا اور اسے ہلاک کر دیا۔

اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴾ [القمر : ٣٤] ’’بے شک ہم نے ان پر پتھر برسانے والی ایک ہوا بھیجی، سوائے لوط کے گھر والوں کے، انھیں ہم نے صبح سے کچھ پہلے نجات دی۔‘‘

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت خیبر پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جب کسی قوم پر حملہ کرنے کے لیے رات کے وقت پہنچتے تو فوراً ہی حملہ نہیں کرتے تھے، بلکہ جب صبح ہو جاتی تو پھر کرتے۔ چنانچہ صبح کے وقت یہودی اپنے کلہاڑے اور ٹوکرے لے کر باہر نکلے، لیکن جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو شور کرنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لشکر لے کر آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’خیبر برباد ہوا، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔‘‘ [بخاري، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر : ٤١٩٧]

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ۬ مَّنْضُوْدٍ ۙ۝۸۲ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَ مَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝۸۳

’’پھر جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے اس کے اوپر والے حصے کو اس کا نیچا کر دیا اور ان پر تہ بہ تہ کھنگر کے پتھر برسائے۔ جو تیرے رب کے ہاں سے نشان لگائے ہوئے تھے اور وہ ان ظالموں سے ہرگز کچھ دور نہیں۔‘‘

جب عذاب کا وقت موعود آ گیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل علیہ السلام نے اپنا پَر قوم لوط کی پانچوں بستیوں کے نیچے داخل کر کے انھیں زمین کی سطح سے بہت ہی اوپر اٹھا دیا اور پھر انھیں الٹ کر زمین پر دے مارا۔ اس کے بعد ان پر لگاتار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پتھروں کی بارش کر دی۔ جس پر اللہ کی جانب سے ہر کافر کا نام لکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ بستیاں مکہ کے مشرکین سے کچھ زیادہ دور نہیں ہیں۔ جب وہ شام کے سفر پر روانہ ہوتے ہیں تو ان بستیوں کے بھولے بسرے آثار کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ انھیں دیکھ کر عبرت حاصل کریں کہ کہیں انھیں بھی قومِ لوط کی طرح اللہ کا عذاب نہ پکڑ لے۔

ارشاد فرمایا: ﴿ وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ وَعَادًا وَثَمُودَ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ۝ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴾ [الفرقان : ۳۷ تا ۴۰] ”اور نوح کی قوم کو بھی جب انھوں نے رسولوں کو جھٹلا دیا تو ہم نے انھیں غرق کر دیا اور انھیں لوگوں کے لیے ایک نشانی بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لیے ایک دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور عاد اور ثمود کو اور کنویں والوں کو اور اس کے درمیان بہت سے زمانے کے لوگوں کو بھی (ہلاک کر دیا)۔ اور ہر ایک، ہم نے اس کے لیے مثالیں بیان کیں اور ہر ایک کو ہم نے تباہ کر دیا، بری طرح تباہ کرنا۔ اور بلاشبہ یقیناً یہ لوگ اس بستی پر آ چکے، جس پر بارش برسائی گئی، بری بارش، تو کیا وہ اسے دیکھا نہ کرتے تھے؟ بلکہ وہ کسی طرح اٹھائے جانے کی امید نہ رکھتے تھے۔“ اور فرمایا: ﴿ فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ ۝ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ﴾ [الحج : ۴۵، ۴۶] ”سو کتنی ہی بستیاں ہیں جنھیں ہم نے اس حال میں ہلاک کیا کہ وہ ظالم تھیں، پس وہ اپنی چھتوں پر گری ہوئی ہیں اور کتنے ہی بے کار چھوڑے ہوئے کنویں ہیں اور چونا گچ محل۔ پھر کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے لیے ایسے دل ہوں جن کے ساتھ وہ سمجھیں، یا کان ہوں جن کے ساتھ وہ سنیں۔ پس بے شک قصہ یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں اور لیکن وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔“

وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ : اس کا یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ عبرت ناک سزا جو ان ظالموں کو دی گئی، اس طرح کے ظلم کا ارتکاب کرنے والوں کو بھی دی جا سکتی ہے اور یہ کچھ محال بھی نہیں ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تم کسی کو پاؤ کہ وہ قوم لوط کا سا عمل کرتے ہیں تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔“ [أبو داوٗد، کتاب الحدود، باب فیمن عمل عمل قوم لوط : ۴۴۶۲۔ ترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء فی حد اللوطی : ۱۴۵۶]

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾

”اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا)۔ اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں اور ماپ اور تول کم نہ کرو، بے شک میں تمھیں اچھی حالت میں دیکھتا ہوں اور بے شک میں تم پر ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔“

اس آیت کریمہ سے شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم اہل مدین کے واقعہ کا آغاز ہوتا ہے۔ شعیب علیہ السلام اپنے حسن خطابت کی وجہ سے خطیب الانبیاء کہلاتے تھے۔ انھوں نے پہلے اپنی قوم کو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی۔ اس کے بعد ناپ تول میں کمی کرنے سے منع کیا، جو کفر کے بعد ان کی دوسری بری صفت تھی۔ جب کسی سے کوئی چیز خریدتے تو بڑا پیمانہ اور بڑا سیر استعمال کرتے اور جب کوئی چیز بیچتے تو چھوٹا پیمانہ اور سیر استعمال کرتے۔ پھر کہا کہ تمھیں اللہ تعالیٰ نے گوناگوں نعمتوں سے نواز رکھا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھارے گناہوں کی وجہ سے یہ نعمتیں تم سے چھن جائیں اور کوئی مہلک اور دردناک عذاب تمھیں اپنی گرفت میں لے لے۔

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴾ [المطففین : ۱ تا ۳] ”بڑی ہلاکت ہے ماپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں۔ اور جب انھیں ماپ کر یا انھیں تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴾ [الدھر : ۷] ”جو اپنی نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت بہت زیادہ پھیلی ہوئی ہوگی۔“ اور فرمایا: ﴿ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴾ [مریم : ۹۳ تا ۹۵] ”آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ رحمان کے پاس غلام بن کر آنے والا ہے۔ بلاشبہ یقیناً اس نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے اور انھیں خوب اچھی طرح گن کر شمار کر رکھا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک قیامت کے دن اس کے پاس اکیلا آنے والا ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے، اس پر قحط سالی، سخت محنت اور حکمرانوں کا ظلم و ستم مسلط کر دیا جاتا ہے۔“ [مستدرك حاكم : ۵۴۰/۴، ح : ۸۶۲۳۔ ابن ماجه، كتاب الفتن، باب العقوبات : ۴۰۱۹]

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُفۡسِدِيۡنَ ﴿۸۵﴾

''اور اے میری قوم! ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے دنگا نہ مچاؤ۔''

پہلے ماپ تول میں کمی سے منع فرمایا، اب اسی کی تاکید کے طور پر کہا کہ جب لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کرو تو عدل و انصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے ماپ تول میں کمی بیشی مت کرو۔ اس کے بعد مزید تاکید کے طور پر کہا کہ لوگوں کے حقوق کی ادائیگی میں کمی نہ کرو، چاہے وہ ماپ تول میں ہو یا کوئی اور معاملہ ہو اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔ ''فساد'' میں ہر وہ عمل داخل ہے جس سے اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو، جیسے شرک باللہ کا ارتکاب کرنا اور اللہ کے دین سے لوگوں کو روکنا، یا بندوں کے حقوق پامال ہو رہے ہوں، جیسے چوری کرنا، ڈاکا ڈالنا اور ماپ تول میں کمی کرنا وغیرہ۔

ارشاد فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَـكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡكُمۡ ‌ۚ وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمۡ رَحِيۡمًا ﴾ [النساء : ۲۹] ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ تمھاری آپس کی رضا مندی سے تجارت کی کوئی صورت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تم پر ہمیشہ سے بے حد مہربان ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔'' [مسلم، كتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ : من غش فليس منا : ۱۰۱]

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيۡكُمۡ بِحَفِيۡظٍ ﴿۸۶﴾

''اللہ کا باقی بچا ہوا تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم مومن ہو اور میں ہرگز تم پر کوئی نگہبان نہیں ہوں۔''

اس آیت میں شعیب علیہ السلام نے انھیں نہایت مخلصانہ نصیحت کی کہ لوگوں کے حقوق عدل و انصاف کے ساتھ ادا کرنے کے بعد تمھارے پاس اللہ کا دیا ہوا جو حلال مال بچ جائے، وہ اس مال سے زیادہ بابرکت ہے جو ماپ تول میں کمی، لوگوں کے حقوق مار کر اور چوری اور ڈاکا زنی کے ذریعے حاصل کیا جائے۔ اس کے بعد ان سے کہا کہ میں تو اللہ کے دین کا مبلغ ہوں، اپنی ذمہ داری پوری کر رہا ہوں، تم پر نگران مقرر نہیں کیا گیا کہ تمھیں زبردستی برے اعمال سے روک دوں۔

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ : یعنی لوگوں کو پورا پورا ناپ تول دینے کے بعد جو خالص نفع بچ جائے، وہ لوگوں کے مال لینے کی نسبت زیادہ بہتر ہے، ارشاد فرمایا: ﴿ يَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرۡبِى الصَّدَقٰتِ ﴾ [البقرة : ۲۷۶] ''اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیچنے والا اور خریدنے والا (بیع قائم رکھنے یا ختم کرنے کا) اختیار رکھتے ہیں، جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔ اگر وہ سچ بولیں اور (سودے کی حقیقت کو) واضح کریں، تو دونوں کو ان کے سودے میں برکت دی جاتی ہے اور اگر وہ (کوئی عیب وغیرہ) چھپا لیں (اور ایک دوسرے کو دھوکا دینے کی کوشش کریں) اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے کی برکت مٹ جاتی ہے۔'' [بخاری، کتاب البیوع، باب إذا كان البائع بالخيار ...... الخ : ۲۱۱٤۔ مسلم، کتاب البیوع، باب الصدق فی البیع و البیان : ۱۵۳۲]

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾

''انھوں نے کہا اے شعیب! کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے کہ ہم انھیں چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے، یا یہ کہ ہم اپنے مالوں میں کریں جو چاہیں، یقیناً تو تو نہایت بردبار، بڑا سمجھ دار ہے۔''

شعیب علیہ السلام کثرت سے نماز پڑھتے تھے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے، اسی لیے کافروں نے ان کی دعوت کو ٹھکراتے ہوئے کہا کہ اے شعیب! کیا تمھاری نمازیں تمھیں حکم دیتی ہیں کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے؟ یا اپنے مال کے بڑھاوے کے لیے جو کچھ ہم کرتے آئے ہیں اسے چھوڑ دیں؟ تم تو خاندان اور قوم میں بہت ہی سوجھ بوجھ والے سمجھے جاتے تھے، پھر یہ بہکی بہکی باتیں کیوں کرتے ہو؟

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾

''اس نے کہا اے میری قوم! کیا تم نے دیکھا اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے اچھا رزق عطا کیا ہو۔ اور میں نہیں چاہتا کہ تمھاری بجائے میں (خود) اس کا ارتکاب کروں جس سے تمھیں منع کرتا ہوں، میں تو اصلاح کے سوا کچھ نہیں چاہتا، جتنی کر سکوں اور میری توفیق اللہ کے سوا کسی سے نہیں، میں نے اسی پر بھروسا کیا اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔''

شعیب علیہ السلام نے ان کے کفر و عناد اور استہزا کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ لوگو! اللہ نے مجھے علم و نبوت کی نعمت سے نوازا ہے اور میری حلال روزی میں خوب وسعت عطا فرمائی ہے، تو کیا میرے لیے یہ مناسب ہے کہ صرف تمھیں خوش رکھنے کے لیے اللہ کی وحی میں خیانت کروں؟ کیا لوگوں کو شرک و ظلم سے روکنا اور اصلاح نفس کی دعوت دینا چھوڑ دوں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور میں نہیں چاہتا کہ جن کاموں سے تمھیں روکتا ہوں وہی کام میں خود کروں، تمھیں تو بتوں کی عبادت سے منع کروں اور خود اس پر عمل نہ کروں اور میں نے جو تمھیں خیر کے کام کرنے کی دعوت دی ہے اور برائی سے روکا ہے تو میرا مقصود تمھاری اصلاح ہے اور مجھے ہر خیر کی توفیق دینے والا اللہ ہے۔ میرا اعتماد صرف اسی پر ہے اور خوشی اور غم ہر حال میں میرا ملجا و ماویٰ صرف وہی ہے۔

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ : ارشاد فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۰ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴾ [الصف : ۲، ۳] ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک ناراض ہونے کے اعتبار سے بڑی بات ہے کہ تم وہ کہو جو تم نہیں کرتے۔''

یحییٰ نے کہا کہ مجھ سے میرے بعض بھائیوں نے حدیث بیان کی کہ جب مؤذن نے « حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ » کہا تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: « لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ » ''نہ (کسی کو) نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ برائی سے بچنے کی قوت مگر اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے'' اور پھر کہنے لگے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہی سنا ہے۔[بخاری، کتاب الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادى : ٦١٣۔ مسلم، کتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن ...... الخ : ٣٨٥]

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن ایک آدمی کو لا کر جہنم میں پھینکا جائے گا، اس کی انتڑیاں آگ میں باہر نکل آئیں گی، تو وہ (ان کے اردگرد تکلیف کی شدت سے) چکر کاٹنا شروع کر دے گا، جس طرح (چکی چلانے والا) گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے، پھر جہنمی اس کے پاس اکٹھے ہو جائیں گے، وہ کہیں گے، فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تم ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیا کرتے تھے اور برے کاموں سے منع نہیں کیا کرتے تھے؟ وہ کہے گا، ہاں! میں تمھیں نیکی کی تلقین تو کرتا تھا، لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا، برائی سے تمھیں تو منع کرتا تھا، لیکن خود اس کا ارتکاب کر لیا کرتا تھا۔'' [بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار و أنها مخلوقة : ٣٢٦٧۔ مسلم، کتاب الزهد، باب عقوبة من يأمر بالمعروف ولا يفعله : ٢٩٨٩]

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْۤ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۸۹ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۹۰

''اور اے میری قوم! میری مخالفت تمھیں اس کا مستحق ہرگز نہ بنا دے کہ تمھیں اس جیسی مصیبت آپہنچے جو نوح کی قوم یا ہود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی قوم یا صالح کی قوم کو پہنچی اور لوط کی قوم (بھی) ہرگز تم سے کچھ دور نہیں ہے۔ اور اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف پلٹ آؤ، بے شک میرا رب نہایت رحم والا، بہت محبت والا ہے۔“

شعیب علیہ السلام نے انھیں کفر و عناد سے ڈراتے ہوئے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! میری دشمنی اور مخالفت کی وجہ سے اپنے کفر و فساد پر اصرار نہ کرو، ورنہ تم پر بھی اللہ کا عذاب اسی طرح نازل ہو جائے گا جس طرح قوم نوح، قوم ہود، قوم صالح اور قوم لوط پر تم سے پہلے نازل ہو چکا ہے اور قوم لوط کا زمانہ اور ان کا علاقہ تم سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ ان پر جو اللہ کا عذاب آیا وہ تمھیں معلوم ہے اور اس کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ انھوں نے کفر و عناد پر اصرار کیا اور لوط کی بات کو ٹھکرا دیا تھا۔ اگلی آیت میں عذاب سے ڈرانے کے بعد انھیں نصیحت کی کہ وہ بتوں کی عبادت سے تائب ہو جائیں، اللہ سے مغفرت طلب کریں، توحید باری تعالیٰ پر عمل پیرا ہو جائیں اور ناپ تول میں کمی کرنے سے باز آ جائیں، تو اللہ بڑا ہی مہربان ہے اور اپنے بندوں سے بڑا ہی محبت کرنے والا ہے، وہ یقیناً انھیں معاف کر دے گا اور ان پر رحم کرے گا۔

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمھیں فنا کر دے گا اور (تمھاری جگہ) ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو گناہ کریں گے، پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں گے، پس اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔“ [مسلم، کتاب التوبة، باب سقوط الذنوب بالاستغفار والتوبة : ۲۷۴۹]

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَ لَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ؗ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝۹۱ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝۹۲ وَ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝۹۳

”انھوں نے کہا اے شعیب! ہم اس میں سے بہت سی باتیں نہیں سمجھتے جو تو کہتا ہے اور بے شک ہم تو تجھے اپنے درمیان بہت کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تیری برادری نہ ہوتی تو ہم ضرور تجھے سنگسار کر دیتے اور تو ہم پر ہرگز کسی طرح غالب نہیں۔ اس نے کہا اے میری قوم! کیا میری برادری تم پر اللہ سے زیادہ غالب ہے اور اسے تم نے اپنی پیٹھ پیچھے پھینکا ہوا بنا رکھا ہے، بے شک میرا رب جو کچھ تم کر رہے ہو، اس کا احاطہ کرنے والا ہے۔ اور اے میری قوم! تم اپنی جگہ عمل کرو، بے شک میں (بھی) عمل کرنے والا ہوں۔ تم جلد ہی جان لو گے کہ کون ہے جس پر وہ عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے گا اور کون ہے جو جھوٹا ہے اور انتظار کرو، بے شک میں (بھی) تمھارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے حقارت آمیز انداز میں کہا کہ اے شعیب! تمھاری باتیں تو ہمیں سمجھ میں نہیں آتیں، تم غیبی امور کی باتیں کرتے ہو۔ موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے، توحید باری تعالیٰ اور مال میں حلال وحرام کی باتیں کرتے ہو، یہ سب باتیں قابل قبول نہیں ہیں اور تم اپنی انھی باتوں کی وجہ سے سب سے کٹ کر تنہا رہ گئے ہو، تمھاری کوئی حیثیت نہیں رہی۔ اگر تمھاری قوم کا خیال نہ ہوتا تو ہم تمھیں پتھروں سے مار مار کر ہلاک کر دیتے اور تم ہماری نظر میں کسی حیثیت سے بھی معزز نہیں ہو کہ تمھیں رجم نہ کرتے، صرف تمھاری قوم کا خیال آتا ہے کہ تمھیں اب تک چھوڑ رکھا ہے، اس لیے کہ وہ لوگ ہمارے دین پر ہیں۔ شعیب علیہ السلام نے کہا کہ میرا خاندان تمھاری نظر میں اللہ سے زیادہ معزز ہے، تم لوگوں نے اس کے دین، اس کے حکم اور اس کی وحی کو ٹھکرا دیا ہے اور میرے خاندان کے کافروں کا لحاظ کر کے مجھ پر احسان جتا رہے ہو، بے شک میرا رب تمھارے تمام کرتوتوں کو خوب جانتا ہے اور وہ تمھیں اس کی سزا ضرور دے گا۔ پھر جب شعیب علیہ السلام ان کی طرف سے بالکل ناامید ہو گئے تو کہا اے میری قوم کے لوگو! تم لوگ اپنے کفر وسرکشی کی راہ پر چلتے جاؤ اور جو کرنا چاہو کیے جاؤ، میں بھی صبر واستقامت کے ساتھ اپنی راہ پر گامزن رہتا ہوں۔ تم لوگ عنقریب ہی جان لو گے کہ اللہ کا رسوا کن عذاب کسے اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور کون جھوٹا ہے اور اب تم لوگ اپنی ہلاکت اور بربادی کا انتظار کرو، میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے، پھر اگر وہ گناہ چھوڑ دے، استغفار کرے اور توبہ کر لے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ دوبارہ گناہ کرے تو نقطہ بڑھ جاتا ہے، حتیٰ کہ پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔“

[ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب و من سورۃ ویل للمطففین : ٣٣٣٤]

وَ لَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ اَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٩٤﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿٩٥﴾

ع ٨

”اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے شعیب کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ہمراہ ایمان لائے تھے، اپنی خاص رحمت سے بچا لیا اور ان لوگوں کو جنھوں نے ظلم کیا تھا، چیخ نے پکڑ لیا تو انھوں نے اپنے گھروں میں اس حال میں صبح کی کہ گرے پڑے تھے۔ جیسے وہ ان میں نہیں رہے تھے۔ سن لو! مدین کے لیے ہلاکت ہے، جیسے ثمود ہلاک ہوئے۔“

جب اللہ کا عذاب قوم شعیب پر نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام اور ان کے مسلمان ساتھیوں کو اپنے فضل خاص سے ان کے ایمان کی بدولت اس عذاب سے بچا لیا اور جن لوگوں نے کفر وعناد کی وجہ سے اپنے آپ پر اور لوگوں کا مال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
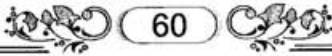
ناجائز طور پر لے کر دوسروں پر ظلم کیا تھا، انھیں اللہ کے عذاب نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ وہ عذاب جرائیل علیہ السلام کی ایک شدید چیخ تھی، جس کے اثر سے ان کی روحیں ان کے جسموں سے پرواز کر گئیں۔ سورۃ الاعراف اور سورۃ العنکبوت میں آیا ہے کہ شدید زلزلہ آیا جس سے تمام لوگ ہلاک ہو گئے۔ یہ زلزلہ جرائیل علیہ السلام کی شدید چیخ ہی کا نتیجہ تھا اور یہ عذاب شعیب علیہ السلام کی بستی والوں پر آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کو اَیکہ والوں کی طرف بھی نبی بنا کر بھیجا تھا، انھوں نے بھی نافرمانی کی تو اللہ نے انھیں ایک آگ کے ذریعے ہلاک کر دیا تھا جو آسمان سے آئی تھی۔ جرائیل علیہ السلام کی چیخ کا یہ اثر ہوا کہ وہ تمام لوگ اپنے گھروں ہی میں مر گئے اور اس طرح ختم ہو گئے جیسے وہاں کبھی وہ لوگ آباد تھے ہی نہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر ہمیشہ کے لیے ہلاکت و بربادی مسلط کر دی جس طرح قوم ثمود پر اس سے پہلے مسلط کر دی تھی۔ اس لیے کہ ان کے علاقے ایک دوسرے کے قریب تھے۔ کفر و سرکشی اور ڈاکا زنی میں بھی ایک جیسے تھے اور دونوں ہی قومیں دیہات میں رہتی تھیں۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَ اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور واضح دلیل دے کر بھیجا۔ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف۔ تو انھوں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی اور فرعون کا حکم ہرگز کسی طرح درست نہ تھا۔ وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے ہوگا، پس انھیں پینے کے لیے آگ پر لے آئے گا اور وہ پینے کی بری جگہ ہے، جس پر پینے کے لیے آیا جائے۔ اور ان کے پیچھے اس (دنیا) میں لعنت لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی۔ برا عطیہ ہے جو کسی کو دیا جائے۔“

ان آیات میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ بہت ہی اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ”آیات“ سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو دی تھیں اور ”سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ“ سے مراد عصائے موسوی ہے، جو اگرچہ نو نشانیوں میں شامل ہے، لیکن چونکہ اس کی ایک خاص حیثیت تھی اس لیے اس کا ذکر مستقل طور پر کیا گیا ہے۔ فرعون کے ساتھ سرداران قوم کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ عوام اپنے تمام امور میں انھی سرداروں کی پیروی کرتے تھے اور سردار اپنے کفر و عناد میں فرعون کی پیروی کرتے تھے، جس کا ہر معاملہ ضلالت و گمراہی لیے ہوئے تھا۔ قیامت کے دن فرعون جہنم کی طرف جاتے ہوئے اپنی قوم کے آگے آگے چلے گا، جس طرح دنیا میں ضلالت و گمراہی کی راہوں پر چلنے میں ان کے پیش پیش رہتا تھا، یہاں تک کہ ان سب کو جہنم میں پہنچا دے گا۔ آیت میں فرعون کو اس پہلے جانور سے تشبیہ دی گئی ہے جو تالاب سے پانی پینے کے لیے جاتے وقت سب جانوروں سے آگے ہوتا ہے اور اس کے پیروکاروں کو پیچھے آنے والے باقی جانوروں سے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہنم کی آگ کو تالاب کے پانی سے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا کہ جہنم کی آگ بڑا ہی برا گھاٹ ہوگا جہاں وہ لوگ پہنچیں گے، اس لیے کہ پانی سے پیاس بجھتی ہے، کلیجہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور آگ تو سینہ کو جلا دیتی ہے اور انتڑیوں اور جگر کو کاٹ کر باہر نکال دیتی ہے۔ العیاذ باللہ !

جہنم جیسے بدترین ٹھکانے کا حال بیان کرنے کے بعد بدقسمت فرعونیوں کا حال بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ کی لعنت ان پر اس دنیا میں تو بھیج ہی دی گئی تھی، آخرت میں بھی ان پر لعنت برسے گی، یعنی وہ جہاں بھی ہوں گے اللہ کی رحمت سے دور ہوں گے۔ "رِفْدٌ" انعام اور عطیے کو کہا جاتا ہے۔ یہاں لعنت کو رفد کہا گیا ہے، جس سے فرعونیوں کی غایت درجہ کی اہانت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ "مَرْفُوْدٌ" سے مراد وہ انعام ہے جو کسی کو دیا جائے۔ یہ "الرِّفْدُ" کی تاکید ہے۔

وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ : یعنی فرعون کے کسی حکم میں رشد و بھلائی اور ہدایت نہ تھی بلکہ وہ جہالت، ضلالت، کفر اور سرکشی پر مبنی تھے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴾ [النازعات : ٢١ تا ٢٦] "تو اس نے جھٹلا دیا اور نافرمانی کی۔ پھر واپس پلٹا، دوڑ بھاگ کرتا تھا۔ پھر اس نے اکٹھا کیا، پس پکارا۔ پس اس نے کہا میں تمھارا سب سے اونچا رب ہوں۔ تو اللہ نے اسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔ بے شک اس میں اس شخص کے لیے یقیناً بڑی عبرت ہے جو ڈرتا ہے۔"

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴾ [القصص : ٤١، ٤٢] "اور ہم نے انھیں ایسے پیشوا بنایا جو آگ کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے دن ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ اور ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن وہ دور دفع کیے گئے لوگوں سے ہوں گے۔"

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بعض لوگوں کو آگ ٹخنوں تک جلائے گی، بعض لوگوں کو کمر تک جلائے گی اور بعض لوگوں کو گردن تک جلائے گی۔" [مسلم، کتاب الجنة و صفة نعيمها، باب جهنم أعاذنا الله منها : ٢٨٤٥]

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ۝

"یہ ان بستیوں کی چند خبریں ہیں جو ہم تجھے بیان کرتے ہیں، ان میں سے کچھ کھڑی ہیں اور کچھ کٹ چکی ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے سات انبیائے کرام اور ان کی قوموں کے واقعات بیان کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ہم یہ واقعات اس لیے بیان کر رہے ہیں کہ آپ کفار مکہ کو سنا دیں، شاید کہ وہ ان کے انجام سے عبرت پکڑیں۔ ان بستیوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے بعض تو اب بھی موجود ہیں جن کے آثار و کھنڈرات نشان عبرت ہیں اور بعض بالکل ہی صفحۂ ہستی سے معدوم ہو گئیں اور ان کا وجود صرف تاریخ کے صفحات پر باقی رہ گیا ہے۔ ''قَآئِمٌ'' سے مراد وہ بستیاں، جو اپنی چھتوں پر قائم ہیں اور ''حَصِيْدٌ'' بمعنی ''محصود'' سے مراد وہ بستیاں جو کٹی ہوئی کھیتیوں کی طرح نابود ہو گئیں۔

وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَ مَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾

''اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا اور لیکن انھوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا، پھر ان کے وہ معبود ان کے کچھ کام نہ آئے جنھیں وہ اللہ کے سوا پکارتے تھے، جب تیرے رب کا حکم آ گیا اور انھوں نے ہلاک کرنے کے سوا انھیں کچھ زیادہ نہ دیا۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کو عذاب اور ہلاکت سے دوچار کر کے ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا؟ بلکہ کفر و معاصی کا ارتکاب کر کے انھوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر جو قابل غور بات ہے وہ یہ ہے کہ انھی معبودوں کی وجہ سے تو پیروکاروں پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ جبکہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ یہ انھیں نقصان سے بچائیں گے اور فائدہ پہنچائیں گے، لیکن جب اللہ کا عذاب آیا تو واضح ہو گیا کہ ان کا یہ عقیدہ فاسد تھا اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ اللہ کے سوا کوئی کسی کو نفع و نقصان پہنچانے پر قادر نہیں۔

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴾ [الأعراف : ٤، ٥] ''اور کتنی ہی بستیاں ہیں جنھیں ہم نے ہلاک کر دیا، تو ان پر ہمارا عذاب راتوں رات آیا، یا جب کہ وہ دوپہر کو آرام کرنے والے تھے۔ پھر ان کی پکار، جب ان پر ہمارا عذاب آیا، اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ انھوں نے کہا یقیناً ہم ہی ظالم تھے۔''

فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ : ارشاد فرمایا: ﴿ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَ مَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ [فاطر : ۲]

''جو کچھ اللہ لوگوں کے لیے رحمت میں سے کھول دے تو اسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جو بند کر دے تو اس کے بعد اسے کوئی کھولنے والا نہیں اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾

''اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے، جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے، اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والی ہوتی ہیں، بے شک اس کی پکڑ بڑی دردناک، بہت سخت ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اللہ ظالم لوگوں کو مہلت دیے جاتا ہے اور مہلت سے مقصود تنبیہ بھی ہوتی ہے اور اتمام حجت بھی۔ لیکن جس قوم پر اتمام حجت ہو چکے اور تنبیہات بھی سود مند ثابت نہ ہوں اور ان لوگوں میں خیر اور بھلائی کو قبول کرنے کی استعداد ہی باقی نہ رہے تو پھر اس وقت ان پر ایسا قہر الٰہی نازل ہوتا ہے جو ان کے لیے سخت تکلیف دہ بھی ہوتا ہے اور جان لیوا بھی اور اس عذاب سے بعض اوقات اس قوم کا نام ونشان ہی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴾ [البروج : ۱۲] ''بے شک تیرے رب کی پکڑ یقیناً بہت سخت ہے۔''

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ظالموں کو مہلت دیتا ہے، مگر جب ان کی گرفت فرماتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔'' اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴾ ''اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے، جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے، اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والی ہوتی ہیں، بے شک اس کی پکڑ بڑی دردناک، بہت سخت ہے۔'' [بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ و كذلك أخذ ربك إذا أخذ القرى ...... الخ ﴾ : ٤٦٨٦۔ مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم : ٢٥٨٣]

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾

''بے شک اس میں اس شخص کے لیے یقیناً ایک نشانی ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے، یہ وہ دن ہے جس کے لیے (سب) لوگ جمع کیے جانے والے ہیں اور یہ وہ دن ہے جس میں حاضری ہوگی۔''

یعنی جو واقعات اقوام و امم اور ان کا دردناک انجام اس سورت میں بیان کیا گیا ہے، ان میں ان لوگوں کے لیے عبرت ہے جو عذاب آخرت سے ڈرتے ہیں، کیونکہ ان سے فائدہ وہی اٹھائیں گے اور وہ دن ایسا ہوگا جب تمام بنی نوع انسان میدان محشر میں جمع کیے جائیں گے اور حساب کتاب کے بعد اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کے کیے کی جزا یا سزا دے گا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴾ [النازعات: ٢٦] ''بے شک اس میں اس شخص کے لیے یقیناً بڑی عبرت ہے جو ڈرتا ہے۔''

وَ مَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ؕ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾

''اور ہم اسے مؤخر نہیں کر رہے، مگر ایک گنے ہوئے وقت کے لیے۔ جس دن وہ (وقت) آئے گا، کوئی شخص اس کی اجازت کے سوا بات نہیں کرے گا، پھر ان میں سے کوئی بد بخت ہوگا اور کوئی خوش قسمت۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی قیامت کے دن میں تاخیر کی وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایک وقت معین کیا ہوا ہے، جب وہ وقت مقرر آ جائے گا، تو ایک لمحے کی تاخیر نہیں ہو گی۔

لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ : یعنی کسی کو اللہ تعالیٰ سے کسی طرح کی بات کرنے یا شفاعت کرنے کی ہمت نہیں ہو گی، الا یہ کہ وہ اجازت دے دے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴾ [النبا : ۳۸] ”وہ کلام نہیں کریں گے، مگر وہی جسے رحمان اجازت دے گا اور وہ درست بات کہے گا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس دن انبیاء کے علاوہ کسی کو گفتگو کی ہمت نہیں ہو گی اور انبیاء کی زبان پر بھی اس دن صرف یہی ہو گا کہ یا اللہ! ہمیں بچا لے، ہمیں بچا لے۔“ [بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی : ﴿ وجوہ یومئذ ناضرۃ ﴾ : ۷۴۳۷۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب معرفۃ طریق الرؤیۃ : ۱۸۲]

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾

”تو وہ جو بد بخت ہوئے سو وہ آگ میں ہوں گے، ان کے لیے اس میں گدھے کی طرح آواز کھینچنا اور نکالنا ہے۔ ہمیشہ اس میں رہنے والے، جب تک سارے آسمان اور زمین قائم ہیں مگر جو تیرا رب چاہے۔ بے شک تیرا رب کر گزرنے والا ہے جو چاہتا ہے۔“

قیامت کے دن کچھ لوگ ایسے بد بخت ہوں گے، جن کا ٹھکانا جہنم ہو گا اور کرب و غم کے مارے ان کے سینوں سے آہیں اٹھ رہی ہوں گی۔ وہاں ہمیشہ کے لیے رہیں گے، الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو محض اپنے فضل و کرم سے اس میں نہ ڈالے، یا یہ کہ نافرمان اہل توحید کو ایک مدت کے بعد جہنم سے نکال دے۔ ایسی صورت میں ” فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا “ کی عبارت کافروں اور مسلمان گناہ گاروں سب کو شامل ہو گی اور یہ بات تو متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ اہل توحید جہنم سے بالآخر نکال دیے جائیں گے۔

اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ : سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگے تو پختگی کے ساتھ مانگے، یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے دے دے، اس لیے کہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں۔“ [بخاری، کتاب الدعوات، باب لیعزم المسئلۃ فإنہ لا مکرہ لہ : ۶۳۳۸۔ مسلم، کتاب الذکر، باب العزم بالدعاء ولا یقل إن شئت : ۲۶۷۸]

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۝۱۰۸

’’اور رہ گئے وہ جو خوش قسمت بنائے گئے تو وہ جنت میں ہوں گے، ہمیشہ اس میں رہنے والے، جب تک سارے آسمان اور زمین قائم ہیں مگر جو تیرا رب چاہے۔ ایسا عطیہ جو قطع کیا جانے والا نہیں۔‘‘

إِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ : یہ استثنا بھی گناہ گار اہل ایمان کے لیے ہے، یعنی دیگر جنتیوں کی طرح یہ گناہ گار مومن ہمیشہ سے جنت میں نہیں رہے ہوں گے، بلکہ ابتدا میں ان کا کچھ عرصہ جہنم میں گزرے گا اور پھر انبیاء اور اہل ایمان کی سفارش سے ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا، پھر اس کو جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا پکار لگائے گا کہ اے جنت والو! (اب) موت نہیں آئے گی اور اے دوزخ والو! (اب) موت نہیں آئے گی۔ اس اعلان سے جنت والوں کی خوشی میں اضافہ ہو جائے گا اور دوزخ والوں کا غم بڑھ جائے گا۔‘‘ [بخاري، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة : ٦٥٤٨۔ مسلم، كتاب الجنة و صفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون...... الخ : ٤٣/ ٢٨٥٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو جنت میں چلا جائے گا وہ نعمتوں میں ہو گا، پھر اسے کوئی تکلیف نہیں ہو گی، اس کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے اور اس کا شباب کبھی بنا نہیں ہو گا۔‘‘ [مسلم، كتاب الجنة و صفة نعيمها، باب في دوام نعيم أهل الجنة ...... الخ : ٢٨٣٦]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ میں چلے جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا ان کے درمیان کھڑا ہو کر یہ اعلان کرے گا کہ اے اہل دوزخ! اب کبھی موت نہیں آئے گی اور اے اہل جنت! اب کبھی موت نہیں آئے گی، بلکہ ہمیشہ یہیں رہنا ہو گا۔‘‘ [بخاري، كتاب الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب : ٦٥٤٤]

سیدنا ابو سعید خدری اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ایک منادی ندا دے گا، اے اہل جنت! تمھارے لیے یہ مقرر ہو چکا ہے کہ تم تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے، زندہ رہو گے کبھی موت نہیں آئے گی، جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہیں ہو گے، راحت میں رہو گے کبھی تکلیف نہیں آئے گی۔‘‘ یہی مطلب ہے اللہ عزوجل کے اس فرمان کا: ﴿ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ [الأعراف : ٤٣] ’’اور انھیں آواز دی جائے گی کہ یہی وہ جنت ہے جس کے وارث تم اس کی وجہ سے بنائے گئے ہو جو تم کیا کرتے تھے۔‘‘ [مسلم ، كتاب الجنة و صفة نعيمها، باب في دوام نعيم أهل الجنة ...... الخ : ٢٨٣٧]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ : اس کے معنی ہیں "غَیْرَ مَقْطُوْعٍ" یعنی نہ ختم ہونے والی عطا۔ اس جملے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ جن گناہ گاروں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا ان کا یہ دخول عارضی نہیں، ہمیشہ کے لیے ہوگا اور تمام جنتی ہمیشہ اللہ کی عطا اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے، اس میں کبھی انقطاع نہیں ہوگا۔

فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ۭ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ ع

"پس تو اس کے بارے میں جس کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں، کسی شک میں نہ رہ، یہ لوگ عبادت نہیں کرتے مگر جیسے ان سے پہلے ان کے باپ دادا عبادت کرتے تھے اور بے شک ہم یقیناً انھیں ان کا حصہ پورا پورا دینے والے ہیں، جس میں کوئی کمی نہ کی گئی ہوگی۔"

آیت میں خطاب نبی کریم ﷺ کو ہے، لیکن مقصود دوسرے لوگ ہیں، جن کے دل و دماغ میں بتوں اور اللہ کے علاوہ دیگر معبودوں کے جھوٹے ہونے میں کسی قسم کا شک ہو، اس لیے کہ آپ ﷺ اس قسم کے شک سے قطعی طور پر پاک تھے۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ آپ کفار کے معبودوں کے باطل ہونے میں بالکل شبہ نہ کریں۔ ان کے معبود بھی ان کے باپ دادا کے معبودوں کے مانند جھوٹے اور باطل ہیں، ہم ان کے باپ دادا کی طرح انھیں بھی عذاب دیں گے اور اس میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، پھر اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر وہ بات نہ ہوتی جو تیرے رب کی طرف سے پہلے ہو چکی تو ان کے درمیان ضرور فیصلہ کر دیا جاتا اور بے شک یہ لوگ یقیناً اس کے بارے میں ایک بے چین رکھنے والے شک میں ہیں۔"

نبی کریم ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ ہم نے موسیٰ کو تورات دی تھی تو لوگ اس کے بارے میں دو جماعتوں میں بٹ گئے۔ کچھ لوگ اس پر ایمان لائے اور کچھ لوگوں نے اس کا انکار کر دیا، اسی طرح کچھ لوگوں نے اس میں موجود احکام پر عمل کیا اور کچھ لوگوں نے عمل نہیں کیا۔ تو اے میرے نبی (ﷺ)! قرآن کریم کے سلسلے میں بھی کفار کا رویہ دیکھ کر آپ کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ اگر پہلے سے اللہ کا فیصلہ نہ ہوتا کہ قیامت کے دن تک کے لیے عذاب کو ان سے مؤخر کر دیا جائے، تو فوراً ہی ان کا فیصلہ کر دیا جاتا، حقیقت یہ ہے کہ کفار قرآن کریم کے بارے میں بہت ہی گہرے شک میں مبتلا ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ [آل عمران : ١٠٥] ''اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو الگ الگ ہو گئے اور ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے، اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح احکام آ چکے اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔''

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی قراءت کے علاوہ دوسری قراءت میں پڑھتے ہوئے سن چکا تھا تو میں اس کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم دونوں درست ہو، اختلاف نہ کیا کرو کہ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا، سو وہ ہلاک ہو گئے۔'' [بخاری، کتاب الخصومات، باب ما یذکر فی الاشخاص ...... الخ : ٢٤١٠]

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾

''اور بے شک ان سب کو جب (وقت آئے گا) تو تیرا رب انھیں ان کے اعمال یقیناً پورے پورے دے گا، بے شک وہ اس سے جو وہ کر رہے ہیں، پوری طرح باخبر ہے۔''

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اگلی اور پچھلی تمام امتوں کو جمع کرے گا۔ ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ اگر اچھا عمل ہو گا تو اچھا بدلہ دے گا اور اگر برا عمل ہو گا تو برا بدلہ دے گا، ان کا کوئی عمل بھی اللہ سے مخفی نہیں ہے، چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، اچھا ہو یا برا۔ آیت کے اس حصہ میں نیک عمل کرنے والوں کے لیے جنت کا وعدہ اور برا عمل کرنے والوں کے لیے جہنم کی دھمکی ہے۔

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾

''پس تو ثابت قدم رہ، جیسے تجھے حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جنھوں نے تیرے ساتھ توبہ کی ہے اور حد سے نہ بڑھو، بے شک وہ جو کچھ تم کرتے ہو، اسے خوب دیکھنے والا ہے۔''

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو ایک تو استقامت کی تلقین کی جا رہی ہے، جو دشمن کے مقابلے میں ایک بہت بڑا ہتھیار ہے، دوسرے ''طُغْیَانٌ'' یعنی بَغْیٌ (حد سے بڑھ جانے) سے روکا گیا ہے، جو اہل ایمان کی اخلاقی قوت اور رفعتِ کردار کے لیے بہت ضروری ہے، حتیٰ کہ تجاوز دشمن کے ساتھ معاملہ کرتے وقت بھی جائز نہیں ہے۔ ''وَلَا تَطْغَوْا'' سے مراد ظلم و زیادتی، اللہ نے جو حدود مقرر کیے ہیں ان سے تجاوز کرنا، عبادتوں میں غلو کرنا اور گناہوں کا ارتکاب ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ۳۰] ”بے شک وہ لوگ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر خوب قائم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیے جاتے تھے۔“

سیدنا سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، اے اللہ کے رسول ! مجھے اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات بتلائیں کہ مجھے آپ کے بعد کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے؟ آپ نے فرمایا: ”کہہ میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس پر استقامت اختیار کر۔“ [مسلم، کتاب الإیمان، باب جامع أوصاف الإسلام : ۳۸]

سیدنا عقیل بن ابو طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، قریش کے لوگ میرے باپ ابو طالب کے پاس آئے۔ انھوں نے کہا، تیرے بھائی کے بیٹے نے ہماری مجلسوں اور کعبہ میں ہمارا جینا حرام کر دیا ہے، لہٰذا وہ ہمیں جو دعوت دیتا ہے اسے اس سے روک لو۔ ابو طالب نے اپنے بیٹے (یعنی مجھ) سے کہا، اے عقیل! جاؤ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بلا کر لاؤ۔ اب میں وہاں سے نکلا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سخت گرمی میں ظہر کے وقت لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لے آئے تو ابو طالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہا، اے میرے بھتیجے! تیرے ان چچا زاد بھائیوں کا خیال ہے کہ آپ انھیں ان کی مجلسوں اور ان کی عبادت گاہوں میں تکلیف پہنچاتے ہیں، لہٰذا آپ اس کام سے رک جائیں۔ اس پر اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور فرمایا: ”اس سورج کو دیکھ رہے ہو؟“ قریش نے کہا، ہاں! تب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جواب دیا: ”میں تمھیں یہ دعوت دینے سے رک جاؤں، اس کا تو مجھے اختیار ہی نہیں، خواہ تم میرے لیے سورج کا ایک شعلہ روشن کر دو۔“ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دوٹوک اعلان پر ابو طالب قریش مکہ سے کہنے لگے، ہم اپنے بھتیجے کو نہیں چھوڑیں گے، لہٰذا تم واپس چلے جاؤ۔ [مسند أبی یعلی : ۳۹/۶، ح : ۶۷۷۱۔ طبرانی کبیر : ۱۷۴/۱۷، ح : ۵۱۱۔ طبرانی أوسط : ۲۵۲/۸، ۲۵۳، ح : ۸۵۵۳]

وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝۱۱۳

”اور ان لوگوں کی طرف مائل نہ ہونا جنھوں نے ظلم کیا، ورنہ تمھیں آگ آ لپٹے گی اور تمھارے لیے اللہ کے سوا کوئی دوست نہیں ہوں گے، پھر تمھیں مدد نہ دی جائے گی۔“

اس کا مطلب ہے کہ ظالموں کے ساتھ نرمی اور مداہنت کرتے ہوئے ان سے مدد حاصل مت کرو۔ اس سے ان کو یہ تاثر ملے گا کہ گویا تم ان کی دوسری باتوں کو بھی پسند کرتے ہو۔ اس طرح یہ تمھارا ایک بڑا جرم بن جائے گا جو تمھیں بھی ان کے ساتھ نار جہنم کا مستحق بنا سکتا ہے۔ اس سے ظالم حکمرانوں کے ساتھ ربط و تعلق کی بھی ممانعت نکلتی ہے، الا یہ کہ مصلحت عامہ یا دینی منافع متقاضی ہوں۔ ایسی صورت میں دل سے نفرت رکھتے ہوئے ان سے ربط و تعلق کی اجازت ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی، جیسا کہ بعض احادیث سے واضح ہے۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا : اس آیت میں ظلم کرنے والوں سے مراد مشرک اور غیر مشرک سبھی ہیں، گویا کہ آیت کا مفہوم عام ہے اور مشرک اور غیر مشرک سب کو شامل ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ [الأنعام : ۸۲] ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو بڑے ظلم کے ساتھ نہیں ملایا، یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر یہ آیت بہت گراں گزری، انھوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کون ہے جو اپنے نفس پر ظلم نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے جیسا کہ تم خیال کر بیٹھے ہو، بلکہ یہاں ظلم سے مراد وہ ہے جو لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا: ﴿ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ [لقمان : ۱۳] ''اے میرے چھوٹے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا، بے شک شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔'' [مسلم، كتاب الإيمان، باب صدق الإيمان و إخلاصه : ۱۲٤]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے میرے بندو! بے شک میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کیا ہے اور میں نے اسے تمھارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے، لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو۔'' [مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم : ۲۵۷۷]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہیں اور بخیلی سے بچو، کیونکہ بخیلی ہی نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا، انھیں اس بات پر ابھارا کہ وہ لوگوں کا خون بہائیں اور ان کی محارم کو حلال بنا لیں۔'' [مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم : ۲۵۷۸]

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴾ [البقرة : ٤٨] ''اور اس دن سے بچو جب نہ کوئی جان کسی جان کے کچھ کام آئے گی اور نہ اس سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔''

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

''اور دن کے دونوں کناروں میں نماز قائم کر اور رات کی کچھ گھڑیوں میں بھی، بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں۔ یہ یاد کرنے والوں کے لیے یاد دہانی ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا ہے کہ وہ دن کے شروع اور آخر میں اور رات کے آخری پہر میں نماز پڑھا کریں۔ ممکن ہے یہ آیت پنجگانہ نمازوں سے پہلے نازل ہوئی ہو، جب طلوع شمس اور غروب شمس سے قبل صرف دو نمازیں واجب تھیں اور قیام اللیل آپ ﷺ اور تمام مسلمانوں پر واجب تھا، اس کے بعد عام مسلمانوں سے قیام اللیل کا وجوب ساقط ہو گیا اور آپ ﷺ کے لیے اس کا وجوب باقی رہا۔ (واللہ اعلم) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں اور نیکیوں میں نماز کا درجہ بہت ہی اونچا ہے، اس لیے کہ یہ یقیناً برائیوں کو مٹا دیتی ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! مدینہ کے ایک کنارے پر مجھے ایک عورت ملی، میں اس سے لطف اندوز ہوا، میں نے اس سے سب کچھ کیا سوائے جماع کے، تو اب میں حاضر ہوں، میرے معاملہ میں آپ جو چاہیں فیصلہ فرمائیں (گویا وہ ان کاموں کا کفارہ دریافت کر رہا تھا)۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا، اللہ نے تیری عیب پوشی کی، کاش! تو خود بھی اپنی عیب پوشی کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ شخص کھڑا ہوا اور چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے پیچھے ایک آدمی کو بھیجا، وہ اسے بلا کر لایا اور آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر اسے سنائی: ﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴾ ''اور دن کے دونوں کناروں میں نماز قائم کر اور رات کی کچھ گھڑیوں میں بھی، بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں۔ یہ یاد کرنے والوں کے لیے یاد دہانی ہے۔'' ایک شخص نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا یہ حکم صرف اس کے لیے خاص ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ میری امت میں سے ہر اس شخص کے لیے ہے، جو ایسا کر بیٹھے۔'' [مسلم، کتاب التوبة، باب قوله تعالى : ﴿ إن الحسنات يذهبن السيئات ﴾ : ۲۷٦۳/٤۲۔ بخاری، کتاب التفسير، باب قوله : ﴿ و أقم الصلوة طرفى النهار...... الخ ﴾ : ٤٦٨٧]

﴿ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ ﴾ : سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے اور (اس وقت تک رہتا ہے) جب تک آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر نہ ہو جائے، یعنی عصر کے وقت تک اور نماز عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک سورج زرد نہ ہو جائے اور نماز مغرب کا وقت اس وقت تک ہے جب تک شفق غائب نہ ہو جائے اور نماز عشاء کا وقت ٹھیک آدھی رات تک ہے اور نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے لے کر اس وقت تک ہے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو جائے۔'' [مسلم، کتاب المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس : ٦١٢/١٧٣]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر پڑھاتے اور عورتیں (مسجد سے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر) اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی لوٹتیں تو اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔ [بخاری، کتاب الأذان، باب انتظار الناس قيام الإمام العالم : ٨٦٧۔ مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح فى أول وقتها : ٦٤٥]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”منافق کی نماز یہ ہے کہ وہ بیٹھا آفتاب (کے زرد ہونے) کا انتظار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو وہ نماز کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے اور چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اس میں اللہ کو نہیں یاد کرتا مگر تھوڑا۔“ [مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب التبکیر بالعصر : ٦٢٢]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات نماز عشاء کے لیے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے رہے، جب تہائی رات گزر گئی تو تب آپ تشریف لائے اور فرمایا: ”بے شک تم نماز کا انتظار کر رہے ہو کہ جس کا انتظار تمھارے علاوہ دوسرے ادیان والوں نے نہیں کیا۔ اگر میری امت پر گراں نہ ہوتا تو میں اس وقت عشاء کی نماز پڑھاتا۔“ پھر مؤذن نے تکبیر کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ [مسلم، کتاب المساجد، باب وقت العشاء و تأخیرھا : ٦٣٩]

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ : سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آدمی کی آزمائش اس کی بیوی، اس کے مال، اس کی اولاد اور اس کے پڑوسی میں ہوتی ہے۔ (اور اس آزمائش میں اگر ناکامی ہو جائے تو) اس کا کفارہ نماز کرتی ہے، روزہ کرتا ہے، صدقہ کرتا ہے، نیک بات کا حکم کرنا اور بری بات سے روکنا کرتا ہے۔“ [بخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب الصلاۃ کفارۃ : ٥٢٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بتاؤ کہ اگر کسی کے دروازے کے سامنے کوئی نہر جاری ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو تم کیا کہتے ہو کہ یہ (نہانا) اس کے میل کو باقی رہنے دے گا؟“ صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! (اتنا نہانا تو) اس کے میل کو ذرا سا بھی باقی نہیں چھوڑے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“ [بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب الصلوات الخمس کفارۃ : ٥٢٨۔ مسلم، کتاب المساجد، باب المشی إلی الصلوۃ تمحی به الخطایا: ٦٦٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پانچوں نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک، یہ اعمال درمیانی گناہوں کو مٹا دیتے ہیں، بشرطیکہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔“ [مسلم، کتاب الطهارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعة إلی الجمعة ...... الخ : ٢٣٣/١٦]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس مسلمان کو فرض نماز کا وقت پا لے اور وہ اچھی طرح وضو کر کے نماز کو خشوع کے ساتھ پڑھے اور اس کے رکوع (و سجود) اچھی طرح ادا کرے تو یہ نماز اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے، جب تک کہ وہ کبائر کا ارتکاب نہ کرے اور یہ سلسلہ ہر زمانے میں جاری رہتا ہے۔“ [مسلم، کتاب الطهارۃ، باب فضل الوضوء والصلاۃ عقبه : ٢٢٨]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھوتا ہے تو اس نے آنکھوں سے گناہ کی جن چیزوں کی طرف دیکھا ہوتا ہے وہ گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ چہرے سے خارج ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ ہاتھ دھوتا ہے تو جو گناہ اس کے ہاتھوں نے کیے تھے وہ بھی پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں، پھر جب وہ پیر دھوتا ہے تو جن گناہوں کی طرف وہ پیروں سے چل کر گیا تھا، وہ گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ سب گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔" [مسلم، کتاب الطهارة، باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء : ٢٤٤]

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آکر عرض کی، اے اللہ کے رسول! مجھ سے حد واجب کر دینے والا گناہ ہو گیا ہے، تو آپ مجھ پر حد قائم کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا، اس شخص نے دوبارہ عرض کی، یا رسول اللہ! مجھ سے حد واجب کر دینے والا گناہ ہو گیا ہے، آپ مجھ پر حد نافذ فرما دیجیے۔ آپ پھر خاموش رہے۔ اس نے اپنی بات کو تیسری مرتبہ دہرایا اور اتنے میں نماز کے لیے اقامت ہو گئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو وہ آپ کے پیچھے چلا۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلا، تاکہ معلوم کروں کہ آپ اسے کیا جواب دیتے ہیں۔ غرض یہ کہ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ملا اور عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ! مجھ سے واجب الحد گناہ ہو گیا ہے، آپ مجھ پر حد نافذ فرما دیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "جس وقت تم اپنے گھر سے نکلے تو کیا تم نے اچھی طرح وضو نہیں کیا تھا؟" اس نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! جی ہاں! کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: "پھر تم ہمارے ساتھ نماز میں بھی موجود تھے؟" اس شخص نے عرض کی، جی ہاں یا رسول اللہ! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "تو اللہ تعالیٰ نے تمھاری حد یا (فرمایا) تمھارا گناہ معاف فرما دیا۔" [مسلم، کتاب التوبة، باب قوله تعالى : ﴿ إن الحسنات يذهبن السيئات﴾ : ٢٧٦٥]

وَ اصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

"اور صبر کر کہ بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام مشقتوں پر صبر کی بالعموم تلقین کی گئی ہے جو دعوت و تبلیغ کی راہ میں پیش آئیں اور بالخصوص ان مشقتوں پر جو نمازوں کی پابندی اور محدود اوقات میں ان کی ادائیگی کے لیے اٹھانا پڑیں۔

الْمُحْسِنِيْنَ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک وہاں آپ کے سامنے ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے (دیگر سوالوں کے علاوہ یہ بھی) پوچھا: "احسان کیا چیز ہے؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت (اس خشوع و خضوع اور خلوص سے) کرو، گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر (یہ حالت) نصیب نہ ہو کہ تم اس کو دیکھتے ہو تو یہ خیال رہے کہ وہ تو ضرور تمھیں دیکھتا ہے۔" [بخاری،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كتاب الإيمان، باب سؤال جبريل النبي ﷺ عن الإيمان والإسلام والإحسان و علم الساعة : ٥٠]

﴿ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَاۤ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴾ ۱۱۶

”پھر ان امتوں میں سے جو تم سے پہلے تھیں، کچھ بچی کھچی بھلائی والے لوگ کیوں نہ ہوئے، جو زمین میں فساد سے منع کرتے، سوائے تھوڑے سے لوگوں کے جنھیں ہم نے ان میں سے نجات دی اور وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا، وہ ان چیزوں کے پیچھے پڑ گئے جن میں انھیں عیش و آرام دیا گیا تھا اور وہ مجرم تھے۔“

یعنی جب تک کسی قوم کے اصحاب عقل و خرد نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکنے والے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ عام لوگوں کے شرک کی وجہ سے اس قوم کو ہلاک نہیں کرتے۔ اس لیے کہ کسی قوم میں تمام برائیوں کی جڑ یہ ہے کہ اس کے اصحابِ عقل و خرد لوگوں کو بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا بند کر دیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۤىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۰٤] ”اور لازم ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہو جو نیکی کی طرف دعوت دیں اور اچھے کام کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔“

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ جب کسی ظالم کو دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو عنقریب اللہ ان سب کو عذاب میں شریک کرے گا۔“ [أبو داؤد، كتاب الملاحم، باب في الأمر والنهي : ٤٣٣٨]

﴿ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴾ ۱۱۷

”اور تیرا رب ایسا نہ تھا کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کر دے، اس حال میں کہ اس کے رہنے والے اصلاح کرنے والے ہوں۔“

یعنی ایسی صورت میں کبھی عذاب نہیں آتا کہ اس قوم میں اہل خیر موجود ہوں اور وہ اصلاح کی کوشش میں بھی لگے ہوں، خواہ وہ تھوڑے ہی ہوں۔ ایسے لوگوں کی وجہ سے مجرم بھی اللہ کے عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔ عذاب تو صرف اس وقت آتا ہے جب سر تا پا برائی پھیل جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر خواہ مخواہ لوگوں کو عذاب نہیں دینا چاہتا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَذَابٍ ۝ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴾ [الفجر : ٦ تا ١٤] ”کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے عاد کے ساتھ کس طرح کیا۔ (وہ عاد) جو ارم (قبیلہ کے لوگ) تھے، ستونوں والے۔ وہ کہ ان جیسا کوئی شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا۔ اور ثمود کے ساتھ (کس طرح کیا) جنھوں نے وادی میں چٹانوں کو تراشا۔ اور میخوں والے فرعون کے ساتھ (کس طرح کیا)۔ وہ لوگ جو شہروں میں حد سے بڑھ گئے۔ پس انھوں نے ان میں بہت زیادہ فساد پھیلا دیا۔ تو تیرے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔ بے شک تیرا رب یقیناً گھات میں ہے۔“

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا اور تم پر بھی حرام کیا، پس تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم مت کرو۔“ [مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم : ٢٥٧٧]

سیدنا مرداس الاسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نیک لوگ یکے بعد دیگرے گزر جائیں گے، پھر ان کے بعد جو کے بھوسے یا کھجور کے کچرے کی طرح کے کچھ لوگ باقی رہ جائیں گے، تو اللہ ان کی کچھ بھی پروا نہیں کرے گا۔“ [بخاری، کتاب الرقاق، باب ذهاب الصالحين : ٦٤٣٤]

وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَ لِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝

”اور اگر تیرا رب چاہتا تو یقیناً سب لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا اور وہ ہمیشہ مختلف رہیں گے۔ مگر جس پر تیرا رب رحم کرے اور اس نے انھیں اسی لیے پیدا کیا اور تیرے رب کی بات پوری ہوگئی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے ضرور ہی بھروں گا۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ اس بات پر کامل قدرت رکھتا ہے کہ تمام بنی نوع انسان کو کفر یا ایمان کی صرف ایک راہ پر اکٹھا کر دے، سب کو کفر پر جمع کر دے یا سب کو اسلام پر جمع کر دے، لیکن اس نے ایسا نہیں چاہا۔ اس لیے ایسا نہیں ہوا اور لوگ ہمیشہ ہی آپس میں عقیدہ و دین کے بارے میں اختلاف کرتے رہیں گے۔ کوئی یہودی ہوگا تو کوئی نصرانی، کوئی مجوسی و مشرک ہوگا تو کوئی مسلمان، یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔ البتہ ان میں سے جن کے حال پر اللہ تعالیٰ نے رحم کیا، وہ اپنے عہد کے نبی کے صحیح دین پر قائم رہے اور نسل در نسل اسی پر عمل پیرا رہے۔ یہاں تک کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا آخری دین لے کر دنیا میں تشریف لائے تو انھوں نے ان کی پیروی کی، ان پر ایمان لے آئے اور ان کا ساتھ دیا۔ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا و آخرت کی سعادتوں سے نوازا۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے انسانوں کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ عقائد و ادیان کے اختلاف کے نتیجہ میں ان کی ایک جماعت جنت میں جائے اور ایک جہنم میں۔ اس لیے کہ اللہ کا یہ فیصلہ قطعی ہے کہ وہ نافرمان جنوں اور انسانوں کے ذریعے جہنم کو ضرور بھرے گا۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً : ارشاد فرمایا: ﴿ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴾ [یٰس : ۷ تا ۱۱] ”بے شک ان کے اکثر پر بات ثابت ہو چکی، سو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بے شک ہم نے ان کی گردنوں میں کئی طوق ڈال دیے ہیں، پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں، سو ان کے سر اوپر کو اٹھا دیے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے ان کے آگے سے ایک دیوار کر دی اور ان کے پیچھے سے ایک دیوار، پھر ہم نے انھیں ڈھانپ دیا تو وہ نہیں دیکھتے۔ اور ان پر برابر ہے، خواہ تو انھیں ڈرائے یا انھیں نہ ڈرائے، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ تو تو صرف اسی کو ڈراتا ہے جو نصیحت کی پیروی کرے اور رحمان سے بن دیکھے ڈرے۔ سو اسے بڑی بخشش اور باعزت اجر کی خوش خبری دے۔“ اور فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ [البقرۃ : ٦] ”بے شک جن لوگوں نے کفر کیا، ان پر برابر ہے، خواہ تو نے انھیں ڈرایا ہو یا انھیں نہ ڈرایا ہو، ایمان نہیں لائیں گے۔“

وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ﴾ [البقرۃ : ۲۱۳] ”اور اس میں اختلاف انھی لوگوں نے کیا جنھیں وہ دی گئی تھی، اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح دلیلیں آ چکیں، آپس کی ضد کی وجہ سے۔“ اور فرمایا: ﴿ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴾ [الأنعام : ٦٥] ”کہہ دے وہی اس پر قادر ہے کہ تم پر تمھارے اوپر سے عذاب بھیج دے یا تمھارے پاؤں کے نیچے سے یا تمھیں مختلف گروہ بنا کر گتھم گتھا کر دے اور تمھارے بعض کو بعض کی لڑائی (کا مزہ) چکھائے، دیکھ ہم کیسے آیات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴾ [المائدۃ : ٤٨] ”اور ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ بھیجی، اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال میں کہ اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو کتابوں میں سے اس سے پہلے ہے اور اس پر محافظ ہے۔ پس ان کے درمیان اس کے ساتھ فیصلہ کر جو اللہ نے نازل کیا اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر، اس سے ہٹ کر جو حق میں سے تیرے پاس آیا ہے۔ تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک راستہ اور ایک طریقہ مقرر کیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمھیں ایک امت بنا دیتا اور لیکن تاکہ وہ تمھیں اس میں آزمائے جو اس نے تمھیں دیا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو، اللہ ہی کی طرف تم سب کا لوٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمھیں بتائے گا جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اختلاف نہ کرو، اس لیے کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انھوں نے اختلاف کیا تو وہ ہلاک ہو گئے۔'' [بخاری، کتاب الخصومات، باب ما یذکر فی الإشخاص ...... الخ : ۲٤۱۰]

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ''یقیناً تم سے پہلے اہل کتاب بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے اور بے شک یہ امت عنقریب تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹے گی۔ سنو! بہتر (۷۲) دوزخی ہوں گے اور ایک جنتی، اور یہی الجماعۃ ہوگا۔'' [أبو داؤد، کتاب السنۃ، باب شرح السنۃ : ٤٥۹۷۔ مسند أحمد : ٤/ ۱۰۲، ح : ۱٦۹٤۰۔ مستدرك حاکم : ۱/ ۱۲۸، ح : ٤٤۳]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہودی اکہتر (۷۱) یا بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹے اور اسی طرح نصاریٰ اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹے گی۔'' [ترمذی، کتاب الإیمان، باب افتراق ھذہ الأمۃ : ۲٦٤۰۔ أبو داؤد، کتاب السنۃ، باب شرح السنۃ : ٤٥۹٦]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سے پہلے جو لوگ تھے، وہ کتاب میں اختلاف کرنے کے باعث ہی ہلاک ہوئے۔'' [مسلم، کتاب العلم، باب النھی عن اتباع متشابہ القرآن ...... الخ : ۲٦٦٦]

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ : یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بے پایاں علم و حکمت اور قضا و قدر کے مطابق یہ فیصلہ فرما رکھا ہے کہ اس کی مخلوق میں سے جنت کا مستحق کون ہے اور جہنم کا مستحق کون؟ اور وہ جہنم کو بھی جنوں اور انسانوں سے ضرور بھرے گا اور اس میں بھی اس کی حجت بالغہ اور حکمت کاملہ کارفرما ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾ [الحجر : ٤۲، ٤۳] ''بے شک میرے بندے، تیرا ان پر کوئی غلبہ نہیں، مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلے۔ اور بلاشبہ جہنم ضرور ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾ [الأعراف : ۱۸] ''فرمایا اس سے نکل جا، مذمت کیا ہوا، دھتکارا ہوا، بے شک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے جو تیرے پیچھے چلے گا میں ضرور ہی جہنم کو تم سب سے بھروں گا۔‘‘

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جنت اور دوزخ کی آپس میں گفتگو ہوئی، جہنم نے کہا، میں تکبر اور ظلم کرنے والوں کے ساتھ مخصوص کی گئی ہوں۔ جنت نے کہا، مجھے کیا ہوا کہ میرے اندر صرف کمزور اور کم رتبہ لوگ ہی داخل ہوں گے۔ اس پر اللہ عزوجل نے جنت سے فرمایا، تو میری رحمت ہے، میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا تیرے ذریعے سے رحم کروں گا اور جہنم سے فرمایا، تو میرا عذاب ہے، میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا تیرے ذریعے سے عذاب دوں گا اور تم دونوں کو بھر دیا جائے گا۔ دوزخ تو اس وقت تک نہیں بھرے گی، جب تک اللہ رب العزت اپنا قدم اس پر نہیں رکھے گا، تو اس وقت وہ بولے گی کہ بس بس بس! اس وقت دوزخ بھر جائے گی اور اس کا بعض حصہ بعض حصے پر چڑھ جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور جنت (کو بھرنے) کے لیے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا۔‘‘ [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ وتقول هل من مزيد ﴾ : ۴۸۴۹، ۴۸۵۰۔ مسلم، کتاب الجنة و صفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون...... الخ : ۲۸۴۶/۳۵]

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَ جَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

’’اور ہم رسولوں کی خبروں میں سے ہر وہ چیز تجھ سے بیان کرتے ہیں جس کے ساتھ ہم تیرے دل کو ثابت رکھتے ہیں اور تیرے پاس ان میں حق اور مومنوں کے لیے نصیحت اور یاددہانی آئی ہے۔‘‘

گزشتہ انبیائے کرام اور ان کی قوموں کے حالات بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت افزائی کی جائے اور انھیں بتایا جائے کہ کفار مکہ آپ کے ساتھ جیسا برتاؤ کر رہے ہیں اس پر آپ دل برداشتہ نہ ہوں۔ گزشتہ امتوں نے بھی اپنے انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کچھ کیا، لیکن بالآخر اللہ نے اپنے رسول کی مدد کی اور ان کو کافروں پر غالب بنایا تو آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا، کفار مکہ کو منہ کی کھانا پڑے گی اور آپ کو اللہ معزز و مکرم بنائے گا اور دین اسلام غالب ہو کر رہے گا۔

وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ : ارشاد فرمایا: ﴿ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴾ [آل عمران : ۱۸۴] ’’پھر اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو بے شک کئی رسول تجھ سے پہلے جھٹلائے گئے، جو واضح دلیلیں اور صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّ جَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ [المؤمنون : ۴۴]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’پھر ہم نے اپنے رسول پے در پے بھیجے۔ جب کبھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آیا انھوں نے اسے جھٹلا دیا، تو ہم نے ان کے بعض کو بعض کے پیچھے چلتا کیا اور انھیں کہانیاں بنا دیا۔ سو دوری ہو ان لوگوں کے لیے جو ایمان نہیں لاتے۔‘‘

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ۝۱۲۱ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝۱۲۲

’’اور ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے، کہہ دے تم اپنی جگہ عمل کرو، یقیناً ہم (بھی) عمل کرنے والے ہیں۔ اور انتظار کرو، یقیناً ہم (بھی) انتظار کرنے والے ہیں۔‘‘

ان آیات میں مشرکین مکہ کو سخت دھمکی دی جا رہی ہے کہ اگر تم دعوت اسلام کو قبول نہیں کرتے اور اپنے کفر پر تمھیں اصرار ہے تو ٹھیک ہے، پھر تم اپنی جگہ جو چاہو کیے جاؤ، ہم بھی اپنی جگہ اسلام پر کاربند رہتے ہیں۔ تم بھی اپنے انجام بد کا انتظار کر لو، ہم بھی اللہ کی طرف سے فتح و نصرت کا انتظار کر لیتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے کیے ہوئے تمام وعدوں کو پورا فرما دیا، آپ کو اپنی تائید و نصرت سے نوازا، اپنے کلمے کو سربلند کیا، کافروں کی بات کو پست کر دیا اور اللہ ہی غالب اور حکمت والا ہے۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۲۳ ع

’’اور اللہ ہی کے پاس آسمانوں اور زمین کا غیب ہے اور سب کے سب کام اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ سو اس کی عبادت کر اور اس پر بھروسا کر اور تیرا رب اس سے ہرگز غافل نہیں جو تم کرتے ہو۔‘‘

اس آیت کریمہ میں بھی نبی کریم ﷺ کو تسلی اور کفارِ مکہ کو دھمکی دی جا رہی ہے کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے، اس لیے اے میرے نبی! آپ اللہ پر بھروسا کیجیے اور اس کی عبادت میں لگے رہیے اور کافروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیجیے، اللہ ان کے تمام کرتوتوں کو دیکھ رہا ہے اور ان کی انھیں سزا دے کر رہے گا۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ : ارشاد فرمایا: ﴿ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴾ [السجدة : ۵، ۶] ’’وہ آسمان سے زمین تک (ہر) معاملے کی تدبیر کرتا ہے، پھر وہ (معاملہ) اس کی طرف ایسے دن میں اوپر جاتا ہے جس کی مقدار ہزار سال ہے، اس (حساب) سے جو تم شمار کرتے ہو۔ وہی غائب اور حاضر کو جاننے والا، سب پر غالب، نہایت رحم والا ہے۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ یوسف مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

''اللہ کے نام سے جو بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔''

یہ سورت بالاتفاق مکی ہے۔ اسے سورۂ ہود کا تتمہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ سورۂ ہود میں مذکور سات انبیائے کرام اور ان کی قوموں کے واقعات بیان کیے جانے کے بعد اس سورت میں یوسف علیہ السلام کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے مرکزی مضامین تقریباً وہی ہیں جو مکی سورتوں کا خاصہ ہیں، یعنی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دعوت دینا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت افزائی کرنا اور انھیں تسلی دینا کہ انبیائے کرام ہمیشہ ہی آزمائشوں سے گزر کر اپنی دعوت میں کامیابی سے ہمکنار ہوتے رہے ہیں اور یہ کہ جس طرح یوسف علیہ السلام قید و بند اور عزت و ناموس میں شدید آزمائشوں سے گزرنے کے بعد غریب الدیار ہونے کے باوجود بالآخر مصر کی حکومت کے مالک بن بیٹھے اور ان کے بھائیوں کو انھی کی جناب میں پناہ لینا پڑی، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بالآخر کفار قریش پر غلبہ دے گا اور انھیں آپ کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑیں گے اور تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ فتح مکہ کے بعد کفارِ قریش آپ کے سامنے جمع کیے گئے تو آپ نے ان سے سوال کیا کہ تم مجھ سے کیا توقع رکھتے ہو؟ میں تمھارے ساتھ کیسا برتاؤ کروں؟ انھوں نے کہا کہ آپ ہمارے کریم النفس بھائی ہیں اور کریم النفس بھائی کے بیٹے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں آج تمھیں وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ آج تم پر کوئی پابندی نہیں، جاؤ! تم سب آزاد ہو۔

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۟ ①

''الٓرٰ۔ یہ واضح کتاب کی آیات ہیں۔''

الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ : سے مراد قرآن کریم ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی وہ کتاب ہے جو حلال و حرام، شریعت کی حدود اور ان تمام امور کو بیان کرتی ہے جو بنی نوع انسان کو زندگی میں پیش آتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [الحجر : ۱] ''الٓرٰ۔ یہ کامل کتاب اور واضح قرآن کی آیات ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴾ [النور : ٦١] ''اسی طرح اللہ تمھارے لیے آیات کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم سمجھ جاؤ۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢﴾

بے شک ہم نے اسے عربی قرآن بنا کر نازل کیا ہے، تا کہ تم سمجھو۔''

اللہ تعالیٰ نے اس کتاب مبین یعنی قرآن کریم کو عربی زبان میں اس لیے نازل فرمایا کہ اس کے مخاطب اول عرب تھے۔ اگر کسی دوسری زبان میں نازل ہوا ہوتا تو حجت تمام نہ ہوتی اور عرب کہتے کہ یہ ہماری زبان میں نہیں ہے، اس لیے ہم اس کے مخاطب نہیں ہیں۔ پھر اس لیے بھی یہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا کہ یہ دنیا کی وہ فصیح ترین زبان ہے جو اپنے اندر گہرائی اور گیرائی لیے ہوئے ہے۔ اس کے دامن میں ان تمام افکار و معانی کے لیے وسعت ہے جو انسانی دل و دماغ میں پائے جا سکتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿وَإِنَّهُۥ لَتَنزِيلُ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ ٱلرُّوحُ ٱلْأَمِينُ﴾ [الشعراء : ١٩٢، ١٩٣] ''اور بے شک یہ یقیناً رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے۔ جسے امانت دار فرشتہ لے کر اترا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿فَإِنَّمَا يَسَّرْنَٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ ٱلْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِۦ قَوْمًا لُّدًّا﴾ [مریم : ٩٧] ''سو اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم نے اسے تیری زبان میں آسان کر دیا ہے، تا کہ تو اس کے ساتھ متقی لوگوں کو خوشخبری دے اور اس کے ساتھ ان لوگوں کو ڈرائے جو سخت جھگڑالو ہیں۔''

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ ٱلْقَصَصِ بِمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِۦ لَمِنَ ٱلْغَٰفِلِينَ ﴿٣﴾

''ہم تجھے سب سے اچھا بیان سناتے ہیں، اس واسطے سے کہ ہم نے تیری طرف یہ قرآن وحی کیا ہے اور بے شک تو اس سے پہلے یقیناً بے خبروں سے تھا۔''

قرآن کریم کی اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جو واقعہ بیان کیا ہے اسے ''أَحْسَنَ ٱلْقَصَصِ'' اس لیے کہا ہے کہ اس کا انداز نہایت ہی بلیغ اور اس کا اسلوب غایت درجہ فصیح ہے اور اس مضمون میں جو خبریں بیان کی گئی ہیں وہ بالکل سچی ہیں اور جو نصیحتیں اور علم و حکمت کے موتی اس میں بکھرے پڑے ہیں وہ بڑے کام کے اور بڑے ہی قیمتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ اس واقعہ سے متعلق وحی نازل ہونے سے پہلے کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ اسی عدم علم کو یہاں آپ کی عظمت شان کے پیش نظر ''غفلت'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَٰٓأَبَتِ إِنِّى رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِى سَٰجِدِينَ ﴿٤﴾

''جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ! بے شک میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے انھیں دیکھا کہ مجھے سجدہ کرنے والے ہیں۔“

یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ یعقوب علیہ السلام سے اپنا خواب اس لیے بیان کیا کہ وہ ان کے کمال علم کے معتقد تھے اور ان کی شفقت پدری اپنے لیے عیاں پاتے تھے، تو انھیں اپنا سب سے زیادہ خیر خواہ سمجھتے ہوئے ان سے اپنا خواب بیان کیا۔ یہاں گیارہ ستاروں سے مراد یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی اور شمس وقمر سے مراد ان کے ماں باپ ہیں۔ جیسا کہ آگے معلوم ہوگا کہ اس خواب کے چالیس سال بعد جب اللہ تعالیٰ نے ملک مصر میں ان کے والدین اور بھائیوں کو جمع کیا تو یوسف علیہ السلام کی تعظیم میں سب نے ان کے سامنے سجدہ کیا، جو یعقوب علیہ السلام کے دین میں جائز تھا۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

”اس نے کہا اے میرے چھوٹے بیٹے! اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا، ورنہ وہ تیرے لیے تدبیر کریں گے، کوئی بری تدبیر۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔“

یعقوب علیہ السلام نے خواب سے اندازہ لگا لیا کہ ان کا یہ بیٹا عظیم شان وشوکت کا حامل ہوگا، اس لیے انھیں اندیشہ ہوا کہ یہ خواب سن کر اس کے دوسرے بھائی بھی اس کی عظمت کا اندازہ کر کے کہیں اسے نقصان نہ پہنچائیں۔ اسی وجہ سے انھوں نے یہ خواب بیان کرنے سے منع فرما دیا، کیونکہ شیطان انسان کا بڑا کھلا دشمن ہے، اس کی پوری کوشش ہوگی کہ ان کے بھائیوں کو ان کے خلاف اکسائے اور انھیں کسی ایسی بات پر آمادہ کرے جو یوسف علیہ السلام کے لیے نقصان دہ ہو۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا : یعقوب علیہ السلام نے اس لیے خواب بیان کرنے سے منع فرمایا تھا کہ کہیں حسد کی وجہ سے اس کے بھائی اسے کوئی نقصان نہ پہنچائیں اور یعقوب علیہ السلام کا یہ اندیشہ بعد میں صحیح ثابت ہوا، ورنہ اچھا خواب بیان کرنا منع نہیں ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض خواب صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیان فرمائے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسندیدہ اور ناپسندیدہ خوابوں سے متعلق احکام و مسائل بیان فرما دیے ہیں، سیدنا ابو رزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خواب کی تعبیر جب تک نہ لی جائے، وہ (گویا) پرندے کے پاؤں پر ہے، ہاں جب اس کی تعبیر بیان ہو جائے تو پھر وہ واقع ہو جاتا ہے۔“ [أبو داوٗد، کتاب الأدب، باب فی الرؤیا : ۵۰۲۰۔ ترمذی، کتاب الرؤیا، باب ما جاء فی تعبیر الرؤیا : ۲۲۷۸]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جسے وہ پسند کرتا ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، سو وہ اس پر اللہ کی حمد کرے اور اسے بیان کر دینا چاہیے، لیکن اگر کوئی اس کے برعکس کوئی ایسا خواب دیکھتا ہے جو اسے ناپسند ہے تو یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، سو وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی سے ایسے خواب کا ذکر نہ کرے، تو یہ خواب اسے کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔‘‘ [بخاری، کتاب التعبیر، باب الرؤیا من اللہ : ۶۹۸۵]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اسے چاہیے کہ دو رکعتیں ادا کرے اور کسی کو خواب کے متعلق نہ بتائے تو یہ اسے کوئی نقصان نہیں دے گا۔‘‘ [مسند الحمیدی : ۴۸۴/۲، ح : ۱۱۴۵]

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔‘‘ [بخاری، کتاب التعبیر، باب الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ و أربعین جزءا من النبوۃ : ۶۹۸۷]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ’’نبوت میں سے صرف اب مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔‘‘ صحابہ نے پوچھا، مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ’’اچھے خواب۔‘‘ [بخاری، کتاب التعبیر، باب المبشرات : ۶۹۹۰]

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴾ [فاطر : ۶] ’’یقیناً شیطان تمھارا دشمن ہے، سو تم اسے دشمن جانو، یہ اپنی جماعت کو پکارتا ہے تاکہ انھیں اہل جہنم میں سے کر دے۔‘‘

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے، پھر اپنے لشکروں کو (عالم میں فساد کرنے کے لیے) بھیجتا ہے اور از روئے مرتبہ اس کے زیادہ قریب وہ شیطان ہوتا ہے جو بڑا فساد بپا کرے۔ کوئی شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کام کیے، تو شیطان کہتا ہے، تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ایک آکر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو نہیں چھوڑا، یہاں تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کروا دی، تو شیطان اسے قریب کرتے ہوئے کہتا ہے، ہاں، تو نے بڑا کام کیا ہے۔‘‘ راویٔ حدیث اعمش کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ’’بلکہ وہ اسے سینے سے لگا لیتا ہے۔‘‘ [مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب تحریش الشیطان ...... الخ : ۲۸۱۳/۶۷]

وَ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَ يُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ عَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۶

’’اور اسی طرح تیرا رب تجھے چنے گا اور تجھے باتوں کی اصل حقیقت سمجھنے میں سے کچھ سکھائے گا اور اپنی نعمت تجھ پر اور آل یعقوب پر پوری کرے گا، جیسے اس نے اس سے پہلے وہ تیرے دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی۔ بے شک تیرا رب سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی تمھارے اس عظیم خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں اپنا نبی بنائے گا اور تمھیں تمھارے عہد کے تمام لوگوں پر فوقیت دے گا، انھیں تمھارے لیے اس طرح مسخر کر دے گا جس طرح تم نے ستاروں اور شمس وقمر کو اپنے سامنے سجدہ کرتے دیکھا ہے اور تمھیں تعبیر رؤیا کا علم عطا فرمائے گا اور تمھیں بادشاہت کے ساتھ علم نبوت بھی دے گا اور ملک و نبوت کی نعمتیں تمھارے بھائیوں، تمھاری اولاد اور بعد میں آنے والی نسلوں کو بھی دے گا، جس طرح اس نے اس سے پہلے تمھارے دادا اسحاق اور پردادا ابراہیم علیہما السلام کو نبوت و رسالت اور دوسری بیش بہا نعمتوں سے نوازا تھا۔ اسحاق علیہ السلام کو نبوت دی اور یعقوب علیہ السلام جیسا بیٹا اور یوسف علیہ السلام جیسا پوتا عطا کیا اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا اور آگ سے نجات دی۔

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ : یعنی نبوت و رسالت سے سرفراز فرمائے گا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴾ [النساء : ٥٤] ”تو ہم نے تو آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور ہم نے انھیں بہت بڑی سلطنت عطا فرمائی۔“ اور فرمایا: ﴿ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ﴾ [يوسف : ٢٢] ”اور جب وہ اپنی پوری جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے بڑا حکم اور بڑا علم عطا کیا۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”معزز، معزز کے بیٹے، معزز کے پوتے اور معزز ہی کے پڑپوتے یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔“ [بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب ﴿ أم كنتم شهداء إذ حضر يعقوب الموت ﴾ : ٣٣٨٢]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن دیا گیا تھا۔“ [مسلم، كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ إلى السموات و فرض الصلوات : ١٦٢]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یوسف علیہ السلام اور ان کی والدہ کو نصف حسن عطا کیا گیا تھا۔“ [مستدرك حاكم : ٥٧٠/٢، ح : ٤٠٨٢]

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تو بتا دیا ہے کہ (آپ پر) سلام کیسے بھیجیں۔ آپ نے فرمایا: ”اس طرح کہا کرو: « اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ » ”اے اللہ! درود بھیج محمد پر اور محمد کی آل پر، جس طرح تو نے درود بھیجا ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، یقیناً تو تعریف والا، بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد پر اور محمد کی آل پر، جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر، یقیناً تو تعریف والا، بزرگی والا ہے۔“ [بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب : ٣٣٧٠۔ مسلم، كتاب الصلوة، باب الصلوة على النبي ﷺ بعد التشهد : ٤٠٦]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ لوگوں میں زیادہ بزرگ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کے دل میں اللہ کا ڈر سب سے زیادہ ہو۔'' انھوں نے کہا، ہمارا مقصود یہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر سب لوگوں میں زیادہ بزرگ یوسف علیہ السلام ہیں، جو خود نبی تھے، جن کے والد نبی تھے، جن کے دادا نبی تھے، جن کے پڑ دادا نبی خلیل اللہ تھے۔'' انھوں نے کہا، ہم یہ بھی نہیں پوچھتے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر کیا تم عرب کے قبیلوں کی نسبت یہ سوال کرتے ہو؟'' انھوں نے کہا، جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''سنو! جاہلیت کے زمانے میں جو ممتاز اور شریف تھے، وہ اسلام لانے کے بعد بھی ویسے ہی شریف ہیں، جب کہ انھوں نے دین میں سمجھ حاصل کر لی ہو۔'' [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب ﴿ أم کنتم شهداء إذ حضر یعقوب الموت ﴾ : ۳۳۷۴۔ مسلم ، کتاب الفضائل، باب من فضائل یوسف : ۲۳۷۸]

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَ اِخْوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ لِّلسَّآىِٕلِيْنَ ۝ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَ اَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰۤى اَبِيْنَا مِنَّا وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۚ ۝

''بلاشبہ یقیناً یوسف اور اس کے بھائیوں میں سوال کرنے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں تھیں۔ جب انھوں نے کہا یقیناً یوسف اور اس کا بھائی ہمارے باپ کے ہاں ہم سے زیادہ پیارے ہیں، حالانکہ ہم ایک قوی جماعت ہیں۔ بے شک ہمارا باپ یقیناً کھلی غلطی میں ہے۔''

یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے اس قصہ کے بارے میں اہل مکہ کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی کوئی خبر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دینے کے لیے قرآن میں یہ سورت نازل فرمائی اور آپ نے پھر اہل مکہ کے سامنے اس کی تلاوت کی تو وہاں کے لوگوں کو اس کا علم ہوا۔ برادرانِ یوسف نے آپس میں کہا کہ یوسف اور اس کا سگا بھائی بنیامین ہمارے باپ کی نگاہ میں ہم سے زیادہ محبوب ہیں، حالانکہ ہماری تعداد زیادہ ہے، ہم زیادہ طاقتور ہیں اور باپ کی زیادہ خدمت کر سکتے ہیں، اس لیے ہم ان دو چھوٹے بچوں سے زیادہ محبت کے حق دار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے باپ کی رائے بالکل ہی غلط اور بعید از عقل ہے۔ لفظ ''ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ'' کا دوسرا معنی یہ بھی ہے کہ ان حقائق کے باوجود ہمارا باپ ان دونوں کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ بھائیوں کو حسد کی وجہ سے یہ سوچنے کی توفیق ہی نہیں ہوئی کہ یوسف سے اس درجہ محبت کا سبب نجابت و سعادت مندی کے وہ آثار تھے جو ان میں نمایاں تھے اور وہ خواب تھا جو یوسف نے دیکھا تھا، جس کی خبر بھائیوں کو ہو گئی اور ان کی حسد کی آگ بھڑک اٹھی تو وہ ان کے خلاف سازش کرنے لگے۔ ان کا گمان تھا کہ جب وہ یوسف کو قتل کر دیں گے، یا کسی ایسی نامعلوم جگہ میں اسے ڈال دیں گے جس کا علم ان کے باپ کو نہیں ہو گا اور نہ یوسف وہاں سے خود واپس آ سکے گا تو ان کا باپ یوسف کے بجائے انھیں اپنی پوری محبت دینے لگے گا اور وہ لوگ بعد میں اپنے گناہ سے اللہ کے سامنے تائب ہو جائیں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ۝٩ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ۝١٠﴾

”یوسف کو قتل کر دو، یا اسے کسی زمین میں پھینک دو، تمھارے باپ کا چہرہ تمھارے لیے اکیلا رہ جائے گا اور اس کے بعد تم نیک لوگ بن جانا۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا یوسف کو قتل نہ کرو اور اسے کسی اندھے کنویں میں پھینک دو، کوئی راہ چلتا قافلہ اسے اٹھا لے گا، اگر تم کرنے ہی والے ہو۔“

قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ : یوسف کا نام اس نے اس لیے لیا تھا کہ بھائیوں کو ان پر کچھ رحم آئے اور انھیں قتل نہ کریں۔ اس نے کہا کہ اگر تمھیں یوسف کو اس کے باپ سے جدا کرنے پر اصرار ہے تو تم لوگ اسے کسی اندھے کنویں میں پھینک دو، کوئی قافلہ وہاں سے گزرے گا اور پانی کے لیے جائے گا تو انھیں یوسف مل جائے گا، جسے وہ غلام بنا لیں گے اور اپنے ساتھ لے جائیں گے، اس طرح تمھارا مقصد حل ہو جائے گا کہ یوسف اپنے باپ کے پاس دوبارہ نہیں آسکے گا۔ حسد کی کوئی انتہا نہیں ہوتی، قرآن میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے حسد کا تذکرہ کیا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ [الفلق : ٥] ”اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔“ اور فرمایا: ﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ [النساء : ٥٤] ”یا وہ لوگوں سے اس پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ﴾ [البقرة : ١٠٩] ”بہت سے اہل کتاب چاہتے ہیں کاش! وہ تمھیں تمھارے ایمان کے بعد پھر کافر بنا دیں، اپنے دلوں کے حسد کی وجہ سے۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آپس میں بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو اور پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہ کرو، بلکہ اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔“ [بخاری، کتاب الأدب، باب ما ینهی عن التحاسد والتدابر ...... الخ : ٦٠٦٥]

﴿قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَى يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ ۝١١﴾

”انھوں نے کہا اے ہمارے باپ! تجھے کیا ہے کہ تو یوسف کے بارے میں ہم پر اعتبار نہیں کرتا، حالانکہ بے شک ہم یقیناً اس کے خیر خواہ ہیں۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس سے قبل بھی برادران یوسف نے یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہوگی اور باپ نے انکار کر دیا ہوگا۔ یہ بھی پتا چلا کہ یعقوب علیہ السلام نے ان کی آنکھوں میں شر دیکھ لیا تھا اور بھانپ گئے تھے کہ وہ لوگ یوسف کے بارے میں کچھ اچھا نہیں سوچ رہے۔

اَرۡسِلۡهُ مَعَنَا غَدًا يَّرۡتَعۡ وَ يَلۡعَبۡ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّىۡ لَيَحۡزُنُنِىۡۤ اَنۡ تَذۡهَبُوۡا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنۡ يَّاۡكُلَهُ الذِّئۡبُ وَ اَنۡتُمۡ عَنۡهُ غٰفِلُوۡنَ ﴿۱۳﴾

”اسے کل ہمارے ساتھ بھیج کہ چرے چگے اور کھیلے کودے اور بے شک ہم ضرور اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس نے کہا بے شک میں، یقیناً مجھے یہ بات غمگین کرتی ہے کہ تم اسے لے جاؤ اور میں ڈرتا ہوں کہ اسے کوئی بھیڑیا کھا جائے اور تم اس سے غافل ہو۔“

کھیل اور تفریح کا رجحان انسان کی فطرت میں داخل ہے، اسی لیے جائز کھیل اور تفریح پر اللہ تعالیٰ نے کسی بھی زمانے میں پابندی عائد نہیں کی۔ اسلام میں بھی کھیلوں کی اجازت ہے، لیکن مشروط، یعنی ایسے کھیل اور تفریح جائز ہیں جن میں شرعی قباحت نہ ہو، یا محرمات تک پہنچنے کا ذریعہ نہ بنیں۔ چنانچہ یعقوب علیہ السلام نے بھی کھیل کود کی حد تک کوئی اعتراض نہیں کیا، البتہ یہ خدشہ ظاہر کیا کہ تم کھیل کود میں مدہوش ہو جاؤ اور اسے بھیڑیا کھا جائے، کیونکہ وہاں کھلے میدانوں اور صحراؤں میں بھیڑیے عام تھے۔

قَالُوۡا لَئِنۡ اَكَلَهُ الذِّئۡبُ وَ نَحۡنُ عُصۡبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۴﴾

”انھوں نے کہا واقعی اگر اسے بھیڑیا کھا جائے، حالانکہ ہم ایک طاقتور جماعت ہیں تو بلاشبہ ہم اس وقت یقیناً خسارہ اٹھانے والے ہوں گے۔“

باپ کو یقین دلایا جا رہا ہے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اتنے بھائیوں کی موجودگی میں بھیڑیا یوسف علیہ السلام کو کھا جائے۔ الغرض! برادران یوسف کی ساری منصوبہ سازی دھوکا دہی اور دغا بازی پر مشتمل تھی، جس کی دین اور اخلاق نفی کرتے ہیں، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں اور جو ہم سے دغا بازی کرے وہ بھی ہم میں سے نہیں۔“ [مسلم، کتاب الإیمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم : من غشنا فلیس منا : ۱۰۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلہ کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، اس میں اپنا دست مبارک ڈالا تو انگلیوں کو کچھ تری محسوس ہوئی۔ آپ نے غلہ کے مالک سے دریافت فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ اس نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! بارش کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر اس بھیگے ہوئے کو اوپر کیوں نہ کر دیا کہ لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے دیکھ لیتے، جو ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔'' [مسلم، کتاب الإیمان، باب قول النبی ﷺ : من غشنا فلیس منا : ۱۰۲]

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهٖ وَ اَجْمَعُوْۤا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ١ۚ وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۝۱۵

''پھر جب وہ اسے لے گئے اور انھوں نے طے کرلیا کہ اسے اندھے کنویں میں ڈال دیں اور ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ تو ضرور ہی انھیں ان کے اس کام کی خبر دے گا، اس حال میں کہ وہ سوچتے نہ ہوں گے۔''

مطلب یہ ہے کہ جب اپنے سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق انھوں نے یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی تسلی اور حوصلے کے لیے وحی کی کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، ہم تیری حفاظت ہی نہیں کریں گے، بلکہ تجھے ایسے بلند مقام پر فائز کریں گے کہ یہ بھائی بھیک مانگتے ہوئے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے۔ پھر تو انھیں بتائے گا کہ تم نے اپنے ایک بھائی کے ساتھ اس طرح کا سنگ دلانہ معاملہ کیا تھا جس کو سن کر وہ حیران اور پشیمان ہو جائیں گے۔ یوسف علیہ السلام اس وقت اگرچہ بچے تھے، لیکن جو بچے نبوت پر سرفراز ہونے والے ہوں، ان پر بچپن ہی میں وحی آجاتی ہے، جیسے عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام وغیرہ پر آئی، یا وحی سے مراد الہام ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ﴾ [القصص : ۷] ''اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی کہ اسے دودھ پلا۔''

وَ جَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَؕ۝۱۶

''اور وہ اپنے باپ کے پاس اندھیرا پڑے روتے ہوئے آئے۔''

انھوں نے اپنے باپ کو دھوکا دینے کے لیے یہ عذر پیش کیا تھا، تاکہ انھیں یقین ہو جائے کہ یوسف اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور آہستہ آہستہ ان کے دل سے یوسف کی محبت نکل جائے اور ان کے بھائیوں کو پوری محبت دینے لگیں۔ رات کے وقت یعقوب علیہ السلام کے پاس اس لیے آئے کہ دن کی روشنی میں ان کی جھوٹی معذرت کا بھرم نہ کھل جائے اور ان کی آنکھوں میں جھوٹ کو نہ پڑھ لیں اور رو کر انھوں نے یہ باور کرانا چاہا کہ یوسف سے انھیں بے حد محبت تھی، تاکہ یعقوب علیہ السلام کے دل میں ان کے بارے میں کوئی شبہ نہ گزرے۔

قَالُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ١ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ۝۱۷

''کہا اے ہمارے باپ! بے شک ہم دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے نکلتے چلے گئے اور ہم نے یوسف کو اپنے سامان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس چھوڑ دیا تو اسے کوئی بھیڑیا کھا گیا اور تو ہرگز ہمارا اعتبار کرنے والا نہیں، خواہ ہم سچے ہوں۔''

یعنی جیسا کہ آپ ڈر رہے تھے، جب ہم آپس میں دوڑ کا مقابلہ کر رہے تھے اور یوسف ہمارے کپڑوں اور کھانے پینے کے سامان کے پاس بیٹھا تھا، واقعی بھیڑیا آیا اور اسے کھا گیا اور ہم جانتے ہیں کہ اگر ہم آپ کے نزدیک ثقہ اور اہل صدق ہوتے، تب بھی یوسف کے معاملے میں آپ ہماری بات کی تصدیق نہ کرتے، اب تو ویسے ہی ہماری حیثیت متہم اور مشکوک افراد کی سی ہے، اب آپ کس طرح ہماری بات کی تصدیق کریں گے؟

وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

''اور وہ اس کی قمیص پر ایک جھوٹا خون لگا لائے۔ اس نے کہا بلکہ تمھارے لیے تمھارے دلوں نے ایک کام مزین بنا دیا ہے، سو (میرا کام) اچھا صبر ہے اور اللہ ہی ہے جس سے اس پر مدد مانگی جاتی ہے جو تم بیان کرتے ہو۔''

انھوں نے یوسف علیہ السلام کی قمیص کو ایک بکرے کے خون سے لت پت کر دیا اور اسے اپنے باپ کے سامنے رکھ کر کہا کہ یہ دیکھیے یوسف کی قمیص، جو اس کے ہلاک ہو جانے کے بعد ہمیں ملی ہے، لیکن یعقوب نے ان کی بات نہ مانی اور کہا کہ یہ کہانی تم نے اپنی طرف سے گھڑی ہے۔ تمھارے کہنے کے مطابق تو بھیڑیا بڑا ہی عقل مند تھا کہ یوسف کو کھا گیا اور اس کی قمیص کو نہیں پھاڑا۔ اب میرے لیے اس کے سوا اور کیا چارہ ہے کہ اللہ کی تقدیر پر صبر جمیل سے کام لوں اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگوں کہ وہ تمھارے جھوٹ کا پردہ فاش کر دے اور یوسف علیہ السلام کا صحیح سالم زندہ پایا جانا ظاہر کر دے۔

وَجَآءُوْعَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ : یعنی جھوٹ موٹ کا خون، جو یوسف کا خون نہیں تھا۔ اپنے مکر و فریب اور سازش کو سچ ثابت کرنے کے لیے انھوں نے یہ ایک تدبیر کی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کو نفاق کی علامتوں میں شمار کیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ کہے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کو امانت دی جائے تو خیانت کرے۔'' [بخاری، کتاب الإیمان، باب علامات المنافق : ۳۳۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب خصال المنافق : ۵۹]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ ہوں وہ خالص منافق ہوتا ہے اور جس شخص میں ان خصلتوں میں سے کوئی ایک ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی، یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔ (وہ یہ کہ) جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ کہے، جب عہد کرے تو توڑ ڈالے اور جب جھگڑے تو بدزبانی کرے۔'' [بخاری، کتاب الإیمان، باب علامات المنافق : ۳۴۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب خصال المنافق : ۵۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور آگ کی طرف لے جاتے ہیں۔'' [بخاری، کتاب الأدب، باب قول الله تعالٰی : ﴿ یأیها الذین امنوا اتقوا الله ...... الخ ﴾ : ٦٠٩٤۔ مسلم، کتاب البر والصلة، باب قبح الکذب و حسن الصدق : ١٠٥/ ٢٦٠٧]

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ : یعنی میں تمھاری اس سازش پر، جس پر تم سب متفق ہو گئے ہو، صبر جمیل کا مظاہرہ کروں گا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے میرے اس غم و اندوہ کو دور فرما دے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے واقعۂ افک بیان کرتے ہوئے فرمایا، اگر میں تمھیں کہوں کہ میں اس جرم سے بری ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں واقعی بری ہوں، تو تم نہیں مانو گے اور اگر میں اس معاملے کا اعتراف کر لوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم اس اعتراف کو سچ جانو گے۔ واللہ! میری اور تمھاری مثال یوسف علیہ السلام کے باپ کی سی ہے کہ انھوں نے فرمایا تھا: ﴿ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴾ سو (میرا کام) ''اچھا صبر ہے اور اللہ ہی ہے جس سے اس پر مدد مانگی جاتی ہے جو تم بیان کرتے ہو۔'' [بخاری، کتاب الشهادات، باب تعدیل النساء بعضهن بعضًا : ٢٦٦١۔ مسلم، کتاب التوبة، باب فی حدیث الإفك : ٢٧٧٠]

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کے معاملے پر تعجب ہے کہ اس کے لیے اس کے ہر معاملہ میں خیر ہی ہے اور مومن کے سوا کسی دوسرے شخص کو یہ سعادت حاصل نہیں۔ (وہ اس طرح کہ) اگر اسے خوشی نصیب ہو تو شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر اسے مصیبت پہنچے تو صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔'' [مسلم، کتاب الزهد، باب المؤمن أمره کله خیر : ٢٩٩٩]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے روکتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے ہاتھ پھیلانے سے بچا لیتے ہیں اور جو شخص بے نیازی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے غنی عطا فرما دیتے ہیں اور جو شخص صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں اور کسی کو بھی صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ بے پایاں خیر نہیں ملی (یعنی یہ سب سے بڑی نعمت ہے)۔'' [بخاری، کتاب الزکاة، باب الاستعفاف عن المسئلة : ١٤٦٩۔ مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل التعفف : ١٠٥٣]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مومن جو لوگوں سے گھل مل کر رہتا ہے اور ان کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرتا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو لوگوں سے میل جول ہی نہیں رکھتا اور ان کی تکلیف دہ باتوں پر صبر نہیں کرتا۔'' [الأدب المفرد للبخاری : ٣٨٨۔ السلسلة الصحیحة : ٩٢٩۔ ابن ماجه، کتاب الفتن، باب الصبر علی البلاء : ٤٠٣٢]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے (فوت شدہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچے پر رو رہی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈر اور صبر کر۔'' تو وہ عورت کہنے لگی کہ آپ کو میری سی مصیبت نہیں پہنچی (اس لیے آپ یہ کہہ رہے ہیں)، تو جب آپ چلے گئے تو عورت سے کہا گیا کہ بے شک وہ (کہنے والے) اللہ کے رسول ﷺ تھے تو اسے موت کے برابر صدمے نے آلیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے گھر گئی اور کہنے لگی، اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: ''بے شک صبر تو صدمے کی ابتدا کے وقت ہوتا ہے۔'' [مسلم، كتاب الجنائز، باب في الصبر على المصيبة عند صدمة الأولى : ۹۲۶/۱۵۔ بخاری، کتاب الجنائز، باب زيارة القبور : ۱۲۸۳]

وَ جَآءَتۡ سَیَّارَۃٌ فَاَرۡسَلُوۡا وَارِدَہُمۡ فَاَدۡلٰی دَلۡوَہٗ ؕ قَالَ یٰبُشۡرٰی ہٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَ اَسَرُّوۡہُ بِضَاعَۃً ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۹﴾

''اور ایک راہ چلتا قافلہ آیا تو انھوں نے اپنے پانی لانے والے کو بھیجا، سو اس نے اپنا ڈول لٹکایا۔ کہا، اوہ! خوشخبری ہو! یہ ایک لڑکا ہے۔ اور انھوں نے اسے سامان تجارت بنا کر چھپا لیا اور اللہ خوب جاننے والا ہے جو وہ کر رہے تھے۔''

ایک قافلہ جو شام سے مصر کی طرف جا رہا تھا، وہ وہاں سے گزرا اور کنویں کے آس پاس پڑاؤ ڈالا۔ قافلہ والوں کے لیے پانی مہیا کرنا جن افراد کی ذمہ داری تھی، انھوں نے جب اپنا ڈول کنویں میں ڈالا، تو یوسف علیہ السلام نے اسے پکڑ لیا۔ انھوں نے جھانک کر دیکھا تو وہ ایک لڑکا تھا۔ بہت خوش ہوئے اور یوسف کو سامانِ تجارت بنا لیا اور قافلہ والوں سے کہا کہ ہم نے کنویں والوں سے اسے خریدا ہے۔ انھی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اللہ نے آیت کے آخر میں دھمکی کے طور پر فرمایا کہ یوسف کے ان تمام حالات سے گزرنے کا جو لوگ سبب تھے، اللہ انھیں خوب جانتا ہے کہ کس طرح انھوں نے کریم بن کریم بن کریم بن کریم کو طوق غلامی پہنا دیا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے رسول محمد کریم ﷺ کو بھی یہ تسلی دے رہا ہے کہ میں یہ جانتا ہوں کہ آپ کی قوم آپ کے درپے آزار ہے اور میں ان کی تمام سازشوں کو ناکام بنا دینے پر قادر ہوں، لیکن میں نے کچھ وقت کے لیے انھیں مہلت دے رکھی ہے، جبکہ انجام کار آپ کو ان کے مقابلے میں اسی طرح کامیابی و کامرانی اور حکومت نصیب ہو گی کہ جس طرح میں نے یوسف کو ان کے بھائیوں کے مقابلے میں کامیابی و کامرانی اور حکومت سے سرفراز کیا تھا۔

وَ شَرَوۡہُ بِثَمَنٍۭ بَخۡسٍ دَرَاہِمَ مَعۡدُوۡدَۃٍ ۚ وَ کَانُوۡا فِیۡہِ مِنَ الزّٰہِدِیۡنَ ﴿٪۲۰﴾ ع ۲ / ۱۲

''اور انھوں نے اسے تھوڑی قیمت، چند گنے ہوئے درہموں میں بیچ دیا اور وہ اس میں رغبت نہ رکھنے والوں سے تھے۔''

کہتے ہیں کہ تاجروں کا وہ قافلہ مدین سے آیا تھا۔ ان کی ملاقات ایک دوسرے قافلے سے ہوئی جو مصر جا رہا تھا۔ انھوں نے یوسف کو اس قافلہ والوں کے ہاتھ صرف بیس درہم میں بیچ دیا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ مستقبل کے کس عظیم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کو وہ بیچ رہے ہیں۔ اسی لیے انھوں نے قیمت کی پروا کیے بغیر چند ٹکوں میں بیچ دیا۔

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ؗ وَ لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾

”اور جس شخص نے اسے مصر سے خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا اس کی رہائش باعزت رکھ، ہوسکتا ہے کہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔ اور اسی طرح ہم نے یوسف کو اس زمین میں جگہ دی اور تاکہ ہم اسے باتوں کی اصل حقیقت میں سے کچھ سکھائیں اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور جب وہ اپنی پوری جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے بڑا حکم اور بڑا علم عطا کیا اور ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔“

اللہ کا لطف و کرم ہر وقت یوسف علیہ السلام کے شامل حال رہا۔ پہلے بے رحم بھائیوں کے پنجے سے نکالا، پھر کنویں سے نکال کر نئی زندگی دی اور اب اس کا لطف خاص دیکھیے کہ مصر کے خزانوں کا وزیر (عزیز مصر) انھیں خرید کر اپنے گھر لایا اور اپنی بیوی سے کہا کہ اس کے کھانے پینے اور اس کی رہائش کا اچھا انتظام کرو، تاکہ ہم سے جلدی مانوس ہو جائے اور اپنے آپ کو اپنوں کے درمیان محسوس کرنے لگے، کیونکہ مجھے امید ہے کہ یہ ہمارے کام آئے گا، یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں گے۔ یوسف کے ساتھ شروع سے لے کر اب تک جو کچھ ہوا، اللہ کی مرضی سے ہوا اور اس لیے ہوا کہ اللہ انھیں عزیز مصر کے گھر پہنچا دے۔ پھر وہ کچھ واقع ہوا جو عزیز مصر کی بیوی کی جانب سے ہوا۔ یوسف جیل جائیں اور اللہ انھیں خواب کی تعبیر سکھائے اور پھر وہ بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتا کر وزارت کی کرسی پر پہنچ جائیں، یہ اللہ کا فیصلہ تھا جسے بہرحال ہونا تھا، لیکن اکثر لوگ اس حقیقت پر یقین نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے میں کوئی دخل انداز نہیں ہوسکتا۔ اگلی آیت میں فرمایا کہ یوسف جب جوان ہو گئے تو اللہ نے انھیں حاکم مصر بنا دیا اور عقل و فہم اور فقہ و نبوت سے نوازا۔ آیت کے آخری حصے ﴿وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾ میں اگرچہ ہر بھلائی کرنے والے کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ انھیں اچھا بدلا دے گا، لیکن یہاں مقصود نبی کریم ﷺ ہیں کہ انھیں اللہ مشرکینِ مکہ سے نجات دے گا اور ان پر غلبہ عطا کرے گا۔

وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

”اور اس عورت نے، جس کے گھر میں وہ تھا، اسے اس کے نفس سے پھسلایا اور دروازے اچھی طرح بند کر لیے اور کہنے

18754

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگی جلدی آ۔ اس نے کہا اللہ کی پناہ، بے شک وہ میرا مالک ہے، اس نے میرا ٹھکانا اچھا بنایا۔ بلاشبہ حقیقت یہ ہے کہ ظالم فلاح نہیں پاتے۔“

اس آیت میں یوسف علیہ السلام کے ساتھ عزیز مصر کے گھر میں جو کچھ پیش آیا اسے بیان کیا جا رہا ہے۔ عزیز مصر کی بیوی نے یوسف سے فعل بد کا مطالبہ کیا۔ اس عورت کے نام کی صراحت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں موجود نہیں ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے عزیز مصر کی بیوی کہنے کے بجائے یہ فرمایا کہ یوسف کو گناہ پر اس عورت نے اکسایا جس کے گھر میں وہ رہتے تھے، تاکہ اندازہ لگایا جا سکے کہ یوسف کے لیے وہ کتنی مشکل گھڑی تھی اور وہ عفت و پاکدامنی کی کس بلندی کو چھو رہے تھے کہ اس گھر میں رہنے کی وجہ سے عزیز مصر کی بیوی کا بار بار سامنا ہوتا رہا ہوگا اور وہ اپنے حسن و جمال کا مظاہرہ کرتی رہی ہوگی، تاکہ انھیں اپنی ذات میں دلچسپی لینے پر اکسائے، لیکن یوسف علیہ السلام پر ان تمام ہتھکنڈوں کا رائی کے دانے کے برابر بھی اثر نہیں ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے ایسا کرنے سے پہلے شدت خوف اور حد درجہ احتیاط کی وجہ سے سات دروازے بند کیے، تاکہ وہاں تک کسی کے پہنچنے کا گمان بھی نہ ہو سکے۔ یوسف کی پاکدامنی کی یہ بھی ایک عظیم دلیل ہے کہ عزیز مصر کی بیوی نے انسانوں سے خوف کھانے کا ایک بھی عذر باقی نہیں رکھا تھا، اس کے باوجود ان کے دل میں گناہ کا خیال تک نہیں گزرا۔ یوسف نے اس کے جواب میں کہا کہ میں تمھاری اس دعوت گناہ سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، اس لیے کہ یہ تو زنا، جرم عظیم، امانت میں خیانت اور محسن کشی ہے اور اس عورت کو اس گناہ عظیم سے باز رکھنے کے لیے اس خیانت کی شدید ترین قباحت بیان کرتے ہوئے کہا کہ تمھیں معلوم ہے کہ مجھے کس کی خیانت پر ابھار رہی ہو؟ وہ میرا آقا عزیز مصر ہے جس نے ہر طرح میرا خیال کیا ہے، تو اب میرے لیے یہ کس طرح مناسب ہے کہ اس کی عزت سے کھیلوں۔ ایک دوسری تفسیر یہ بیان کی گئی ہے کہ ”اِنَّهٗ“ کی ضمیر اللہ کے لیے ہے۔ یعنی میرے رب نے تو مجھ پر بڑا احسان کیا ہے، مجھے نئی زندگی دی اور عزیز مصر کے پاس پہنچا کر میری تمام پریشانیوں کو دور کر دیا ہے، اگر میں نے ایسا کیا تو ظالم ہوں گا اور ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ : سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے اسی وصف کو بیان کرتے ہوئے عورتوں سے فرمایا: ”میں نے تم سے زیادہ ناقص عقل اور ناقص دین ہونے کے باوجود کسی عقل مند شخص کی عقل کو گم کر دینے والا کسی کو نہیں دیکھا۔“ [مسند أحمد : ۲/ ٦٦، ٦٧، ح : ٥٣٤٢]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ جائے، سوائے محرم کے۔“ [بخاري، كتاب النكاح، باب لا يخلون رجل بامرأة إلا ذو محرم : ٥٢٣٣]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب بھی کوئی شخص کسی اجنبی عورت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلوت اختیار کرتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔'' [مسند أحمد : ۱/ ۲٦، ح : ۱۷۸۔ ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی لزوم الجماعة : ۲۱٦٥۔ ابن حبان : ٤٥٧٦]

وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ : امام بخاری رحمہ اللہ نے عکرمہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ﴿هَيْتَ لَكَ﴾ حورانی زبان کے الفاظ ہیں، جو ''هَلُمَّ'' یعنی آیئے کے معنی میں ہیں، سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے بھی یہی کہا ہے۔ [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ وراودته التی هو...... الخ ﴾، قبل الحدیث : ٤٦٩٢]

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْۤ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ (اس دن) اپنے سائے تلے جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا ① عادل بادشاہ۔ ② وہ جوان جس نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزاری۔ ③ وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ اٹکا رہتا ہے (کہ کب اذان ہو اور وہ پھر مسجد میں جائے)۔ ④ وہ دو شخص جو آپس میں محض اللہ کے لیے محبت رکھتے ہوں، اسی پر ملتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں۔ ⑤ وہ شخص جو صدقہ دیتا ہے اور اسے اس قدر پوشیدہ رکھتا ہے کہ دائیں ہاتھ کے خرچ کی خبر بائیں ہاتھ کو نہیں ہوتی۔ ⑥ وہ شخص جسے کوئی جاہ و منصب والی اور صاحب حسن و جمال عورت اپنی طرف بلائے اور وہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ ⑦ وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور پھر اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔'' [بخاری، کتاب الأذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلٰوة و فضل المساجد : ٦٦٠۔ مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل إخفاء الصدقة : ۱۰۳۱]

وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَ هَمَّ بِهَا لَوْ لَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾

''اور بلاشبہ یقیناً وہ اس کے ساتھ ارادہ کر چکی تھی اور وہ بھی اس عورت کے ساتھ ارادہ کر لیتا اگر یہ نہ ہوتا کہ اس نے اپنے رب کی دلیل دیکھ لی۔ اسی طرح ہوا تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو ہٹا دیں۔ بے شک وہ ہمارے خالص کیے ہوئے بندوں سے تھا۔''

اس آیت سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ عزیز مصر کی بیوی نے جب دروازے بند کر کے یوسف کو دعوت گناہ دی، تو اس نے یوسف کے ساتھ بدکاری کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا اور اگر یوسف علیہ السلام نے بھی اپنے رب کے برہان کا ایمانی مشاہدہ نہ کیا ہوتا اور زنا کی قباحت و شناعت ان کے دل و دماغ میں اس حد تک نہ بیٹھی ہوتی کہ گویا وہ اس کی بدترین شکل کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے تھے تو وہ بھی ایسا ہی ارادہ کر لیتے، لیکن ان کے دل میں اس کا خیال گزرا ہی نہیں۔

عربی زبان میں '' هَمَّ '' دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے، ایک ایسا قصد و ارادہ جس کے ساتھ گناہ کے کر گزرنے کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزم ہو اور دل سے ایسا کرنا چاہتا ہو اور دوسرا وہ خیال جو انسان کے ذہن میں پیدا تو ہو، لیکن اس کے کر گزرنے کا عزم نہ پایا جائے، ایسے خیال پر انسان کا مؤاخذہ نہیں ہو گا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو میں اس کے لیے ایک نیکی لکھ لیتا ہوں، اگر وہ اس پر عمل نہ کرے، جب وہ عملاً نیکی کر لیتا ہے تو میں اسے دس گنا لکھتا ہوں اور جب کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا تو میں اس سے درگزر فرماتا ہوں اور جب وہ عملاً برائی کر لیتا ہے تو میں ایک ہی برائی کا گناہ لکھتا ہوں۔'' [مسند أحمد : ۳۱۵/۲، ح : ۸۱۸۶۔ بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ یریدون أن یبدلوا کلم اللہ ﴾ : ۷۵۰۱۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب إذا هم العبد بحسنة کتبت : ۱۲۹]

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَ قَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾

''اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور اس عورت نے اس کی قمیص پیچھے سے پھاڑ دی اور دونوں نے اس کے خاوند کو دروازے کے پاس پایا، اس عورت نے کہا کیا جزا ہے اس کی جس نے تیری گھر والی کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا، سوائے اس کے کہ اسے قید کیا جائے یا دردناک سزا ہو۔''

جب یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ عورت برائی کے ارتکاب پر مصر ہے، تو وہ باہر نکلنے کے لیے دروازے کی طرف دوڑے، یوسف علیہ السلام کے پیچھے انھیں پکڑنے کے لیے عورت بھی دوڑی۔ یوں دونوں دروازے کی طرف لپکے اور دوڑے۔ یوسف جب بھاگ رہے تھے تو عزیز مصر کی بیوی نے پیچھے سے ان کی قمیص پکڑ لی اور کھینچنے کی وجہ سے قمیص پھٹ گئی۔ جب دونوں دروازے پر پہنچے تو عزیز مصر کو آتا دیکھا، عورت نے فوراً پینترا بدلا اور کہا کہ جو آدمی تمھاری بیوی کے ساتھ برائی کی نیت کرے اسے یا تو جیل میں ڈال دینا چاہیے، یا کوئی اور سخت سزا دینی چاہیے۔

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَ هُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

''اس (یوسف) نے کہا اسی نے مجھے میرے نفس سے پھسلایا ہے اور اس عورت کے گھر والوں سے ایک گواہ نے گواہی دی اگر اس کی قمیص آگے سے پھاڑی گئی ہو تو عورت نے سچ کہا اور یہ جھوٹوں سے ہے۔ اور اگر اس کی قمیص پیچھے سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھاڑی گئی ہو تو عورت نے جھوٹ کہا اور یہ سچوں سے ہے۔ تو جب اس نے اس کی قمیص دیکھی کہ پیچھے سے پھاڑی گئی ہے تو اس نے کہا یقیناً یہ تم عورتوں کے فریب سے ہے، بے شک تم عورتوں کا فریب بہت بڑا ہے۔‘‘

یوسف علیہ السلام نے اس کی تکذیب کرتے ہوئے کہا کہ اسی نے مجھ سے گناہ کا مطالبہ کیا تھا، میں نے تو انکار کر دیا اور بھاگ پڑا۔ عزیز مصر کے لیے معاملہ کی حقیقت تک پہنچنا مشکل ہو گیا تو یوسف کی براءت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے ایک رشتہ دار بچے کو جو ابھی گود میں تھا، قوت گویائی دی۔ اس نے کہا کہ اگر یوسف کی قمیص آگے سے پھٹی ہے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا ہے، لیکن اگر اس کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو عورت جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے۔ جب عزیز مصر نے دیکھا کہ قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو معاملے کی تہ تک پہنچ گیا کہ اس کی بیوی ہی نے یوسف کو گناہ پر مجبور کرنا چاہا تھا۔

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا : سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’چار بچے چھوٹی عمر میں بولے ہیں، ایک یہ (یعنی فرعون کی بیٹی کی کنگھی کرنے والی عورت کا بچہ)، دوسرا یوسف علیہ السلام کا گواہ، تیسرا جریج کا گواہ اور چوتھے بچے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہیں۔‘‘ [مستدرك حاكم : ٢/٤٩٦، ٤٩٧، ح : ٣٨٣٥]

اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ : سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے کوئی فتنہ ایسا نہیں چھوڑا جو عورتوں کے فتنہ سے زیادہ ضرر رساں ہو۔‘‘ [بخاري، كتاب النكاح، باب ما يتقى من شؤم المرأة ...... الخ : ٥٠٩٦]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اے عورتو کی جماعت! میں نے تم سے زیادہ ناقص عقل اور ناقص دین ہونے کے باوجود کوئی نہیں دیکھا جو ذی عقل و شعور مرد کی عقل کو مار کر رکھ دے۔‘‘ [بخاري، كتاب الزكاة، باب الزكاة على الأقارب : ١٤٦٢]

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنے امور کسی عورت کے سپرد کر دیے۔‘‘ [بخاري، كتاب المغازي، باب كتاب النبي صلى الله عليه وسلم إلى كسرىٰ و قيصر : ٤٤٢٥]

يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ ع ۱۲/۱۳

’’یوسف! اس معاملے سے درگزر کر اور (اے عورت!) تو اپنے گناہ کی معافی مانگ، یقیناً تو ہی خطا کاروں سے تھی۔‘‘

عزیز مصر چونکہ معاملے کو پوری طرح سمجھ چکا تھا، اس لیے یوسف کے ساتھ نہایت نرمی کا اسلوب اختیار کیا اور کہا کہ اے یوسف! تمھارے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اسے نظر انداز کر دو اور اس واقعے پر پردہ ڈال دو اور کسی سے بیان نہ کرو۔ اس کے بعد اپنی بیوی سے مخاطب ہوا اور کہا کہ ساری غلطی تمھاری ہے، تم نے اس نوجوان کو ورغلانا چاہا تھا اور اب اس نوجوان پر تہمت دھرنے کی کوشش کر رہی ہو، اس لیے اپنے گناہ کی معافی مانگو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾

''اور شہر میں کچھ عورتوں نے کہا عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اس کے نفس سے پھسلاتی ہے، بلاشبہ وہ محبت کی رو سے اس کے دل کے اندر داخل ہو چکا ہے۔ بے شک ہم تو اسے صریح غلطی پر دیکھتی ہیں۔''

یوسف اور عزیز مصر کی بیوی کا واقعہ کسی طرح شہر میں پھیل گیا، عورتیں کہنے لگیں کہ وہ یوسف کو گناہ پر اکساتی ہے، وہ اس کی محبت میں گرفتار ہوگئی ہے اور ہوش و حواس کھو بیٹھی ہے۔ عشق کرنا ہی تھا تو کسی پیکر حسن و جمال سے کیا جاتا، یہ کیا کہ اپنے ہی غلام پر فریفتہ ہوگئی، یہ تو اس کی بہت بڑی نادانی ہے۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾

''تو جب اس عورت نے ان کے فریب کے بارے میں سنا تو ان کی طرف پیغام بھیجا اور ان کے لیے ایک تکیہ دار مجلس تیار کی اور ان میں سے ہر ایک کو ایک چھری دے دی اور کہا ان کے سامنے نکل۔ پھر جب انھوں نے اسے دیکھا تو اسے بہت بڑا پایا اور انھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہا اللہ کی پناہ! یہ کوئی آدمی نہیں ہے، یہ نہیں ہے مگر کوئی نہایت معزز فرشتہ۔''

عزیز مصر کی بیوی کو جب معلوم ہوا کہ شہر کی کچھ عورتیں اپنی مجلسوں میں یوسف پر اس کی فریفتگی کو موضوع سخن بنا رہی ہیں، تو اس نے شہر کی ان عورتوں کو اپنے گھر میں دعوت دی، انھیں ایک ایسی مجلس میں بٹھایا جس میں گاؤ تکیے لگے ہوئے تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھری دے دی، تاکہ اپنے سامنے رکھے ہوئے گوشت اور پھل کاٹ کر کھائیں۔ اس کے بعد یوسف سے ان کے سامنے آنے کو کہا۔ عورتیں انھیں دیکھ کر ان کے غیر معمولی حسن و جمال سے ایسا متاثر ہوئیں کہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھیں اور پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھ زخمی کر لیے اور یوسف علیہ السلام کی عظمت و جلالت شان کا اعتراف کرتے ہوئے پکار اٹھیں کہ یہ انسان کی شکل میں کوئی فرشتہ ہے، یہ کیسا عظیم انسان ہے کہ عالم شباب میں ہونے کے باوجود اور اپنی صاحب حیثیت مالکہ کے تقاضے کے باوصف آمادۂ گناہ نہیں ہوا، جنسی خواہشات سے مبرا تو فرشتے ہوتے ہیں، لہٰذا یہ بھی کوئی معزز فرشتہ ہے انسان نہیں۔

مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ : سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعۂ معراج بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جب تیسرے آسمان کا دروازہ کھولا گیا تو وہاں یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، اللہ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن کا آدھا حصہ انھیں عطا کیا تھا۔'' [مسلم، کتاب الإیمان، باب الإسراء برسول اللهﷺ إلی السموات و فرض الصلوات : ۱٦۳]

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَ لَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَ لَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

''اس عورت نے کہا تو وہ یہی ہے جس کے بارے میں تم نے مجھے ملامت کی تھی اور بلاشبہ یقیناً میں نے اسے اس کے نفس سے پھسلایا، مگر یہ صاف بچ گیا اور واقعی اگر اس نے وہ نہ کیا جو میں اسے حکم دیتی ہوں تو اسے ضرور ہی قید کیا جائے گا اور یہ ضرور ہی ذلیل ہونے والوں سے ہوگا۔''

عزیز مصر کی بیوی نے ان عورتوں سے کہا کہ یہی وہ پیکر حسن ہے جس کے بارے میں تم عورتیں مجھے کوستی تھیں اور جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ تمام عورتیں یوسف کے حسن سے مسحور ہو گئی ہیں اور اسے معذور سمجھنے لگی ہیں تو اپنا دل کھول کر ان کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ ہاں، میں نے اسے ورغلایا تھا، لیکن اس نے قطعی طور پر انکار کر دیا ہے اور ذرا سی بھی لچک نہیں دکھائی۔ اس کے بعد اس نے شرم و حیا کی چادر ایک طرف پھینک دی اور عشق و مستی کی آخری حدوں کو چھوتی ہوئی کہنے لگی کہ میرا اس سے جو مطالبہ ہے اگر اس نے پورا نہ کیا تو اسے جیل میں ڈال دیا جائے گا اور اسے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ ۚ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾

''اس نے کہا اے میرے رب! مجھے قید خانہ اس سے زیادہ محبوب ہے جس کی طرف یہ سب مجھے دعوت دے رہی ہیں اور اگر تو مجھ سے ان کے فریب کو نہ ہٹائے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور جاہلوں سے ہو جاؤں گا۔ تو اس کے رب نے اس کی دعا قبول کر لی، پس اس سے ان (عورتوں) کا فریب ہٹا دیا۔ بے شک وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

جب یوسف علیہ السلام نے اس کی یہ بات سنی تو سمجھ گئے کہ اس نے ایسا کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے اور اس کا شوہر اس کی ہر بات مانتا ہے، اسی لیے اپنے رب سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا کہ اے میرے اللہ! جس قید و بند کی یہ عورت مجھے دھمکی دے رہی ہے وہ میرے نزدیک اس بدکاری سے زیادہ قابل قبول ہے، جس کی یہ مجھے دعوت دے رہی ہے۔ اس لیے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیل کی مصیبت عارضی اور ختم ہو جانے والی ہے، لیکن یہ گناہ عظیم تو دنیا و آخرت کی ہر بھلائی کا خاتمہ کر دے گا۔ اس کے بعد اللہ کی جناب میں پناہ طلب کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ! اگر تو نے ان عورتوں کی سازشوں سے مجھے نہیں بچایا تو بشری تقاضے کے تحت میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور اس فعل قبیح کا مرتکب ہو کر جاہل و نادان بن جاؤں گا۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٣٥﴾

”پھر اس کے بعد کہ وہ کئی نشانیاں دیکھ چکے، ان کے سامنے یہ بات آئی کہ اسے ایک وقت تک ضرور ہی قید کر دیں۔“

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی اور انھیں گناہ میں پڑنے سے بچا لیا۔ اس آیت کریمہ سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ کی حفاظت اور اس کے لطف و کرم کے بغیر کوئی شخص گناہ سے نہیں بچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا یوسف علیہ السلام کو عظیم الشان عصمت سے نوازا اور آپ کی حفاظت بھی فرمائی۔ آپ نے بے حیائی کے اس کام کو نہایت سختی کے ساتھ رد کر دیا اور اس کے بجائے جیل جانے کو ترجیح دی۔ یہ مقاماتِ کمال میں سے نہایت بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ مقام ہے کہ شباب، جمال اور کمال کے باوجود محض اللہ کے خوف اور اس سے ثواب کی امید کے باعث برائی کی اس دعوت کو رد کر کے قید کو پسند فرما لیا، جبکہ دعوت بھی ایک ایسی عورت کی طرف سے تھی جو آپ کی مالکہ تھی، عزیز مصر کی بیوی تھی، خوبصورت تھی اور مال و دولت اور حکمرانی سے بہرہ ور تھی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سات قسم کے (سعادت مند) انسان ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا: ① عدل کرنے والا حکمران۔ ② وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں نشوونما پائی۔ ③ وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق ہو۔ ④ وہ دو شخص جو اللہ ہی کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں اور حب الٰہی کے باعث جمع اور جدا ہوتے ہیں۔ ⑤ وہ شخص جسے کسی صاحب منصب و جمال عورت نے (برائی کی) دعوت دی اور اس نے (اسے رد کرتے ہوئے) کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ ⑥ وہ شخص جو اس طرح خفیہ صدقہ کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہیں ہوتا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ ⑦ اور وہ شخص جس نے خلوت میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔“ [بخاری، کتاب الأذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوۃ …… الخ : ٦٦٠، ١٤٢٣، ٦٨٠٦۔ مسلم، کتاب الزکوۃ، باب فضل إخفاء الصدقة : ١٠٣١]

عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کی بے گناہی کے تمام شواہد و دلائل کے باوجود مشیروں اور اپنی بیوی سے مشورہ کرنے کے بعد مصلحت اسی میں سمجھی کہ انھیں ایک مدت کے لیے جیل میں ڈال دیا جائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یوسف کو جیل میں بند کر دیا گیا۔

وَ دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَ قَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾

’’اور قید خانے میں اس کے ساتھ دو جوان داخل ہوئے، دونوں سے ایک نے کہا بے شک میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ کچھ شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا بے شک میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ میں اپنے سر پر کچھ روٹی اٹھائے ہوئے ہوں، جس سے پرندے کھا رہے ہیں، ہمیں اس کی تعبیر بتا۔ بے شک ہم تجھے احسان کرنے والوں سے دیکھتے ہیں۔‘‘

انھی دنوں سیدنا یوسف علیہ السلام کے ساتھ جیل میں دو نوجوان بھی داخل کیے گئے، ایک بادشاہ کا ساقی اور دوسرا نان بائی۔ کہتے ہیں کہ ان دونوں نے بادشاہ کے کھانے میں زہر ڈالا تھا۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے ایک دن ان دونوں کو مغموم دیکھا تو سبب دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم دونوں نے الگ الگ خواب دیکھا ہے، جس نے ہمیں مغموم بنا دیا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا تم دونوں اپنا اپنا خواب بیان کرو۔ ساقی نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ انگور نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ سر پر روٹی ہے جس میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔ اس کے بعد دونوں نے کہا کہ ہم میں سے دونوں کے خواب کی تعبیر بتا دو، ہم سمجھتے ہیں کہ تم خواب کی تعبیر کا علم رکھتے ہو۔ www.KitaboSunnat.com

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

’’اس نے کہا تمھارے پاس وہ کھانا نہیں آئے گا جو تمھیں دیا جاتا ہے، مگر میں تمھیں اس کی تعبیر اس سے پہلے بتا دوں گا کہ وہ تمھارے پاس آئے۔ یہ اس میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھایا۔ بے شک میں نے اس قوم کا دین چھوڑ دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت کے ساتھ بھی کفر کرنے والے ہیں۔‘‘

سیدنا یوسف علیہ السلام نے ان کے خوابوں کی تعبیر بتانے سے پہلے انھیں یہ بتانا چاہا کہ وہ ان عام لوگوں میں سے نہیں ہیں جو محض اپنے گمان سے خواب کی تعبیر بتاتے ہیں، جو بسا اوقات غلط ہوتی ہے۔ اپنی بات میں مزید زور پیدا کرنے کے لیے کہا کہ میں تم دونوں کا کھانا آنے سے پہلے بتا دوں گا کہ ان خوابوں کی تعبیر کیا ہے اور یہ علم مجھے اللہ کی طرف سے بذریعہ الہام ملا ہے، اس میں کہانت اور علم نجوم کا کوئی دخل نہیں ہے اور یہ بات یوسف علیہ السلام نے اس لیے کہی کہ آئندہ جو دعوت توحید ان کے سامنے پیش کرنے والے تھے اسے دونوں آسانی سے قبول کر لیں۔

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

''اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے دین کی پیروی کی ہے، ہمارے لیے ممکن ہی نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرائیں، یہ ہم پر اور لوگوں پر اللہ کے فضل سے ہے اور لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔''

یوسف علیہ السلام نے اپنے دونوں قید کے ساتھیوں کو یہ بھی بتانا چاہا کہ مجھے جو یہ رتبۂ بلند ملا ہے اور یہ الہامی علم حاصل ہوا ہے، تو اس کا سبب یہ ہے کہ میں نے ان لوگوں کے دین کو اختیار نہیں کیا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، بلکہ میں اپنے آبا و اجداد ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے دین پر ایمان لے آیا جو اللہ کے انبیاء تھے اور اس تفصیل سے ان کا مقصد انھیں یہ بھی بتانا تھا کہ میں خانوادۂ نبوت کا چشم و چراغ ہوں، تاکہ جب ان کے سامنے اپنی دعوت رکھیں تو وہ غور سے سنیں۔ ﴿اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ﴾ میں ''مِنْ شَيْءٍ'' شرک کے عموم کی نفی کی تاکید کے لیے لایا گیا ہے کہ چاہے کوئی چھوٹی چیز ہو یا کوئی حقیر شے، بت ہو یا فرشتہ، کوئی جن ہو یا کوئی اور چیز، اسے اللہ کا شریک بنانا حرام ہے۔ اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ اس کی وحدانیت کا اقرار اور کسی کو اس کا شریک نہ بنانا موحد مسلمانوں کے لیے بہت بڑی نعمت ہے، لیکن اکثر لوگ اللہ کے ناشکرے بندے ہوتے ہیں۔ اسی لیے نہ اس پر ایمان لاتے ہیں، نہ اس کی توحید کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں اور نہ اس کی شریعت پر عمل کرتے ہیں۔

مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ : سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، تو جب بندے یہ کام کریں تو ان کا حق اللہ پر یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ دے۔'' [بخاری، کتاب الجهاد والسير، باب اسم الفرس والحمار : ۲۸۵۶۔ مسلم، کتاب الإيمان، باب الدليل على أن من مات ...... الخ : ۳۰]

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

''اے قید خانے کے دو ساتھیو! کیا الگ الگ رب بہتر ہیں یا اللہ، جو اکیلا ہے، نہایت زبردست ہے؟ تم اس کے سوا عبادت نہیں کرتے مگر چند ناموں کی، جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں، اللہ نے ان کے بارے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ حکم اللہ کے سوا کسی کا نہیں، اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کی عبادت مت کرو، یہی سیدھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔‘‘

دونوں کے سامنے اپنا عقیدہ بیان کرنے کے بعد اب نہایت ہی حکمت و دانائی کے ساتھ ان کی قوم کے مشرکانہ عقائد کی خرابی بیان کرنے کے لیے انھی سے سوال کیا کہ اے جیل کے میرے دونوں ساتھیو! انسانوں کے لیے کئی معبود بہتر ہیں یا ایک اللہ جس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا؟ تم لوگ اللہ کے سوا جن بتوں کی پوجا کرتے ہو، تم نے اور تمھارے باپ دادا نے بغیر کسی حجت و برہان کے انھیں معبود مان لیا ہے، حالانکہ مالک اور حاکم تو صرف اللہ ہے، دین و عبادت کے معاملے میں اسی کا حکم چلتا ہے اور اس نے تو تمھیں یہ حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو۔ اس لیے کہ عبادت غایت خشوع و خضوع کو کہتے ہیں جس کا حق دار وہ اللہ ہے جو حقیقی عظمت والا ہے اور یہی توحید باری تعالیٰ، جو اس کی کمال عظمت پر دلالت کرتی ہے، صحیح اور برحق دین ہے، لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیروں کو شریک بناتے ہیں۔

اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ : سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کی قوم میں سے چند نیک لوگ جب مر گئے تو شیطان نے لوگوں کو یہ پٹی پڑھائی کہ جہاں یہ لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے مجسمے بنا کر (یادگار کے طور پر) نصب کر دو اور ان کے وہی نام رکھو جو ان بزرگوں کے تھے۔ انھوں نے ایسے ہی کیا، اس وقت ان کی عبادت نہیں کی جاتی تھی، لیکن جب وہ لوگ گزر گئے تو بعد والوں کو یہ شعور نہ رہا اور وہ ان کی پرستش کرنے لگے۔ [بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ ودًا ولا سواعًا ولا يغوث و يعوق ﴾ : ٤٩٢٠]

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ : ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ١ۚ۬ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا١ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ [الأنعام : ١٦١] ’’کہہ دے بے شک مجھے تو میرے رب نے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر دی ہے، جو مضبوط دین ہے، ابراہیم کی ملت، جو ایک ہی طرف کا تھا اور مشرکوں سے نہ تھا۔‘‘

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا١ۚ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ١ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِؕ۰۰۴۱

’’اے قید خانے کے دو ساتھیو! تم میں سے جو ایک ہے سو وہ اپنے مالک کو شراب پلائے گا اور جو دوسرا ہے سو اسے سولی دی جائے گی، پس پرندے اس کے سر میں سے کھائیں گے۔ اس کام کا فیصلہ کر دیا گیا جس کے بارے میں تم پوچھ رہے ہو۔‘‘

جب یوسف علیہ السلام نے اپنا علمی مقام بتا دیا اور توحید کی دعوت ان کے سامنے پیش کر دی تو اب ان کے خوابوں کی تعبیر بتانا شروع کی اور چونکہ ان کے سوال کے بعد یوسف علیہ السلام کی دعوتی گفتگو طویل ہو گئی تھی، اس لیے انھوں نے دوبارہ ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں کو مخاطب کیا اور کہا کہ اے جیل کے میرے دونوں ساتھیو! تم میں سے ایک جیل سے نکل کر پہلے کی طرح بادشاہ کا ساقی بن جائے گا، جبکہ دوسرا سولی پر لٹکا دیا جائے گا اور پرندے اس کے سر کا گوشت کھائیں گے۔ جو سوال تم دونوں نے کیا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہی فیصلہ ہو چکا ہے۔

قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ : سیدنا ابو رزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تک خواب کی تعبیر نہ کی جائے، تو (گویا) وہ پرندے کے پاؤں پر ہے (اس کا واقع ہونا اور نہ ہونا دونوں ممکن ہیں، جیسے پرندے کے پیر میں پکڑی ہوئی چیز کا گرنا اور نہ گرنا دونوں ممکن ہیں) مگر جب تعبیر کر دی جائے تو وہ واقع ہو جاتی ہے۔“

[ابو داؤد، کتاب الأدب، باب فی الرؤیا : ۵۰۲۰]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص اچھا خواب دیکھے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اسے بیان کرے اور اگر کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے، لہٰذا اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی سے بیان نہ کرے، کیونکہ وہ اسے نقصان نہیں دے گا۔“

[بخاری، کتاب التعبیر، باب الرؤیا من اللہ : ۶۹۸۵۔ مسلم، کتاب الرؤیا، باب فی کون الرؤیا من اللہ…… الخ : ۲۲۶۱/٤]

وَ قَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ؗ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾ ع ۵ ۱۵

”اور اس نے اس سے کہا جس کے متعلق اس نے سمجھا تھا کہ بے شک وہ دونوں میں سے رہا ہونے والا ہے کہ اپنے مالک کے پاس میرا ذکر کرنا۔ تو شیطان نے اسے اس کے مالک سے ذکر کرنا بھلا دیا تو وہ کئی سال قید خانے میں رہا۔“

جس آدمی کو یوسف علیہ السلام نے بتایا کہ وہ جیل سے نکل جائے گا اور قتل نہیں ہوگا، اس سے کہا کہ جب تمھاری ملاقات تمھارے آقا سے ہو، تو اس سے میرا حال بیان کرنا اور بتانا کہ مجھے اللہ نے خواب کی تعبیر کا علم دیا ہے اور یہ کہ میں بے گناہ ہوں، مجھے جیل میں ڈال کر مجھ پر زیادتی کی گئی ہے، لیکن جیل سے نکلنے کے بعد شیطان نے اس کی یادداشت سے یہ بات نکال دی، تاکہ یوسف علیہ السلام جیل سے نہ نکل سکیں۔

وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

”اور بادشاہ نے کہا بے شک میں سات موٹی گائیں دیکھتا ہوں، جنھیں سات دبلی کھا رہی ہیں اور سات سبز خوشے اور کچھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے خشک (دیکھتا ہوں)، اے سردارو! مجھے میرے خواب کے بارے بتاؤ، اگر تم خواب کی تعبیر کیا کرتے ہو۔ انھوں نے کہا یہ خوابوں کی پریشان باتیں ہیں اور ہم ایسے خوابوں کی تعبیر بالکل جاننے والے نہیں۔“

جب یوسف علیہ السلام کی رہائی کا دن قریب آیا تو مصر کے بادشاہ نے خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں اور سات دبلی گائیں، جو موٹی گائیوں کو کھا رہی ہیں۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ سات ہری بالیوں کو سات خشک بالیوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور انھیں کھا گئیں۔ اس نے سرداران قوم سے اس کی تعبیر معلوم کرنا چاہی اور مصر کے تمام جادوگروں اور داناؤں کو بلا کر ان سے بھی اس کی تعبیر سے متعلق پوچھا، لیکن سب نے یہی جواب دیا کہ اس خواب کی کوئی حیثیت نہیں ہے، محض وہم اور شیطان کا وسوسہ ہے اور ہم لوگ ایسے پراگندہ خیالات کی تعبیر نہیں جانتے، کیونکہ تعبیر تو سچے خوابوں کی ہوتی ہے۔

وَ قَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾

”اور ان دونوں میں سے جو رہا ہوا تھا اور اسے ایک مدت کے بعد یاد آیا، اس نے کہا میں تمھیں اس کی تعبیر بتاتا ہوں، سو مجھے بھیجو۔“

اب ساقی کو یوسف علیہ السلام کی بات یاد آئی۔ کہتے ہیں کہ اسے جیل سے نکلے ہوئے دو سال کا عرصہ گزر چکا تھا، اس نے بادشاہ سے کہا کہ اس خواب کی تعبیر میں آپ کو بتاؤں گا لیکن اس شخص سے پوچھ کر جس کے پاس اس کا علم ہے، آپ مجھے حکم دیجیے اور جیل میں یوسف (علیہ السلام) کے پاس جانے دیجیے۔ چنانچہ وہ جیل میں ان کے پاس پہنچا۔

یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

”یوسف! اے نہایت سچے! ہمیں سات موٹی گائیوں کی تعبیر بتا، جنھیں سات دبلی کھا رہی ہیں اور سات سبز خوشوں اور دوسرے خشک خوشوں کی بھی، تاکہ میں لوگوں کے پاس واپس جاؤں، تاکہ وہ جان لیں۔“

انھیں صدیق کے نام سے خطاب کیا، اس لیے کہ جیل میں ان کے ساتھ تھا تو ان کی سچائی، پاکیزگی اخلاق اور طہارت طبع کا تجربہ کر چکا تھا اور خواب کی جو تعبیر انھوں نے اسے اور اس کے مقتول ساتھی کو بتائی تھی وہ بالکل سچ ثابت ہوئی تھی۔ اس کے بعد بادشاہ کا خواب اسی کے الفاظ میں بیان کیا اور اس کی تعبیر پوچھی۔ ﴿لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ﴾ میں اس طرف اشارہ ہے کہ بادشاہ جب آپ کے علم و فضل کو جانے گا، تو ممکن ہے کہ جیل سے آپ کو رہائی دے دے گا۔

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾

''اس نے کہا تم سات سال پے در پے کاشت کرو گے تو جو کاٹو اسے اس کے خوشے میں رہنے دو، مگر تھوڑا سا وہ جو تم کھالو۔ پھر اس کے بعد بہت سخت سات برس آئیں گے، جو کھا جائیں گے جو کچھ تم نے ان کے لیے پہلے رکھا ہوگا مگر تھوڑا سا وہ جو تم محفوظ رکھو گے۔ پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگوں پر بارش ہوگی اور وہ اس میں نچوڑیں گے۔''

یوسف علیہ السلام نے اس کی تعبیر بتاتے ہوئے سات موٹی گائیوں اور سات ہری بالیوں کو سات زرخیز سالوں سے اور سات دبلی گائیوں اور سات خشک بالیوں کو سات خشک سالوں سے تعبیر کیا۔ یعنی سات زرخیز سالوں کے بعد سات خشک سال آئیں گے اور پھر انھیں تعلیم بھی دی کہ انھیں کیا کرنا ہوگا، تاکہ قحط سالی کے زمانے کے لیے غلہ فراہم کیا جا سکے۔ اس کے بعد انھیں خوش خبری دی کہ سات خشک سالوں کے بعد خوب بارش ہوگی۔ اللہ کی رحمت کا نزول ہوگا اور ملک میں پھل، انگور، زیتون اور دودھ وغیرہ کی کثرت ہوگی۔

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ : قحط سالی کے سات سالوں کا تذکرہ کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کے خلاف بد دعا کی۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ قریش (دین اسلام کی طرف) توجہ نہیں کر رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بد دعا کی: ((اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ)) ''اے اللہ! ان کے خلاف میری مدد فرما، یوسف (علیہ السلام) کے قحط کی مانند قحط بھیج کر۔'' چنانچہ ایسے قحط نے ان کو پکڑ لیا کہ کوئی چیز نہیں ملتی تھی، حتیٰ کہ وہ بھوک کی وجہ سے مردار، ہڈیاں اور کھالیں کھانے پر مجبور ہو گئے، حتیٰ کہ جب ان میں سے کوئی شخص آسمان کی طرف دیکھتا تو (فاقہ کی وجہ سے) اسے دھواں نظر آتا۔ ان حالات میں ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا، اے محمد! آپ اللہ کی فرماں برداری اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم (فاقوں سے) ہلاک ہوئی جا رہی ہے، آپ ان کے لیے اللہ سے دعا کیجیے۔ پھر (ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے) یہ آیات پڑھیں: ﴿ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآىِٕدُوْنَ ﴾ [الدخان : ۱۰ تا ۱۵] ''سو انتظار کر جس دن آسمان ظاہر دھواں لائے گا۔ جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ دردناک عذاب ہے۔ اے ہمارے رب! ہم سے یہ عذاب دور کر دے، بے شک ہم ایمان لانے والے ہیں۔ ان کے لیے نصیحت کہاں؟ حالانکہ یقیناً ان کے پاس بیان کرنے والا رسول آ چکا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر انھوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور انھوں نے کہا سکھلایا ہوا ہے، دیوانہ ہے۔ بے شک ہم یہ عذاب تھوڑی دیر کے لیے دور کرنے والے ہیں، بے شک تم دوبارہ وہی کچھ کرنے والے ہو۔'' (رسول اللہ ﷺ نے بارش کے لیے دعا کی) تو بارش ہوگئی، مگر جب فارغ البالی حاصل ہوگئی تو وہ لوگ پھر کفر کی طرف لوٹ گئے۔[بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ و راودته التي هو في بيتها عن نفسه ...... الخ ﴾ : ٤٦٩٣۔ مسلم ، کتاب صفات المنافقین ، باب الدخان : ٤٠، ٢٧٩٨/٣٩]

وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ۝ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

''اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ، تو جب قاصد اس کے پاس آیا تو اس نے کہا اپنے مالک کے پاس واپس جا، پھر اس سے پوچھ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے، یقیناً میرا رب ان کے فریب کو خوب جاننے والا ہے۔ اس نے کہا تمھارا کیا معاملہ تھا جب تم نے یوسف کو اس کے نفس سے پھسلایا؟ انھوں نے کہا اللہ کی پناہ! ہم نے اس پر کوئی برائی معلوم نہیں کی۔ عزیز کی بیوی نے کہا اب حق خوب ظاہر ہوگیا، میں نے ہی اسے اس کے نفس سے پھسلایا تھا اور بلاشبہ وہ یقیناً سچوں سے ہے۔''

جب ساقی خواب کی تعبیر لے کر بادشاہ کے پاس پہنچا، تو سن کر اسے بڑا تعجب ہوا اور اس کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اس کے خواب کی یہی تعبیر ہے۔ اسے اس بات کا بھی یقین ہو گیا کہ یوسف علیہ السلام کوئی معمولی انسان نہیں، بلکہ وہ نہایت ہی اخلاق مند اور انسان دوست آدمی ہیں کہ جیل کی مصیبتوں سے دو چار ہونے کے باوجود خواب کی تعبیر کے ساتھ قحط سالی کے برے آثار سے بچنے کی تدبیر بھی بتائی ہے۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اسے جیل سے فوراً نکال کر اس کے پاس لایا جائے۔ جب بادشاہ کا پیغامبر ان کے پاس آیا تو انھوں نے جیل سے نکلنے میں جلدی نہیں کی اور کہا کہ تم اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ جن عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے، ان کے بارے میں ان کے پاس کیا خبر ہے؟ ان کا مقصد یہ تھا کہ پہلے ان کی سچائی اور گناہ سے براءت کا اعلان ہو جائے، پھر جیل سے باہر جائیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام میں غایت درجے کا تحمل اور حلم و بردباری پائی جاتی تھی، جو عام انسانوں کے بس کی بات نہیں ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں یوسف (علیہ السلام) کے عرصۂ جیل کے برابر جیل بھگتے ہوئے ہوتا (اور پھر قاصد میری رہائی کا پیغام لاتا) تو میں اسی وقت جیل خانہ سے آزاد ہونا منظور کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیتا۔" [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قوله : ﴿ ونبئهم عن ضیف إبراهیم ﴾ : ۳۳۷۲۔ مسلم ، کتاب الإیمان، باب زیادة طمأنینة القلب بتظاهر الأدلة : ۱۵۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ : ﴿ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴾ "پھر اس سے پوچھ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے، یقیناً میرا رب ان کے فریب کو خوب جاننے والا ہے" اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میں ہوتا تو جلدی سے اس پیش کش کو قبول کر لیتا اور عذر تلاش نہ کرتا۔" [مسند أحمد : ۳۴۶/۲، ۳۸۹، ح : ۸۵۳۵، ۹۰۴۸]

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآىِٕنِيْنَ۝۵۲

"یہ اس لیے کہ وہ جان لے کہ بے شک میں نے عدم موجودگی میں اس کی خیانت نہیں کی اور یہ کہ بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کی چال کو کامیاب نہیں کرتا۔"

یہ یوسف علیہ السلام کا قول ہے، یعنی جیل سے نکلنے سے پہلے انھوں نے عورتوں سے اور عزیز کی بیوی سے اس لیے ان کی غلطیوں کا اعتراف کروانا چاہا کہ عزیز مصر کو معلوم ہو جائے کہ انھوں نے پوشیدہ طور پر اس کے ساتھ خیانت نہیں کی۔ آخر میں اس طرف اشارہ ہے کہ عزیز مصر کی بیوی کا مکر وفریب اس کے کام نہ آیا اور اپنے شوہر کے ساتھ اس کی خیانت اس کی ذلت ورسوائی کا سامان بن گئی اور خود عزیز مصر کی طرف اشارہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کی براءت اس کے سامنے ظاہر ہو جانے کے باوجود اپنی بیوی کے اشارے پر اس صدق وصفا اور امانت ودیانت کے پیکر کو جیل میں ڈال دیا۔

سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں تھے، میں ایک رات آپ سے ملاقات کے لیے آئی، میں نے کچھ دیر گفتگو کی اور پھر گھر جانے کے لیے کھڑی ہوئی، (یہ رات کا وقت تھا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کھڑے ہو گئے، تاکہ مجھے گھر تک پہنچا آئیں۔ میرا گھر (مدینہ کے ایک طرف) دار اسامہ بن زید میں تھا۔ راستے میں دو انصاری ملے، جب انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اپنی رفتار تیز کر دی (ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا کی وجہ سے چھپ گئے، کیونکہ آپ اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ تھے) آپ نے ان دونوں سے فرمایا: "ذرا رک جاؤ! دیکھو! یہ صفیہ بنت حیی ہے (یعنی تیز نہ چلو اور جان لو کہ اس وقت میرے ساتھ میری بیوی صفیہ ہے)۔" انھوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ! سبحان اللہ ! (کیا آپ کے بارے میں ہم کوئی برا سوچیں گے) آپ نے فرمایا: "شیطان انسان کے جسم میں اس طرح گردش کرتا ہے جس طرح خون، لہٰذا مجھے یہ ڈر لاحق ہوا کہ کہیں وہ تمھارے دلوں میں کوئی بات نہ ڈال دے۔" [مسلم، کتاب السلام، باب بیان أنه یستحب لمن رؤی خالیا بامرأة ...... الخ : ۲۱۷۵۔ بخاری، کتاب الاعتکاف، باب زیارة المرأة زوجها فی اعتکافه: ۲۰۳۸]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (۵۳)

’’اور میں اپنے نفس کو بری نہیں کرتی ، بے شک نفس تو برائی کا بہت حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔ بے شک میرا رب بے حد بخشنے والا ، نہایت رحم والا ہے۔‘‘

اس آیت میں یوسف علیہ السلام نے اللہ کے لیے اپنے غایت درجہ خشوع و خضوع کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں اپنے نفس کا تزکیہ نہیں کرتا، کیونکہ انسان کا نفس تو برائی پر اکساتا ہی رہتا ہے، سوائے ان نفوسِ قدسیہ کے جن پر اللہ کا خاص فضل و کرم ہوتا ہے اور میرا رب تو بڑا معاف کرنے والا اور بے حد مہربان ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی : ﴿ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ ﴾ [يوسف : ٥٢] پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب یوسف علیہ السلام نے یہ فرمایا تو جبریل علیہ السلام نے کہا، اے یوسف! اس وقت کو یاد کر جب تو بھی ارادہ کر لیتا (اگر اپنے رب کی برہان نہ دیکھتا)، تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ﴿ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ ﴾

[الفصل في الملل والأهواء والنحل لابن حزم الظاهري : ٢٨١/٤، وإسنادهٗ حسن لذاته]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ عزیز مصر کی بیوی کے قول کا حصہ ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے۔ حافظ عبد السلام بن محمد حفظہ اللہ نے بھی ترجمہ میں اسی رائے کو اختیار کیا ہے۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ : اپنے آپ کی بڑائی یا پاکیزگی بیان کرنا اہل علم اور اہل مراتب کا شیوہ نہیں ہوتا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کو تو تمام انسانوں سے بڑھ کر منشائے الٰہی معلوم ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں منشائے الٰہی کیا ہے؟ قرآن مجید سے دو آیات دیکھیے : ﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ﴾ [النساء : ٤٩] ’’کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو پاک کہتے ہیں، بلکہ اللہ پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴾ [النجم : ٣٢] ’’سو اپنی پاکیزگی کا دعویٰ نہ کرو، وہ زیادہ جاننے والا ہے کہ کون بچا۔‘‘

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی، مجھے کوئی ایسی دعا سکھایئے جسے میں صبح و شام پڑھا کروں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’یہ دعا پڑھا کرو: « اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَ مَلِيْكَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَ شِرْكِهٖ » ’’اے اللہ! اے غیب اور حاضر کو جاننے والے! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں تیری پناہ مانگتا ہوں، اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے۔‘‘ [ترمذي، كتاب الدعوات، باب منه [دعاء: اللهم عالم الغيب ...... الخ] : ٣٣٩٢۔ أبو داوٗد، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح : ٥٠٦٧]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام پہلے برہ (بمعنی نیکی واحسان) تھا، تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام جویریہ رکھ دیا۔ کیونکہ آپ ﷺ برا جانتے تھے کہ یہ کہا جائے کہ وہ برہ کے پاس سے (یعنی نیکی کو چھوڑ کر) چلے گئے۔ [مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح إلی حسن ...... الخ : ۲۱٤۰]

محمد بن عمرو بن عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام برہ رکھا، تو سیدہ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نام سے منع کیا ہے، میرا نام بھی برہ تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی تعریف مت کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں بہتر کون ہے۔'' لوگوں نے عرض کی کہ پھر ہم اس کا نام کیا رکھیں؟ آپ نے فرمایا: ''زینب رکھو۔'' [مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تغییر الاسم القبیح إلی حسن ...... الخ : ۲۱٤۲/۱۹]

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ : زبان کی حفاظت نہایت ضروری ہے، یہ منہ سے نکلنے والے الفاظ ہی ہیں کہ جن کو کبھی انسان بہت کم اہمیت دیتا ہے، مگر وہ اس کے جنتی یا جہنمی ہونے میں حرفِ مفصل ثابت ہوتے ہیں، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک انسان اللہ کی رضا مندی کا کوئی کلمہ کہتا ہے، مگر اسے اس کی اہمیت کا احساس بھی نہیں ہوتا، تاہم اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے اور اسی طرح انسان اللہ کی ناراضی پر مبنی کوئی کلمہ کہتا ہے اور اسے اس کی پروا تک نہیں ہوتی، مگر اللہ تعالیٰ اسے اس کلمے کی وجہ سے جہنم میں پھینک دیتا ہے۔'' [بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان : ٦٤٧٨]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک جن (یعنی شیطان) اور ایک فرشتہ مقرر کیا ہے۔'' لوگوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی (شیطان ہے)؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! میرے ساتھ بھی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلہ میں میری مدد کی ہے اور وہ مطیع ہو گیا ہے، چنانچہ وہ مجھے نیکی کے سوا کوئی بات نہیں کہتا۔'' [مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب تحریش الشیطان ...... الخ : ۲۸۱٤]

وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ۝۵۴

''اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ کہ میں اسے اپنے لیے خاص کر لوں، پھر جب اس نے اس سے بات کی تو کہا بلاشبہ تو آج ہمارے ہاں صاحب اقتدار، امانتدار ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو ان کے صبر و استقامت اور عفت و طہارت کی وجہ سے بہت ہی اونچا مقام عطا فرمایا، مقام نبوت سے سرفراز فرمایا اور شاہِ مصر کا خلیفہ اور نائب بنا دیا۔ جب بادشاہ کو ان کی عفت، طہارت نفس اور وسعت علم کی خبر ہوئی تو انھیں اپنے پاس لے آنے کا حکم دیا، تاکہ انھیں اپنا خاص مشیر کار بنا لے اور جب ان سے بات کرنے کے بعد اسے تمام باتوں کا یقین ہو گیا اور جان گیا کہ یہ تو وہ گوہر نایاب ہے جو کسی کو قسمت سے ملا کرتا ہے تو فوراً یوسف علیہ السلام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کہا کہ میں تمھیں اپنی حکومت میں اعلیٰ منصب پر متعین کرتا ہوں اور اپنی طرف سے ہر چیز کا ذمہ دار اور امانت دار بناتا ہوں۔

قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾

”اس نے کہا مجھے اس زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے، بے شک میں پوری طرح حفاظت کرنے والا، خوب جاننے والا ہوں۔“

جب بادشاہ نے انھیں اپنا نائب بنا لیا تو انھوں نے اپنی اہلیت و قابلیت اور ملک کی ضرورت کے پیش نظر بادشاہ سے کہا کہ مجھے سرزمین مصر کے خزانے کا ذمہ دار بنا دیا جائے، تاکہ اپنے علم و امانت کی روشنی میں قحط سالی کے زمانے میں عوام کو غذا بہم پہنچانے کے لیے ابھی سے تیاری شروع کر دوں، جو خوشحالی کے سات سالوں کے بعد آنے والا ہے۔

یہاں یہ مسئلہ سمجھ لینا چاہیے کہ یوسف علیہ السلام خود عہدہ نہیں مانگ رہے، بلکہ شاہ مصر کے فیصلہ کر لینے کے بعد محض تجویز پیش کر رہے ہیں۔ عہدے تو اسلام میں ہوتے ہی نہیں، بلکہ ذمہ داری ہوتی ہے اور جو خود ذمہ داری مانگے اسے نہیں ملتی، بلکہ اس کا جو اہل ہو اس کے سپرد کی جاتی ہے اور یہ ذمہ داریاں بہت بھاری اور ڈرا دینے والی ہیں، جیسا کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے ابو ذر! تم کمزور ہو اور امارت ایک امانت ہے اور بے شک قیامت کے روز یہ (بہت سے لوگوں کے لیے) باعث رسوائی اور ندامت ہوگی، سوائے اس شخص کے جس نے اہلیت کی بنا پر اسے حاصل کیا اور پھر اس کے حقوق پوری طرح ادا کیے۔“ [مسلم، کتاب الإمارۃ، باب کراھۃ الإمارۃ بغیر ضرورۃ : ۱۸۲۵]

سیدنا عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ”اے عبد الرحمٰن بن سمرہ! کبھی کوئی امارت مت مانگو، کیونکہ خود سوال کر کے عہدۂ امارت حاصل کرو گے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی تائید نہیں ہوگی (کہ جس کے ذریعے تم لغزشوں اور خطاؤں سے محفوظ رہ سکو) اور اگر بغیر درخواست اور طلب کے تمھیں کوئی عہدہ مل گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید و اعانت ہوگی (جس کے باعث تم اس کے حقوق ادا کر سکو گے)۔“ [مسلم، کتاب الأیمان، باب ندب من حلف یمینا ...... الخ : ۱۶۵۲]

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

”اور اسی طرح ہم نے اس سرزمین میں یوسف کو اقتدار عطا فرمایا، اس میں سے جہاں چاہتا جگہ پکڑتا تھا۔ ہم اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں پہنچا دیتے ہیں اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ اور یقیناً آخرت کا اجر ان لوگوں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے کہیں بہتر ہے جو ایمان لائے اور ڈرتے رہے۔“

اس طرح اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو سرزمین مصر کا مالک بنا دیا، جس طرح چاہتے تھے اس میں تصرف کرتے تھے، جہاں چاہتے تھے جاتے تھے، بستی ہو یا شہر، ہر جگہ انھی کا حکم چلتا تھا۔ اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے آخرت کا ثواب دنیا سے زیادہ بہتر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی کو آخرت کی کامیابی کے لیے اصل کوشش کرنی چاہیے، کیونکہ دنیا کا جاہ و جلال اور عزت و شہرت سب عارضی ہے اور آخرت کی نعمتیں ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔

نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ : آیت کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے بے انتہا محبت، عدل اور اس کے کرم کی ایک جھلک نظر آتی ہے، وہ محسنین کی محنت رائگاں نہیں جانے دیتا۔ اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرے تو ساری دنیا سے اس کی عزت کرواتا ہے، یہ اس کا طریقہ اور سنت ہے۔ درج ذیل حدیث میں اس مسئلے کو نہایت حسن و خوبی سے بیان کیا گیا ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب اللہ تبارک و تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتے ہیں، میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، تب جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں اور تمام آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتے ہیں، اس لیے تم لوگ بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں، پھر اس کو زمین والوں میں مقبول بنا دیا جاتا ہے۔ (اسی طرح) اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کسی بندے کو ناپسند فرماتے ہیں تو جبریل علیہ السلام کو بلاتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں، میں فلاں سے نفرت کرتا ہوں، اس لیے تم بھی اس سے نفرت کرو تو جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے نفرت کرتے ہیں۔ پھر وہ آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ فلاں بندے سے نفرت کرتے ہیں، اس لیے تم بھی اس سے نفرت کرو، تو اہل آسمان اس سے نفرت کرنا شروع ہو جاتے ہیں، پھر اس کو زمین والوں میں بھی ناپسندیدہ بنا دیا جاتا ہے۔“ [مسلم، کتاب البر والصلة، باب إذا أحب الله عبدًا...... الخ : ۲٦۳۷]

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ : اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے اپنے نبی یوسف علیہ السلام کے لیے آخرت میں جو بے پایاں اور عظیم الشان اجر و ثواب تیار کر رکھا ہے، وہ دنیا کی اس حکومت و اقتدار سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے، جیسا کہ سلیمان علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ﴿ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴾ [ص : ۳۹، ٤٠] ”یہ ہماری عطا ہے، سو احسان کر، یا روک رکھ، کسی حساب کے بغیر۔ اور بلاشبہ اس کے لیے ہمارے ہاں یقیناً بڑا قرب اور اچھا ٹھکانا ہے۔“

وَ جَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَ هُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝۵۸

”اور یوسف کے بھائی آئے، پھر اس کے پاس داخل ہوئے تو اس نے انھیں پہچان لیا اور وہ اسے نہ پہچاننے والے تھے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب خوش حالی کے سات سال گزرنے کے بعد قحط سالی شروع ہوگئی تھی اور جس نے ملک مصر کے تمام علاقوں اور شہروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، حتیٰ کہ کنعان تک بھی اس کے اثرات جا پہنچے، جہاں سیدنا یعقوب علیہ السلام مع اہل و عیال قیام پذیر تھے۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے حسن تدبیر سے اس قحط سالی سے نمٹنے کے جو انتظامات کیے تھے، وہ کام آئے اور ہر طرف سے لوگ یوسف علیہ السلام کے پاس غلہ لینے کے لیے آ رہے تھے۔ یوسف علیہ السلام کی یہ شہرت کنعان تک بھی پہنچی کہ مصر کا بادشاہ اس طرح غلہ فروخت کر رہا ہے۔ چنانچہ باپ کے حکم پر برادران یوسف بھی گھر کی پونجی لے کر غلہ کے حصول کے لیے دربار شاہی میں پہنچ گئے، جہاں سیدنا یوسف علیہ السلام تشریف فرما تھے، جنھیں یہ بھائی تو نہ پہچان سکے، لیکن یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا۔

وَ لَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْۤ اُوْفِي الْكَيْلَ وَ اَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَ لَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَ اِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

''اور جب اس نے انھیں ان کے سامان کے ساتھ تیار کر دیا تو کہا میرے پاس اپنے اس بھائی کو لے کر آنا جو تمھارے باپ سے ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ بے شک میں ماپ پورا دیتا ہوں اور میں بہترین مہمان نواز ہوں۔ پھر اگر تم اسے میرے پاس نہ لائے تو تمھارے لیے میرے پاس نہ کوئی ماپ ہوگا اور نہ میرے قریب آنا۔ انھوں نے کہا ہم اس کے باپ کو اس کے بارے میں ضرور آمادہ کریں گے اور بے شک ہم ضرور کرنے والے ہیں۔''

سیدنا یوسف علیہ السلام نے انجان بن کر جب اپنے بھائیوں سے پوچھا کہ تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ انھوں نے کہا کنعان سے اور پھر انھوں نے جہاں دوسری معلومات دیں وہاں یہ بھی بتا دیا کہ ہم دس بھائی اس وقت یہاں موجود ہیں، لیکن ہمارے دو علاتی بھائی (یعنی دوسری ماں سے) اور بھی ہیں، ان میں سے ایک تو جنگل میں ہلاک ہوگیا اور اس کے دوسرے بھائی کو والد نے اپنی تسلی کے لیے اپنے پاس رکھا ہے، اسے ہمارے ساتھ نہیں بھیجا۔ جس پر یوسف علیہ السلام نے کہا کہ آئندہ اسے بھی ساتھ لے کر آنا۔ دیکھتے نہیں کہ میں ماپ بھی پورا دیتا ہوں اور مہمان نوازی اور خاطر مدارت بھی خوب کرتا ہوں۔ ترغیب کے ساتھ یہ دھمکی بھی ہے کہ اگر گیارھویں بھائی کو ساتھ نہ لائے تو نہ تمھیں غلہ ملے گا اور نہ میری طرف سے اس خاطر مدارت کا اہتمام ہوگا۔ یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے خازن مصر کی دھمکی سن کر کہا کہ ہم اپنی طرف سے اس کے باپ کو راضی کرنے کی پوری کوشش کریں گے اور مزید تاکید کے طور پر کہا کہ ہم یقیناً اسے لے کر آئیں گے۔

اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْۤ اُوْفِي الْكَيْلَ : سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو قوم ناپ تول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کمی کرتی ہے اس پر قحط سالی، سخت محنت (یعنی روز گار میں تنگی) اور حکمرانوں کا ظلم و ستم مسلط کر دیا جاتا ہے۔" [ابن ماجه، كتاب الفتن، باب العقوبات : ۴۰۱۹۔ مستدرك حاكم : ۵۴۰/۴، ح : ۸۶۲۳]

وَ قَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَاۤ اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۝۶۲

"اور اس نے اپنے جوانوں سے کہا ان کا مال ان کے کجاووں میں رکھ دو، تا کہ وہ اسے پہچان لیں جب اپنے گھر والوں کی طرف واپس جائیں، شاید وہ پھر آجائیں۔"

یوسف علیہ السلام نے تولنے والوں سے کہا کہ جو رقم انھوں نے ادا کی ہے اسے ان کے سامان میں رکھ دو، تا کہ واپسی کے بعد جب اپنے بوڑھے باپ کے سامنے مارے خوشی کے غلہ ڈھیر کریں گے تو انھیں ایک مزید خوشی بھی میسر آجائے گی، یعنی اپنے روپے واپس پا لینے کی خوشی، اس طرح وہ پھر دوبارہ آئیں گے۔ بہر حال یہ یوسف علیہ السلام کا اپنے اہل خانہ کے ساتھ ایک نہایت مشفقانہ سلوک تھا اور انبیاء ایسے ہی فراخ دل ہوتے ہیں۔ یہاں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معاملہ یاد آیا ہے جو انھوں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، ایک جہادی سفر میں میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ واپس آ رہا تھا، میرا اونٹ تھک گیا اور سست ہو گیا (تو میں نے اتر کر پیدل چلنا شروع کر دیا) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب آئے اور مجھے مخاطب کر کے کہنے لگے: "جابر!" میں نے کہا، جی حاضر! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "کیا ہوا؟" میں نے عرض کی، اونٹ تھک گیا اور سست ہو گیا ہے، اس لیے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو اپنی سواری سے نیچے اترے اور لاٹھی کے ساتھ میرے اونٹ کو ہانکنے لگے اور پھر مجھے کہا: "اب سوار ہو جا۔" میں اس پر سوار ہوا، اب تو یہ حال ہوا کہ مجھے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پہنچنے پر روکنا پڑ جاتا تھا۔ اب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "شادی کر لی؟" میں نے کہا، جی ہاں! آپ نے پوچھا: "کنواری سے کی یا بیوہ سے؟" میں نے کہا، بیوہ سے کی ہے۔ آپ نے فرمایا: "کسی کنواری لڑکی سے کیوں نہیں کی کہ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمھارے ساتھ کھیلتی؟" میں نے کہا، میری بہنیں زیادہ ہیں (ماں فوت ہو گئی ہے) لہٰذا سوچا کہ ایسی خاتون سے شادی کروں جو ان کو باہم جوڑے رکھے، ان کی کنگھی کرے اور ان پر پوری پوری نگرانی کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اچھا! اب گھر پہنچنے والے ہو، وہاں خوب مزے اڑانا۔" پھر فرمایا: "اونٹ بیچو گے؟" میں نے کہا، جی ہاں! اور پھر ایک اوقیہ چاندی کے بدلے میں آپ نے مجھ سے خرید لیا۔ اس کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے مدینہ پہنچ گئے اور میں اگلے دن صبح کو پہنچا۔ پھر ہم مسجد آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازے پر ملے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: "ابھی پہنچے ہو؟" میں نے کہا، جی ہاں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنا اونٹ چھوڑ دو، مسجد میں داخل ہو جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھ لو۔" میں مسجد میں داخل ہوا، دو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکعت نماز ادا کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مجھے ایک اوقیہ چاندی تول دیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے چاندی تولی تو جھکتی ہوئی تول کر دی۔ اب میں چاندی پکڑ کر چل دیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جابر کو میرے پاس بلاؤ۔'' میں نے (دل میں) کہا، اب میرا اونٹ مجھے واپس ہوگا اور واپسی مجھے سخت ناگوار تھی۔ چنانچہ جب میں آپ ﷺ کے پاس گیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ بھی لے جاؤ اور اس کی قیمت (چاندی) بھی پاس ہی رکھو۔'' [بخاری، کتاب البیوع، باب شراء الحوائج بنفسه : ۲۰۹۷۔ مسلم، کتاب الرضاع، باب استحباب نکاح البکر : ۳٦٤١/ ۱٤٦٦]

فَلَمَّا رَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكْتَلْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَاۤ اَمِنْتُكُمْ عَلٰۤى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

''تو جب وہ اپنے باپ کی طرف لوٹے تو انھوں نے کہا اے ہمارے باپ! ہم سے ماپ روک لیا گیا ہے، سو تو ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج کہ ہم (غلے کا) ماپ لائیں اور بے شک ہم اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں۔ اس نے کہا میں اس پر اس کے سوا تمھارا کیا اعتبار کروں جس طرح میں نے اس کے بھائی پر اس سے پہلے تمھارا اعتبار کیا، سو اللہ بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

واپس جا کر اپنے باپ یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ اگر ہم اپنے بھائی بنیامین کو لے کر نہیں جائیں گے تو ہمیں غلہ نہیں ملے گا، اس لیے اسے ہمارے ساتھ جانے دیجیے، تاکہ ہمیں غلہ مل سکے اور یقین کیجیے کہ ہم اس کی پوری طرح حفاظت کریں گے۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ جو عہد و پیمان میں نے تم سے یوسف کی حفاظت کے لیے لیا تھا، کیا اس سے بھی زیادہ کوئی سخت عہد و پیمان ہوتا ہے جو میں تم لوگوں سے بنیامین کے لیے لوں؟ اس کے باوجود تم نے یوسف کے بارے میں مجھ سے خیانت کی، اس لیے اب میں تم لوگوں پر بھروسا نہیں کر سکتا۔ میں اس کی حفاظت کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں کہ جو سب سے بڑا محافظ ہے اور والدین اور بھائیوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ یہ یعقوب علیہ السلام کی طرف سے اشارہ تھا کہ وہ بنیامین کو لے جانے کی اجازت دے دیں گے۔

وَ لَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا وَ نَمِيْرُ اَهْلَنَا وَ نَحْفَظُ اَخَانَا وَ نَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۝

''اور جب انھوں نے اپنا سامان کھولا تو اپنے مال کو پایا کہ ان کی طرف واپس کر دیا گیا ہے، کہا اے ہمارے باپ! ہم کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتے ہیں، یہ ہمارا مال ہماری طرف واپس کر دیا گیا ہے اور ہم گھر والوں کے لیے غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ ماپ زیادہ لائیں گے، یہ بہت تھوڑا ماپ ہے۔“

کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک نے راستے میں اپنی سواری کے جانور کو چارہ دینے کے لیے اپنا سامان کھولا تو اسے اپنی رقم بوری کے منہ ہی پر مل گئی۔ اس نے یہ بات اپنے بھائیوں سے کہی اور جب کنعان پہنچ کر سب نے غلے کی اپنی اپنی بوری کھولی تو ہر ایک کو اس کی رقم بوری کے منہ ہی پر ملی، سبھی بہت خوش ہوئے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور سب نے بیک زبان اپنے باپ یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ اب ہمیں کیا چاہیے؟ عزیز مصر نے ہماری بے حد تکریم کی، غلہ دیا، زادِ سفر دیا اور ہمارے پیسے بھی واپس کر دیے۔ ان کا مقصود اس گفتگو سے یہ تھا کہ یعقوب علیہ السلام بنیامین کو لے جانے کی اجازت دے دیں اور ہم اپنے بھائی بنیامین کو ساتھ لے جائیں گے تو اپنے اہل و عیال کے لیے مزید غلہ لائیں گے، اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور بھائی کی وجہ سے ایک اونٹ کا غلہ زیادہ لائیں گے۔

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾

”اس نے کہا میں اسے تمھارے ساتھ ہرگز نہ بھیجوں گا، یہاں تک کہ تم مجھے اللہ کا پختہ عہد دو گے کہ تم ہر صورت اسے میرے پاس لاؤ گے، مگر یہ کہ تمھیں گھیر لیا جائے۔ پھر جب انھوں نے اسے اپنا پختہ عہد دے دیا تو اس نے کہا اللہ اس پر جو ہم کہہ رہے ہیں، ضامن ہے۔“

یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ میں اسے تمھارے ساتھ اسی صورت میں بھیج سکتا ہوں کہ تم لوگ اللہ کی قسم کھا کر مجھ سے اس بات کا عہد کرو کہ تم لوگ ہر حال میں اسے واپس لاؤ گے، الا یہ کہ دشمن تم سب کو چاروں طرف سے گھیر لے اور تم مغلوب ہو جاؤ اور اس کی جان نہ بچا سکو۔ جب ان لوگوں نے پختہ عہد کر لیا، تو یعقوب علیہ السلام نے انھیں ان کا عہد یاد دلاتے ہوئے اور نقض عہد کے انجام بد سے ڈراتے ہوئے کہا کہ ہم اپنی اس بات پر اللہ کو گواہ بناتے ہیں۔

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾

”اور اس نے کہا اے میرے بیٹو! ایک دروازے سے داخل نہ ہونا اور الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا اور میں تم سے اللہ کی طرف سے (آنے والی) کوئی چیز نہیں ہٹا سکتا، حکم اللہ کے سوا کسی کا نہیں، اسی پر میں نے بھروسا کیا اور اسی پر پس لازم ہے کہ بھروسا کرنے والے بھروسا کریں۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ جب یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اجازت دے دی کہ بنیامین کو اپنے ساتھ مصر لے جائیں، چونکہ یعقوب علیہ السلام کے سبھی بیٹے صحت مند اور خوبصورت تھے، اس لیے انھیں ڈر ہوا کہ اگر سبھی ایک ہی دروازے سے داخل ہوں گے تو کہیں کسی کی نظر بد نہ لگ جائے۔ اس لیے انھیں نصیحت کی کہ سب ایک دروازے سے شہر میں داخل نہ ہوں، بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہوں۔ لیکن اس کے فوراً بعد ہی یہ کہا کہ میں اپنی اس تدبیر کے ذریعے اللہ کی قضا و قدر کو نہیں ٹال سکتا، اس لیے کہ احتیاط تقدیر کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ تمام فیصلے اللہ کے اختیار میں ہیں، اِن میں کسی اور کا دخل نہیں ہے، اس لیے میں نے اسی پر بھروسا کیا ہے اور تمام لوگوں کو صرف اسی پر بھروسا کرنا چاہیے۔

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ...... اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ : مفسرین کی ایک بڑی تعداد نے اس آیت سے نظر بد ہی مراد لیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نظر کا لگ جانا ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی اس کا برحق ہونا ثابت ہوتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نظر لگنا برحق ہے۔'' [بخاری، کتاب الطب، باب العین حق : ۵۷۴۰۔ مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض و الرقی : ۲۱۸۷]

سیدنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نہا رہے ہیں تو انھوں نے کہا کہ میں نے آج تک اتنا حسین جسم کبھی نہیں دیکھا، یہ تو پردہ نشین لڑکی سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ سہل بے ہوش ہو کر گر گئے۔ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اور درخواست کی گئی کہ اے اللہ کے رسول! سہل کے معاملہ میں کچھ کیجیے، اللہ کی قسم! وہ تو سر تک نہیں اٹھاتے ہیں (بے ہوش ہیں)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم کسی پر نظر لگانے کی تہمت لگاتے ہو؟'' لوگوں نے کہا، عامر بن ربیعہ نے انھیں دیکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن ربیعہ کو بلوایا اور ان پر خفگی کا اظہار کیا، آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کیوں کوئی (نظر کی وجہ سے) اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے؟ (جب تم نے دیکھا کہ وہ تمھیں بہت اچھے لگے تھے تو) تم نے ان کے لیے برکت کی دعا کیوں نہ کی؟'' پھر آپ نے فرمایا: ''اب اس کے لیے غسل کرو۔'' چنانچہ عامر رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ، اپنے دونوں ہاتھ، اپنی کہنیاں، اپنے دونوں گھٹنے، اپنے پیروں کی انگلیاں اور ازار کے اندر کا حصہ ایک بڑے پیالہ میں دھویا اور پھر یہ پیالہ مریض کے سر پر اور اس کے پیچھے الٹ دیا گیا۔ جب یہ کام ہو چکا تو سہل رضی اللہ عنہ (ٹھیک ہو گئے اور) لوگوں کے ساتھ اٹھ کر چلنے پھرنے لگے، اب انھیں کوئی تکلیف نہ رہی تھی۔ [الموطأ امام مالك، كتاب العين، باب الوضوء من العين : ٢۔ مسند أحمد : ٣/ ٤٤٧، ح : ١٥٧٠٦]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نظر لگنا حق ہے اور کوئی چیز تقدیر پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبقت کرتی تو نظر کرتی اور جب تم سے (نظر کی وجہ سے) نہانے کے لیے کہا جائے تو نہا لیا کرو۔" [مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی : ۲۱۸۸]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن و حسین رضی اللہ عنہما پر (ان کلمات کے ذریعے) دم کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: "تمھارے باپ ابراہیم علیہ السلام بھی اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام پر یہ کلمات پڑھ کر دم کیا کرتے تھے: ((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ)) "میں پناہ طلب کرتا ہوں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ ہر شیطان سے، ہر زہریلے مہلک جانور سے اور ہر اس آنکھ سے جو نظر لگانے والی ہو۔" [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، بابٌ : ۳۳۷۱]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں ایک لڑکی کے چہرے پر چھائیاں دیکھیں تو فرمایا: "اس کو دم کرواؤ، کیونکہ اس کو نظر لگ گئی ہے۔" [بخاری ، کتاب الطب ، باب رقیة العین : ۵۷۳۹۔ مسلم ، کتاب السلام، باب استحباب الرقیة من العین : ۲۱۹۷]

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایسے دموں میں کوئی حرج نہیں جن میں شرک نہ ہو۔" [مسلم، کتاب السلام، باب لا بأس بالرقی ما لم یکن فیه شرك : ۲۲۰۰]

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ : سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے سامنے پیغمبروں کی امتیں لائی گئیں۔ کوئی پیغمبر ایسا تھا کہ اس کی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور کسی پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعض کے ساتھ ایک بھی نہ تھا، اتنے میں ایک بڑی امت آئی، میں سمجھا کہ یہ میری امت ہے۔ (لیکن) مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے، تم آسمان کے کنارے کی طرف دیکھو، میں نے دیکھا تو ایک بڑا گروہ ہے۔ مجھ سے کہا گیا، دوسرے کنارے کی طرف بھی دیکھو، میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمھاری امت ہے اور ان لوگوں میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں کہ جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔" آپ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرتے ہیں اور نہ دم کرواتے ہیں اور نہ بدشگون لیتے ہیں، بلکہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں۔" [مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة بغیر حساب ولا عذاب : ۲۲۰]

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ۭ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ۭ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶۸

"اور جب وہ داخل ہوئے جہاں سے ان کے باپ نے انھیں حکم دیا تھا، وہ ان سے اللہ کی طرف سے آنے والی کسی چیز کو ہٹا نہ سکتا تھا مگر یعقوب کے دل میں ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کر لی اور بلاشبہ وہ یقیناً بڑے علم والا تھا، اس وجہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کہ ہم نے اسے سکھایا تھا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

باپ کے کہنے کے مطابق مختلف دروازوں سے ان کا داخل ہونا اللہ کی تقدیر کو نہیں ٹال سکتا تھا اور نہ یعقوب کا ایسا خیال تھا، یہ تو ان کی شفقت پدری تھی جس کا انھوں نے اس طرح اظہار کیا تھا۔ انھیں اللہ نے نبی بنایا تھا اور آسمانی علم و حکمت سے نوازا تھا۔ انھیں معلوم تھا کہ تدبیر تقدیر کو نہیں ٹال سکتی اور اللہ کے فیصلے کو بہر حال وقوع پذیر ہونا ہے، لیکن بہت سے عوام یہ سمجھتے ہیں کہ اسباب میں تاثیر ہوتی ہے، جو ان کی خام خیالی ہے اور تقدیر پر ایمان لانے کے مخالف عقیدہ ہے۔

وَ لَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾

"اور جب وہ یوسف کے پاس داخل ہوئے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی، کہا بلاشبہ میں ہی تیرا بھائی ہوں، سو تو اس پر غم نہ کر جو وہ کرتے رہے ہیں۔ پھر جب اس نے انھیں ان کے سامان کے ساتھ تیار کر دیا تو پینے کا برتن اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھ دیا، پھر ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا اے قافلے والو! بلاشبہ تم یقیناً چور ہو۔ انھوں نے کہا، جب کہ وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے، تم کیا چیز گم پاتے ہو؟ انھوں نے کہا ہم بادشاہ کا پیمانہ گم پاتے ہیں اور جو اسے لے آئے اس کے لیے ایک اونٹ کا بوجھ (غلہ) ہوگا اور میں اس کا ضامن ہوں۔"

جب یوسف علیہ السلام کے بھائی بنیامین کو لے کر آپ کے پاس پہنچے، تو انھوں نے ان سب کی خوب خاطر مدارت کی اور بنیامین کو کسی بہانے سے الگ بلا کر سارا ماجرا سنا دیا اور بتایا کہ میں تمھارا بھائی یوسف ہوں اور جو کچھ میرے سوتیلے بھائیوں نے میرے ساتھ کیا تھا اس کا غم نہ کرو اور ابھی راز کو افشا نہ کرنا۔ میں تمھیں کوئی سبب پیدا کر کے اپنے پاس روک لوں گا، تاکہ عزت و احترام کے ساتھ میرے پاس رہ سکو۔ چنانچہ انھوں نے اپنے اہل کاروں کو سکھا دیا کہ جب یہ لوگ اپنا سامان سفر باندھ رہے ہوں تو بادشاہ کا چاندی کا پیالہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور جب وہ لوگ واپس جاتے ہوئے کچھ دور چلے گئے تو پیچھے سے ان کے آدمی دوڑتے ہوئے گئے اور کہا کہ تم لوگ چور ہو۔ انھوں نے کہا کہ تمھاری کیا چیز گم ہوگئی ہے؟ تو اعلان کرنے والے نے کہا کہ بادشاہ کا پیالہ چوری ہوگیا ہے اور جس نے اسے لیا ہے اگر از خود لوٹا دے گا تو اسے ایک اونٹ کا غلہ دیا جائے گا اور میں اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں۔

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ : رسول اللہ ﷺ بھی زعیم یعنی ضامن ہیں، سیدنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''میں ضامن ہوں، جنت کے اطراف میں اور جنت کے وسط میں ایک گھر کا، اس شخص کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا، مسلمان ہوا اور اس نے ہجرت کی اور میں ضامن ہوں جنت کے اطراف میں ایک گھر کا، جنت کے وسط میں ایک گھر کا اور جنت کے بالا خانوں میں ایک گھر کا، اس شخص کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا، مسلمان ہوا، ہجرت کی اور اس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کیا۔ جس شخص نے یہ تینوں کام کیے اس نے گویا نیکی کی کوئی بات نہ چھوڑی اور وہ برائی سے مکمل طور پر بچا رہا، ایسا شخص جہاں بھی مرنا چاہے مرے (اس کے اجر و ثواب میں کمی نہیں ہوگی)۔'' [نسائی، کتاب الجهاد، باب ما لمن أسلم وهاجر و جاهد : ۳۱۳۵۔ ابن حبان : ٤٦١٩۔ مستدرك حاكم : ۷۱/۲، ح : ۲۳۹۱]

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَ مَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾

''انھوں نے کہا اللہ کی قسم! بلاشبہ یقیناً تم جان چکے ہو کہ ہم اس لیے نہیں آئے کہ اس ملک میں فساد کریں اور نہ ہم کبھی چور تھے۔ انھوں نے کہا پھر اس کی کیا جزا ہے، اگر تم جھوٹے ہوئے؟ انھوں نے کہا اس کی جزا وہ شخص ہے جس کے کجاوے میں وہ پایا جائے، سو وہ شخص ہی اس کی جزا ہے۔ اسی طرح ہم ظالموں کو جزا دیتے ہیں۔''

بھائیوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ ہم کنعان سے یہاں چوری کرنے یا کسی بری نیت سے نہیں آئے تھے، ہم تو غلہ کے لیے آئے تھے۔ ہم اس سے پہلے بھی آئے تھے اور چوری کا الزام ہم پر نہیں لگایا گیا تھا اور نہ کبھی زندگی میں ہم نے ایسا کام کیا ہے۔ تو یوسف علیہ السلام کے لوگوں نے کہا کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو چور کو کیا سزا ملنی چاہیے؟ انھوں نے کہا کہ جس کے سامان میں سے پیالہ ملے اسے بادشاہ اپنا غلام بنا لے، ہم چوری کرنے والوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَ فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾

''تو اس نے اس کے بھائی کے تھیلے سے پہلے ان کے تھیلوں سے ابتدا کی، پھر اسے اس کے بھائی کے تھیلے سے نکال لیا۔ اس طرح ہم نے یوسف کے لیے تدبیر کی، ممکن نہ تھا کہ بادشاہ کے قانون میں وہ اپنے بھائی کو رکھ لیتا مگر یہ کہ اللہ چاہے، ہم جسے چاہتے ہیں درجوں میں بلند کر دیتے ہیں اور ہر علم والے سے اوپر ایک سب کچھ جاننے والا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلان کرنے والے نے بنیامین کے سامان سے پہلے اس کے بھائیوں کے سامان کی تلاش لی، پھر بنیامین کے سامان سے پیالہ نکل آیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کی غرض پوری کرنے کے لیے ہم نے یہ تدبیر کی تھی۔ اس لیے کہ شاہ مصر کے قانون و دستور کے مطابق یوسف علیہ السلام اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے، البتہ یعقوب علیہ السلام کے دین و شریعت میں یہ تھا کہ چور کو غلام بنا لیا جاتا تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے خود ان بھائیوں کی زبان سے ان کے باپ کے دین کے مطابق کہلوایا کہ جو چور ہوگا وہ بادشاہ کا غلام بنا لیا جائے گا۔ ان کا یہ کہنا اللہ کی مشیت کے مطابق تھا، تاکہ یوسف علیہ السلام اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس روک سکیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح ہم نے علم کے ذریعے یوسف علیہ السلام کو بلند مقام دیا، اسی طرح ہم جسے چاہتے ہیں علوم و معارف دے کر اس کے ہم عصروں میں اسے عالی مقام بنا دیتے ہیں اور ہر علم والے سے بڑا ایک علم والا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ ان سے بڑا کوئی عالم نہیں اور اس کا علم بحر بے کنار ہے۔

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾

"انھوں نے کہا اگر اس نے چوری کی ہے تو بے شک اس سے پہلے اس کے ایک بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ تو یوسف نے اسے اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اسے ان کے لیے ظاہر نہیں کیا، کہا تم مرتبے میں زیادہ برے ہو اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو تم بیان کرتے ہو۔"

جب پیالہ بنیامین کے سامان سے برآمد ہوگیا، تو ان کے بھائیوں نے عزیز مصر کے سامنے یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ ہم لوگ اس جیسے چور نہیں ہیں، اس لیے کہا کہ اگر یہ چور نکلا تو اس کا بھائی بھی تو چور تھا۔ یوسف علیہ السلام نے ان کے اس جھوٹ پر ضبط سے کام لیا اور اپنے تاثرات کو ظاہر نہیں ہونے دیا، البتہ اپنے دل میں کہا کہ تم کتنے برے لوگ ہو کہ خود یوسف علیہ السلام کو اس کے باپ سے دھوکا دے کر لے گئے تھے اور کنویں میں ڈال دیا تھا اور آج اس مظلوم و بے گناہ پر چوری کی تہمت دھرتے ہو، تم جو کچھ کہہ رہے ہو اسے اللہ خوب جانتا ہے۔

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ ع

"انھوں نے کہا اے عزیز! بے شک اس کا ایک بڑا بوڑھا باپ ہے، سو تو ہم میں سے کسی کو اس کی جگہ رکھ لے، بے شک ہم تجھے احسان کرنے والوں سے دیکھتے ہیں۔ اس نے کہا اللہ کی پناہ کہ ہم اس کے سوا کسی کو پکڑیں جس کے پاس ہم نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا سامان پایا ہے، یقیناً ہم تو اس وقت ظالم ہوں گے۔"

جب ان کی رائے کے مطابق ہی یہ بات طے پا گئی کہ اب بنیامین کو مصر میں رہنا ہے تو انھوں نے عزیز مصر سے رحم کی اپیل اس طرح کی کہ آپ ہم میں سے کسی ایک کو بنیامین کے بدلے میں لے لیں اور اسے چھوڑ دیں۔ اس لیے کہ اس کے والد بہت ہی بوڑھے ہیں اور اس سے بڑی محبت کرتے ہیں، بلکہ اسے دیکھ کر اپنے گمشدہ بیٹے کا غم غلط کرتے ہیں۔ چونکہ آپ نے پہلے بھی ہم پر بہت احسانات کیے ہیں، اس لیے یہ احسان عظیم بھی ہم پر کر دیجیے۔ عزیز مصر نے ان کی درخواست رد کر دی اور کہا کہ قصور وار کے بدلے بے گناہ کو لے لینا ظلم و زیادتی ہوگی اور ایسے گناہ کے ارتکاب سے اللہ کی پناہ مانگی، تاکہ ان کے بھائیوں کی امید بالکل ہی ختم ہو جائے۔

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸۰

"پھر جب وہ اس سے بالکل ناامید ہو گئے تو مشورہ کرتے ہوئے الگ جا بیٹھے، ان کے بڑے نے کہا کیا تم نے نہیں جانا کہ تمھارا باپ تم سے اللہ کا عہد لے چکا ہے اور اس سے پہلے تم نے یوسف کے بارے میں جو کوتاہی کی، اب میں اس زمین سے ہرگز نہ ہلوں گا یہاں تک کہ میرا باپ مجھے اجازت دے، یا اللہ میرے لیے فیصلہ کر دے اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔"

جب کوئی امید باقی نہ رہی تو لوگوں سے الگ ہو کر آپس میں سر جوڑ کر غور و خوض کرنے لگے کہ اب کیا کیا جائے؟ تو بڑے بھائی نے کہا کہ تم سب کو پتا ہے کہ ہمارے باپ نے ہم سے اللہ تعالیٰ کا عہد و پیمان لیا ہے کہ ہم بنیامین کو بحفاظت ان کے پاس واپس پہنچائیں گے اور ہم لوگ اس سے پہلے یوسف (علیہ السلام) کے سلسلے میں جس غلطی کا ارتکاب کر چکے ہیں وہ سب کو معلوم ہے۔ اس لیے اب میں مصر سے اسی وقت کنعان جاؤں گا جب میرا باپ مجھے اجازت دے دے، یا اللہ تعالیٰ مصر سے میری روانگی کا فیصلہ کر دے، یا میرا بھائی بنیامین کسی طرح آزاد کر دیا جائے اور اللہ بہر حال بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۝۸۱ وَ سْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَ الْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝۸۲

"اپنے باپ کی طرف واپس جاؤ، پس کہو اے ہمارے باپ! بے شک تیرے بیٹے نے چوری کر لی اور ہم نے شہادت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں دی مگر اس کے مطابق جو ہم نے جانا اور ہم غیب کی حفاظت کرنے والے نہ تھے۔ اور اس بستی سے پوچھ لے جس میں ہم تھے اور اس قافلے سے بھی جس میں ہم آئے ہیں اور بلاشبہ ہم یقیناً سچے ہیں۔"

بھائیوں سے کہا کہ تم لوگ والد کے پاس جاؤ اور انھیں سارا ماجرا سناؤ اور کہو کہ آپ کے بیٹے بنیامین کی طرف عزیز مصر کے پیالے کی چوری منسوب کی گئی ہے اور ہم نے دیکھا کہ ان کے سامان سے پیالہ نکالا گیا۔ ہم اس کی گواہی دیتے ہیں اور چونکہ ہم غیب کا علم نہیں رکھتے، اس لیے حقیقت امر کا پتا نہیں کہ کیا واقعی بنیامین نے چوری کی ہے یا کوئی اور بات ہے اور یہ بھی کہو کہ آپ کسی کو مصر بھیج کر حقیقت حال کا پتا چلا لیجیے اور اس قافلہ والوں سے بھی پوچھ لیجیے جو ہمارے ساتھ وہاں سے آئے ہیں اور آپ یقین کیجیے کہ ہم لوگ سچے ہیں۔

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿٨٣﴾ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿٨٤﴾

"اس نے کہا بلکہ تمھارے لیے تمھارے دلوں نے ایک کام مزین کر دیا ہے، سو (میرا کام) اچھا صبر ہے، امید ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے گا، یقیناً وہی سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔ اور وہ ان سے واپس پھرا اور اس نے کہا ہائے میرا غم یوسف پر! اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہوگئیں، پس وہ غم سے بھرا ہوا تھا۔"

جب وہ لوگ کنعان پہنچے تو اپنے باپ سے وہی کچھ کہا جو بڑے بھائی نے سکھایا تھا۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ بات کہ میرے بیٹے نے چوری کی ہے، تمھارے ذہن کی ایک پیداوار ہے۔ اس نے حقیقت میں چوری نہیں کی، اس لیے اب تو میرے لیے صبر کرنا ہی بہتر ہے۔ اس کے بعد یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ مجھے امید ہو چکی ہے کہ میرا اللہ میرے تینوں بیٹوں کو مجھ سے ملا دے گا۔ انھیں پہلے سے کچھ اندازہ تھا کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں لیکن مفقود الخبر ہیں۔ یہ کہہ کر انھوں نے اپنے بیٹوں سے منہ پھیر لیا اور یوسف علیہ السلام کی گم شدگی پر شدید حزن و ملال کا اظہار کرنے لگے، اس لیے کہ ان کی مصیبتوں کی ابتدا انھی کی گم شدگی سے ہوئی تھی۔ وہ گم ہوئے، پھر بنیامین غلام بنا لیے گئے اور بڑے بیٹے نے بنیامین کے حادثے سے متاثر ہو کر مصر ہی میں غریب الوطنی کی زندگی اختیار کر لی اور باپ کو منہ دکھانا پسند نہیں کیا۔ یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے گم ہونے کے بعد اتنا روئے کہ مسلسل آنسو بہتے رہنے سے آنکھیں سفید ہوگئیں۔ کسی مصیبت یا کسی چہیتے کی موت یا گم شدگی پر غم کرنا حرام نہیں ہے، حرام یہ ہے کہ آدمی چیخ پکار کرے، گریبان پھاڑے اور ایسی باتیں کرے جو صبر و استقامت کے خلاف ہوں، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیم کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت وہ عالم نزع میں تھے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی، اے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے رسول! کیا آپ بھی (روتے ہیں؟) آپ نے فرمایا: ''اے ابن عوف! یہ رحمت ہے۔'' پھر آپ کے دوبارہ آنسو نکل آئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ ! لَمَحْزُوْنُوْنَ)) ''آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، دل غمگین ہے، لیکن زبان سے ہم صرف وہی کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو، البتہ اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے غمگین ضرور ہیں۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ: "انا بك لمحزونون" : ۱۳۰۳۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبیان...... الخ : ۲۳۱۵]

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾

''انھوں نے کہا اللہ کی قسم! تو ہمیشہ یوسف کو یاد کرتا رہے گا، یہاں تک کہ گھل کر مرنے کے قریب ہو جائے، یا ہلاک ہونے والوں سے ہو جائے۔ اس نے کہا میں تو اپنی ظاہر ہو جانے والی بے قراری اور اپنے غم کی شکایت صرف اللہ کی جناب میں کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔''

یعقوب علیہ السلام کا حال زار دیکھ کر ان کے بیٹوں کو ان پر بڑا رحم آتا تھا اور جب ان کی حالت دن بدن غیر ہونے لگی اور ڈرے کہ کہیں یوسف علیہ السلام کا غم ان کے دل کو نہ کھا جائے اور ان کی موت کا سبب نہ بن جائے تو انھوں نے ان سے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ یوسف کو اسی طرح ہمیشہ یاد کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ آپ عقل و ہوش کھو بیٹھیں گے اور آپ کا جسم گھل جائے گا، کہیں یہ غم آپ کی زندگی ہی کا خاتمہ نہ کر دے۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ میں اپنا درد و غم اور حال زار کسی انسان سے نہیں بلکہ اللہ سے بیان کرتا ہوں، اسی کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں اور اسی سے التجا کرتا ہوں، اس لیے تم لوگ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ مجھے وہ کچھ معلوم ہے جو تمھیں معلوم نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میرا بیٹا یوسف (علیہ السلام) زندہ ہے، اس کا خواب سچا تھا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے ملا دے گا۔

قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ : سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر کے پاس ایک عورت کو روتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''(اے عورت!) اللہ تعالیٰ سے ڈر۔'' اس عورت نے کہا، میرے جیسی مصیبت تم پر پڑی ہوتو (تمھیں میرے دل کا حال) معلوم ہو۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا، تو جب لوگوں نے اس عورت کو بتلایا کہ یہ تو اللہ کے رسول ﷺ تھے، تو وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً صبر وہی ہے جو آدمی ابتدائے مصیبت کے وقت کرے۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب زیارة القبر : ۱۲۸۳۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب فی الصبر علی المصیبة عند الصدمة الأولى : ۹۲۶]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَ اَخِيْهِ وَ لَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

”اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں۔“

انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ وہ مصر جائیں اور یوسف اور اس کے بھائی بنیامین کے بارے میں پتا لگائیں اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ اس لیے کہ اس کی رحمت سے صرف کافر لوگ ناامید ہوتے ہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴾ [الحجر : ٥٦] ”اور گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے۔“

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر مومن کو اس سزا اور عذاب کا (کماحقہ) علم ہو جائے جو اللہ کے ہاں (نافرمانوں کے لیے) ہے تو کوئی بھی اس کی جنت کی امید نہ رکھے اور اگر کافر کو اللہ کی رحمت کا (صحیح) علم ہو جائے جو اللہ کے پاس ہے تو کوئی بھی اس کی جنت سے ناامید نہ ہو۔“ [مسلم، كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى وأنها سبقت غضبه : ٢٧٥٥]

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کے ہر کام میں اس کے لیے خیر ہے اور یہ معاملہ صرف مومن کے لیے ہے، اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور اس میں بھی اس کے لیے خیر ہوتی ہے۔“ [مسلم، كتاب الزهد، باب المؤمن أمره كله خير : ٢٩٩٩]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب جنازہ (تیار کر کے) رکھا جاتا ہے اور مرد اس کو اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں، تو اگر اب وہ نیک (آدمی کا) جنازہ ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے، مجھے (جلدی) آگے لے چلو اور اگر وہ بدکار کا جنازہ ہوتا ہے تو کہتا ہے، ہائے ہلاکت! اسے کہاں لیے جا رہے ہو؟ اس کی آواز انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے اور اگر انسان اسے سن لے تو (اس کی تاب نہ لا سکے اور) بے ہوش ہو جائے۔“ [بخاري، كتاب الجنائز، باب حمل الرجال الجنازة دون النساء : ١٣١٤]

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾

”پھر جب وہ اس کے پاس داخل ہوئے تو انھوں نے کہا اے عزیز! ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو تکلیف پہنچی ہے اور ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیر سی پونجی لے کر آئے ہیں، سو ہمارے لیے ماپ پورا دے دے اور ہم پر صدقہ کر۔ یقیناً اللہ صدقہ کرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔"

باپ کے حکم کے مطابق باقی ماندہ بھائی تیسری مرتبہ مصر پہنچے اور عزیز مصر کے دربار میں حاضری دی اور کہا کہ جناب عالی! ہم اور ہمارے بال بچے قحط اور خشک سالی کی وجہ سے بہت پریشانی میں ہیں۔ ہم بہت ہی تھوڑی رقم لے کر آئے ہیں (انھوں نے یہ انداز بیان بادشاہ کے دل میں اپنے لیے ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے اختیار کیا تھا)، لیکن آپ اپنے جود و سخا سے ہمیں اناج پہلے کی طرح پورا دیجیے اور رقم کم ہونے یا اس کے بے وقعت ہونے کا خیال نہ کیجیے، اللہ تعالیٰ صدقہ اور بھلائی کرنے والوں کو ضرور اچھا بدلہ دیتا ہے۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جٰهِلُونَ ﴿٨٩﴾

"اس نے کہا کیا تم نے جانا کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا، جب تم نادان تھے؟"

اپنے خاندان والوں کی غربت و پریشانی اور اپنے باپ کے درد و غم کا حال جان کر یوسف علیہ السلام کا دل بھر آیا اور ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ اب قصہ کو مزید طول دینے کی تاب نہ لا سکے اور اپنے بھائیوں کو اپنی درد بھری داستان یاد دلاتے ہوئے کہا کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی بنیامین کے ساتھ نادانی کی وجہ سے ماضی میں جو ظلم و زیادتی کی تھی، کیا وہ تمھیں یاد ہے؟ سیدنا یوسف علیہ السلام کا ظرف ملاحظہ فرمائیے کہ گو بھائیوں کو جتا دیا کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ جو سلوک کیا اسے یاد کرو، مگر ساتھ ہی ان کے دکھے دل کو مزید زخمی نہیں کیا، ان کی معذرت و معافی اور شرمندگی و شرمساری سے پہلے ہی گویا انھیں معافی کی تسلی دے دی کہ یہ تم نے اس وقت کیا جب تم نادان تھے۔ یہ اصلاح اور تربیت کے انداز ہیں، جہاں قدم قدم نرمی اور لحظہ لحظہ محبت کی فراوانی ہونی چاہیے۔ ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ اتنا غالب ہو کہ انتقام اور نفرت کے سارے جذبے اس کے سامنے کمزور اور بے بس ہو جائیں۔ معلوم ہوا نرم روی اور شستہ لہجہ دعوت کے میدان میں ایسا طریقہ ہے جو پتھر دل اور سخت طبیعت انسان کو بھی پگھلا کر مسحور کر دیتا ہے، جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ مہربان و شفیق ہے اور وہ تمام معاملات میں مہربانی و شفقت ہی کو پسند کرتا ہے۔" [بخاری، کتاب استتابة المرتدين، باب إذا عرض الذمی ...... الخ : ٦٩٢٧]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ مہربان و شفیق ہے اور مہربانی و شفقت ہی کو پسند کرتا ہے اور شفقت و نرمی (یعنی خوش خلقی) پر وہ چیزیں (دنیا و آخرت میں) دیتا ہے جو سختی کرنے پر نہیں دیتا اور نہ کسی دوسرے فعل پر عطا فرماتا ہے۔" [مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الرفق : ٢٥٩٣]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے وہ اسے زینت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخش دیتی ہے اور جس چیز سے نکل جاتی ہے اسے برا کر دیتی ہے۔" [مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الرفق : ۲۵۹۴]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا، لوگ دوڑے کہ اسے تنبیہ کریں، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہا دو، کیونکہ تم لوگ آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو، سختی و تنگی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔" [بخاری، کتاب الأدب، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم : یسّروا ولا تعسّروا : ۶۱۲۸]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آسانی پیدا کرو اور سختی نہ کرو، خوش خبری دو اور نفرت نہ دلاؤ۔" [مسلم، کتاب الجهاد، باب فی الأمر بالتیسیر و ترك التنفیر : ۱۷۳۳]

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَ هٰذَآ اَخِيْ ؗ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۹۰

"انھوں نے کہا کیا یقیناً واقعی تو ہی یوسف ہے؟ کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، یقیناً اللہ نے ہم پر احسان فرمایا ہے۔ بے شک حقیقت یہ ہے کہ جو ڈرے اور صبر کرے تو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے اس سوال سے انھیں پہچان لیا، اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ یوسف کا واقعہ ان کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا، بے حد حیرت و استعجاب کا اظہار کرتے ہوئے کہا، کیا واقعی آپ ہی یوسف ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ ہاں! میں یوسف ہوں اور یہ میرا سگا بھائی بنیامین ہے، اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے کہ آزمائشوں کا دور ختم ہو گیا، ایک مدت کی جدائی کے بعد دونوں بھائی مل گئے ہیں اور ذلت کے بعد عزت اور وحشت و تنہائی کے بعد انس و قربت نصیب ہوئی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے سبب بیان کرتے ہوئے کہا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں ڈرتا رہتا ہے اور تکلیفوں پر صبر کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے اچھے لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ : یعنی متقی اور صابر آدمی ہی اللہ کے نزدیک صفت احسان کا مستحق ہوتا ہے، ارشاد فرمایا: ﴿ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ لَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ﴾ [الأحقاف : ۳۵] "پس صبر کر جس طرح پختہ ارادے والے رسولوں نے صبر کیا اور ان کے لیے جلدی کا مطالبہ نہ کر۔" ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ [المائدة : ۲۷] "بے شک اللہ متقی لوگوں ہی سے قبول کرتا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَ هُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَ مَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۱۳ تا ۱۱۵] "وہ سب برابر نہیں۔ اہل کتاب میں سے ایک جماعت قیام کرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والی ہے، جو رات کے اوقات میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور وہ سجدے کرتے ہیں۔ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے اور اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے جلدی کرتے ہیں اور یہ لوگ صالحین سے ہیں۔ اور وہ جو نیکی بھی کریں اس میں ان کی بے قدری ہرگز نہیں کی جائے گی اور اللہ متقی لوگوں کو خوب جاننے والا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ [الحج : ۳۷] "اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون اور لیکن اسے تمھاری طرف سے تقویٰ پہنچے گا۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا، وہ تو تمھارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔" [مسلم، کتاب البر و الصلة، باب تحریم ظلم المسلم ...... الخ : ۳۴/۲۵۶۴]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اور جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ اسے (سوال کی مصیبت سے) بچا لیتا ہے اور جو بے نیازی اختیار کرے اللہ تعالیٰ اس کو بے نیاز کر دیتا ہے اور جو صبر کا دامن پکڑتا ہے، اللہ اسے صبر کی توفیق دے دیتا ہے اور کوئی شخص ایسا عطیہ نہیں دیا گیا جو صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر ہو۔" [بخاری، کتاب الزکوۃ، باب الاستعفاف عن المسألة : ۱۴۶۹۔ مسلم، کتاب الزکوۃ، باب فضل التعفف والصبر ...... الخ : ۱۰۵۳]

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾

انھوں نے کہا اللہ کی قسم! بلاشبہ یقیناً اللہ نے تجھے ہم پر فوقیت دی ہے اور بلاشبہ ہم واقعی خطا کار تھے۔"

بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے مقام و مرتبہ اور ماضی میں ان کے حق میں اپنے خطرناک جرم کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم سب پر فضیلت دی ہے اور آپ کو آپ کے تقویٰ اور صبر کی وجہ سے بڑا اونچا مقام عطا کیا ہے اور ہم آپ کے حق میں بڑے گناہ گار اور خطا کار تھے۔ اس میں اشارہ ہے کہ انھوں نے فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور توبہ کی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آپس میں ایک دوسرے سے برا سلوک کرنے سے بچو، کیونکہ آپس کی بدسلوکی (دین و ایمان اور امن و سکون کو) مونڈ کر رکھ دینے والی ہے۔" [ترمذی، کتاب صفة القیامة، باب فی فضل صلاح ذات البین ...... الخ : ۲۵۰۸]

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾

اس نے کہا آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمھیں بخشے اور وہ رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوسف علیہ السلام نے کہا، جاؤ! آج میں نے تمھیں معاف کر دیا۔ ماضی کی غلطی پر تمھارا مؤاخذہ نہیں کروں گا، اللہ بھی معاف کر دے اور وہ تو بے حد رحم کرنے والا ہے۔ وہ لوگ کہ عظمت جن کا سرمایۂ افتخار بنا دیا جاتا ہے، وہ ایسے ہی ہوتے ہیں، کشادہ دل اور فراخ حوصلہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیے ! اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کیا ستم نہ توڑے مگر جب فتح مکہ کے موقع پر وہ وقت آیا کہ کل کے سارے ظالم گردنیں جھکائے کھڑے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مظالم فراموش کر دیے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی چوکھٹ کو پکڑ کر فرمایا: ''اے قریشیو! تمھارا (میرے بارے میں آج) کیا خیال ہے؟'' انھوں نے کہا، ہم تو یہی کہتے ہیں کہ آپ ہمارے بھائی اور چچا زاد ہیں اور آپ بڑے مہربان اور کریم ہیں۔ آپ نے ان سے پھر وہی سوال کیا اور انھوں نے پھر وہی جواب دیا۔ چنانچہ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے کہی تھی: ﴿ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾ ''آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمھیں بخشے اور وہ رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔'' [السنن الکبریٰ للنسائی : ۷/ ۳۸۳، ح : ۱۱۲۹۸]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر لوگوں (یعنی قریش مکہ) کو خطاب کر کے (یہ بھی) فرمایا: ''اے لوگو! اللہ نے تمھارے جاہلی غرور و تکبر کو ہوا میں اڑا کر رکھ دیا ہے، لوگو! آدمی دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک وہ جو نیک ہو، اپنے رب کے ہاں پرہیز گار اور معزز ہو اور دوسرا وہ جو بدکار، بدبخت اور اپنے پروردگار کے ہاں گھٹیا ہو۔'' اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر سنائی: ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ﴾ [الحجرات : ۱۳] ''اے لوگو! بے شک ہم نے تمھیں ایک نر اور ایک مادہ سے پیدا کیا اور ہم نے تمھیں قومیں اور قبیلے بنا دیا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک تم میں سب سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔'' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تمھیں یہی کچھ کہنا تھا، باقی میں اپنے اور تمھارے لیے اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔'' [ابن حبان : ۳۸۲۸۔ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب و من سورۃ الحجرات : ۳۲۷۰]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو احسان کا بدلہ احسان سے دے، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔'' [بخاری، کتاب الأدب، باب لیس الواصل بالمکافیء : ۵۹۹۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ہیں، میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں، لیکن وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں، میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں، لیکن وہ میرے ساتھ برائی اور بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ حلم و بردباری سے پیش آتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں، لیکن وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تم ایسے ہی ہو جیسا کہ تم نے بیان کیا تو گویا تم ان کے منہ میں گرم راکھ رکھ رہے ہو اور تمھارے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار (فرشتہ) رہے گا جو تم کو ان پر غالب رکھے گا، وہ ان کی اذیت رسانیوں اور شر کو دفع کرنے والا ہے، جب تک کہ تم اس صفت پر قائم ہو۔“ [مسلم، کتاب البر والصلة، باب صلة الرحم : ۲۵۵۸]

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

”میری یہ قمیص لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو، وہ بینا ہو جائے گا اور اپنے گھر والوں کو، سب کو میرے پاس لے آؤ۔“

اب وقت آ گیا تھا کہ یعقوب علیہ السلام کے درد و الم کا دور ختم ہو اور ان کے صبر کا نتیجہ ظاہر ہو۔ یوسف علیہ السلام نے اللہ کی طرف سے وحی کے مطابق بھائیوں سے کہا کہ تم لوگ میری یہ قمیص لے کر جاؤ، میرے باپ کے چہرے پر اسے ڈالو تو اللہ کے حکم سے ان کی بینائی واپس آ جائے گی اور تم لوگ اپنے خاندان کے تمام افراد کو لے کر یہاں آ جاؤ۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ۝

”اور جب قافلہ جدا ہوا، ان کے باپ نے کہا بے شک میں تو یوسف کی خوشبو پا رہا ہوں، اگر یہ نہ ہو کہ تم مجھے بہکا ہوا کہو گے۔ انھوں نے کہا اللہ کی قسم! بلاشبہ یقیناً تو اپنی پرانی بھول ہی میں ہے۔“

جب بھائیوں کا قافلہ مصر سے کنعان کی طرف روانہ ہوا، تو یعقوب علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے، لیکن تم لوگ تو یہی کہو گے کہ بڑھاپے کی وجہ سے میری عقل متاثر ہو گئی ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ تو آپ کی وہی پرانی باتیں ہیں، آپ تو ہمیشہ یوسف کی محبت میں اس طرح کی باتیں کرتے رہے ہیں اور ان کی دید کی خواہش لیے جیتے رہے ہیں، حالانکہ وہ مر چکے ہیں، اس لیے آپ کو ایسی باتیں نہیں کرنی چاہییں۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ۝ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

”پھر جیسے ہی خوشخبری دینے والا آیا اس نے اسے اس کے چہرے پر ڈالا تو وہ پھر بینا ہو گیا۔ کہنے لگا کیا میں نے تم سے کہا تھا کہ بے شک میں اللہ کی طرف سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ انھوں نے کہا اے ہمارے باپ! ہمارے لیے ہمارے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہوں کی بخشش کی دعا کر، یقیناً ہم خطا کار تھے۔ اس نے کہا میں عنقریب تمھارے لیے اپنے رب سے بخشش کی دعا کروں گا، بے شک وہی بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔''

کہتے ہیں کہ وہ یہودا تھا جس کے سپرد یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیص کی تھی۔ جب اس نے وہ قمیص یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالی تو ان کی بینائی واپس آ گئی۔ تب انھوں نے سب سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے تم لوگوں سے نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو؟ بھائیوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ہم نے یوسف اور آپ کے حق میں جو غلطیاں کی تھیں ان کی اللہ سے ہمارے لیے مغفرت طلب کر دیجیے، تو یعقوب علیہ السلام نے ان سے اس کا وعدہ کیا اور کہا کہ میں تمھارے لیے اللہ سے دعا کروں گا اور وہ تو بڑا معاف کرنے والا اور بے حد رحم کرنے والا ہے۔

قَالُوْا يٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ" قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر رات جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو ہمارا پروردگار بزرگ و برتر آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے، پس میں اس کی دعا قبول کر لوں؟ کوئی ہے جو مجھ سے کچھ مانگے تو میں اسے عطا کر دوں؟ کوئی ہے جو استغفار کرے تو میں اسے معاف کر دوں؟'' [بخاري، كتاب التهجد، باب الدعاء و الصلاة من آخر الليل : ۱۱۴۵]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمھیں فنا کر دے گا اور ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اس سے بخشش مانگیں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کو بخشے گا۔'' [مسلم، كتاب التوبة، باب سقوط الذنوب بالاستغفار و التوبة : ۲۷۴۹]

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾

''پھر جب وہ یوسف کے پاس داخل ہوئے تو اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں داخل ہو جاؤ، امن والے، اگر اللہ نے چاہا۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کے پاس آمد اور بلاد مصر کو اپنی جائے قیام بنانے کا ذکر فرمایا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو یہ حکم دیا تھا کہ تم تمام اہل و عیال کو میرے پاس لے آؤ تو اس پیغام پر سب نے رخت سفر باندھ لیا اور بلاد کنعان سے بلاد مصر روانہ ہو گئے۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو ان کا مناسب مقام دیا، ان کی خوب دل جوئی کی، انھیں اور سب رشتہ داروں سے کہا کہ اب آپ لوگ بڑے امن و امان کے ساتھ شہر میں داخل ہو جائیں۔

وَ رَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ قَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَ قَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾

''اور اس نے اپنے ماں باپ کو تخت پر اونچا بٹھایا اور وہ اس کے لیے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے اور اس نے کہا اے میرے باپ! یہ میرے پہلے کے خواب کی تعبیر ہے، بے شک میرے رب نے اسے سچا کر دیا اور بے شک اس نے مجھ پر احسان کیا جب مجھے قید خانے سے نکالا اور تمھیں صحرا سے لے آیا، اس کے بعد کہ شیطان نے میرے درمیان اور میرے بھائیوں کے درمیان جھگڑا ڈال دیا۔ بے شک میرا رب جو چاہے اس کی باریک تدبیر کرنے والا ہے، بلاشبہ وہی سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔''

جب یوسف علیہ السلام اپنے ماں باپ کو لے کر دار السلطنت پہنچے تو انھیں اپنے ساتھ شاہی تخت پر بٹھایا، اس وقت ان کے والدین اور گیارہ بھائی ان کی تعظیم میں سجدے میں گر گئے۔ تب یوسف علیہ السلام نے کہا ابا جان! میرے گزشتہ خواب کی یہی تعبیر ہے، جسے اللہ نے سچا کر دکھایا ہے اور اس نے مجھ پر یہ احسان کیا کہ مجھے جیل سے نجات دی۔ کنویں سے اپنے نکالے جانے کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ بھائیوں کو شرمندگی نہ ہو، جنھیں پہلی ملاقات میں کہہ چکے تھے کہ ماضی کی غلطی پر تمھارا مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا اور کہا کہ اس کا یہ بھی احسان ہے کہ آپ سب کو صحرا سے یہاں پہنچا دیا اور شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان حسد کی جو آگ لگائی تھی وہ بجھ گئی اور ہم سب ایک ہو گئے۔

وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا : ان کی شریعت میں یہ بات جائز تھی کہ وہ جب کسی بڑے انسان کو سلام کرتے تو اس کے لیے سجدۂ تعظیمی بجا لاتے تھے۔ سجدۂ تعظیمی ان کی شریعت میں جائز تھا، لیکن ہماری شریعت میں اسے حرام قرار دے دیا گیا ہے اور سجدے کو صرف اور صرف رب تعالیٰ کے لیے خاص قرار دے دیا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ۳۷] ''نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انھیں پیدا کیا، اگر تم صرف اس کی عبادت کرتے ہو۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی انسان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی انسان کو سجدہ کرے۔'' [مسند أحمد: ۱۵۸/۳، ۱۵۹، ح: ۱۲٦۲۰۔ ابن حبان: ٤۱٦۲]

سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ جب ملک شام سے واپس آئے، تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ آپ نے پوچھا: ''اے معاذ! یہ کیا؟'' انھوں نے جواب دیا کہ میں نے اہل شام کو دیکھا کہ وہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں، چنانچہ مجھے دل میں یہ بات اچھی لگی کہ ہم آپ کے لیے یہی کام کریں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم (یہ کام) نہ کرو، اگر میں کسی کو کسی غیر اللہ کے لیے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کے حضور سجدہ کرے۔“ [ابن ماجه، كتاب النكاح، باب حق الزوج على المرأة : ١٨٥٣]

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾

”اے میرے رب! بے شک تو نے مجھے حکومت سے حصہ دیا اور باتوں کی اصل حقیقت میں سے کچھ سکھایا، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا یار و مددگار ہے، مجھے مسلم ہونے کی حالت میں فوت کر اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے۔“

یہ سیدنا یوسف علیہ السلام کی دعا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے والدین اور اپنے بھائیوں سے ملا کر ان پر اپنی نعمتوں کا اتمام فرما دیا اور نبوت و حکومت سے سرفراز فرمایا تو انھوں نے اپنے رب سے یہ دعا کی، اے اللہ! جس طرح تو نے مجھے دنیا میں اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے، اسی طرح آخرت کی ابدی اور سرمدی نعمتوں سے بھی شاد کام فرمانا اور جب دنیا سے اٹھانا تو حالت اسلام میں اٹھانا۔ بعض لوگوں کو اس دعا سے یہ شبہ پیدا ہوا کہ یوسف علیہ السلام نے موت کی دعا مانگی۔ حالانکہ یہ موت کی دعا نہیں ہے، آخر وقت تک اسلام پر استقامت کی دعا ہے۔ صحیح احادیث میں بھی ایسی دعاؤں کے الفاظ ملتے ہیں، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتوں میں سے ایک نعمت مجھ پر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میرے گھر میں اور میری باری کے دن ہوئی، آپ اس وقت میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی وفات کے وقت، اس دن جو آپ کی دنیا کی زندگی کا آخری اور آخرت کی زندگی کا پہلا دن تھا، میرے اور آپ ﷺ کے تھوک کو جمع کر دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے چمڑے یا لکڑی کا ایک بڑا پیالہ پڑا تھا، اس کے اندر پانی تھا۔ آپ ﷺ بار بار اس پیالے میں ہاتھ ڈبوتے اور پھر گیلے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیرتے اور فرماتے: « لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ » ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، بے شک موت کے وقت شدت ہوتی ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اور ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا: « فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى، فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى » ”مجھے اعلیٰ دوست سے ملا دے، مجھے اعلیٰ دوست سے ملا دے“ یہاں تک کہ آپ ﷺ رحلت فرما گئے اور آپ کا ہاتھ جھک گیا (اور یہ آپ کا آخری کلمہ تھا، جو آپ نے ارشاد فرمایا)۔ [بخاري، كتاب المغازي، باب مرض النبي ﷺ و وفاته : ٤٤٤٩، ٤٤٥١]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میں نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کروں: « اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَ تَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَ حُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَ اِذَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ » ''یا اللہ! مجھے نیکی کے کاموں کی توفیق دے اور برے کاموں سے مجھے روک دے اور (میرے دل میں) مساکین کی محبت ڈال دے اور جب تو لوگوں کو فتنہ میں ڈالنا چاہے تو مجھے فتنہ میں مبتلا کیے بغیر فوت کر لینا۔'' [ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب و من سورۃ ص : ۳۲۳۳، ۳۲۳۵۔ مسند أحمد : ۳۶۸/۱، ح : ۳۴۸۳، ۲۴۳/۵، ح : ۲۲۱۷۰، عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص مصیبت کے وقت ہرگز موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر وہ لازمی موت کی تمنا کرنا چاہتا ہے تو اسے یوں کہنا چاہیے: « اَللّٰهُمَّ أَحْیِنِیْ مَا كَانَتِ الْحَیَاةُ خَیْرًا لِّیْ وَ تَوَفَّنِیْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ » ''اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ، جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہو اور مجھے اس وقت فوت کر جب وفات میرے لیے بہتر ہو۔'' [بخاری، کتاب المرض، باب تمنی المریض الموت : ۵۶۷۱]

سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی بندہ (زندگی بھر) ایسے کام کرتا ہے جنھیں لوگ جنت والوں کا عمل سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے اور کوئی بندہ (زندگی بھر) ایسے کام کرتا ہے جنھیں لوگ دوزخیوں کا عمل سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔ (سنو) اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے۔'' [بخاری، کتاب الرقاق، باب الأعمال بالخواتیم وما یخاف منها : ۶۴۹۳]

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَ هُمْ یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

''یہ غیب کی کچھ خبریں ہیں، جو ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں اور تو ان کے پاس نہ تھا جب انھوں نے اپنے کام کا پختہ ارادہ کیا اور وہ خفیہ تدبیر کر رہے تھے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے کہ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی کا قصہ غیب کی باتیں تھیں، جو آپ کو بذریعہ وحی بتائی گئی ہیں، تاکہ آپ کے مخالفین اسے سن کر عبرت حاصل کریں اور سمجھیں کہ اگر آپ نبی نہ ہوتے اور آپ پر وحی نازل نہ ہوتی تو کہاں سے اس قصے کی تمام تفصیلات کا علم ہوتا؟ جب یوسف علیہ السلام کے بھائی انھیں کنویں میں ڈالنے کی سازش کر رہے تھے اور انھیں اپنے ساتھ چلنے پر طرح طرح سے ورغلا رہے تھے تو آپ ان کے پاس موجود نہیں تھے کہ آپ کو ان کی اس سازش کا پتا چل جاتا اور نہ کسی ایسے آدمی سے آپ کا کبھی تعلق رہا جو اس واقعہ کو جانتا تھا اور جس نے آپ کو سکھلا دیا۔ اس لیے آپ کو جو کچھ معلوم ہوا وحی کے ذریعے معلوم ہوا۔

وَ مَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَ لَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾

''اور اکثر لوگ، خواہ تو حرص کرے، ہرگز ایمان لانے والے نہیں ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ان تمام کھلی نشانیوں کے باوجود کہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور آپ کی حد درجہ خواہش کے باوجود کہ لوگ ایمان لے آئیں اکثر و بیشتر لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ نبی کریم ﷺ سمجھتے تھے کہ کفار قریش یوسف علیہ السلام کا قصہ سن کر ایمان لے آئیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا، بلکہ کفر پر ان کا اصرار اور بڑھ گیا۔ اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے۔

وَ مَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۠﴿۱۰۴﴾

ع ۱۱ / ۵

”حالانکہ تو ان سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ یہ تو جہانوں کے لیے ایک نصیحت کے سوا کچھ نہیں۔“

آپ قریش والوں کو قرآن پڑھ کر سناتے ہیں اور انھیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں تو ان سے اس کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتے۔ اگر وہ عقل مند ہوتے تو اسلام کی دعوت کو قبول کر لیتے اور قرآن پر ایمان لے آتے جو سارے جہان کے لیے عبرتوں اور نصیحتوں کا خزانہ ہے۔

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَ هُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

”اور آسمانوں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے گزرتے ہیں اور وہ ان سے بے دھیان ہوتے ہیں۔“

مکہ کے کافروں کا بالخصوص اور عام انسانوں کا بالعموم حال یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں موجود توحید باری تعالیٰ کے بہت سے دلائل ان کی نگاہوں کے سامنے سے گزرتے ہیں، لیکن ان میں غور و فکر نہیں کرتے اور انھیں ان سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ یہ آسمان جو بغیر ستونوں کے ہمارے سروں پر رکا ہوا ہے اور یہ ستارے، جو آسمان میں جگمگاتے رہتے ہیں اور یہ زمین، اس پر پہاڑوں کے سلسلے، چٹیل میدان، سمندر، پودے اور حیوانات، ان میں سے ہر ایک اللہ کی وحدانیت کی دلیل ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ وہی ان کا خالق و رازق ہے، وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں، اس کا ساجھی کوئی نہیں، لیکن اکثر و بیشتر لوگ ایسی غفلت کا شکار ہوتے ہیں کہ ان دلائل و براہین سے انھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور انھیں ان میں غور و فکر کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔

ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۙ﴿۱۳۷﴾ وَ بِالَّيْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾ [الصافات : ۱۳۷، ۱۳۸] ”اور بلاشبہ تم یقیناً صبح جاتے ہوئے ان پر سے گزرتے ہو۔ اور رات کو بھی۔ تو کیا تم سمجھتے نہیں؟“ اور فرمایا: ﴿ وَ مَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴾ [یٰس : ۴۶] ”اور ان کے پاس ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی نہیں آتی مگر وہ اس سے منہ پھیرنے والے ہوتے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ﴿۲﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْهٰرًا ؕ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾ [الرعد : ۲، ۳] ''اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بغیر ستونوں کے، جنھیں تم دیکھتے ہو، پھر وہ عرش پر بلند ہوا اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا۔ ہر ایک ایک مقرر وقت کے لیے چل رہا ہے، وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، کھول کھول کر آیات بیان کرتا ہے، تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرلو۔ اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور ندیاں بنائیں اور اس میں تمام پھلوں میں سے ایک ایک جوڑا دو، دو قسم کا بنایا، وہ رات کو دن پر اوڑھا دیتا ہے، بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔''

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

''اور ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں رکھتے، مگر اس حال میں کہ وہ شریک بنانے والے ہوتے ہیں۔''

یہ وہ حقیقت ہے جسے قرآن نے بڑی وضاحت کے ساتھ متعدد جگہ بیان فرمایا ہے کہ مشرکین یہ تو مانتے ہیں کہ آسمان و زمین کا خالق، مالک، رازق اور مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، لیکن اس کے باوجود عبادت میں اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک ٹھہرا لیتے ہیں اور یوں اکثر لوگ مشرک ہیں۔ یعنی ہر دور میں لوگ توحید ربوبیت کے قائل تو رہے ہیں، لیکن توحید الوہیت ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ اللہ کے بجائے غیروں کی پرستش کرتے ہیں۔ انسانوں کو اللہ کے بیٹے اور فرشتوں کو اس کی بیٹیاں کہتے ہیں جو شرک اکبر ہے اور جس کا شرک ہونا واضح اور جلی ہے۔ شرک کی ایک دوسری قسم شرک خفی ہے جس میں اکثر لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں اور انھیں اس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ گویا اس سے مراد وہ منافق بھی ہے جو لوگوں کے دکھلاوے کے لیے نیک کام کرتا ہے۔ وہ مشرک ہے، اس لیے کہ اس نے عبادت میں اللہ کے علاوہ غیروں کو شریک بنایا، وہ اگرچہ اللہ کی وحدانیت کا اعتقاد رکھتا ہے، لیکن اللہ کے لیے اپنی عبودیت میں مخلص نہیں ہوتا، بلکہ حصول دنیا یا جاہ و منزلت کی خاطر نیک عمل کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو نیک کام بھی لوگوں کے دکھلاوے کے لیے کیا جائے گا، وہ شرک ہو گا۔

ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ [الشعراء : ۸] ''بے شک اس میں یقیناً ایک نشانی ہے اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ [لقمان : ۱۳] ''اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا، جبکہ وہ اسے نصیحت کر رہا تھا اے میرے چھوٹے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا، بے شک شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْۤا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ [الأنعام : ۸۲] ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو بڑے ظلم کے ساتھ نہیں ملایا، یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرکین (احرام باندھ کر لبیک پکارتے ہوئے) کہتے: '' لَبَّيْكَ لَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَرِيْكَ لَكَ " (اے اللہ! ہم حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں) تو رسول اللہ ﷺ فرماتے: ''ہلاکت ہو تمھارے لیے! بس یہیں رک جاؤ (آگے کچھ نہ کہو)۔'' لیکن وہ کہتے: " اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ، تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ " (سوائے ان شریکوں کے جن کا مالک بھی تو ہے، وہ کسی چیز کے مالک نہیں)۔[مسلم، کتاب الحج، باب التلبية و صفتها ووقتها : ۱۱۸۵]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ''تیرا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، حالانکہ اسی اکیلے نے تجھے پیدا کیا ہے۔'' [بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ فلا تجعلوا لله أندادا ﴾ : ٤٤٧٧۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان کون الشرك أقبح الذنوب : ۸٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں تمام شریکوں سے زیادہ شرک سے بے نیاز و بے پروا ہوں، جو شخص اپنے کسی کام میں میرا کوئی شریک ٹھہرائے تو میں اسے اور اس کے شریک کو چھوڑ دیتا ہوں۔'' [مسلم، کتاب الزھد، باب تحریم الریاء : ۲۹۸۵]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی، اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔'' [ترمذی، کتاب النذور والأیمان، باب ما جاء فی أن من حلف بغیر الله فقد أشرك : ۱۵۳۵]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے۔'' تین بار فرمایا اور ہم میں سے ہر ایک کو کوئی نہ کوئی وہم ہو ہی جاتا ہے، مگر اللہ عزوجل اسے توکل کی برکت سے زائل کر دیتا ہے۔[أبو داؤد، کتاب الکھانة والتطیر، بابٌ : فی الطیرة : ۳۹۱۰۔ ترمذی، کتاب السیر، باب ما جاء فی الطیرة : ۱٦۱٤]

سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تم پر سب سے زیادہ ڈر شرک اصغر کا ہے۔'' لوگوں نے کہا، وہ کیا ہے؟ فرمایا: ''ریا کاری، قیامت کے دن جب لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دی جائے گی تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا، (اے ریا کارو!) تم جاؤ ان کے پاس جن کے دکھانے سنانے کے لیے تم نے عمل کیے تھے، اور دیکھو کہ وہ تمھیں کوئی جزا دیتے ہیں (یا نہیں)۔'' [مسند أحمد : ٥/٤٢٨، ٤٢٩، ح : ۲۳٦۹٤، ۲۳٦۹۹۔ ابن خزیمة : ۲/٦۷، ح : ۹۳۷]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، مجھے کوئی ایسی دعا سکھائیے جسے میں صبح و شام پڑھا کروں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دعا پڑھا کرو: « اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَ شِرْكِهِ » ''اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! اے غیب اور حاضر کو جاننے والے! ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں تیری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے۔'' [أبو داوٗد، کتاب الأدب، باب ما یقول إذا أصبح : ۵۰۶۷۔ ترمذی، کتاب الدعوات، باب منه : ۳۳۹۲]

اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۝۱۰۷

''تو کیا وہ بے خوف ہو گئے ہیں کہ ان پر اللہ کے عذاب میں سے کوئی ڈھانک لینے والی آفت آ پڑے یا ان پر قیامت اچانک آ جائے اور وہ سوچتے بھی نہ ہوں۔''

اس آیت کریمہ میں مشرکین کے لیے بہت بڑی دھمکی ہے کہ کوئی بعید نہیں اللہ کا ایسا عذاب آ جائے جو انھیں ہر طرف سے اپنی گرفت میں لے لے، یا قیامت ہی اچانک آ جائے اور وہ اپنے شرک کی وجہ سے جہنم کے سپرد کر دیے جائیں۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ۝ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ۝ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [النحل : ۴۵ تا ۴۷] ''تو کیا وہ لوگ جنھوں نے بری تدبیریں کی ہیں، اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ انھیں زمین میں دھنسا دے یا ان پر عذاب آ جائے جہاں سے وہ سوچتے نہ ہوں۔ یا وہ انھیں ان کے چلنے پھرنے کے دوران پکڑ لے۔ سو وہ کسی طرح عاجز کرنے والے نہیں۔ یا وہ انھیں خوفزدہ ہونے پر پکڑ لے۔ پس بے شک تمھارا رب یقیناً بہت نرمی کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّ هُمْ نَآىِٕمُوْنَ۝ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّ هُمْ يَلْعَبُوْنَ۝ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۹۷ تا ۹۹] ''تو کیا بستیوں والے بے خوف ہو گئے کہ ہمارا عذاب ان پر راتوں رات آ جائے اور وہ سوئے ہوئے ہوں اور کیا بستیوں والے بے خوف ہو گئے کہ ہمارا عذاب ان پر دن چڑھے آ جائے اور وہ کھیل رہے ہوں۔ پھر کیا وہ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہو گئے ہیں، تو اللہ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو خسارہ اٹھانے والے ہیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت (اچانک) قائم ہو جائے گی۔ (اتنی اچانک کہ) ایک آدمی اونٹنی کا دودھ دوہ رہا ہوگا اور ابھی اس کے منہ تک اس کے دودھ کا برتن نہ پہنچا ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور دو آدمی کپڑے کی خرید و فروخت کر رہے ہوں گے، ان کی بیع پوری نہ ہونے پائے گی کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور کوئی شخص اپنا حوض درست کر رہا ہوگا اور ابھی (وہاں سے) ہٹا نہ ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔''

[مسلم، کتاب الفتن، باب قرب الساعة : ۲۹۵۴]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۰۸

’’کہہ دے یہی میرا راستہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، پوری بصیرت پر، میں اور وہ بھی جنھوں نے میری پیروی کی ہے اور اللہ پاک ہے اور میں شریک بنانے والوں سے نہیں ہوں۔‘‘

نبی کریم ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ مشرکین سے کہہ دیجیے کہ ایمان باللہ اور توحید باری تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلانا میرا طریقہ، میرا مسلک اور میری سنت ہے۔ میں اور میرے ماننے والے مومنین واضح دلیل و برہان کی بنیاد پر لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلاتے ہیں اور میرا ایمان ہے کہ اللہ کی ذات ہر عیب و نقص سے پاک ہے، اس کا کوئی شریک ہے نہ مد مقابل، اس کا کوئی بیٹا ہے نہ بیوی، وہ ان تمام عیوب و نقائص اور تمام کمزوریوں سے یکسر پاک ہے اور میں مشرکوں کے دین پر نہیں ہوں۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اسلام کی دعوت دلیل و حجت کی بنیاد پر ہے اور قرآن کریم نے اس کی تعلیم دی ہے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی منہج پر قائم تھے اور انھوں نے لوگوں کو دلائل کے ذریعے قائل کرنے کی کوشش کی۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ : ارشاد فرمایا: ﴿ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ﴾ [النحل : ۱۲۵] ’’اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور ان سے اس طریقے کے ساتھ بحث کر جو سب سے اچھا ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴾ [الأحزاب : ۴۵، ۴۶] ’’اے نبی! بے شک ہم نے تجھے گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف بلانے والا اس کے اذن سے اور روشنی کرنے والا چراغ۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ﴾ [الشوریٰ : ۱۵] ’’سو تو اسی کی طرف پھر دعوت دے اور مضبوطی سے قائم رہ، جیسے تجھے حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی مت کر اور کہہ دے کہ اللہ نے جو بھی کتاب نازل فرمائی میں اس پر ایمان لایا اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمھارے درمیان انصاف کروں۔ اللہ ہی ہمارا رب اور تمھارا رب ہے، ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمھارے لیے تمھارے اعمال۔‘‘

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں مقام خیف پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم رکھے، جس نے میری بات سنی اور اسے آگے پہنچا دیا، کیونکہ کئی لوگوں کے پاس فقہ کی بات ہوتی ہے اور وہ خود فقیہ نہیں ہوتے اور کئی لوگ فقہ کی بات اپنے سے زیادہ سمجھ دار و فقیہ تک پہنچا دیتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں مومن کا دل خیانت نہیں کرتا، وہ یہ کہ عمل کو اللہ کے لیے خلوص کے ساتھ ادا کرنا، مسلمانوں کے سربراہوں سے خیر خواہی کرنا اور ان کی جماعت میں بہر حال شامل رہنا، کیونکہ ان کی دعوت ان سب کو محیط ہوتی ہے (جیسے ایک دیوار ان کا احاطہ کرتی ہے اسی طرح ان کی دعوت، جو دعوت اسلام ہے، وہ بھی ان سب کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور انھیں فرقہ بندی سے محفوظ رکھتی ہے، اس لیے ان کی جماعت کے ساتھ مل کر رہنا اشد ضروری ہے)۔" [ابن ماجه، كتاب المناسك، باب الخطبة يوم النحر : ٣٠٥٦]

وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ : یعنی میں اللہ تعالیٰ کو منزہ، پاک، جلیل، عظیم اور مقدس سمجھتا ہوں، اس بات سے کہ اس کا کوئی شریک، نظیر، عدیل، ساجھی، بیٹا، باپ، بیوی، وزیر یا مشیر ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ان تمام باتوں سے بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴾ [بنی إسرائيل : ٤٤] "ساتوں آسمان اور زمین اس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ بھی جو ان میں ہیں اور کوئی بھی چیز نہیں مگر اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے اور لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ بے شک وہ ہمیشہ سے بے حد بردبار، نہایت بخشنے والا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ [النحل : ١] "اللہ کا حکم آ گیا، سو اس کے جلد آنے کا مطالبہ نہ کرو، وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔"

www.KitaboSunnat.com

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

"اور ہم نے تجھ سے پہلے نہیں بھیجے مگر کچھ مرد، جن کی طرف ہم ان بستیوں والوں میں سے وحی کیا کرتے تھے، تو کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً آخرت کا گھر ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو متقی بنے، تو کیا تم نہیں سمجھتے۔"

مشرکین مکہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے آسمان سے فرشتے کیوں نہیں بھیج دیے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں کہا کہ اے ہمارے نبی! ہم نے آپ سے پہلے بھی جتنے انبیاء بھیجے، سبھی شہروں میں رہنے والے مرد تھے، جنھیں ہم بذریعہ وحی دین و حکمت کی تعلیم دیتے رہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی عورت نبیہ نہیں ہوئی۔ آگے فرمایا کہ جو مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں وہ ان علاقوں میں جا کر عبرت کیوں نہیں حاصل کرتے، جہاں انھی کی طرح ماضی میں قومیں آباد تھیں اور بہت ہی ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ رہتی تھیں، لیکن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب انھوں نے انبیاء کا مذاق اڑایا اور اللہ تعالیٰ کے دین کو قبول نہیں کیا تو کس طرح اللہ نے کافروں کو ہلاک کر دیا اور مومنوں کو نجات دی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح ہم نے اپنے مومن بندوں کو دنیا کے عذاب سے بچایا، اسی طرح آخرت میں انھیں اس جنت میں داخل کریں گے جو دنیا کی تمام نعمتوں اور آسائشوں سے بہتر ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا : اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اس نے تمام کے تمام انبیاء کو مردوں ہی میں سے بھیجا ہے، کسی بھی عورت کو اس نے نبیہ نہیں بنایا۔ ہاں، البتہ کئی عورتیں مقام صدیقیت پر ضرور فائز تھیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اشرف ترین خاتون سیدہ مریم بنت عمران کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ﴾ [المائدة : ٧٥] ”نہیں ہے مسیح ابن مریم مگر ایک رسول، یقیناً اس سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے اور اس کی ماں صدیقہ ہے، دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ﴾ [الفرقان : ٢٠] ”اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجے مگر بلاشبہ وہ یقیناً کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ﴾ [الأنبياء : ٨، ٩] ”اور ہم نے انھیں محض جسم نہیں بنایا تھا جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر ہم نے ان سے وعدہ سچا کر دیا تو ہم نے انھیں نجات دی اور اسے بھی جسے ہم چاہتے تھے اور ہم نے حد سے بڑھنے والوں کو ہلاک کر دیا۔“

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ...... اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ : یعنی ان قوموں کا، جنھوں نے انبیائے کرام کی تکذیب کی تھی، انجام کیا ہوا؟ اللہ نے ان پر تباہی ڈال دی اور اسی طرح کا عذاب ان کافروں کو ہوگا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ ﴾ [الحج : ٤٦] ”پھر کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے لیے ایسے دل ہوں جن کے ساتھ وہ سمجھیں۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقتولین کو تین دن یوں ہی پڑا رہنے دیا، پھر آپ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو آواز دیتے ہوئے فرمایا: ”اے ابوجہل بن ہشام، اے امیہ بن خلف، اے عتبہ بن ربیعہ اور اے شیبہ بن ربیعہ! کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا پا لیا؟“ [مسلم، کتاب الجنة و صفة نعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه ...... الخ : ٢٨٧٤]

وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا : یعنی جس طرح ہم نے دنیا کی زندگی میں اپنے مومن بندوں کو نجات عطا فرمائی، اسی طرح آخرت میں بھی ہم نے ان کے لیے نجات لکھ دی ہے، جو دنیا کی نجات سے بھی بدرجہا بہتر ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴾[المؤمن : ۵۱، ۵۲] ’’بے شک ہم اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے ضرور مدد کرتے ہیں دنیا کی زندگی میں اور اس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔ جس دن ظالموں کو ان کا عذر کرنا کوئی فائدہ نہ دے گا اور انھی کے لیے لعنت ہے اور انھی کے لیے بدترین گھر ہے۔‘‘

حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَ لَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۱۰

’’یہاں تک کہ جب رسول بالکل ناامید ہو گئے اور انھوں نے گمان کیا کہ بے شک ان سے یقیناً جھوٹ کہا گیا تھا تو ان کے پاس ہماری مدد آ گئی، پھر جسے ہم چاہتے تھے وہ بچا لیا گیا اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے ہٹایا نہیں جاتا۔‘‘

دعوت الی اللہ کی راہ میں ہر زمانے کے لوگوں نے انبیاء کو تکلیفیں پہنچائیں، لیکن بالآخر غلبہ اور کامیابی انبیاء ہی کو حاصل ہوئی۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے کہ انبیائے کرام لمبی مدت تک دعوت و تبلیغ کا کام کرتے رہے، لیکن پھر بھی ان کی قومیں راہ راست پر نہیں آتی تھیں، تو ایک قسم کی ناامیدی ان کے دل میں آ جاتی تھی اور وہ قومیں بھی سمجھنے لگتی تھیں کہ ان رسولوں نے ان سے جس عذاب کا وعدہ کیا تھا، وہ جھوٹا تھا، یا وہ جو دعویٰ کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی مدد کرے گا وہ جھوٹا دعویٰ تھا۔ آیت کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انبیاء گمان کرنے لگے کہ ان کا دل ان سے غلط کہا کرتا تھا کہ کافروں کے خلاف اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کی مدد کی جائے گی۔ تو اچانک ہماری مدد ان تک آ پہنچی۔ وہ قومیں ہلاک کر دی گئیں اور جن کو ہم نے چاہا انھیں نجات مل گئی اور جب ہمارا عذاب کسی مجرم پر نازل ہو جاتا ہے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا ہے۔

وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا : ’’كُذِبُوْا‘‘ میں دو قراءتیں ہیں، ایک تخفیف کے ساتھ ’’قَدْ كُذِبُوْا‘‘ اور دوسری تشدید کے ساتھ ’’قَدْ كُذِّبُوْا‘‘ ہے، اسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اسی طرح پڑھا کرتی تھیں، جیسا کہ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت ﴿ حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ ﴾ سے متعلق پوچھا کہ اس میں یہ لفظ ’’كُذِبُوْا‘‘ (بغیر تشدید) ہے یا ’’كُذِّبُوْا‘‘ (تشدید کے ساتھ)؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ’’كُذِّبُوْا‘‘ (تشدید کے ساتھ) ہے۔ اس پر میں نے ان سے کہا کہ انبیاء علیہم السلام تو یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ ان کی قوم انھیں جھٹلا رہی ہے، پھر ’’ظَنُّوْۤا‘‘ سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا، اپنی زندگی کی قسم! بے شک پیغمبروں کو اس کا یقین تھا۔ میں نے کہا ’’كُذِبُوْا‘‘ (بغیر تشدید) پڑھیں تو کیا قباحت ہے؟ انھوں نے کہا، معاذ اللہ! کیا پیغمبر اپنے پروردگار کی نسبت ایسا گمان کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا، پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے کہا، مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کو جن لوگوں نے مانا، ان کی تصدیق کی، جب ان پر ایک مدت دراز تک آفت و مصیبت آتی رہی اور اللہ کی مدد آنے میں دیر ہوئی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیغمبران کے ایمان لانے سے ناامید ہو گئے جنھوں نے ان کو جھٹلایا تھا اور یہ گمان کرنے لگے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اب وہ بھی ہم کو جھوٹا سمجھنے لگیں گے، تو اس وقت اللہ کی مدد آن پہنچی۔ [بخاری، کتاب التفسیر ، باب قوله : ﴿ حتى إذا استيئس الرسل ﴾ : ٤٦٩٥]

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

ع ۱۲ / ۶

”بلاشبہ یقیناً ان کے بیان میں عقلوں والوں کے لیے ہمیشہ سے ایک عبرت ہے، یہ ہرگز ایسی بات نہیں جو گھڑ لی جائے اور لیکن اس کی تصدیق ہے جو اس سے پہلے ہے اور ہر چیز کی تفصیل ہے اور ان لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے جو ایمان رکھتے ہیں۔“

انبیاء اور ان کی قوموں کے قصوں میں عقل والوں کے لیے عبرت و نصیحت ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ قرآن، جس میں یہ قصۂ یوسف علیہ السلام اور دیگر قوموں کے واقعات بیان کیے گئے ہیں، کوئی گھڑا ہوا نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ کا کلام ہے جو گزشتہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ ان میں جو صحیح باتیں رہ گئی ہیں ان کی تائید کرتا ہے اور انسانوں کی جانب سے تحریف کردہ احکام کا انکار کرتا ہے اور کچھ احکام کو منسوخ قرار دیتا ہے اور اس قرآن میں ہر وہ بات بیان کر دی گئی ہے، جو انسانی زندگی میں پیش آ سکتی ہے۔ یہ بنی نوع انسان کی راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور مومنوں کے لیے رحمت ہے کہ اس کی تصدیق و اتباع کر کے عذاب نار سے نجات پائیں گے۔
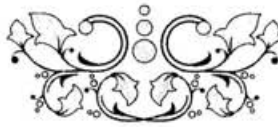
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الرعد مدنیۃ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"اللہ کے نام سے جو بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔"

الٓمّٓرٰ ۚ تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡكِتٰبِ ؕ وَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ الۡحَقُّ وَ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ①

"الٓمّٓرٰ۔ یہ کامل کتاب کی آیات ہیں اور جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے اور لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔"

اس آیت میں نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے یہ بتانا مقصود ہے کہ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے جو قرآن کریم نازل ہوا ہے وہ برحق ہے اور اس میں جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے، وہ سچ ہے اور انسانی ضروریات و حالات کے عین مطابق ہے۔ ان میں موجود اوامر و نواہی پر عمل کر کے ہی انسان اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتا ہے، لیکن اکثر لوگ کفر و نفاق کی وجہ سے اس برحق کتاب پر ایمان نہیں لاتے۔

تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡكِتٰبِ ؕ وَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ الۡحَقُّ : یعنی قرآن مجید حق و صداقت سے لبریز کتاب ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ الٓمّٓ ۚ تَنۡزِیۡلُ الۡكِتٰبِ لَا رَیۡبَ فِیۡهِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ؕ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ ۚ بَلۡ هُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكَ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اَتٰىهُمۡ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ لَعَلَّهُمۡ یَهۡتَدُوۡنَ ﴾ [السجدۃ : ۱ تا ۳] "الٓمّٓ۔ اس کتاب کا نازل کرنا جس میں کوئی شک نہیں، جہانوں کے رب کی طرف سے ہے۔ یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے خود گھڑ لیا ہے۔ بلکہ وہی تیرے رب کی طرف سے حق ہے، تاکہ تو ان لوگوں کو ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، تاکہ وہ راہ پائیں۔" اور فرمایا: ﴿ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوۡا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ۙ كَفَّرَ عَنۡهُمۡ سَیِّاٰتِهِمۡ وَ اَصۡلَحَ بَالَهُمۡ ﴾ [محمد : ۲] "اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر نازل کیا گیا اور وہی ان کے رب کی طرف سے حق ہے، اس نے ان سے ان کی برائیاں دور کر دیں اور ان کا حال درست کر دیا۔"

وَ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ : یعنی اکثر لوگوں کے دلوں میں ضد، ہٹ دھرمی، کبر، شقاق اور عناد ہوتا ہے، جیسا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ارشاد فرمایا: ﴿ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴾ [ص : ۲] ’’بلکہ وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا تکبر اور مخالفت میں (پڑے ہوئے) ہیں۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ﴾ [الحج : ۵۳] ’’اور بے شک ظالم لوگ یقیناً دور کی مخالفت میں ہیں۔‘‘

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ بِلِقَآءِ رَبِّکُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝

’’اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بغیر ستونوں کے، جنھیں تم دیکھتے ہو، پھر وہ عرش پر بلند ہوا اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا۔ ہر ایک ایک مقرر وقت کے لیے چل رہا ہے، وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، کھول کھول کر آیات بیان کرتا ہے، تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو۔‘‘

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی خالقیت کی دلیل پیش کی گئی ہے، نیز یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ جو باری تعالیٰ آسمانوں کو بغیر ستونوں کے قائم رکھنے پر قادر ہے اور جس نے شمس و قمر اور دیگر سیاروں کو اپنے علم و قدرت کے مطابق مسخر کر رکھا ہے، اسی نے یہ قرآن کریم اپنے بندے اور رسول ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اپنی قدرت کاملہ کے ذریعے بغیر ستونوں کے زمین سے اوپر اٹھا رکھا ہے کہ جن کی اونچائی کا ادراک نہیں کیا جا سکتا۔ استواء علی العرش کے بارے میں سلف صالحین کا عقیدہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے لیے استواء علی العرش کو ثابت کیا ہے تو اس پر ایمان رکھا جائے، نہ اس کی کوئی کیفیت بیان کی جائے، نہ کسی دوسری شے سے اسے تشبیہ دی جائے اور نہ اس کی تاویل کر کے قرآن میں ثابت لفظ کو بے کار بنا دیا جائے۔ آگے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آفتاب و ماہتاب کو مخلوقات کے منافع اور بندوں کے مصالح و فوائد کے لیے مسخر کر رکھا ہے۔ اللہ کی مرضی کے بغیر یہ ذرا برابر بھی ادھر ادھر نہیں ہٹ سکتے اور اپنی اسی رفتار پر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چلتے رہیں گے، یہاں تک کہ دنیا فنا ہو جائے اور قیامت برپا ہو جائے۔ وہی باری تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے تمام امور میں اپنی مرضی اور منشا کے مطابق تصرف کرتا ہے۔ اس نے اپنی کمال قدرت اور ربوبیت و خالقیت کی نشانیاں قرآن کریم میں تفصیل کے ساتھ بیان کر دی ہیں، تاکہ لوگ ان نشانیوں میں غور کر کے اس بات پر ایمان لے آئیں کہ وہ قادر مطلق یقیناً لوگوں کو دوبارہ زندہ کرنے اور میدان محشر میں جمع کر کے ان کے اعمال کا حساب چکانے پر قادر ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے آخر میں فرمایا کہ ممکن ہے تم ان نشانیوں میں غور و فکر کے بعد اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا: یعنی آسمانوں کو ستونوں کے بغیر بلند کیا گیا ہے، جیسا کہ تم دیکھ رہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ ارشاد فرمایا: ﴿ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ﴾ [لقمان : ۱۰] ”اس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر پیدا کیا، جنھیں تم دیکھتے ہو۔“ اور فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ﴾ [الطلاق : ۱۲] ”اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمین سے بھی ان کی مانند۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ ﴾ [الحج : ٦٥] ”اور وہ آسمان کو تھامے رکھتا ہے کہ زمین پر نہ گر پڑے۔“

وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴾ [یٰس : ٤٠] ”اور سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَالشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ﴾ [الأعراف : ٥٤] ”اور سورج اور چاند اور ستارے (پیدا کیے) اس حال میں کہ اس کے حکم سے تابع کیے ہوئے ہیں۔“

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ : نظام کائنات اسی کی تدبیر کا رہین منت ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ؀ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴾ [یونس : ۳۱، ۳۲] ”کہہ دے کون ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور کون زندہ کو مردہ سے نکالتا اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور کون ہے جو ہر کام کی تدبیر کرتا ہے؟ تو ضرور کہیں گے ”اللہ“ تو کہہ پھر کیا تم ڈرتے نہیں؟ سو وہ اللہ ہی تمھارا سچا رب ہے، پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے؟ پھر کہاں پھیرے جاتے ہو؟“ اور فرمایا: ﴿ وَ لَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴾ [العنکبوت : ٦١] ”اور یقیناً اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور سورج اور چاند کو مسخر کیا تو ضرور ہی کہیں گے کہ اللہ نے، پھر کہاں بہکائے جا رہے ہیں۔“

يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ : یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ تخلیق اور کائنات کا اتنا مدبرانہ نظام تمھیں اس بات کے سوچنے پر مجبور کر دے گا کہ آخر یہ اتنا بڑا کارخانہ بے فائدہ تو پیدا نہیں کیا گیا، آخر کچھ تو اس کا مقصد ہے۔ سوچتے سوچتے تم اس نتیجے پر پہنچو گے کہ یہ سب کچھ اور یہ تمام نعمتیں ہمارے لیے ہیں، پھر تم یہ سوچو گے کہ کیا ہم ان نعمتوں کا حق ادا کرتے ہیں؟ اگر نہیں کرتے تو کیا ہم سے باز پرس نہیں ہوگی؟ ضرور ہوگی اور جیسے ہی تمھارے ذہن میں یہ چیز پیدا ہو گئی تمھیں فوراً قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا یقین آ جائے گا۔ اسی غور و فکر کے نتیجے میں قیامت کے واقع ہونے کو اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ [آل عمران : ۱۹۰، ۱۹۱] ”بے شک آسمانوں اور زمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے بدلنے میں عقلوں والوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں، اے ہمارے رب! تو نے یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے، سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔"

وَ هُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْهٰرًا ؕ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳

"اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور ندیاں بنائیں اور اس میں تمام پھلوں میں سے ایک ایک جوڑا دو، دو قسم کا بنایا، وہ رات کو دن پر اوڑھا دیتا ہے، بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔"

اپنی قدرت و خالقیت اور علم وحکمت کے آسمانی دلائل بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں انھی حقائق پر زمین اور اس پر پائی جانے والی اشیاء کے ذریعے استدلال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو طول وعرض میں اتنا پھیلا دیا کہ آدمی کی نگاہ اس کی انتہا کو نہیں پا سکتی، تاکہ انسانوں کے قدم اس پر ٹھہر سکیں اور حیوانات اس پر بآسانی چل پھر سکیں۔ زمین پر بڑے بڑے پہاڑ قائم کر دیے، تاکہ زمین اپنی جگہ ثابت رہے اور اس پر نہریں جاری کر دیں جن میں مخلوقات کے لیے گوناگوں فوائد ہیں۔ جتنے پھل زمین پر پائے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان سب کی دو دو قسمیں بنائی ہیں، رنگوں یا ذائقہ کے اعتبار سے، حجم یا کیفیت کے اعتبار سے اور ہر قسم میں الگ الگ فائدے ہوتے ہیں۔ اس طرح ہر قسم ایک مستقل نعمت ہوتی ہے۔ آگے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ دن کے بعد رات لاتا ہے اور دن کی روشنی اور سفیدی کے بعد رات کی گھٹاٹوپ تاریکی چھا جاتی ہے اور جب رات لمبی ہو جاتی ہے تو سردی کا زمانہ آ جاتا ہے اور جب دن لمبا ہوتا ہے تو گرمی کا زمانہ آ جاتا ہے اور دن اور رات دونوں میں سے ایک کے معتدل ہونے سے موسم خزاں آ جاتا ہے اور دوسرے کے معتدل ہونے سے موسم بہار کی آمد ہونے لگتی ہے۔ بے شک زمین کی کشادگی اور اس پر پائی جانے والی مذکورہ بالا اشیاء میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے کھلی نشانیاں ہیں کہ یقیناً انھیں پیدا کرنے والی کوئی ذات ہے جو صاحب قدرت اور صاحب حکمت ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وہ اپنے بندوں کی جانب سے محبت و بندگی کا مستحق ہے۔

وَ فِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ زَرْعٌ وَّ نَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّ غَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۫ وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝۴

"اور زمین میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے مختلف ٹکڑے ہیں اور انگوروں کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت کئی تنوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے اور ایک تنے والے، جنھیں ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور ہم ان میں سے بعض کو پھل میں بعض پر فوقیت دیتے ہیں۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو سمجھتے ہیں۔“

اس آیت میں زمین پر پائی جانے والی مزید نشانیوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت پر دلالت کرتی ہیں۔ زمین کے حصے ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں، لیکن ان کی طبیعتوں میں اختلاف ہوتا ہے، کوئی حصہ زرخیز ہوتا ہے تو کوئی بنجر، کوئی سخت ہوتا ہے تو کوئی نرم۔ یا مفہوم یہ ہے کہ زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔ مٹی ایک ہوتی ہے، پانی ایک ہوتا ہے، لیکن ان میں پیدا ہونے والے دانے اور پھل مختلف ہوتے ہیں۔ کوئی میٹھا ہوتا ہے تو کوئی کڑوا، کوئی عمدہ اور لذیذ ہوتا ہے تو کوئی بدمزہ اور بعض زمینوں میں ایک پھل پیدا ہوتا ہے، دوسرا نہیں ہوتا۔ یہ تمام نشانیاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی کمال قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔ جو صاحب عقل ان میں غور و فکر کرے گا وہ ایمان لے آئے گا کہ جو ذاتِ واحد ان سب پر قادر ہے وہ یقیناً بنی نوع انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے، بلکہ دوبارہ زندہ کرنا اس کے لیے زیادہ آسان ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ؕ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴾ [النمل : ٦٠ تا ٦٢] ”(کیا وہ شریک بہتر ہیں) یا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمھارے لیے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس کے ساتھ رونق والے باغات اگائے، تمھارے بس میں نہ تھا کہ ان کے درخت اگاتے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں جو راستے سے ہٹ رہے ہیں۔ (کیا وہ شریک بہتر ہیں) یا وہ جس نے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں بنائیں اور اس کے لیے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان رکاوٹ بنا دی؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔ یا وہ جو لاچار کی دعا قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف دور کرتا ہے اور تمھیں زمین کے جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم تم نصیحت قبول کرتے ہو۔“

وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَإِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَإِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَأُولٰٓئِكَ الْأَغْلٰلُ فِيْٓ أَعْنَاقِهِمْ ۚ وَأُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

”اور اگر تو تعجب کرے تو ان کا یہ کہنا بہت عجیب ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا واقعی ہم یقیناً ایک نئی پیدائش میں ہوں گے۔ یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کا انکار کیا اور یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔‘‘

نبی کریم ﷺ کو خطاب ہے کہ اگر آپ کو اس بات پر تعجب ہے کہ کفار مکہ آپ کی تکذیب کرتے ہیں، حالانکہ بچپن سے وہ آپ کو صادق و امین کے نام سے پکارتے رہے، تو اس سے بھی تعجب خیز بات آپ اور آپ کے صحابہ کے لیے یہ ہونی چاہیے کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کا انکار کرتے ہیں۔ اس لیے کہ جو ذات واحد ان عظیم قدرتوں کی مالک ہے، اس کے لیے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا بہت ہی آسان ہے۔ اس لیے بعث بعد الموت کا انکار بڑی عجیب سی بات ہے۔ قیامت کے دن ان کافروں کی گردن میں رسی باندھ کر جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا اور ہمیشہ کے لیے اس میں ڈال دیے جائیں گے۔

وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ : یعنی جس نے پہلی دفعہ پیدا فرمایا، اس کے لیے دوبارہ پیدا کرنا زیادہ آسان ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ۝ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴾ [القیامۃ : ۳۷ تا ۴۰] ’’کیا وہ منی کا ایک قطرہ نہیں تھا جو گرایا جاتا ہے۔ پھر وہ جما ہوا خون بنا، پھر اس نے پیدا کیا، پس درست بنا دیا۔ پھر اس نے اس سے دو قسمیں نر اور مادہ بنائیں۔ کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے؟‘‘ اور فرمایا: ﴿ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ [الأحقاف : ۳۳] ’’اور کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ بے شک وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور وہ ان کے پیدا کرنے سے نہیں تھکا، وہ اس بات پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے؟ کیوں نہیں! یقیناً وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴾ [یٰسٓ : ۷۸، ۷۹] ’’اور اس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کون ہڈیوں کو زندہ کرے گا، جب کہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟ کہہ دے انھیں وہ زندہ کرے گا جس نے انھیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہ ہر طرح کا پیدا کرنا خوب جاننے والا ہے۔‘‘

اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ : ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴾ [یونس : ۳۱، ۳۲] ’’کہہ دے کون ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور کون زندہ کو مردہ سے نکالتا اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور کون ہے جو ہر کام کی تدبیر کرتا ہے؟ تو ضرور کہیں گے ’’اللہ‘‘ تو کہہ پھر کیا تم ڈرتے نہیں؟ سو وہ اللہ ہی تمھارا سچا رب ہے، پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے؟ پھر کہاں پھیرے جاتے ہو؟‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۞

''اور وہ تجھ سے بھلائی سے پہلے برائی کو جلدی طلب کرتے ہیں، حالانکہ ان سے پہلے کئی عبرت ناک سزائیں گزر چکیں اور بے شک تیرا رب یقیناً لوگوں کے لیے ان کے ظلم کے باوجود بڑی بخشش والا ہے اور بلاشبہ تیرا رب یقیناً بہت سخت سزا والا ہے۔''

نبی کریم ﷺ اور قرآن کی تکذیب کرنے والے آپ کا مذاق اڑاتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کی بات کرتے ہو وہ آ کیوں نہیں جاتا؟ یعنی بجائے اس کے کہ وہ اللہ سے عافیت اور سلامتی مانگتے، عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ان سے پہلے ایسی قومیں گزر چکی ہیں جنھوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو اللہ نے ان پر عذاب نازل کر دیا، پھر وہ لوگ ان کے انجام سے عبرت کیوں نہیں حاصل کرتے اور ڈرتے کیوں نہیں کہ کہیں انھیں بھی عذاب الٰہی اپنی گرفت میں نہ لے لے۔ آگے فرمایا کہ جو شخص گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد اللہ کی جناب میں تائب و نادم ہوگا، وہ اسے معاف کر دے گا۔

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ : یعنی مشرکین اور تکذیب کرنے والے اپنی سزا کے طور پر بھلائی سے پہلے برائی کو جلدی طلب کرتے ہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۞ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴾ [الصافات : ۱۷۶، ۱۷۷] ''تو کیا وہ ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں؟ پھر جب وہ ان کے صحن میں اترے گا تو ڈرائے گئے لوگوں کی صبح بری ہوگی۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ لَوْ لَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَ لَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۞ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴾ [العنکبوت : ۵۳، ۵۴] ''اور وہ تجھ سے جلدی عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر ایک مقرر وقت نہ ہوتا تو ان پر عذاب ضرور آ جاتا اور یقیناً وہ ان پر ضرور اچانک آئے گا اور وہ شعور نہ رکھتے ہوں گے۔ وہ تجھ سے جلدی عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں، حالانکہ بے شک جہنم یقیناً کافروں کو گھیرنے والی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾ [النمل : ۴۶] ''کہا اے میری قوم! تم بھلائی سے پہلے برائی کیوں جلدی مانگتے ہو، تم اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ : یعنی اللہ تعالیٰ عفو و درگزر سے کام لیتا اور لوگوں کی پردہ پوشی کرتا ہے، حالانکہ وہ ظلم کا بازار گرم کرتے اور دن رات گناہ کرتے ہیں، پھر عفو و درگزر کے ذکر کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس کا عذاب بھی بہت سخت ہے، تاکہ امید و خوف میں توازن پیدا کیا جا سکے، جیسا کہ ارشاد فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ﴾ [الأنعام : ١٤٧] ''پھر اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو کہہ دے تمھارا رب وسیع رحمت والا ہے اور اس کا عذاب مجرم لوگوں سے ہٹایا نہیں جاتا۔'' اور فرمایا: ﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۙ وَ اَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ﴾ [الحجر : ٤٩، ٥٠] ''میرے بندوں کو خبر دے دے کہ بے شک میں ہی بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہوں۔ اور یہ بھی کہ بے شک میرا عذاب ہی دردناک عذاب ہے۔''

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۧ

''اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، کہتے ہیں اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتاری گئی؟ تو تو صرف ایک ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لیے ایک راستہ بتانے والا ہے۔''

کفار مکہ کی آنکھوں میں کفر و عناد کی ایسی پٹی بندھی ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرت و خالقیت کی تمام نشانیاں دیکھنے کے باوجود ان میں کوئی تبدیلی نہیں آتی تھی اور ان نشانیوں سے انھیں کوئی ایمانی فائدہ نہیں پہنچتا تھا اور کہتے تھے کہ اگر محمد (ﷺ) اللہ کے پیغمبر ہیں تو موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) کی طرح نشانیاں کیوں پیش نہیں کرتے؟ یا ہم جن نشانیوں کا مطالبہ کرتے ہیں انھیں کیوں نہیں لے آتے؟ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ آپ کا کام صرف پیغام پہنچانا ہے، کافروں کی مرضی کے مطابق نشانیاں پیش کرنا نہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے ہر قوم کی رہنمائی کے لیے ایک نبی بھیجا اور ان انبیاء کو حالات اور زمانے کے مطابق مختلف نشانیاں دیں جو ان کے نبی ہونے پر دلالت کرتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کو قرآن جیسا معجزہ عطا کیا، اس لیے کفار قریش کا یہ کہنا کہ موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) جیسی نشانیاں لائیں یا ان کی مرضی کی نشانیاں پیش کریں، یہ کفر و ضلالت پر ان کی ہٹ دھرمی تھی۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ : جیسا کہ از راہ عناد و کفر انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ کوہ صفا کو سونے کا بنا دیں اور مکہ کی زمین سے پہاڑوں کو ہٹا کر یہاں باغات، چراگاہیں اور نہریں بنا دیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ﴾ [بنی إسرائیل : ٥٩] ''اور ہمیں کسی چیز نے نہیں روکا کہ ہم نشانیاں دے کر بھیجیں مگر اس بات نے کہ پہلے لوگوں نے انھیں جھٹلا دیا۔''

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ : ارشاد فرمایا: ﴿وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ﴾ [فاطر : ٢٤] ''اور کوئی امت نہیں مگر اس میں ایک ڈرانے والا گزرا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ ؕ وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ۝۸ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ۝۹

''اللہ جانتا ہے جو ہر مادہ اٹھائے ہوئے ہے اور جو کچھ رحم کم کرتے ہیں اور جو زیادہ کرتے ہیں اور ہر چیز اس کے ہاں ایک اندازے سے ہے۔ وہ غیب اور حاضر کو جاننے والا، بہت بڑا، نہایت بلند ہے۔''

مشرکین مکہ کی خواہش کے مطابق اس لیے نشانی نہیں بھیجی گئی کہ تمام امور کی حکمتوں کو صرف اللہ جانتا ہے۔ اسی کے علم میں ہے کہ کون سی چیز دنیا میں کب وقوع پذیر ہونی چاہیے۔ وہ کفار کے جاہلانہ افکار و خیالات کا پابند نہیں ہے۔ اسی مفہوم کو بیان کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صرف وہ جانتا ہے کہ ہر مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، مذکر ہے یا مؤنث، خوبصوت ہے یا بدصورت، نیک بخت ہے یا بد بخت اور اس میں کسی عضو کی کمی ہے یا زیادتی، یا بچہ نو مہینے کے بعد پیدا ہوگا یا اس سے پہلے یا اس کے بعد۔ اس کے بعد فرمایا کہ اس نے ہر چیز کی ایک حد مقرر کر دی ہے جس سے وہ نکل نہیں سکتی۔ وہ ہر غائب و حاضر اور ہر معدوم و موجود کی خبر رکھتا ہے، وہ عظیم ہے، ہر چیز اس کے نیچے ہے اور وہ اپنی قدرت و عظمت کے ذریعے ہر چیز پر غالب ہے۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ: یعنی وہ جانتا ہے کہ حاملہ کے رحم میں مذکر ہے یا مؤنث، خوبصورت ہے یا بدصورت، بد بخت ہے یا نیک بخت، طویل العمر ہے یا قلیل العمر، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ﴾ [النجم : ۳۲] ''وہ تمھیں زیادہ جاننے والا ہے جب اس نے تمھیں زمین سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں بچے تھے۔'' اور فرمایا: ﴿ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ﴾ [الزمر : ٦] ''وہ تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں میں، تین اندھیروں میں، ایک پیدائش کے بعد دوسری پیدائش میں پیدا کرتا ہے۔'' یعنی اس نے تمھیں ایک طرح کے بعد پھر دوسری طرح بنایا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ۝۱۲ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ۝۱۳ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴾ [المؤمنون : ۱۲ تا ۱٤] ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے انسان کو حقیر مٹی کے ایک خلاصے سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے ایک قطرہ بنا کر ایک محفوظ ٹھکانے میں رکھا۔ پھر ہم نے اس قطرے کو ایک جما ہوا خون بنایا، پھر ہم نے اس جمے ہوئے خون کو ایک بوٹی بنایا، پھر ہم نے اس بوٹی کو ہڈیاں بنایا، پھر ہم نے ان ہڈیوں کو کچھ گوشت پہنایا، پھر ہم نے اسے ایک اور صورت میں پیدا کر دیا، سو بہت برکت والا ہے اللہ جو پیدا کرنے والوں میں سب سے اچھا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک چالیس دن تک اپنی ماں کے پیٹ میں (بحالت نطفہ) رہتا ہے، پھر اتنے ہی دنوں تک وہ بصورت جما ہوا خون رہتا ہے، پھر اتنے ہی دنوں تک گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جسے چار چیزیں لکھنے کا حکم ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کا رزق، اس کی عمر، اس کا عمل اور نیک و بد ہونا لکھ لیتا ہے۔“ [بخاری، کتاب القدر، باب : ٦٥٩٤۔ مسلم، کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی...... الخ : ٢٦٤٣]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فرشتہ پوچھتا ہے کہ اے اللہ! مرد ہوگا یا عورت؟ شقی ہوگا یا سعید؟ اس کی روزی کیا ہے اور اس کی موت کب ہوگی؟ تو اسی طرح یہ سب باتیں ماں کے پیٹ ہی میں لکھ دی جاتی ہیں۔“ [بخاری، کتاب القدر، باب : ٦٥٩٥۔ مسلم، کتاب القدر، باب کیفیة خلق الآدمی...... الخ : ٢٦٤٤]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”غیب کی کنجیاں پانچ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے، کوئی نہیں جانتا کہ (ماؤں کے) رحموں میں کیا ہے (یعنی نر ہے یا مادہ اور نیک یا بد وغیرہ) سوائے اللہ تعالیٰ کے، کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی سوائے اللہ تعالیٰ کے، کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی سوائے اللہ رب العزت کے۔“ [بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ الله يعلم ما تحمل كل أنثى ﴾ : ٤٦٩٧]

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴾ [القمر : ٤٩] ”بے شک ہم نے جو بھی چیز ہے، ہم نے اسے ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔“

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی نے آپ کو کہلا بھیجا کہ ان کا بچہ حالت نزع میں ہے، سو آپ تشریف لے آئیے۔ آپ نے ایک قاصد کے ذریعے سلام بھیجا اور یہ دعا دی: « اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّى ، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ » ”اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو کچھ اس نے لیا اور اسی کے لیے ہے جو کچھ اس نے دیا اور ہر چیز کے لیے اس کے ہاں ایک وقت مقرر ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ صبر کرے اور اجر و ثواب کی امید رکھے۔“ [مسلم، کتاب الجنائز، باب البکاء علی المیت : ٩٢٣۔ بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم : یعذب المیت...... الخ : ١٢٨٤]

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ : ارشاد فرمایا: ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾ [الحج : ٦٢] ”یہ اس لیے کہ بے شک اللہ ہی ہے جو حق ہے اور (اس لیے) کہ بے شک اس کے سوا وہ جسے بھی پکارتے ہیں وہی باطل ہے اور (اس لیے) کہ بے شک اللہ ہی بے حد بلند ہے، بہت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَ لَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ [الجاثية : ٣٦، ٣٧] "پس اللہ ہی کے لیے سب تعریف ہے جو آسمانوں کا رب اور زمین کا رب، تمام جہانوں کا رب ہے۔ اور اسی کے لیے آسمانوں اور زمین میں سب بڑائی ہے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔"

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَ سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝

"برابر ہے تم میں سے جو بات چھپا کر کرے اور جو اسے بلند آواز سے کرے اور وہ جو رات کو بالکل چھپا ہوا ہے اور (جو) دن کو ظاہر پھرنے والا ہے۔"

یعنی اس کے لیے ظاہر و مخفی سب برابر ہے اور چاہے کوئی رات کی تاریکی میں چھپا کر کام کرے یا دن کی روشنی میں لوگوں کو دکھا کر، سب کچھ اس کے علم میں ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ مَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّ مَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّ لَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ وَ مَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ وَ لَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [يونس : ٦١] "اور تو نہ کسی حال میں ہوتا ہے اور نہ اس کی طرف سے (آنے والے) قرآن میں سے کچھ پڑھتا ہے اور نہ تم کوئی عمل کرتے ہو، مگر ہم تم پر شاہد ہوتے ہیں، جب تم اس میں مشغول ہوتے ہو اور تیرے رب سے کوئی ذرہ برابر (چیز) نہ زمین میں غائب ہوتی ہے اور نہ آسمان میں اور نہ اس سے کوئی چھوٹی چیز ہے اور نہ بڑی مگر ایک واضح کتاب میں موجود ہے۔" اور فرمایا: ﴿ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [الأنعام : ٥٩] "اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر ہے اور نہ خشک مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ساری تعریفیں اس اللہ رب العزت کے لیے ہیں جو ہر قسم کی آواز کو سنتا ہے، یقیناً جب سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور اپنے خاوند کی شکایت کی تو انھوں نے بڑی آہستہ آواز میں بات کی، جو میں نہ سن سکی، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی: ﴿ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴾ [المجادلة : ١] "یقیناً اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ کی طرف شکایت کر رہی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ بے شک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔“ [نسائی، کتاب الطلاق، باب الظهار : ۳٤٩٠۔ بخاری، کتاب التوحید، باب ﴿ وكان الله سميعا بصيرا ﴾، تعليقا قبل الحديث : ۷۳۸٦]

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ⑪

”اس کے لیے اس کے آگے اور اس کے پیچھے یکے بعد دیگرے آنے والے کئی پہرے دار ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ نہیں بدلتا جو کسی قوم میں ہے، یہاں تک کہ وہ اسے بدلیں جو ان کے دلوں میں ہے اور جب اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کر لے تو اسے ہٹانے کی کوئی صورت نہیں اور اس کے علاوہ ان کا کوئی مددگار نہیں۔“

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ : اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ کچھ فرشتے لگا رکھے ہیں، جو ہر جانب سے اس کا احاطہ کیے ہوئے ہیں اور اس کے حکم کے مطابق اس کے ایک ایک قول و عمل کو لکھتے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(لوگو!) فرشتے تمھارے پاس پے در پے آتے جاتے رہتے ہیں، رات کے بھی اور دن کے بھی۔ ان کا میل صبح اور عصر کی نماز میں ہوتا ہے، تب تم میں رات گزارنے والے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں تو باوجود علم رکھنے کے، اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم گئے تو وہ نماز میں تھے اور آئے تو انھیں نماز ہی میں چھوڑا۔“ [بخاری، کتاب مواقیت الصلوة، باب فضل صلاة العصر : ۵۵۵۔ مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر : ٦۳۲]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک مصاحب جن (یعنی شیطان) اور ایک فرشتہ مقرر کیا ہے۔“ لوگوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا: ”ہاں! میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ نے اس پر میری مدد کی ہے اور وہ مطیع ہو گیا ہے، وہ مجھے بھلائی کے سوا کچھ نہیں کہتا۔“ [مسلم، کتاب صفات المنافقين، باب تحريش الشيطان وبعثه سرايا ...... الخ : ۲۸۱٤۔ مسند أحمد : ۱/۳۸۵، ح : ۳٦٤۷]

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ : اللہ تعالیٰ کسی قوم سے اپنی نعمتوں کو اس وقت تک زائل نہیں کرتا، جب تک کہ وہ اپنی حالت بدل نہیں لیتی، یعنی خیر و صلاح کی راہ سے منحرف ہو جاتی ہے اور معاصی اور گناہوں کا ارتکاب کرنے لگتی ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ؀ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴾ [الأنفال : ٥٣، ٥٤] ”یہ اس لیے کہ بے شک اللہ کبھی وہ نعمت بدلنے والا نہیں جو اس نے کسی قوم پر کی ہو، یہاں تک کہ وہ بدل دیں جو ان کے دلوں میں ہے اور اس لیے کہ بے شک اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ (ان کا حال) فرعون کی آل اور ان لوگوں کے حال کی طرح (ہوا) جو ان سے پہلے تھے، انھوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا تو ہم نے انھیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور ہم نے فرعون کی آل کو غرق کیا اور وہ سب ظالم تھے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴾ [النحل : ١١٢] ”اور اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان کی جو امن والی، اطمینان والی تھی، اس کے پاس اس کا رزق کھلا ہر جگہ سے آتا تھا، تو اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اسے بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا، اس کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔“ اور فرمایا: ﴿ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ؀ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ؀ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴾ [سبا : ١٥ تا ١٧] ”بلاشبہ یقیناً سبا کے لیے ان کے رہنے کی جگہ میں ایک نشانی تھی۔ دو باغ دائیں اور بائیں (جانب) سے۔ اپنے رب کے دیے سے کھاؤ اور اس کا شکر کرو، پاکیزہ شہر ہے اور بے حد بخشنے والا رب ہے۔ پھر انھوں نے منہ موڑ لیا تو ہم نے ان پر بند کا سیلاب بھیجا اور ہم نے انھیں ان کے دو باغوں کے بدلے دو اور باغ دیے جو بدمزہ پھلوں اور جھاؤ کے درختوں اور کچھ تھوڑی سی بیریوں والے تھے۔ یہ ہم نے انھیں اس کا بدلہ دیا جو انھوں نے ناشکری کی اور ہم یہ بدلہ نہیں دیتے مگر اسی کو جو بہت ناشکرا ہو۔“

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہمارے درمیان نیک لوگوں کے ہونے کے باوجود ہم ہلاک کر دیے جائیں گے، تو آپ نے فرمایا: ”ہاں، جب گناہ کی کثرت ہو جائے گی۔“ [بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قصة يأجوج ومأجوج : ٣٣٤٦]

وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ : یعنی اللہ کے علاوہ اس قوم کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؀ ﴾ [الأنعام : ١٧] ”اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ [یونس : ۱۰۷] ’’اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تیرے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کرلے تو کوئی اس کے فضل کو ہٹانے والا نہیں، وہ اسے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہنچا دیتا ہے اور وہی بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔‘‘

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَ هُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾

’’وہی ہے جو تمھیں بجلی دکھاتا ہے، ڈرانے اور امید دلانے کے لیے اور بھاری بادل پیدا کرتا ہے اور (بادل کی) گرج اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے اور فرشتے بھی اس کے خوف سے۔ اور وہ کڑکنے والی بجلیاں بھیجتا ہے، پھر انھیں ڈال دیتا ہے جس پر چاہتا ہے، جب کہ وہ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں اور وہ بہت سخت قوت والا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت وعظمت اور جلال و جبروت کو ظاہر کرنے کے لیے بجلی، بادل کی گرج اور صاعقہ یعنی آسمان سے اترنے والی آگ کی تفصیلات کو بیان کیا ہے۔ فرمایا، وہ اللہ کی ذات ہے جو آسمان میں بجلی کی چمک پیدا کرتا ہے تو بعض دفعہ آدمی کو صاعقہ (یعنی آگ والی بجلی) کا خوف ہوتا ہے اور کبھی اسے امید ہوتی ہے کہ بارش ہوگی۔ وہی بارش سے بھرے بادل کو پیدا کرتا ہے، نیز فرمایا کہ بجلی کی کڑک اس کی تسبیح بیان کرتی ہے اور فرشتے اللہ کے خوف سے تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاعقہ بھیج کر جسے چاہتا ہے ہلاک کر دیتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ کفار اللہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے جھگڑتے ہیں، بعث بعد الموت کا انکار کرتے ہیں اور کبر وعناد کی وجہ سے عذاب الٰہی مانگنے میں بڑی دیدہ دلیری اور ہٹ دھرمی دکھاتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑاتے ہیں اور اپنی من مانی نشانیوں کا مطالبہ کرتے ہیں اور اس بات سے قطعاً غافل ہوتے ہیں کہ اللہ کی تدبیر اور اس کی گرفت بہت ہی سخت ہوتی ہے۔ جب اس کی گرفت میں آ جائیں گے تو کوئی طاقت انھیں نجات نہیں دلا سکے گی۔

ارشاد فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَ يَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴾ [الروم : ٤٨] ’’اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے تو وہ بادل کو ابھارتی ہیں، پھر وہ اسے آسمان میں پھیلا دیتا ہے جیسے چاہتا ہے اور وہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ پس تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس کے درمیان سے نکل رہی ہے، پھر جب وہ اسے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برسادیتا ہے تو اچانک وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔‘‘

قبیلہ بنوغفار میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ جب بادل کو پیدا کرتا ہے تو وہ بہت شائستہ انداز میں گفتگو کرتا ہے اور بہت احسن انداز میں ہنستا ہے۔‘‘ [مسند أحمد : ٥/ ٤٣٥، ح : ٢٣٧٤٨]

وَ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ : سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جب بادل کی گرج سنتے تو باتیں کرنا چھوڑ دیتے اور یہ دعا پڑھتے: ((سُبْحَانَ الَّذِیْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ)) ’’پاک ہے وہ ذات کہ گرج اس کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتی ہے اور فرشتے اس کے خوف سے (اس کی تسبیح پڑھتے ہیں)۔‘‘ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ’’یہ گرج اور کڑک درحقیقت اہل زمین کے لیے ایک شدید وعید ہے۔‘‘ [الموطأ للإمام مالك، كتاب الكلام، باب القول إذا سمعت الرعد : ٢٦]

وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ : ارشاد فرمایا: ﴿ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ١٣] ’’پھر اگر وہ منہ موڑ لیں تو کہہ دے میں نے تمھیں ایک ایسی کڑک سے خبردار کر دیا جو عاد اور ثمود کی کڑک جیسی ہوگی۔‘‘

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَ مَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَ مَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

’’برحق پکارنا صرف اسی کے لیے ہے اور جن کو وہ اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی دعا کچھ بھی قبول نہیں کرتے، مگر اس شخص کی طرح جو اپنی دونوں ہتھیلیاں پانی کی طرف پھیلانے والا ہے، تاکہ وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے، حالانکہ وہ اس تک ہرگز پہنچنے والا نہیں اور نہیں ہے کافروں کا پکارنا مگر سراسر بے سود۔‘‘

دعا و عبادت کی تمام قسمیں، خشوع و خضوع، جھکنا اور سر جھکانا اللہ کے لیے خاص ہے۔ اس لیے کہ مضطر و پریشان حال کی پکار کو وہی سنتا ہے، وہی ان کی تکلیفوں کو دور کرتا ہے، اس لیے صرف اسی کی عبادت ہونی چاہیے اور اسی کے سامنے گریہ وزاری کرنی چاہیے۔ مگر جو لوگ بتوں کی پرستش کرتے ہیں ان کی مثال اس آدمی کی ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف بڑھائے، تاکہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے، لیکن پانی اس کی پیاس کو محسوس نہیں کرتا اور نہ یہ دیکھ پاتا ہے کہ کوئی اپنے ہاتھ اس کے سامنے پھیلائے ہوئے ہے، اس لیے نہ وہ اس کی فریاد سن پاتا ہے اور نہ اس کے منہ تک پہنچتا ہے۔ بتوں کا حال بھی ایسا ہی ہے، وہ اپنی عبادت کرنے والوں کی ادنیٰ مانگ بھی پوری نہیں کر پاتے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کافروں کی عبادت اور بتوں سے ان کی فریاد طلبی ان کے کسی کام نہیں آئے گی، بلکہ وبال دین و ایمان بن جائے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرمایا: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴾ [الأعراف : ۱۹۴] ''بے شک جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمھارے جیسے بندے ہیں، پس انھیں پکارو تو لازم ہے کہ وہ تمھاری دعا قبول کریں، اگر تم سچے ہو۔'' اور فرمایا: ﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ ﴾ [سبا : ۲۲] ''کہہ دے! پکارو ان کو جنھیں تم نے اللہ کے سوا گمان کر رکھا ہے، وہ نہ آسمانوں میں ذرہ برابر کے مالک ہیں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کوئی حصہ ہے اور نہ ان میں سے کوئی اس کا مددگار ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ۝ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ﴾ [فاطر : ۱۳، ۱۴] ''یہی اللہ تمھارا پروردگار ہے، اسی کی بادشاہی ہے اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے مالک نہیں۔ اگر تم انھیں پکارو تو وہ تمھاری پکار نہیں سنیں گے اور اگر وہ سن لیں تو تمھاری درخواست قبول نہیں کریں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ﴾ [الأحقاف : ۵] ''اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا انھیں پکارتا ہے جو قیامت کے دن تک اس کی دعا قبول نہیں کریں گے اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔''

وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظِلَالُهُم بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۝۱۵ (سجدہ)

''اور آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے اللہ ہی کو سجدہ کر رہا ہے، خوشی اور ناخوشی سے اور ان کے سائے بھی پہلے اور پچھلے پہر۔''

آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب اللہ کے ارادہ و مشیت اور اس کے حکم کے تابع ہیں۔ کوئی بھی اس کے حکم سے ایک ذرہ برابر سرتابی نہیں کر سکتا۔ جو کفار اللہ کو سجدہ نہیں کرتے، وہ بھی اس کے ارادہ و مشیت کے مطابق کبھی صحت مند ہوتے ہیں تو کبھی بیمار، ان میں کوئی مال دار ہوتا ہے تو کوئی فقیر، انھیں بھی ایک محدود وقت تک زندہ رہنے کے بعد موت لاحق ہوتی ہے۔ اہل ایمان اللہ کے سامنے برضا و رغبت جھکتے ہیں اور کافر اللہ تعالیٰ کے اوامر کو قبول کرنے پر مجبور ہیں۔

ارشاد فرمایا: ﴿ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ﴾ [الحج : ۱۸] ''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ، اسی کے لیے سجدہ کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے لوگ۔ اور بہت سے وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا اور جسے اللہ ذلیل کر دے پھر اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔ بے شک اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴾ [النحل : ٤٨ تا ٥٠] ''اور کیا انھوں نے اس کو نہیں دیکھا جسے اللہ نے پیدا کیا ہے، جو بھی چیز ہو کہ اس کے سائے دائیں طرف سے اور بائیں طرفوں سے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے ڈھلتے ہیں، اس حال میں کہ وہ عاجز ہیں۔ اور اللہ ہی کے لیے سجدہ کرتی ہے جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، کوئی بھی چلنے والا (جانور) ہو اور فرشتے بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ وہ اپنے رب سے، جو ان کے اوپر ہے، ڈرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں جو انھیں حکم دیا جاتا ہے۔''

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ۬ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ۬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۱۶

''کہہ! آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ کہہ دے! اللہ۔ کہہ! پھر کیا تم نے اس کے سوا کچھ کارساز بنا رکھے ہیں جو اپنی جانوں کے لیے نہ کسی نفع کے مالک ہیں اور نہ نقصان کے؟ کہہ دے کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتے ہیں؟ یا کیا اندھیرے اور روشنی برابر ہوتے ہیں؟ یا انھوں نے اللہ کے لیے کچھ شریک بنا لیے ہیں جنھوں نے اس کے پیدا کرنے کی طرح پیدا کیا ہے، تو پیدائش ان پر گڈ مڈ ہوگئی ہے؟ کہہ دے! اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی ایک ہے، نہایت زبردست ہے۔''

کفار مکہ کا یہ عقیدہ تھا کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، اسی ثابت شدہ حقیقت اور ان کے اعتراف کو یہاں بیان کرنے کے بعد ان سے کہا گیا ہے کہ جب تم جانتے ہو کہ اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا خالق و مالک ہے تو پھر اس کے علاوہ دوسروں کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا کیوں مانتے ہو؟ جو خود اپنی جان کو نہ کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ کسی نقصان کا ازالہ کر سکتے ہیں وہ تمھارے حاجت روا اور مشکل کشا کیسے بن جائیں گے؟ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک مثال کے ذریعے موحد مسلمان اور کافر کے درمیان فرق واضح کیا کہ کافر اپنے دین کے معاملہ میں اندھے کی مانند ہے اور موحد مسلمان آنکھ والے کی مانند۔ کافر اپنے کفر کی تاریکی میں بھٹکتا رہتا ہے اور موحد ایمان و توحید کی مشعل لیے منزل کی طرف بڑھتا رہتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا کہ کفر کی تاریکی اور ایمان کا نور دونوں برابر نہیں ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے۔ کفار و مشرکین کی کم عقلی اور نادانی کو مزید اجاگر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن باطل معبودوں کو وہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں کیا انھوں نے اللہ کی طرح آسمان، زمین، شمس و قمر، پہاڑ، سمندر اور جن و انس کو پیدا کیا ہے، جنھیں دیکھ کر مشرکوں کو شبہ ہو گیا ہے کہ وہ شرکاء بھی معبود ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے، بلکہ انھوں نے اپنی جہالت و نادانی کی وجہ سے ان چیزوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ حق بات بیان کر دیں اور کہہ دیں کہ ہر چیز کا خالق اللہ ہے، اس لیے عبادت کی مستحق بھی صرف اسی کی ذات ہے۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ : ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴾ [المؤمنون : ۸٦، ۸۷] ”کہہ ساتوں آسمانوں کا رب اور عرش عظیم کا رب کون ہے؟ ضرور کہیں گے اللہ ہی کے لیے ہے۔ کہہ دے پھر کیا تم ڈرتے نہیں؟“

قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا : ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ [يونس : ۱۰٦، ۱۰۷] ”اور اللہ کو چھوڑ کر اس چیز کو مت پکار جو نہ تجھے نفع دے اور نہ تجھے نقصان پہنچائے، پھر اگر تو نے ایسا کیا تو یقیناً تو اس وقت ظالموں سے ہوگا۔ اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تیرے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کر لے تو کوئی اس کے فضل کو ہٹانے والا نہیں، وہ اسے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہنچا دیتا ہے اور وہی بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴾ [الفرقان : ۳] ”اور انھوں نے اس کے سوا کئی اور معبود بنا لیے، جو کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں اور اپنے لیے نہ کسی نقصان کے مالک ہیں اور نہ نفع کے اور نہ کسی موت کے مالک ہیں اور نہ زندگی کے اور نہ اٹھائے جانے کے۔“ اور فرمایا: ﴿ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۱۸۸] ”کہہ دے! میں اپنی جان کے لیے نہ کسی نفع کا مالک ہوں اور نہ کسی نقصان کا، مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو ضرور بھلائیوں میں سے بہت زیادہ حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں نہیں ہوں مگر ایک ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔“

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ الْبَاطِلَ ؕ۬ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْكُثُ فِی الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ﴿۱۷﴾

''اس نے آسمان سے کچھ پانی اتارا تو کئی نالے اپنی اپنی وسعت کے مطابق بہ نکلے، پھر اس ریلے نے ابھرا ہوا جھاگ اٹھا لیا۔ اور جن چیزوں کو کوئی زیور یا سامان بنانے کی غرض سے آگ پر تپاتے ہیں ان سے بھی اسی طرح کا جھاگ (ابھرتا) ہے۔ اسی طرح اللہ حق اور باطل کی مثال بیان کرتا ہے، پھر جو جھاگ ہے سو بے کار چلا جاتا ہے اور رہی وہ چیز جو لوگوں کو نفع دیتی ہے، سو زمین میں رہ جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ مثالیں بیان کرتا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان ایک نئی مثال کے ذریعے فرق بیان کیا ہے۔ حق اور اہل حق کی مثال اس بارش کی ہے جسے اللہ آسمان سے برساتا ہے اور جس سے وادیاں بھر جاتی ہیں، لوگ اس سے خوب مستفید ہوتے ہیں، خود پیتے ہیں، جانوروں کو پلاتے ہیں اور اپنی زمینوں کو سیراب کرتے ہیں۔ جبکہ کچھ پانی زمین کے اوپر ٹھہرا رہتا ہے اور کچھ اندر پہنچ کر چشموں اور کنوؤں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ حق اور اہل حق کی مثال اس معدن (دھات) کی بھی ہے جس سے لوگ زیورات، برتن اور مختلف قسم کے آلات بناتے ہیں۔ یہ معدنیات بھی ایک مدتِ مدید تک باقی رہتے ہیں اور لوگ ان سے مستفید ہوتے ہیں اور باطل کی مثال جھاگ اور زنگ کی ہے جو کسی کام کا نہیں ہوتا اور تھوڑی دیر کے لیے اوپر اٹھنے کے بعد جلد ہی اپنا وجود کھو بیٹھتا ہے۔ ان دونوں مثالوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حق کو ثبات و دوام حاصل ہوتا ہے اور باطل زوال پذیر ہوتا ہے، جلد ہی ختم ہو جاتا ہے۔

پانی اور آگ کی مثالیں کتاب و سنت میں موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کے آغاز میں منافقوں کے لیے آگ اور پانی کی دو مثالیں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّاۤ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَ تَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ﴾ [البقرۃ : ۱۷] ''ان کی مثال اس شخص کی مثال کی سی ہے جس نے ایک آگ خوب بھڑکائی، تو جب اس نے اس کے ارد گرد کی چیزوں کو روشن کر دیا تو اللہ ان کے نور کو لے گیا اور انھیں کئی طرح کے اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ وہ نہیں دیکھتے۔'' پھر پانی کی مثال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ اَوْ كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ﴾ [البقرۃ : ۱۹] ''یا جیسے آسمان سے اترنے والی بارش، جس میں کئی اندھیرے ہیں اور گرج اور چمک ہے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں کافروں کے لیے دو مثالیں بیان فرمائی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے: ﴿ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِیْعَةٍ ﴾ [النور : ۳۹] ''اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ان کے اعمال کسی چٹیل میدان میں ایک سراب کی طرح ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سراب سخت گرمی میں ہوتا ہے، جیسا کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(قیامت کے دن) ان (یہودیوں) سے پوچھا جائے گا کہ اب تم کیا مانگتے ہو؟ وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! ہم پیاسے ہیں، ہمیں پانی پلا دے، تو ان سے کہا جائے گا پھر جاتے کیوں نہیں کہ پیو، پھر انھیں جہنم کی طرف اکٹھا کیا جائے گا تو وہ ان کو ایسی نظر آئے گی جیسے دنیا میں صحرا (ریت کے میدان)۔“ [مسلم، کتاب الإیمان، باب معرفة الرؤیة : ۱۸۳]

پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں دوسری مثال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ ﴾ [النور : ۴۰] ”یا ان اندھیروں کی (مثال کی) طرح جو نہایت گہرے سمندر میں ہوں۔“

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس ہدایت و علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال اس بارش کی سی ہے جو زمین پر برسی۔ اب زمین کے ایک حصے نے تو پانی قبول کر لیا اور اس پر گھاس اور چارا بکثرت اگ آیا اور زمین کا کچھ حصہ جاذب تھا، سو اس نے پانی روک لیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی لوگوں کو نفع پہنچایا اور یوں پانی ان کے پینے پلانے کے اور کھیتی باڑی کے کام آیا اور زمین کا جو ٹکڑا سنگلاخ اور سخت تھا نہ اس میں پانی ٹھہرا اور نہ وہاں کچھ پیداوار ہو سکی۔ تو یہ اس کی مثال ہے جس نے دین میں سمجھ حاصل کی اور میری بعثت سے اللہ نے اس کو فائدہ پہنچایا، اس نے خود علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور اس کی بھی مثال کہ جس نے اس کی طرف توجہ تک نہ کی اور نہ اللہ کی وہ ہدایت قبول کی جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔“ [بخاری، کتاب العلم، باب فضل من علم و علّم : ۷۹۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب بیان مثل ما بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الھدی والعلم : ۲۲۸۲]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری اور تمھاری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی، جب آگ نے اپنے آس پاس کی چیزوں کو روشن کر دیا تو پتنگے اور پروانے وغیرہ اس میں گر گر کر جان دینے لگے، اب وہ انھیں ہر چند روکتا ہے لیکن وہ پھر بھی برابر گر رہے ہیں۔ بالکل یہی مثال میری اور تمھاری ہے کہ میں تمھاری کمر پکڑ کر تمھیں روکتا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ آگ سے پرے ہٹو، لیکن تم میری نہیں سنتے، نہیں مانتے، بلکہ مجھ سے چھوٹ چھوٹ کر آگ میں گرے چلے جاتے ہو۔“ [مسلم، کتاب الفضائل، باب شفقته صلی اللہ علیہ وسلم علی أمته...... الخ : ۲۲۸۵، ۱۸/ ۲۲۸۴۔ بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ ووھبنا لداوٗد سلیمان نعم العبد ...... الخ ﴾ : ۳۴۲۶]

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؔ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ۬ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ۠ (۱۸)

النصف ع ۸/۱۱

”جن لوگوں نے اپنے رب کی بات قبول کر لی انھی کے لیے بھلائی ہے اور جنھوں نے اس کی بات قبول نہ کی اگر واقعی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے پاس وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اس کے ساتھ اتنا اور ہو تو وہ ضرور اسے فدیہ میں دے دیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے برا حساب ہے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔“

اہل حق اور اہل باطل کا انجام بیان کیا گیا ہے کہ جن اہل حق نے اللہ کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اسے ایک جانا، انبیائے کرام کی تصدیق کی اور اس کی نازل کردہ شریعت پر عمل کیا، ان کی منزل جنت ہوگی اور جن لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول نہیں کیا، قیامت کے دن وہ کسی طرح بھی جاں بر نہ ہو سکیں گے اور جہنم میں دھکیل دیے جائیں گے۔

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى : یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، اس کے احکام کو تسلیم کیا، ماضی اور مستقبل کی خبروں کی تصدیق کی تو ان کے لیے اچھی جزا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ذوالقرنین نے کہا تھا: ﴿ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴾ [الكهف : ۸۷، ۸۸] ”اس نے کہا جو شخص تو ظلم کرے گا سو ہم اسے جلدی سزا دیں گے، پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا تو وہ اسے عذاب دے گا، بہت برا عذاب۔ اور رہا وہ جو ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کیا تو اس کے لیے بدلے میں بھلائی ہے اور عنقریب ہم اسے اپنے کام میں سے سراسر آسانی کا حکم دیں گے۔“ اور فرمایا: ﴿ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ ﴾ [يونس : ۲٦] ”جن لوگوں نے نیکی کی انھی کے لیے نہایت اچھا بدلہ اور کچھ زیادہ ہے۔“

وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ : یعنی آخرت میں وہ اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے زمین بھر سونا دے دیں اور اس قدر اور بھی دے دیں تو وہ ان سے قبول نہیں کیا جائے گا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴾ [آل عمران : ۹۱] ”بے شک وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور اس حال میں مر گئے کہ وہ کافر تھے، سو ان کے کسی ایک سے زمین بھرنے کے برابر سونا ہرگز قبول نہ کیا جائے گا، خواہ وہ اسے فدیے میں دے۔ یہ لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے اور ان کے لیے کوئی مدد کرنے والے نہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴾ [البقرة : ۴۸] ”اور اس دن سے بچو جب نہ کوئی جان کسی جان کے کچھ کام آئے گی اور نہ اس سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائے گا جس کو جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ہوگا کہ اگر تیرے پاس دنیا اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب ہوتا تو کیا تو اسے فدیہ میں دے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتا (اور اپنے آپ کو عذاب سے چھڑوا لیتا؟) وہ بولے گا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تو اس سے بہت آسان بات چاہی تھی (جس میں کچھ خرچ نہ تھا) جب تو ابھی آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا کہ تو شرک نہ کرنا، تو میں تجھے جہنم میں داخل نہیں کروں گا، تو نہ مانا اور شرک کیا۔" [مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب طلب الكافر الفداء بملء الأرض ذهبا : ۲۸۰۵]

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

"پھر کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ بے شک جو کچھ تیرے رب کی جانب سے تیری طرف اتارا گیا وہی حق ہے، اس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے؟ نصیحت تو عقلوں والے ہی قبول کرتے ہیں۔"

کافر اور مومن کی ایک مثال بیان کی گئی ہے کہ جو آدمی یقین رکھتا ہے کہ قرآن اللہ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ کتاب ہے، وہ اس کی مانند نہیں ہوسکتا جو اس ایمان سے محروم ہے، بلکہ وہ اندھا ہے، جو خیر و شر میں تمیز نہیں کر پاتا۔ دونوں کے درمیان ایسا ہی فرق ہے جیسا پانی اور جھاگ، عمدہ اور زنگ آلود معدنیات کے درمیان ہے۔

ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾ [الزمر : ۹] "کہہ دے! کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے؟ نصیحت تو بس عقلوں والے ہی قبول کرتے ہیں۔" اور فرمایا: ﴿ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴾ [الأنعام : ۵۰] "کہہ دے! میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں پیروی نہیں کرتا مگر اس کی جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ کہہ! کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتے ہیں؟ تو کیا تم غور نہیں کرتے۔" اور فرمایا: ﴿ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْۗءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴾ [المؤمن : ۵۸] "اور نہ اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتا ہے اور نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور نہ وہ جو برائی کرنے والا ہے، بہت کم تم نصیحت حاصل کرتے ہو۔"

الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝

"جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور پختہ عہد کو نہیں توڑتے۔"

اگلی آیات میں ایمان والوں کی صفات اور ان کا انجام بیان کیا جا رہا ہے، یعنی وہ منافقوں کی طرح نہیں ہیں کہ عہد و پیمان کر کے توڑ دیں، جب لڑائی جھگڑا کریں تو گالیاں دیں، بات کریں تو جھوٹ بولیں اور جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کریں۔ جس قسم کا عہد بھی اللہ تعالیٰ سے کیا جائے اسے پورا کرنا ضروری ہے، ارشاد فرمایا: ﴿ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِذَا عٰهَدْتُّمْ ﴾ [النحل : ۹۱] ''اور اللہ کا عہد پورا کرو جب آپس میں عہد کرو۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ [النحل : ۹۵] ''اور اللہ کے عہد کے بدلے کم قیمت نہ لو، بے شک وہ چیز جو اللہ کے پاس ہے وہی تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ﴾ [الأحزاب : ۱۵] ''حالانکہ بلاشبہ یقیناً اس سے پہلے انھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ کا عہد ہمیشہ پوچھا جانے والا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ کہے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کو امانت دی جائے تو خیانت کرے۔'' [بخاري، كتاب الإيمان، باب علامات المنافق : ۳۳۔ مسلم، كتاب الإيمان، باب خصال المنافق : ۵۹]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق کی تین نشانیاں ہیں، خواہ وہ روزے رکھے، نماز پڑھے اور گمان رکھے کہ وہ مسلم ہے۔'' [مسلم، كتاب الإيمان ، باب خصال المنافق : ۱۰۹/۵۹]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں یہ ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس شخص میں ان خصلتوں میں سے کوئی ایک ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ (وہ یہ کہ) جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ کہے، جب عہد کرے تو اسے توڑ ڈالے اور جب جھگڑے تو بدزبانی کرے۔'' [بخاري، كتاب الإيمان ، باب علامات المنافق : ۳۴۔ مسلم ، كتاب الإيمان، باب خصال المنافق : ۵۸]

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾

''اور وہ جو اس چیز کو ملاتے ہیں جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسے ملایا جائے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔''

یعنی اللہ اور بندوں کے ان تمام حقوق کی حفاظت کرتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ خشیت الٰہی ان پر غالب رہتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے اوامر کو بجا لاتے ہیں اور محرمات اور نواہی سے بچتے ہیں۔ نیز قیامت کے دن کے حساب سے ڈرتے ہیں، اس لیے اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ : یعنی رشتے داروں سے صلہ رحمی کرتے اور ان سے اور فقیروں اور محتاجوں سے نیکی واحسان کا معاملہ کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ [النساء : ۱] ''اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں سے بھی، بے شک اللہ ہمیشہ تم پر پورا نگہبان ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَرْحَامَكُمْ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴾ [محمد : ۲۲، ۲۳] ''پھر یقیناً تم قریب ہو اگر تم حاکم بن جاؤ کہ زمین میں فساد کرو اور اپنے رشتوں کو بالکل ہی قطع کر دو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی۔ پس انھیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں اندھی کر دیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(لفظ) رحم (بمعنی رشتہ داری رحمٰن سے ملی ہوئی) شاخ ہے، لہٰذا اللہ نے (رحم سے) فرمایا، جو تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اسے توڑوں گا۔'' [بخاری، كتاب الأدب، باب من وصل وصله الله : ۵۹۸۹]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص پسند کرتا ہے کہ اس کے لیے اس کے رزق میں فراخی کی جائے اور اس کی عمر دراز کی جائے تو وہ اپنی رشتہ داری کو ملائے۔'' [بخاری، كتاب الأدب، باب من بسط له في الرزق لصلة الرحم : ۵۹۸۵۔ مسلم، كتاب البر والصلة، باب صلة الرحم و تحريم قطيعتها : ۲۵۵۷]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''رشتہ داری کو ملانا گھر والوں میں محبت، مال میں ثروت اور نشان قدم میں تاخیر (یعنی عمر میں برکت) کا باعث ہے۔'' [الأدب المفرد للبخاری : ۱۴۱/۱، ح : ۵۹]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صلہ رحمی کرنے والا شخص وہ نہیں جو برابر کا معاملہ کرتا ہے، بلکہ (اصل) صلہ رحمی کرنے والا شخص وہ ہے کہ جب اس کی رشتہ داری قطع کی جائے تو وہ اسے ملائے۔'' [بخاری، كتاب الأدب، باب ليس الواصل بالمكافئ : ۵۹۹۱]

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رشتہ داری توڑنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔'' [بخاری، كتاب الأدب، باب إثم القاطع : ۵۹۸۴۔ مسلم، كتاب البر والصلة، باب صلة الرحم : ۲۵۵۶]

وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ : یعنی اعمال کے کرنے یا نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف کو پیش نظر رکھتے اور آخرت میں برے حساب سے ڈرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ﴾ [البينة : ۸] ''ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ہمیشہ۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ یہ اس شخص کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈر گیا۔'' اور فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴾ [الملك : ۱۲] ''یقیناً جو لوگ اپنے رب سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں، ان کے لیے بڑی بخشش اور بڑا اجر ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی، اس نے (مرتے وقت) اپنے اہل و عیال سے کہا کہ جب وہ مر جائے تو اسے (یعنی مجھے) (جلا کر راکھ کر) دینا، پھر آدھی راکھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگل وغیرہ میں اڑا دینا اور آدھی سمندر میں بہا دینا، کیونکہ اللہ کی قسم! اگر اللہ نے مجھے پکڑ لیا تو وہ مجھے ایسا عذاب دے گا کہ ویسا عذاب اس نے دو جہاں میں کسی کو نہیں دیا ہو گا۔ پھر جب وہ شخص مر گیا تو اس کے اہل وعیال نے وہی کیا جو اس نے انھیں حکم دیا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے جنگل کو حکم دیا تو اس نے سب راکھ اکٹھی کر دی، پھر سمندر کو حکم دیا تو اس نے بھی ساری راکھ اکٹھی کر دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس شخص سے فرمایا، تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا کہ اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ صرف تیرے ڈر کی وجہ سے کیا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔" [مسلم، کتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالىٰ : ۲۷۵٦]

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾

"اور وہ جنھوں نے اپنے رب کا چہرہ طلب کرنے کے لیے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہم نے انھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کو نیکی کے ساتھ ہٹاتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے اس گھر کا اچھا انجام ہے۔"

یعنی اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کرنے میں جو تکلیف پہنچتی ہے، اس پر صبر کرتے ہیں۔ پانچوں وقت کی نماز بروقت، خشوع وخضوع کے ساتھ اور سنت کے مطابق ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی میں سے اس کی راہ میں پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں، برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں، گناہ کے بعد نیکی کرتے ہیں، کوئی ظلم کرتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں، اور جو قطع تعلق کرتا ہے اس سے تعلق قائم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آخرت میں ایسے ہی لوگوں کا انجام اچھا ہو گا۔

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ : یعنی اللہ کے احکام پر جمے رہتے ہیں، میدان جنگ میں ثابت قدم رہتے ہیں اور مصائب، تکالیف اور لوگوں کی بداخلاقی کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں۔ ناشکری کرتے ہیں نہ جزع فزع اور نہ بدکلامی کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ يُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا ﴾ [الفرقان : ۷۵] "ان لوگوں کو جزا میں بالاخانہ دیا جائے گا، اس لیے کہ انھوں نے صبر کیا اور اس میں ان کا استقبال زندگی کی دعا اور سلام کے ساتھ کیا جائے گا۔" اور فرمایا: ﴿ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ وَ لَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْۤا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ [النحل : ۹٦] "جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور یقیناً ہم ان لوگوں کو جنھوں نے صبر کیا، ضرور ان کا اجر بدلے میں دیں گے، ان بہترین اعمال کے مطابق جو وہ کیا کرتے تھے۔" اور فرمایا: ﴿ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْۤا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [النحل : ۱۱۰] "پھر بے شک تیرا رب ان لوگوں کے لیے جنھوں نے وطن چھوڑا، اس کے بعد کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتنے میں ڈالے گئے، پھر انھوں نے جہاد کیا اور صبر کیا، یقیناً تیرا رب اس کے بعد ضرور بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔" اور فرمایا: ﴿ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾ [الشوریٰ : ٤٣] "اور بلاشبہ جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے تو بے شک یہ یقیناً بڑی ہمت کے کاموں سے ہے۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے ڈر اور صبر کر۔" اس نے کہا، آپ مجھے (میرے حال پر) چھوڑ دیں، آپ پر مجھ جیسی مصیبت نہیں آئی، اس لیے آپ (میرے دکھ سے) ناواقف ہیں۔ پھر اسے بتایا گیا کہ وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے، تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پہنچی، اسے وہاں کوئی پہرے دار نہ ملا اور (وہ سیدھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئی اور) کہنے لگی، میں آپ کو نہیں پہچان سکی تھی (اس لیے مجھے معاف کر دیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صبر تو ابتدائے صدمہ ہی میں ہوتا ہے۔" [بخاری، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور : ۱۲۸۳۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب فی الصبر علی المصیبۃ عند الصدمۃ الأولی : ۹۲٦]

وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ : یعنی برائی کے بدلے میں بھلائی کرتے ہیں، اگر کوئی انھیں تکلیف پہنچائے تو اسے برداشت کرتے ہوئے صبر جمیل کا مظاہرہ کرتے ہیں اور انھیں معاف کر دیتے ہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴾ [المؤمنون : ٩٦] "اس طریقے سے برائی کو ہٹا جو سب سے اچھا ہو، ہم زیادہ جاننے والے ہیں جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں۔" اور فرمایا: ﴿ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴾ [حٰم السجدۃ : ٣٤، ٣٥] "اور نہ نیکی برابر ہوتی ہے اور نہ برائی۔ (برائی کو) اس (طریقے) کے ساتھ ہٹا جو سب سے اچھا ہے، تو اچانک وہ شخص کہ تیرے درمیان اور اس کے درمیان دشمنی ہے، ایسا ہو گا جیسے وہ دلی دوست ہے۔ اور یہ چیز نہیں دی جاتی مگر انھی کو جو صبر کریں اور یہ نہیں دی جاتی مگر اسی کو جو بہت بڑے نصیب والا ہے۔"

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝

"ہمیشگی کے باغات، جن میں وہ داخل ہوں گے اور ان کے باپ دادوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولادوں میں سے جو نیک ہوئے اور فرشتے ہر دروازے میں سے ان پر داخل ہوں گے۔ سلام ہو تم پر اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا۔ سو اچھا ہے اس گھر کا انجام۔"

یعنی جو لوگ گزشتہ آیات میں مذکور خوبیاں رکھتے ہیں، جنت ان کی منزل ہو گی اور ان کے ساتھ ان کے آباؤ اجداد، بیویوں اور اولاد میں سے وہ سب بھی جنت میں داخل ہوں گے جو دنیا میں صلاح و تقویٰ کی راہ اختیار کریں گے، یعنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا رشتہ داروں میں سے جو لوگ بھی مومن ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان مومنین و صالحین کا اکرام کرتے ہوئے انھیں بھی جنت میں داخل کر دے گا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴾ [الطور : ۲۱] ''اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد کسی بھی درجے کے ایمان کے ساتھ ان کے پیچھے چلی، ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان سے ان کے عمل میں کچھ کمی نہ کریں گے۔''

آگے فرمایا کہ جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو فرشتے ان کے پاس آئیں گے اور انھیں سلام کریں گے اور اس پر مبارک باد پیش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں دارالسلام میں صدیقین اور انبیاء و مرسلین کے جوار میں جگہ عطا فرمائی، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ سب سے پہلے جنت میں کون لوگ جائیں گے؟'' لوگوں نے کہا، اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: ''اللہ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے جنتی مساکین و مہاجرین ہیں، جو دنیا کی لذتوں سے دور تھے اور جو تکلیفوں میں مبتلا تھے، جن کی امنگیں دلوں ہی میں رہ گئیں اور قضا آ گئی۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے جنھیں چاہیں گے حکم دیں گے کہ ان کے پاس جاؤ اور انھیں مبارک باد دو۔ فرشتے کہیں گے، اللہ! ہم تیرے آسمانوں کے رہنے والے اور تیری بہترین مخلوق، کیا تو ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم انھیں جا کر سلام کریں اور انھیں مبارک باد پیش کریں؟ اللہ تعالیٰ جواب دے گا، یہ میرے وہ بندے ہیں جنھوں نے صرف میری عبادت کی، میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا، دنیاوی راحتوں سے محروم رہے، مصیبتوں میں مبتلا رہے اور انھیں جب موت آئی تو ان کی امنگیں ان کے دلوں ہی میں رہ گئیں، کوئی پوری نہ ہو سکی۔ اب تو فرشتے جلدی جلدی (بصد شوق) ان کی طرف دوڑیں گے، ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: ﴿ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴾ [الرعد : ۲٤] ''سلام ہو تم پر اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا۔ سو اچھا ہے اس گھر کا انجام۔'' [مسند أحمد : ۱٦۸/۲، ح : ٦۵۷۸۔ ابن حبان : ۷٤۲۱]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''بے شک پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ فقراء مہاجرین کا ہوگا، وہ جو فقر و فاقہ کے باوجود نافرمانیوں سے بچتے رہے۔ جب ان کو حکم دیا جاتا تو وہ سنتے اور اطاعت کیا کرتے تھے، اگر ان میں سے کسی کو امیر کے ساتھ کوئی حاجت و ضرورت ہوتی تو اس کی حاجت پوری نہ ہوتی، حتیٰ کہ اسے موت آ جاتی اور وہ حاجت و خواہش اس کے سینے ہی میں دفن ہو جاتی۔ بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت کو بلائے گا، تو وہ اپنی تمام تر رنگینیوں کے ساتھ چلی آئے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میرے وہ بندے کہاں ہیں جنھوں نے میرے راستے میں قتال کیا اور وہ میرے راستے میں قتل کر دیے گئے۔ میرے راستے میں ان کو تکالیف پہنچیں اور انھوں نے میرے راستے میں جہاد کیا۔ جاؤ! تم لوگ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ بغیر حساب اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (یہ صورت حال دیکھ کر) فرشتے (دربار الٰہی میں) حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے ہمارے رب! ہم دن رات تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تو یہ کون لوگ ہیں جن کو تو نے ہم پر ترجیح دے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یہ وہ لوگ ہیں جو میرے راستے میں لڑتے رہے اور میرے راستے میں تکلیفیں برداشت کرتے رہے، اس پر فرشتے جنت کے ہر دروازے سے ان کے پاس حاضر ہوں گے اور کہیں گے: ﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ [الرعد : ٢٤] ”سلام ہو تم پر اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا۔ سو اچھا ہے اس گھر کا انجام۔“ [مستدرك حاكم : ٢/ ٧١، ٧٢، ح : ٢٣٩٣۔ مسند أحمد : ٢/ ١٦٨، ح : ٦٥٧٩]

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾

”اور وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو اسے پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اس چیز کو کاٹ دیتے ہیں جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسے ملایا جائے اور زمین میں فساد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے لعنت ہے اور انھی کے لیے اس گھر کی خرابی ہے۔“

اب غیر اہل ایمان کی صفات اور ان کا انجام بیان کیا جا رہا ہے کہ جو لوگ اللہ سے کیے گئے عہد و پیمان کا خیال نہیں رکھتے اور جن اوامر و نواہی کا انھیں حکم دیا گیا ہے ان پر عمل پیرا نہیں ہوتے اور جن تعلقات، رشتوں اور قرابتوں کو جوڑے رکھنے کی انھیں نصیحت کی گئی ہے ان کا پاس نہیں رکھتے اور کفر و معاصی کے ارتکاب کے ذریعے زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، ایسے لوگ اللہ کی لعنت کے مستحق بن جاتے ہیں اور قیامت کے دن ان کا ٹھکانا جہنم ہو گا۔

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ کہے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کو امانت دی جائے تو خیانت کرے۔“ [بخاري، كتاب الإيمان، باب علامات المنافق : ٣٣۔ مسلم، كتاب الإيمان، باب خصال المنافق : ٥٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”منافق کی تین نشانیاں ہیں، خواہ وہ روزے رکھے، نماز پڑھے اور گمان رکھے کہ وہ مسلم ہے۔“ [مسلم، كتاب الإيمان، باب خصال المنافق : ١٠٩/ ٥٩]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں یہ ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس شخص میں ان خصلتوں میں سے کوئی ایک ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ (وہ یہ کہ) جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ کہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب عہد کرے تو اسے توڑ ڈالے اور جب جھگڑے تو بدزبانی کرے۔‘‘ [بخاری، کتاب الإیمان ، باب علامات المنافق : ۳٤ ۔ مسلم ، کتاب الإیمان، باب خصال المنافق : ۵۸]

وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ : سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ’’قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔‘‘ [بخاری ، کتاب الأدب، باب إثم القاطع : ۵۹۸٤ ۔ مسلم، کتاب البر والصلة ، باب صلة الرحم وتحریم قطیعتها : ۲۵۵٦]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ! میرے کچھ رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بدسلوکی کرتے ہیں، میں ان سے حلم و بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ سے جہالت والا معاملہ کرتے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اگر ایسے ہی ہے جیسے تم کہہ رہے ہو تو گویا کہ تم ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہے ہو اور جب تک اس عمل پر قائم رہو گے، ہمیشہ ان کے مقابلے میں اللہ کی طرف سے ایک مددگار تمھارے ساتھ رہے گا۔‘‘ [مسلم، کتاب البر و الصلة، باب صلة الرحم...... الخ : ۲۵۵۸]

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’بے شک اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو، ضرورت کے موقع پر خرچ نہ کرنے اور بغیر ضرورت کے سوال کرنے کو، نیز لڑکیوں کے زندہ درگور کرنے کو حرام کیا ہے اور فضول بحث و گفتگو کو، کثرت سوال کو اور مال کے ضائع کرنے کو تمھارے لیے ناپسند کیا ہے۔‘‘ [بخاری، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدین من الکبائر : ۵۹۷۵ ۔ مسلم، کتاب الأقضیة، باب النهی عن کثرة المسائل من غیر حاجة : ۵۹۳، قبل الحدیث : ۱۷۱٦]

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ وَ فَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲٦﴾

’’اللہ رزق فراخ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے اور وہ دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے، حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں تھوڑے سے سامان کے سوا کچھ نہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ کافر کی روزی میں وسعت دیتا ہے، گویا اس کی رسی ڈھیلی کر دی جاتی ہے، تاکہ کفر و معاصی میں اور آگے بڑھتا چلا جائے اور بندۂ مومن کی روزی میں تنگی پیدا کر دیتا ہے، مقصود اس سے اس کی آزمائش ہوتی ہے اور اس لیے بھی تاکہ اس کے گناہ دنیا ہی میں مٹ جائیں۔ روزی میں وسعت اللہ کی جانب سے کافر کے اعزاز و اکرام کی دلیل نہیں ہوتی اور نہ تنگیٔ رزق مومن کی تذلیل و اہانت ہے۔ اس کے بعد مشرکین مکہ کے بارے میں کہا گیا کہ وہ اپنی دنیاوی زندگی پر نازاں و فرحاں ہیں، حالانکہ آخرت کی کامیابی اور حصول جنت کے مقابلہ میں دنیا کی لذتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا : سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت والی انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا: ''اللہ کی قسم! دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں ایسے ہی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی یہ (شہادت والی) انگلی سمندر میں ڈبوئے اور پھر دیکھے کہ اس کے ساتھ کتنا پانی آتا ہے؟ (تو جتنا یہ سمندر کے مقابلے میں ہے اتنی ہی دنیا آخرت کے مقابلے میں ہے)۔'' [مسلم، کتاب الجنة و صفة نعیمها، باب فناء الدنیا و بیان الحشر یوم القیامة : ۷۱۹۷]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سو گئے تو ان کے پہلو میں اس کا نشان پڑ گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، ہم آپ کے لیے نرم بستر بنا دینا چاہتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ''مجھے دنیا سے کیا مطلب، دنیا میں میری مثال اس مسافر کی ہے جو ایک پل کسی درخت کے سائے میں ٹھہرتا ہے، پھر چل دیتا ہے۔'' [ترمذی، کتاب الزهد، باب حدیث ما الدنیا إلا کراکب استظل : ۲۳۷۷]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں سے گزرے، لوگ آپ کے ساتھ تھے، آپ کسی گاؤں سے مدینہ میں آئے تھے، آپ نے چھوٹے کان والا یا کٹے ہوئے کانوں والا بھیڑ کا مردہ بچہ دیکھا، آپ نے اس کا کان پکڑا، پھر فرمایا: ''تم میں سے کون اسے ایک درہم میں خریدنا پسند کرتا ہے؟'' لوگوں نے کہا کہ ہم اسے کسی بھی چیز کے بدلے میں خریدنا پسند نہیں کرتے اور ہم اسے کیا کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تمھیں (مفت میں) مل جائے؟'' لوگوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا، تب بھی اس میں عیب تھا کہ اس کے کان بہت چھوٹے (یا کٹے ہوئے) ہیں، پھر یہ تو مردہ ہے، اس کو کون لے گا۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے، جیسے یہ تمھارے نزدیک ہے۔'' [مسلم، کتاب الزهد، باب الدنیا سجن للمؤمن و جنة للکافر : ۲۹۵۷]

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ : ارشاد فرمایا: ﴿ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴾ [الأعلی : ۱۶، ۱۷] ''بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت کہیں بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۫ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴾ [النساء : ۷۷] ''کہہ دے دنیا کا سامان بہت تھوڑا ہے اور آخرت اس کے لیے بہتر ہے جو متقی بنے اور تم پر ایک دھاگے کے برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝۲۷

''اور جن لوگوں نے کفر کیا کہتے ہیں کہ اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتاری گئی۔ کہہ دے بے شک اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور اپنی طرف اسے راستہ دیتا ہے جو رجوع کرے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفارِ مکہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ اگر محمد (ﷺ) اللہ کے نبی ہیں تو موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) کی طرح اللہ تعالیٰ ان کے لیے بھی کوئی نشانی کیوں نہیں بھیج دیتا؟ اور ان کا مقصد محض کبر و عناد ہوتا تھا، ان کی نیت یہ نہیں ہوتی تھی کہ اسے دیکھ کر ایمان لے آئیں۔ یہاں بھی انھوں نے وہی سوال دہرایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انھیں جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے، چاہے وہ ہزار نشانیاں دیکھ لے اور جو گناہوں سے تائب ہو کر اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے ہدایت دیتا ہے، چاہے وہ کوئی بھی نشانی نہ دیکھے۔ اس کی مشیت میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اس لیے تمھیں رسول اللہ ﷺ سے نشانیوں کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اللہ کے دین کو قبول کر لینا چاہیے اور اس سے اپنا تعلق استوار کرنا چاہیے، تاکہ وہ تمھیں مزید توفیق کی نعمت سے نوازے۔

ارشاد فرمایا: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴾ [يونس : ۹۶، ۹۷] ”بے شک وہ لوگ جن پر تیرے رب کی بات ثابت ہو چکی، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ خواہ ان کے پاس ہر نشانی آ جائے، یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتَىٰ وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ ﴾ [الأنعام : ۱۱۱] ”اور اگر واقعی ہم ان کی طرف فرشتے اتار دیتے اور ان سے مردے گفتگو کرتے اور ہم ہر چیز ان کے پاس سامنے لا جمع کرتے تو بھی وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لے آتے، مگر یہ کہ اللہ چاہے اور لیکن ان کے اکثر جہالت برتتے ہیں۔“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اپنے رب سے دعا کیجیے کہ وہ صفا پہاڑ کو ہمارے لیے سونے کا بنا دے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم ایسا کرو گے؟“ انھوں نے کہا، ہاں! (ہم ایمان لے آئیں گے) رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی تو سیدنا جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا: ”بے شک آپ کا رب جو عزت و جلالت والا ہے، اس کی طرف سے آپ پر سلامتی ہو، وہ فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں قریش مکہ کے لیے صفا کو سونے کا بنا دیتا ہوں، لیکن اس کے بعد اگر کسی نے کفر کیا (ایمان نہ لایا) تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا کہ ویسا عذاب میں نے دو جہاں میں کسی کو بھی نہ دیا ہوگا اور اگر آپ (دوسری صورت) چاہتے ہیں تو میں ان کے لیے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھلا رہنے دیتا ہوں۔“ [مسند أحمد : ۱/ ۲۴۲، ح : ۲۱۷۰۔ مستدرك حاكم : ۲/ ۳۱۴، ح : ۳۲۲۵۔ ۱/ ۵۳، ح : ۱۷۴۔ اتحاف المهرة : ۷/ ۴۳۵، ح : ۸۶۷۹]

﴿ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝۲۸ ﴾

”وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے اطمینان پاتے ہیں۔ سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل اطمینان پاتے ہیں۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی صفت بیان کی جا رہی ہے، جو نعمت ہدایت سے سرفراز ہوتے ہیں کہ وہ اللہ، اس کے رسول اور اس کی کتاب پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ کی یاد سے ان کے دلوں کو سکون ملتا ہے، وہ اس کے سوا کسی کو اپنا یار و مددگار نہیں سمجھتے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو سکونِ قلب حاصل کرنے کا ایک نسخہ کیمیا بتایا کہ زبان و قلب کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے سے انسان کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، اس لیے اس کے دل کو صرف اس کی یاد سے سکون مل سکتا ہے۔ تسبیح وتحمید اور تکبیر و تہلیل ذکر الٰہی کے مسنون و معروف طریقے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ﴾ [قٓ : ۳۱ تا ۳۳] ”اور جنت پرہیز گاروں کے لیے قریب کر دی جائے گی، جو کچھ دور نہ ہوگی۔ یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، ہر اس شخص کے لیے جو بہت رجوع والا، خوب حفاظت کرنے والا ہو۔ جو رحمان سے بغیر دیکھے ڈر گیا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا۔“ اور فرمایا: ﴿ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴾ [قٓ : ۳۷] ”بلاشبہ اس میں اس شخص کے لیے یقیناً نصیحت ہے جس کا کوئی دل ہو، یا کان لگائے، اس حال میں کہ وہ (دل سے) حاضر ہو۔“ اور فرمایا: ﴿ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴾ [الزمر : ۴۵] ”اور جب اس اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل تنگ پڑ جاتے ہیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور جب ان کا ذکر ہوتا ہے جو اس کے سوا ہیں تو اچانک وہ بہت خوش ہو جاتے ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ عز و جل فرماتے ہیں، میں اس گمان کے مطابق اپنے بندے کے پاس ہوتا ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرے۔ اگر وہ مجھے اپنے نفس میں یاد کرے تو میں اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی جماعت میں میرا ذکر کرے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہو تو میں دونوں ہاتھ پھیلانے کے برابر اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چل کر آئے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔“ [بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ و یحذرکم اللہ نفسہ ﴾ ...... الخ : ۷۴۰۵]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی قوم کسی ایسی مجلس میں بیٹھتی ہے جس میں وہ اللہ کا ذکر کرتے ہوں تو فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت انھیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔“ [مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع ...... الخ : ۲۷۰۰]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَ حُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾

''جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے ان کے لیے خوشحالی اور اچھا ٹھکانا ہے۔''

اہل ایمان اور عمل صالح کرنے والوں کا انجام بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انھیں جنت دے گا اور وہاں وہ ایسی اچھی حالت میں ہوں گے جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں جنت میں ایک درخت عطا کرے گا جس کا نام ''طوبیٰ'' ہے اور وہ ایسی نعمت ہوگی جس کی خوبیاں الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴾ [طٰهٰ : ۷۵، ۷۶] ''اور جو اس کے پاس مومن بن کر آئے گا کہ اس نے اچھے اعمال کیے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جن کے لیے سب سے بلند درجے ہیں۔ ہمیشگی کے باغات، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے اور یہ اس کی جزا ہے جو پاک ہوا۔''

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ہے کہ سوار ایک سو سال تک اس کے سائے میں چلتا رہے گا لیکن وہ ختم نہیں ہوگا۔'' [بخاري، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار : ۶۵۵۲۔ مسلم، كتاب الجنة و صفة نعيمها، باب إن في الجنة شجرة، يسير الراكب ...... الخ : ۲۸۲۷]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ اگر عمدہ گھوڑے یا تیز رفتاری کے لیے تیار گھوڑے کا سوار اس کے سائے میں سو سال تک بھی چلتا رہے تو اس کا سایہ ختم نہیں ہوگا۔'' [بخاري، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار : ۶۵۵۳۔ مسلم، كتاب الجنة و صفة نعيمها، باب إن في الجنة شجرة ...... الخ : ۲۸۲۸]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس بندے سے (جو سب سے آخر میں جنت میں جائے گا) فرمائے گا، اپنی آرزوئیں بیان کر، وہ اپنی آرزوئیں بیان کرے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے یاد دلائے گا، وہ کہے گا کہ فلاں چیز، فلاں چیز، یہاں تک کہ اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ سب میں نے تجھے دیا اور اتنا ہی اور بھی دس مرتبہ عطا فرمایا۔'' [بخاري، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى : ﴿ وجوه يومئذ ناضرة ...... الخ ﴾ : ۷۴۳۷۔ مسلم، كتاب الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية : ۱۸۲]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! تمھارے اگلے اور پچھلے، تمھارے انسان اور جنات سب ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں، پھر وہ مجھ سے دعائیں کریں اور مانگیں اور میں ہر ایک کے تمام مطالبات پورے کردوں، تو اس سے میرے خزانوں میں اتنی بھی کمی نہیں آئے گی جتنی کسی سوئی کو سمندر میں ڈبو (کر نکالنے) سے سمندر کے پانی میں آتی ہے۔'' [مسلم، كتاب البر و الصلة، باب تحريم الظلم : ۲۵۷۷]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ عَلَيْهِمُ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَ هُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾

''اسی طرح ہم نے تجھے ایسی امت میں بھیجا جس سے پہلے کئی امتیں گزر چکیں، تاکہ تو انھیں وہ وحی پڑھ کر سنائے جو ہم نے تیری طرف بھیجی ہے، اس حال میں کہ وہ اس بے حد مہربان سے کفر کر رہے ہیں۔ کہہ دے وہی میرا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میں نے بھروسا کیا اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔''

نبی کریم ﷺ کی نبوت کی تصدیق و تائید کے طور پر کہا گیا ہے کہ جیسے ہم نے پہلے بہت سے انبیاء مبعوث کیے، اسی طرح اب آپ کو مبعوث کیا ہے، تاکہ آپ کفار قریش اور دیگر لوگوں کو وہ قرآن پڑھ کر سنائیں جو آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا معجزہ اور بنی نوع انسان کے لیے اللہ کی رحمت ہے، لیکن کفار اس ذات باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں جس کی ایک صفت ''الرحمٰن'' بھی ہے اور جس نے اپنی اس صفت رحمت کے تقاضے کے مطابق انسانوں کی ہدایت کے لیے قرآن کریم نازل فرمایا ہے اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ عَلَيْهِمُ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ : یعنی ان تک اللہ کے پیغام کو پہنچا دیں، اسی طرح ہم نے گزشتہ کافر قوموں کی طرف بھی نبی بھیجے تھے اور ان نبیوں کی بھی تکذیب کی گئی تھی، ان کی زندگی آپ کے لیے اسوہ ہے اور جس طرح ہم نے سابقہ امتوں کو اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لیا تھا، ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان پر بھی اسی طرح کا عذاب نازل نہ ہو، کیونکہ دوسرے انبیاء کی نسبت آپ کی زیادہ تکذیب کی جا رہی ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ [النحل : ٦٣] ''اللہ کی قسم! بلاشبہ یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال خوش نما بنا دیے۔ سو وہی آج ان کا دوست ہے اور انھی کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ﴾ [الأنعام : ٣٤] ''اور بلاشبہ یقیناً تجھ سے پہلے کئی رسول جھٹلائے گئے تو انھوں نے اس پر صبر کیا کہ وہ جھٹلائے گئے اور ایذا دیے گئے، یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آ گئی اور کوئی اللہ کی باتوں کو بدلنے والا نہیں اور بلاشبہ یقیناً تیرے پاس ان رسولوں کی کچھ خبریں آئی ہیں۔''

وَ هُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ : یعنی اس امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو رحمان کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور اسے تسلیم نہیں کرتے، حالانکہ رحمان و رحیم دونوں صفتوں سے موصوف اللہ ہی کی ذات ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[بني إسرائيل : ۱۱۰] ”کہہ دے اللہ کو پکارو، یا رحمان کو پکارو، تم جس کو بھی پکارو گے سو یہ بہترین نام اسی کے ہیں اور اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھ اور نہ اسے پست کر اور اس کے درمیان کوئی راستہ اختیار کر۔“

سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا مروان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سہیل بن عمرو آیا، اس نے کہا، آپ ہمارے اور اپنے درمیان ایک صلح نامہ لکھوا لیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب کو بلایا اور اس سے فرمایا: ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھو۔“ سہیل نے کہا، اللہ کی قسم! رحمٰن کو تو میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے؟ آپ ”بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ“ لکھوایئے۔ [بخاري، كتاب الشروط، باب الشروط في الجهاد : ۲۷۳۱، ۲۷۳۲۔ مسلم، كتاب الجهاد، باب صلح الحديبية : ۱۷۸٤]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام نہایت پیارے ہیں۔“ [مسلم، كتاب الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم : ۲۱۳۲۔ أبو داؤد، كتاب الأدب، باب في تغيير الأسماء : ٤٩٤٩]

وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَ لَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ ع

”اور واقعی اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جس کے ذریعے پہاڑ چلائے جاتے، یا اس کے ذریعے زمین قطع کی جاتی، یا اس کے ذریعے مُردوں سے کلام کیا جاتا۔ بلکہ کام سارے کا سارا اللہ کے اختیار میں ہے، تو کیا جو لوگ ایمان لائے ہیں مایوس نہیں ہو گئے کہ اگر اللہ چاہے تو یقیناً سب کے سب لوگوں کو ہدایت دے دے، اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ہمیشہ اس حال میں رہیں گے کہ انھیں اس کی وجہ سے جو انھوں نے کیا، کوئی نہ کوئی سخت مصیبت پہنچتی رہے گی، یا ان کے گھر کے قریب اترتی رہے گی، یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آ جائے۔ بے شک اللہ وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔“

اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جسے اس نے اپنے پیغمبر آقائے کائنات جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور سابقہ تمام آسمانی کتابوں پر فضیلت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل کی ہیں اگر ان میں سے کوئی ایسی ہوتی جس کی تلاوت کرنے کے بعد پہاڑ اپنی جگہ سے چل پڑتا، یا زمین کے ٹکڑے ہو جاتے، یا مردے بول پڑتے تو وہ قرآن کریم ہوتا۔ لیکن کافروں کا حال یہ ہے کہ اس آیتِ عظمیٰ اور معجزۂ کبریٰ کے ہوتے ہوئے موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی نشانیوں جیسی نشانی کا مطالبہ کرتے ہیں، لیکن اگر یہ سب کچھ ہو بھی جائے تو بھی کفار اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آئیں گے اور ایمان نہیں لائیں گے۔ آگے فرمایا کہ اگر اللہ چاہتا تو قرآن کے ذریعے سے وہ کچھ ہوتا جس کا بیان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوپر آیا، لیکن اس نے ایسا نہیں چاہا۔ اس لیے کہ ایمان کا تعلق اللہ کی مشیت سے ہے۔ اگر وہ چاہتا تو کفارِ قریش بغیر نشانیاں دیکھے بھی ایمان لے آتے، لیکن اس نے ایسا نہیں چاہا۔ آخر میں عام کافروں کے لیے بالعموم اور کفارِ مکہ کے لیے بالخصوص بہت بڑی وعید ہے کہ ان کے کفر اور رسولوں کی تکذیب کے نتیجے میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی مصیبت انھیں لاحق ہوتی رہے گی، قتل کیے جائیں گے، یا قید کر لیے جائیں گے، یا قحط سالی میں مبتلا ہوں گے، یا اور کوئی عذاب انھیں آ لے گا، یا ان کے قریب رہنے والوں پر کوئی عذاب نازل ہوگا کہ جسے دیکھ کر ان کے دل دہل جائیں گے اور ان کا سکون چھن جائے گا۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى : یعنی قرآن سے بڑھ کر کوئی حجت یا معجزہ نہیں ہے، جو عقلوں اور نفسوں کو اس سے بڑھ کر متاثر کرنے والا ہو کہ اسے اگر اللہ تعالیٰ پہاڑ پر نازل کر دیتا تو تم دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتا، نیز سابقہ آسمانی کتابوں میں سے ہر ایک کو قرآن کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ سب سے مشتق ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”داؤد علیہ السلام پر قرآن (یعنی زبور) کی قراءت اس قدر آسان کر دی گئی تھی کہ وہ اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زین کسی جانے سے پہلے ہی پورا قرآن (یعنی زبور) پڑھ لیتے تھے اور وہ سوائے اپنے ہاتھ کی کمائی کے اور کچھ نہیں کھاتے تھے۔“ [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ و اٰتینا داوٗد زبورًا ﴾ : ۳۴۱۷۔ مسند أحمد : ۲/ ۳۱۴، ح : ۸۱۸۰] اس حدیث میں قرآن سے مراد زبور ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر نبی کو کوئی نہ کوئی معجزہ دیا گیا تھا اور اسی کے مطابق لوگ اس پر ایمان لائے تھے اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (یعنی قرآن) ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کے ذریعے عطا کیا ہے (اور یہ معجزہ سب معجزوں سے بڑا ہے)، لہٰذا میں پر امید ہوں کہ روز قیامت میرے امتی سب انبیاء کے امتیوں سے زیادہ ہوں گے۔“ [بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزل الوحی و أول ما نزل ؟ : ۴۹۸۱۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب وجوب الإیمان برسالة نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ...... الخ : ۱۵۲]

اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر نبی کا معجزہ ان کی وفات کے ساتھ ہی ختم ہو گیا، مگر یہ قرآن ایک ایسی حجت اور ایک ایسا معجزہ ہے جو ابدالآباد تک باقی رہے گا، جس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے، جو بار بار پڑھنے کے باوجود کبھی پرانا نہیں ہوگا، جس سے علماء کبھی سیر نہیں ہوں گے، جو ایک فیصلہ کن بات ہے، مذاق نہیں ہے، جو سرکشی کی وجہ سے اسے ترک کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے نیست و نابود کر دے گا اور جو اس کے سوا کسی اور جگہ سے ہدایت کا طلب گار ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کر دے گا۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا ...... اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ : یعنی ان کے تکذیب کرنے کی وجہ سے انھیں ہمیشہ دنیا میں مصیبتوں کا سامنا رہے گا، یا مصیبتیں اور آفتیں ان کے گرد و پیش میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازل ہوتی رہیں گی، تاکہ یہ لوگ نصیحت وعبرت حاصل کریں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴾ [الأحقاف : ۲۷] ”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تمھارے اردگرد کی بستیوں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے پھیر پھیر کر آیات بیان کیں، شاید وہ لوٹ آئیں۔“ اور فرمایا: ﴿ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴾ [الأنبياء : ٤٤] ”بلکہ ہم نے انھیں اور ان کے باپ دادا کو ساز وسامان دیا، یہاں تک کہ ان پر لمبی عمر گزر گئی، پھر کیا وہ دیکھتے نہیں کہ بے شک ہم زمین کو آتے ہیں، اسے اس کے کناروں سے گھٹاتے آتے ہیں، تو کیا وہی غالب آنے والے ہیں؟“

کفارِ مکہ پر جو آفتیں آتی رہیں ان میں سے ایک قحط ہے اور جو آفتیں ان کے گھروں کے قریب نازل ہوتی رہیں ان میں سے ایک غزوۂ بدر میں متعدد کفار کا قتل ہونا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریش نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا نہ مانا اور سرکشی کی تو آپ نے فرمایا: ((اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ)) ”اے اللہ! یوسف علیہ السلام کے زمانہ جیسی قحط سالی کے ذریعے سے ان کے خلاف میری مدد فرما۔“ الغرض وہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے اور ہر چیز ختم ہو گئی، یہاں تک کہ وہ بھوک کی وجہ سے ہڈیاں اور مردار تک کھا گئے۔ لوگ آسمان کی طرف دیکھتے تو بھوک اور فاقہ کی شدت کی وجہ سے دھویں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا، اسی کے متعلق اللہ نے یہ آیت نازل کی: ”سو انتظار کر جس دن آسمان ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ دردناک عذاب ہے۔“ [الدخان : ۱۰، ۱۱] پھر ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! قبیلہ مضر کے لیے بارش کی دعا کیجیے کہ وہ برباد ہو چکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا مضر کے حق میں دعا کروں؟ یقیناً تم جری ہو۔“ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی اور بارش ہوئی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ”بے شک ہم یہ عذاب تھوڑی دیر کے لیے دور کرنے والے ہیں، بے شک تم دوبارہ وہی کچھ کرنے والے ہو۔“ [الدخان : ۱۵] چنانچہ جب پھر ان میں خوش حالی ہوئی تو وہ شرک کی طرف لوٹ گئے (اور اپنے ایمان لانے کے وعدے کو بھلا دیا) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ”جس دن ہم بڑی پکڑ پکڑیں گے، بے شک ہم انتقام لینے والے ہیں۔“ [الدخان : ١٦] اور اس پکڑ سے مراد بدر کی لڑائی ہے۔ [بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿يغشى الناس هذا عذاب أليم﴾ : ٤٨٢١، ٤٨٢٢]

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۳۲

”اور بلاشبہ یقیناً تجھ سے پہلے کئی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا تو میں نے ان لوگوں کو مہلت دی جنھوں نے کفر کیا، پھر میں نے انھیں پکڑ لیا تو میرا عذاب کیسا تھا۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ سے پہلے بھی میرے بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا گیا، تو میں نے ان کافروں کو کچھ دنوں کی مہلت دی، خوب چین وسکون کے ساتھ رہے، پھر اچانک میں نے انھیں پکڑ لیا اور میرا عذاب بہت ہی سخت ہوتا تھا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۠ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴾ [الفرقان : ۳۸، ۳۹] ”اور عاد اور ثمود کو اور کنویں والوں کو اور اس کے درمیان بہت سے زمانے کے لوگوں کو بھی (ہلاک کر دیا)۔ اور ہر ایک، ہم نے اس کے لیے مثالیں بیان کیں اور ہر ایک کو ہم نے تباہ کر دیا، بری طرح تباہ کرنا۔“ اور فرمایا: ﴿ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴾ [الحج : ۴۲ تا ۴۴] ”اور اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو بے شک ان سے پہلے قوم نوح اور عاد اور ثمود نے جھٹلایا۔ اور ابراہیم کی قوم نے اور لوط کی قوم نے۔ اور مدین والوں نے۔ اور موسیٰ کو جھٹلایا گیا تو میں نے ان کافروں کو مہلت دی، پھر میں نے انھیں پکڑ لیا تو میرا عذاب کیسا تھا؟“ اور فرمایا: ﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾ [آل عمران : ۱۷۸] ”اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، ہرگز گمان نہ کریں کہ بے شک جو مہلت ہم انھیں دے رہے ہیں وہ ان کی جانوں کے لیے بہتر ہے، ہم تو انھیں صرف اس لیے مہلت دے رہے ہیں کہ وہ گناہ میں بڑھ جائیں اور ان کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔“

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا رہتا ہے، پھر جب پکڑتا ہے تو اسے چھوڑتا نہیں۔“ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴾ [هود : ۱۰۲] ”اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے، جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے، اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والی ہوتی ہیں، بے شک اس کی پکڑ بڑی دردناک، بہت سخت ہے۔“ [بخاري، كتاب التفسير، باب قوله : ﴿ و كذلك أخذ ربك إذا أخذ القرى ...... الخ ﴾ : ۴۶۸۶۔ مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم : ۲۵۸۳]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی: ﴿ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴾ [الحجر : ۹۵] ”بے شک ہم تجھے مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں کافی ہیں۔“ اور فرمایا، نبی ﷺ کا مذاق اڑانے والے یہ لوگ تھے: ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث زہری، ابو زمعہ اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی، عاص بن وائل۔ سیدنا جبریل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو اللہ کے نبی ﷺ نے مذاق اڑانے والوں کی شکایت جبریل علیہ السلام سے کی۔ جبریل علیہ السلام نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ولید کو کر دیا اور اس کی بغل میں ایک رگ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: ”آپ نے (ولید کے ساتھ) کیا کیا؟“ جبریل ﷺ نے کہا: ”میں نے اسے سزا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے دی۔'' اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے اسود کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کر دیا اور اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے بارے میں بھی جبریل علیہ السلام سے پوچھا: ''آپ نے (اس اسود کا) کیا کیا؟'' جبریل علیہ السلام نے کہا: ''میں نے اس سے انتقام لے لیا۔'' پھر جبریل علیہ السلام نے ابوزمعہ کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے کہا: ''آپ نے اس کا کیا بندوبست کیا؟'' جبریل علیہ السلام نے کہا: ''میں نے اس سے بھی بدلہ لے لیا۔'' اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے حارث کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر یا پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: ''میں نے اس سے بھی انتقام لے لیا۔'' اسی طرح عاص کا گزر ہوا تو جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا اور کہا: ''میں نے اس کو بھی دبوچ لیا۔'' ولید کو سزا اس طرح ملی کی خزاعہ قبیلے کا ایک شخص جو اپنے تیروں کو ترتیب دے رہا تھا، اس کے پاس سے ولید کا گزر ہوا تو ایک تیر اس کی بغل کے نیچے رگ پہ جا لگا اور اس نے رگ کو کاٹ دیا۔ اسود بن مطلب اندھا ہو گیا۔ اسود بن عبد یغوث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ اس کے سر میں زخم ہو گئے جن کی وجہ سے وہ مر گیا۔ حارث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ زرد پانی نے حارث کو گھیر لیا، وہ اس کے پیٹ میں داخل ہو گیا اور صورت حال یہ ہو گئی کہ اس کا پاخانہ اس کے منہ سے نکلنے لگا، پھر وہ اس بیماری سے مر گیا۔ عاص کو سزا اس طرح ملی کہ اس کے سر میں اس طرح کا پھوڑا نکلا جس طرح کا ایک کانٹے دار پودا حجاز کے ریگستان میں اگتا ہے، وہ پھوڑا اس کے سارے سر میں پھیل گیا اور وہ اس سے مر گیا۔ عاص کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف کی طرف نکلا، گدھا کودا، اس نے اس کو کانٹوں پر گرا دیا، کانٹا اس کے پاؤں کے تلوے میں پیوست ہو گیا اور وہ اسی سے مر گیا۔ [السنن الکبریٰ للبیهقی : ۸/۹، ح : ۱۷۷۳۱۔ دلائل النبوة للبیهقی : ۳۱۶/۲ تا ۳۱۸]

اَفَمَنْ هُوَ قَآىِٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ صُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝۳۳

''تو کیا وہ جو ہر جان پر اس کا نگران ہے جو اس نے کمایا (کوئی دوسرا اس کے برابر ہو سکتا ہے؟) اور انھوں نے اللہ کے کچھ شریک بنا لیے۔ کہہ دے ان کے نام لو، یا کیا تم اسے اس چیز کی خبر دیتے ہو جسے وہ زمین میں نہیں جانتا، یا ظاہری بات سے (کہہ رہے ہو؟) بلکہ ان لوگوں کے لیے جنھوں نے کفر کیا، ان کا مکر خوش نما بنا دیا گیا اور وہ سیدھے راستے سے روک دیے گئے اور جسے اللہ گمراہ کر دے پھر اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔''

اس استفہام سے مقصود کفار کی زجر و توبیخ ہے کہ کیا وہ معبود برحق جو ہر ایک کی نگرانی کر رہا ہے، جس سے ان کا کوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل مخفی نہیں، ان بتوں کی مانند ہے جن کی وہ عبادت کرتے ہیں؟ جو نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں، نہ سمجھتے ہیں اور نہ کسی نفع ونقصان کی قدرت رکھتے ہیں۔ گزشتہ مضمون ہی کی مزید تاکید کے طور پر کہا جا رہا ہے کہ ذرا تم اپنے ان معبودوں کی صفات تو بیان کرو اور غور کرو تو سہی کہ کیا وہ تمھاری عبادت کے مستحق ہیں؟ کیا وہ اس کے اہل ہیں کہ انھیں اللہ کا شریک بنایا جائے؟ اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ جھوٹے معبود کا دعویٰ کر کے کیا تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو جس کا اسے علم نہیں ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ تمھارا یہ قول حقیقت کے عین خلاف ہے۔

أَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ : یعنی اللہ تعالیٰ جو حفیظ و علیم ہے اور ہر جان دار پر نگہبان ہے، وہ جانتا ہے کہ عمل کرنے والے کیا اچھے یا برے عمل کر رہے ہیں اور اس سے کوئی چیز بھی مخفی نہیں ہے، ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ﴾ [يونس : ٦١] ''اور تو نہ کسی حال میں ہوتا ہے اور نہ اس کی طرف سے (آنے والے) قرآن میں سے کچھ پڑھتا ہے اور نہ تم کوئی عمل کرتے ہو۔ مگر ہم تم پر شاہد ہوتے ہیں، جب تم اس میں مشغول ہوتے ہو۔'' اور فرمایا: ﴿ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [الأنعام : ٥٩] ''اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر ہے اور نہ خشک مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [هود : ٦] ''اور زمین میں کوئی چلنے والا (جان دار) نہیں مگر اس کا رزق اللہ ہی پر ہے اور وہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ اور اس کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے، سب کچھ ایک واضح کتاب میں درج ہے۔''

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ : یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں، شریکوں اور معبودانِ باطلہ کی بھی پوجا کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴾ [الأنعام : ١٠٠] ''اور انھوں نے جنوں کو اللہ کے شریک بنا دیا، حالانکہ اس نے انھیں پیدا کیا اور اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں کچھ جانے بغیر تراش لیں، وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔''

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ﴾ [المائدة : ٤١] ''اور وہ شخص کہ اللہ اسے فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کر لے اس کے لیے تو اللہ سے ہرگز کسی چیز کا مالک نہیں ہوگا۔'' اور فرمایا: ﴿ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴾ [النحل : ٣٧] ''اگر تو ان کی ہدایت کی حرص کرے تو بے شک اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا جسے وہ گمراہ کر دے اور نہ کوئی ان کی مدد کرنے والے ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾

’’ان کے لیے ایک عذاب دنیا کی زندگی میں ہے اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہے اور انھیں اللہ سے کوئی بھی بچانے والا نہیں۔‘‘

جن کافروں کا حال پیچھے بیان کیا گیا ہے، انھی کا انجام بتایا جا رہا ہے کہ انھیں دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں عذاب دیا جائے گا اور آخرت کا عذاب تو بڑا ہی دردناک ہوگا۔

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ : یعنی دنیا کی ذلت و رسوائی کے ساتھ ساتھ آخرت میں ان کے لیے جو عذاب تیار کیا گیا ہے، وہ بہت ہی سخت ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لعان کرنے والے میاں بیوی سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت ہی ہلکا ہے۔‘‘ [مسلم، کتاب اللعان : ۱۴۹۳۔ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ النور : ۳۱۷۸]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بالکل سچا ہے، کیونکہ دنیا کا عذاب تو ختم ہو جاتا ہے، جبکہ آخرت کا عذاب دائمی اور ابدی ہے اور یہ عذاب ایسی آگ کی صورت میں ہوگا جو دنیا کی آگ کی نسبت انہتر (۶۹) گنا زیادہ گرم ہے، جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تمھاری یہ آگ جسے انسان جلاتے ہیں، جہنم کی گرمی کے ستر اجزا میں سے ایک جز ہے، بلاشبہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر (۶۹) حصے بڑھ کر ہے، تمام کی حرارت اس کی مثل ہے۔‘‘ [مسلم، کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمھا، باب جھنم أعاذنا اللہ منھا : ۲۸۴۳]

پھر وہاں کی پکڑ کی سختی و شدت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ﴾ [الفجر : ۲۶،۲۵] ’’پس اس دن اس کے عذاب جیسا عذاب کوئی نہیں کرے گا۔ اور نہ اس کے باندھنے جیسا کوئی باندھے گا۔‘‘ اور فرمایا: ’’﴿ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۫ وَ اَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا ﴿۱۲﴾ وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِيْرًا ﴾ [الفرقان : ۱۱ تا ۱۵] ’’بلکہ انھوں نے قیامت کو جھٹلا دیا اور ہم نے اس کے لیے جو قیامت کو جھٹلائے، ایک بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جب وہ انھیں دور جگہ سے دیکھے گی تو وہ اس کے لیے سخت غصے کی اور گدھے کی سی آواز سنیں گے۔ اور جب وہ اس کی کسی تنگ جگہ میں آپس میں جکڑے ہوئے ڈالے جائیں گے تو وہاں کسی نہ کسی ہلاکت کو پکاریں گے۔ آج ایک ہلاکت کو مت پکارو، بلکہ بہت زیادہ ہلاکتوں کو پکارو۔ کہہ دے کیا یہ بہتر ہے یا ہمیشگی کی جنت، جس کا متقی لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے، وہ ان کے لیے بدلہ اور ٹھکانا ہوگی۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآىِٕمٌ وَّ ظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ۖۗ وَّ عُقْبَى الْكٰفِرِیْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾

''اس جنت کی صفت جس کا متقی لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے، یہ ہے کہ اس کے نیچے سے نہریں بہ رہی ہیں، اس کا پھل ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس کا سایہ بھی۔ یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو متقی بنے اور کافروں کا انجام آگ ہے۔''

کافروں کا انجام بتانے کے بعد اب مومنوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں جنت دے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اس میں کھانے پینے کی بے شمار نعمتیں اور درختوں کے دائمی سائے ہوں گے۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ : یعنی اس کے اطراف و جوانب میں نہریں بہ رہی ہیں اور اہل جنت ان میں سے جس طرح چاہیں گے اور جو چاہیں گے تصرف کر سکیں گے، یعنی اہل جنت انھیں جیسے چاہیں گے اور جدھر کو چاہیں گے نکال کر لے جائیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِیْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ۚ۬ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَ لَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ﴾ [محمد : ١٥] ''اس جنت کا حال جس کا وعدہ متقی لوگوں سے کیا گیا ہے، یہ ہے کہ اس میں کئی نہریں ایسے پانی کی ہیں جو بگڑنے والا نہیں اور کئی نہریں دودھ کی ہیں، جس کا ذائقہ نہیں بدلا اور کئی نہریں شراب کی ہیں، جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہے اور کئی نہریں خوب صاف کیے ہوئے شہد کی ہیں، اور ان کے لیے اس میں ہر قسم کے پھل اور ان کے رب کی طرف سے بڑی بخشش ہے۔''

اُكُلُهَا دَآىِٕمٌ : یعنی اس میں پھل اور کھانے پینے کی ایسی چیزیں ہوں گی جو کبھی ختم نہیں ہوں گی، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسوف کی نماز پڑھی تو صحابہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس جگہ کسی چیز کو پکڑا تھا، پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پچھلے پاؤں پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں، میں نے جنت کو دیکھا تھا اور اس میں سے ایک خوشہ پکڑا تھا، اگر میں اسے توڑ لیتا تو رہتی دنیا تک وہ باقی رہتا اور تم اسے کھاتے رہتے۔'' [بخاری، کتاب الکسوف، باب صلوة الکسوف جماعة : ١٠٥٢۔ مسلم، کتاب الکسوف، باب ما عرض على النبی ﷺ فی صلاة الکسوف ...... الخ : ٩٠٧]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنتی جنت میں خوب کھائیں پییں گے، لیکن وہ نہ تھوکیں گے، نہ پیشاب کریں گے اور نہ پاخانہ اور نہ ناک جھاڑیں گے۔'' لوگوں نے عرض کی کہ پھر کھانا کہاں جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' (انھیں) ڈکار اور پسینا آئے گا، اس میں مشک کی خوشبو ہوگی (بس اسی سے ان کا کھانا وغیرہ ہضم ہو جائے گا) اور (جنت میں) ان کی زبانوں پر تسبیح و تحمید اس طرح جاری ہوگی جس طرح سانس چلتا ہے۔'' [مسلم، کتاب الجنة و صفة نعیمها، باب فی صفات الجنة و أهلها ...... الخ : ٢٨٣٥]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی، اے ابو القاسم! آپ کا خیال ہے کہ اہل جنت کھائیں پییں گے، آپ نے فرمایا: ''ہاں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت کے ایک آدمی کو کھانے، پینے، جماع اور شہوت کے اعتبار سے ایک سو آدمیوں کی طاقت دی جائے گی۔'' اس نے کہا، جو کھاتا پیتا ہے اسے حاجت بھی پیش آتی ہے، حالانکہ جنت میں کوئی تکلیف دہ بات نہیں ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''ان کی حاجت ایک پسینے سے پوری ہو جائے گی، جو ان کی جلدوں سے بہے گا اور اس کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی، چنانچہ اس سے پیٹ ہلکا ہو جائے گا۔'' [السنن الکبریٰ للنسائی : ۶/ ۴۵۴، ح : ۱۱۴۷۸۔ مسند أحمد : ۴/ ۳۶۷، ح : ۱۹۲۹۱۔ ابن حبان : ۷۴۲۴]

وَظِلُّهَا : یعنی اسی طرح ان کے سائے بھی نہ ختم ہوں گے اور نہ سکڑیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴾ [الدھر : ۱۴] ''اور اس کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور اس کے خوشے تابع کر دیے جائیں گے، خوب تابع کیا جانا۔'' اور فرمایا: ﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا لَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴾ [النساء : ۵۷] ''اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے ہم انھیں عنقریب ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں ہمیشہ، ان کے لیے ان میں نہایت پاک صاف بیویاں ہوں گی اور ہم انھیں بہت گھنے سائے میں داخل کریں گے۔''

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک جنت میں ایک درخت ہے، اس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک چلتا رہے گا لیکن پھر بھی اس کا سایہ ختم نہیں ہوگا۔'' [بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار : ۶۵۵۲۔ مسلم، کتاب الجنة و صفة نعیمها، باب إن في الجنة شجرة یسیر الراکب ...... الخ : ۲۸۲۷]

تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ : ارشاد فرمایا: ﴿ لَا يَسْتَوِيْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴾ [الحشر : ۲۰] ''آگ والے اور جنت والے برابر نہیں ہیں، جو جنت والے ہیں، وہی اصل کامیاب ہیں۔''

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَاۤ اُشْرِكَ بِهٖ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَ اِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾

''اور وہ لوگ جنھیں ہم نے کتاب دی ہے، وہ اس پر خوش ہوتے ہیں جو تیری طرف اتارا گیا ہے اور کچھ گروہ وہ ہیں جو اس کے بعض کا انکار کرتے ہیں۔ کہہ دے مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤں۔ میں اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن باتوں سے وہ انکار کرتے ہیں، وہ وہی باتیں ہیں جن میں انھوں نے تحریف کر ڈالی تھی۔ کتاب کے کچھ احکام چھپا لیتے تھے اور کچھ باتیں خود ہی لکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دی تھیں۔ قرآن نے ایسی تمام باتوں سے پردہ اٹھا دیا اور جو حقیقت تھی اسے واشگاف الفاظ میں بیان کیا۔ اس وجہ سے ان لوگوں نے قرآن کے بعض حصوں کا انکار کیا، پھر بعد میں پورے قرآن ہی سے انکار کر دیا۔ ایسے ہی لوگوں کو جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ ان سے صاف طور پر کہہ دیجیے کہ میں تمھاری اس قسم کی باتوں کو تسلیم کرنے کے لیے قطعاً تیار نہیں۔ میں اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہیں سمجھتا۔ اسی بات کی تم سب کو دعوت دیتا ہوں اور تمھارے انبیاء نے خود بھی اسی بات کی طرف دعوت دی تھی۔

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ : یعنی یہود و نصاریٰ اس کتاب یعنی قرآن سے اس لیے خوش ہوتے ہیں کہ یہ ان کی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کے انبیاء کی تعظیم و تکریم سکھلاتی ہے۔ اس لحاظ سے تو سارے اہل کتاب قرآن سے خوش ہیں۔ پھر ان میں سے کچھ منصف مزاج ایسے بھی تھے جنھوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ مَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴾ [العنكبوت : ٤٧] ''اور اسی طرح ہم نے تیری طرف یہ کتاب نازل کی، پھر وہ لوگ جنھیں ہم نے کتاب دی، اس پر ایمان لاتے ہیں اور ان (مشرکین) میں سے بھی کچھ وہ ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیات کا انکار نہیں کرتے مگر جو کافر ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَ هُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَ مَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴾ [آل عمران : ١١٣ تا ١١٥] ''وہ سب برابر نہیں۔ اہل کتاب میں سے ایک جماعت قیام کرنے والی ہے، جو رات کے اوقات میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور وہ سجدے کرتے ہیں۔ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے اور اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے جلدی کرتے ہیں اور یہ لوگ صالحین سے ہیں۔ اور وہ جو نیکی بھی کریں اس میں ان کی بے قدری ہرگز نہیں کی جائے گی اور اللہ متقی لوگوں کو خوب جاننے والا ہے۔''

وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ : مثلاً یہودی عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴾ [التوبة : ٣٠] ''اور یہودیوں نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کا اپنے مونہوں کا کہنا ہے، وہ ان لوگوں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کی مشابہت کر رہے ہیں، جنھوں نے ان سے پہلے کفر کیا۔ اللہ انھیں مارے، کدھر بہکائے جا رہے ہیں۔" اہل کتاب نے اپنے علماء اور اپنے مشائخ کو اپنا رب بنا رکھا تھا اور ان کے فتووں پر عمل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ [التوبة : ۳۱] "انھوں نے اپنے عالموں اور اپنے درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ انھیں اس کے سوا حکم نہیں دیا گیا تھا کہ ایک معبود کی عبادت کریں، کوئی معبود نہیں مگر وہی، وہ اس سے پاک ہے جو وہ شریک بناتے ہیں۔"

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَ لَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾

"اور اسی طرح ہم نے اسے عربی فرمان بنا کر اتارا ہے اور یقیناً اگر تو نے ان کی خواہشات کی پیروی کی، اس کے بعد جو تیرے پاس علم آچکا تو اللہ کے مقابلے میں نہ تیرا کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔"

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا : یعنی جیسا کہ ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور ان پر آسمانی کتابیں نازل کیں، اسی طرح ہم نے آپ پر یہ قرآن محکم نازل کیا ہے، جو عربی زبان میں ہے، اس کے ساتھ ہم نے آپ کو شرف بخشا اور اس واضح، روشن اور جلی کتاب کے ساتھ ہم نے آپ کو دیگر پیغمبروں پر فضیلت عطا فرمائی ہے، جس کی شان یہ ہے: ﴿ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ۴۲] "اس کے پاس باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے، ایک کمال حکمت والے، تمام خوبیوں والے کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔"

آگے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کیا گیا ہے کہ اگر آپ قرآن جیسا علوم و معارف کا خزانہ ملنے کے بعد بھی یہود و نصاریٰ کی خواہشات کی پیروی کریں گے تو اللہ کے سوا آپ کا کوئی مددگار نہیں ہوگا اور اس کی گرفت سے آپ کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اس میں اہل علم کے لیے بھی وعید ہے کہ وہ اس سنت محمدیہ کو اختیار کرنے کے بعد، جسے اللہ کے پیغمبر محمد ﷺ لے کر تشریف لائے، اہل ضلالت کے رستے کی پیروی نہ کریں۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے کئی رسول تجھ سے پہلے بھیجے اور ان کے لیے بیویاں اور بچے بنائے اور کسی رسول کے لیے ممکن نہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ وہ کوئی نشانی لے آتا، مگر اللہ کے اذن سے۔ ہر وقت کے لیے ایک کتاب ہے۔"

بعض کفار رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہتے تھے کہ اگر محمد (ﷺ) نبی ہوتے تو شادی نہ کرتے، بلکہ نبوت کے کاموں میں لگا رہتے، تو یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ سے پہلے جو انبیائے کرام دنیا میں آتے رہے ہیں انھوں نے بھی شادیاں کی تھیں اور ان کی بھی اولاد تھی۔ ہم نے کسی فرشتے کو کبھی نبی بنا کر نہیں بھیجا۔ آگے ان لوگوں کی تردید کی گئی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے بار بار نشانی لانے کا مطالبہ کرتے تھے کہ اللہ کا رسول اس کی مرضی کے بغیر کوئی نشانی نہیں لا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے وقت اور حالات کے تقاضے کے مطابق ہر وقت کے لیے ایک فیصلہ کر رکھا ہے۔ جب وہ وقت آتا ہے، تو اس کا ظہور ہوتا ہے۔ ان فیصلوں کا تعلق کافروں کی خواہش سے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور اس کی مشیت سے ہے۔

وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً : سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین آدمی نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آئے اور ان سے آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق سوال کیا۔ جب انھوں نے اس کے بارے میں انھیں مطلع کیا تو انھوں نے گویا آپ ﷺ کی عبادت کو (اپنے لیے) کم خیال کیا اور کہا، ہماری اللہ کے نبی ﷺ سے کیا نسبت؟ ان کی تو اللہ رب العزت نے اگلی پچھلی تمام خطائیں معاف فرما دی ہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا، میں تو ہمیشہ ساری رات کا قیام کرتا رہوں گا، دوسرے نے کہا، میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی روزہ نہیں چھوڑوں گا اور تیسرے نے کہا، میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا۔ (ان کی یہ باتیں جب رسول اللہ ﷺ تک پہنچیں) تو آپ ان کے پاس آئے اور فرمایا: "کیا وہ تمھی ہو جنھوں نے یہ یہ باتیں کی ہیں؟ (سنو!) اللہ کی قسم! میں تم سب کی نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اور زیادہ متقی ہوں، لیکن اس کے باوجود میں کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا اور میں رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، تو جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔" [بخاری، كتاب النكاح، باب الترغيب في النكاح : ٥٠٦٣۔ مسلم، كتاب النكاح، باب استحباب النكاح لمن طاقت نفسه إليه …… الخ : ١٤٠١]

سیدنا سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے ایک سوال کروں، وہ یہ کہ کنوارا رہنا اور کبھی نکاح نہ کرنا، آپ اسے (شریعت کی رو سے) کیسا خیال کرتی ہیں؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ہرگز ایسا کام نہ کرنا، تو نے نہیں سنا جو اللہ عزوجل نے قرآن میں فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ﴾ "اور بلاشبہ یقیناً ہم نے کئی رسول تجھ سے پہلے بھیجے اور ان کے لیے بیویاں اور بچے بنائے۔" یہ آیت پڑھ کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، (اے سعد!) تو ہرگز تبتل اختیار نہ کرنا۔ [نسائی، كتاب النكاح، باب النهي عن التبتل : ٣٢١٨۔ مسند أحمد : ٩٧/٦، ح : ٢٤٧١٢]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ : یعنی نبی کو از خود اپنی طرف سے کسی معجزے کو دکھا دینے کا اختیار نہیں، بلکہ یہ سارا معاملہ اس اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے سپرد ہے کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا اور جو ارادہ فرماتا ہے اسے عملی جامہ پہنا دیتا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴾ [العنكبوت : ٥٠] ''اور انھوں نے کہا اس پر اس کے رب کی طرف سے کسی قسم کی نشانیاں کیوں نہیں اتاری گئیں، کہہ دے نشانیاں تو سب اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو صرف ایک کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔''

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۖۚ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ۞

''اللہ مٹا دیتا ہے جو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے۔''

اللہ تعالیٰ لوح محفوظ سے جو چاہتا ہے، مٹا دیتا ہے اور جس حکم اور فیصلے کو چاہتا ہے، باقی رکھتا ہے۔ ہر انسان کے بارے میں لوح محفوظ میں نوشتہ ہے کہ وہ نیک ہوگا یا بد، اس کی روزی، عمر اور اس سے متعلق خیر و شر کی ہر بات لکھی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مرضی اور ارادہ و مشیت کے مطابق اس میں تبدیلی کرتا ہے۔ اس کی مشیت میں کسی کا دخل نہیں ہے۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تقدیر کو محض دعا ہی ٹالتی ہے اور صرف نیکی ہی عمر میں اضافے کا باعث ہوتی ہے۔'' [ترمذی، كتاب القدر، باب ما جاء لا يرد القدر إلا الدعاء : ٢١٣٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ''جسے پسند ہے کہ اس کی روزی میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز کی جائے تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔'' [بخاری، كتاب الأدب، باب من بسط له في الرزق لصلة الرحم : ٥٩٨٥]

وَ اِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَ عَلَيْنَا الْحِسَابُ ۞

''اور اگر کبھی ہم واقعی تجھے اس کا کچھ حصہ دکھا دیں جس کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں، یا واقعی تجھے اٹھا لیں تو تیرے ذمے صرف پہنچا دینا ہے اور ہمارے ذمے حساب لینا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی، اب اگر کوئی آپ کی دعوت قبول نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس سے حساب لے گا اور دنیا میں آپ کے دشمنوں کو، ممکن ہے کہ اللہ آپ کی زندگی ہی میں ذلیل و رسوا کرے، یا ہو سکتا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد ان کے ساتھ ایسا ہو۔ بہر حال آپ نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی، اب ان کا حساب اور ان کا بدلہ ہمارے ذمے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۞ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۞ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ ۞ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۞ اِنَّ اِلَيْنَاۤ اِيَابَهُمْ ۞ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[الغاشية : ۲۱ تا ۲٦] ”پس تو نصیحت کر، تو صرف نصیحت کرنے والا ہے۔ تو ہرگز ان پر کوئی مسلط کیا ہوا نہیں ہے۔ مگر جس نے منہ موڑا اور انکار کیا۔ تو اسے اللہ عذاب دے گا، سب سے بڑا عذاب۔ یقیناً ہماری ہی طرف ان کا لوٹ کر آنا ہے۔ پھر بے شک ہمارے ہی ذمے ان کا حساب ہے۔“

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَ هُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾

”اور کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ بے شک ہم زمین کی طرف آتے ہیں، اسے اس کے کناروں سے کم کرتے آتے ہیں اور اللہ فیصلہ فرماتا ہے، اس کے فیصلے پر کوئی نظر ثانی کرنے والا نہیں اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔“

کفار مکہ کو اس بارے میں کیوں شبہ ہے کہ اللہ انھیں عذاب نہیں دے گا اور ذلت و رسوائی میں مبتلا نہیں کرے گا؟ کیا وہ دیکھ نہیں رہے کہ وہ اللہ سرزمین مکہ کو ان کے چاروں طرف سے تنگ کرتا جا رہا ہے اور ہر سال مسلمان کچھ علاقوں کو فتح کرتے ہوئے مکہ کی طرف بڑھ رہے ہیں اور کفارِ مکہ کے لیے زمین تنگ ہوتی جا رہی ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔ کسی کو اٹھاتا ہے تو کسی کو گراتا ہے، کسی کو مارتا ہے تو کسی کو زندگی دیتا ہے۔ اس کے فیصلوں میں کوئی دخل اندازی نہیں کر سکتا اور وہ تو بڑا ہی جلد انتقام لینے والا ہے۔ دنیا میں تو قید و بند اور قتل کی شدید آزمائش میں گرفتار ہیں ہی، عنقریب آخرت میں بھی اللہ ان کا حساب لے گا اور انھیں ان کے برے کرتوتوں کا مزہ چکھائے گا۔

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَ صَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴾ [الأحقاف : ۲۷] ”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تمھارے اردگرد کی بستیوں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے پھیر پھیر کر آیات بیان کیں، شاید وہ لوٹ آئیں۔“

وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ : ارشاد فرمایا: ﴿ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴾ [الأنبياء : ۲۳] ”اس سے نہیں پوچھا جاتا اس کے متعلق جو وہ کرے اور ان سے پوچھا جاتا ہے۔“

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کلمات سکھلائے کہ وہ انھیں نمازِ وتر میں پڑھا کریں، تو ان میں سے ایک کلمہ یہ بھی ہے: « فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ » ”بے شک تو ہی فیصلے کرتا ہے اور تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔“ [ترمذی، کتاب الوتر، باب ما جاء فی القنوت فی الوتر : ٤٦٤]

وَ هُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ﴾ [الأنبياء : ۱] ”لوگوں کے لیے ان کا حساب بہت قریب آ گیا اور وہ بڑی غفلت میں منہ موڑنے والے ہیں۔“

وَ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَ سَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اور بلاشبہ ان لوگوں نے تدبیریں کیں جو ان سے پہلے تھے، سو اصل تدبیر تو سب اللہ ہی کی ہے، وہ جانتا ہے جو کچھ ہر شخص کر رہا ہے اور عنقریب کفار جان لیں گے کہ اس گھر کا اچھا انجام کس کے لیے ہے۔‘‘

اس آیت میں بھی نبی کریم ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ کفارِ مکہ سے پہلے بھی جو کفار دنیا میں گزرے ہیں، انھوں نے اپنے انبیاء کے خلاف سازشیں کیں، لیکن وہ سازشیں ان کے کسی کام نہ آئیں، بلکہ ان کے لیے وبال جان بن گئیں۔ اس لیے کہ کامیاب تدبیر تو صرف اللہ کی تدبیر ہے۔ وہ اپنے سرکش اور نافرمان بندوں کو جب وہ خوابِ غفلت میں ہوتے ہیں اچانک پکڑ لیتا ہے۔ وہ ہر فرد کے اچھے اور برے اعمال سے باخبر ہے اور کافروں کی ان چالوں سے بھی واقف ہے جو وہ انبیاء کے خلاف چلتے ہیں اور ان چالوں کے کامیاب ہونے سے پہلے ہی انھیں اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ آیت کے آخر میں کافروں کو دھمکی دی گئی ہے کہ وہ عنقریب جان لیں گے کہ دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں جگہ اچھا انجام کس کو نصیب ہوگا۔

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا : یعنی گزشتہ قومیں اپنے رسولوں کے خلاف بہت تدبیر کر چکی ہیں اور انھوں نے انھیں اپنے ملکوں سے نکال دینے کا ارادہ کیا، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف چال چلی اور انجام کار پرہیز گاروں کو کامیابی و کامرانی سے نوازا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴾ [الأنفال : ۳۰] ’’اور جب وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، تیرے خلاف خفیہ تدبیریں کر رہے تھے، تاکہ تجھے قید کر دیں، یا تجھے قتل کر دیں، یا تجھے نکال دیں اور وہ خفیہ تدبیر کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَ مَكَرُوْا مَكْرًا وَّ مَكَرْنَا مَكْرًا وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَ قَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾ [النمل : ۵۰، ۵۱] ’’اور انھوں نے ایک چال چلی اور ہم نے بھی ایک چال چلی اور وہ سوچتے تک نہ تھے۔ پس دیکھ ان کی چال کا انجام کیسا ہوا کہ بے شک ہم نے انھیں اور ان کی قوم، سب کو ہلاک کر ڈالا۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَ سَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ تَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ ضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ۝ وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴾ [إبراھیم : ۴۵ تا ۴۷] ’’اور تم ان لوگوں کے رہنے کی جگہوں میں آباد رہے جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور تمھارے لیے خوب واضح ہو گیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کس طرح کیا اور ہم نے تمھارے لیے کئی مثالیں بیان کیں۔ اور بے شک انھوں نے تدبیر کی، اپنی تدبیر اور اللہ ہی کے پاس ان کی تدبیر ہے اور ان کی تدبیر ہرگز ایسی نہ تھی کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں۔ پس تو ہرگز گمان نہ کر کہ اللہ اپنے رسولوں سے اپنے وعدے کے خلاف کرنے والا ہے۔ یقیناً اللہ سب پر غالب، بدلہ لینے والا ہے۔‘‘

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ((رَبِّ اَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ، وَامْکُرْلِیْ وَلَا تَمْکُرْ عَلَیَّ، وَاهْدِنِیْ وَ یَسِّرْ هُدَایَ اِلَیَّ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ، اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْنِیْ لَکَ شَاکِرًا، لَکَ ذَاکِرًا، لَکَ رَاهِبًا، لَکَ مِطْوَاعًا، اِلَیْکَ مُخْبِتًا، اَوْ مُنِیْبًا، رَبِّ ! تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ، وَاغْسِلْ حُوْبَتِیْ، وَ اَجِبْ دَعْوَتِیْ، وَ ثَبِّتْ حُجَّتِیْ، وَاهْدِ قَلْبِیْ، وَ سَدِّدْ لِسَانِیْ، وَاسْلُلْ سَخِیْمَةَ قَلْبِیْ » ''اے میرے رب! میری مدد فرما، میرے خلاف کسی کی مدد نہ کر (جو مجھے تیری اطاعت سے روک دے) میری نصرت فرما، میرے خلاف کسی کی نصرت نہ کر، میرے حق میں تدبیر فرما، میرے خلاف تدبیر نہ کر، میری رہنمائی فرما اور ہدایت کو میرے لیے آسان فرما دے۔ اور جو میرے خلاف بغاوت کرے اس کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ یا اللہ! مجھے بنا دے اپنا شکر گزار، اپنا ذکر کرنے والا، تجھی سے ڈرنے والا، ازحد اطاعت گزار اور بہت ہی تواضع کرنے والا، اے میرے رب! میری توبہ قبول کر، میری خطائیں دھو ڈال، میری دعا قبول فرما۔ میری حجت قائم فرما دے۔ میرے دل کو ہدایت دے۔ میری زبان کو حق پر مستقیم رکھ اور میرے دل سے میل کچیل نکال دے۔'' [أبو داؤد، کتاب الوتر، باب ما یقول الرجل إذا سلم : ۱۵۱۰۔ ترمذی، کتاب الدعوات، باب : رب أعنی ولا تعن علی ...... الخ : ۳۵۵۱]

وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ ۙ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ ﴿۴۳﴾

ع ۶ / ۱۲

''اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، کہتے ہیں تو کسی طرح رسول نہیں ہے۔ کہہ دے میرے درمیان اور تمھارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے اور وہ شخص بھی جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔''

مشرکین مکہ کہا کرتے تھے کہ اے محمد! تم اللہ کے رسول نہیں ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ سے انھیں یہ جواب دینے کو کہا کہ تمھارے جھٹلانے سے کیا بنتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ میری نبوت پر شاہد ہے اور تمھیں میری صداقت کے کئی نشان دکھا چکا ہے اور دکھا رہا ہے اور اہل کتاب میں سے بھی منصف مزاج لوگ میری رسالت کی گواہی دیتے ہیں، کیونکہ ان کی کتابوں میں میرے متعلق کئی بشارتیں موجود ہیں، پھر ان میں سے بعض اسلام بھی لا چکے ہیں، جیسے عبد اللہ بن سلام، سلمان فارسی اور تمیم داری رضی اللہ عنہم، انھوں نے اسلام لانے کے بعد اس کی شہادت دی کہ تورات و انجیل میں رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی صراحت موجود ہے۔

وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ : ارشاد فرمایا: ﴿ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ﴾ [الأعراف : ۱۵۷] ''جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴾ [الأنعام : ۲۰] ''وہ لوگ جنھیں ہم نے کتاب دی وہ اسے پہچانتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ وہ لوگ جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا، سو وہ ایمان نہیں لاتے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَ اِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ [المائدة : ۸۳، ۸۴] ’’اور جب وہ سنتے ہیں جو رسول کی طرف نازل کیا گیا ہے تو تو دیکھتا ہے کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہ رہی ہوتی ہیں، اس وجہ سے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا۔ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے، سو ہمیں شہادت دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔ اور ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ (پر) اور اس چیز پر ایمان نہ لائیں جو حق میں سے ہمارے پاس آئی ہے اور یہ طمع نہ رکھیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ داخل کر لے گا۔‘‘

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے پہلی وحی کا حال بیان کیا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لے آئیں، وہ زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عبرانی زبان کے کاتب تھے، چنانچہ حسب منشائے الٰہی وہ انجیل کو عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ تو جب آپ ﷺ نے اپنا حال بیان کیا تو اس نے کہا کہ یہ تو وہی ناموس (یعنی فرشتہ) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجا تھا، کاش! میں آپ کے اس عہد نبوت کے شروع ہونے پر جوان عمر ہوتا، کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی۔ [بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی: ۳۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب بدء الوحی إلی رسول اللہ ﷺ : ۱٦۰]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ ابراھیم مکیۃ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

”اللہ کے نام سے جو بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔“

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ۙ بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ اِلٰى صِرَاطِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ ۙ‏ ①

”الٓرٰ۔ ایک کتاب ہے جسے ہم نے تیری طرف نازل کیا ہے، تاکہ تو لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لائے، ان کے رب کے اذن سے، اس کے راستے کی طرف جو سب پر غالب، بے حد تعریف والا ہے۔“

یعنی اے محمد (ﷺ)! اس کتاب کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے، تاکہ آپ قرآن میں مذکور تعلیمات الٰہیہ کی روشنی میں انسانوں کو اللہ کے حکم اور اس کی مشیت کے مطابق کفر کی تاریکی سے نکال کر دین اسلام کی روشنی تک پہنچا دیں۔ پیغمبر کا کام ہدایت کا راستہ دکھانا ہے، اب جو کوئی بھی اس راستے کو اختیار کرتا ہے تو یہ صرف اللہ کے حکم اور مشیت سے ہوتا ہے، کیونکہ اصل ہادی وہی ہے، اس کی مشیت اگر نہ ہو تو پیغمبر کتنا بھی وعظ و نصیحت کر لے، لوگ ہدایت کا راستہ اپنانے پر تیار نہیں ہوتے۔

كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ : یعنی اے محمد (ﷺ)! اس کتاب کے ساتھ ہم نے آپ کو اس لیے مبعوث کیا ہے کہ آپ لوگوں کو ضلالت و گمراہی سے نکال کر ہدایت اور رشد و بھلائی کی طرف لے جائیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ﴾ [البقرۃ : ۲۵۷] ”اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے، وہ انھیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ هُوَ الَّذِيۡ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبۡدِهٖۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ﴾ [الحدید : ۹] ”وہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیات اتارتا ہے، تاکہ تمھیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے۔“

اللّٰهِ الَّذِيۡ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ وَوَيۡلٌ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡ عَذَابٍ شَدِيۡدِ ۙ‏ ②

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس اللہ کے (راستے کی طرف) کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب کے باعث بڑی ہلاکت ہے۔''

دین اسلام اس اللہ کا راستہ ہے جو آسمانوں اور زمین کے درمیان ہر چیز کا مالک ہے، اس لیے دنیا میں ہلاکت و بربادی اور قیامت کے دن عذابِ نار ہے ان کافروں کے لیے جو نبی کریم ﷺ کی دعوت کو قبول نہیں کرتے اور کفر کی تاریکی سے نکل کر ایمان و اسلام کی روشنی میں داخل نہیں ہو جاتے۔

الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ③

''وہ جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں پسند کرتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں، یہ لوگ بہت دور کی گمراہی میں ہیں۔''

کافروں کے اوصاف بیان کیے جا رہے ہیں کہ وہ آخرت کی زندگی کو فراموش کر دیتے ہیں اور دنیا کی زندگی کو کامیاب بنانے میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ اللہ کے بندوں کو راہِ حق پر چلنے سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ صحیح راستہ نہیں ہے، یا چاہتے ہیں کہ لوگ اسلام سے برگشتہ ہو جائیں، یا اللہ کا دین ان کی خواہش نفس کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ گمراہی کی راہ پر بہت دور جا چکے ہیں۔ گویا گمراہی ان کی فطرت ثانیہ بن گئی ہے۔

الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ : یعنی ان لوگوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی سے محبت کرتے ہیں اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں، ارشاد فرمایا: ﴿ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۟ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴾ [الأعلی : ۱۶، ۱۷] ''بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت کہیں بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۟ وَ اٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۟ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴾ [النازعات : ۳۷ تا ۳۹] ''پس لیکن جو حد سے بڑھ گیا۔ اور اس نے دنیا کی زندگی کو ترجیح دی۔ تو بے شک جہنم ہی (اس کا) ٹھکانا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴾ [البقرۃ : ۲۰۰] ''پھر لوگوں میں سے کوئی تو وہ ہے جو کہتا ہے اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے دے اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔''

اور فرمایا: ﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴾ [الشوریٰ : ۲۰] ''جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کریں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے ہم اس میں سے کچھ دے دیں گے اور آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں۔''

وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا : قرآن مجید میں کوئی کجی نہیں اور نہ اس راستہ میں کوئی کجی ہے جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستہ قرآن مجید بتاتا ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴾ [الزمر : ۲۸] ''واضح قرآن، جس میں کوئی کجی نہیں، تاکہ وہ بچ جائیں۔'' اور فرمایا: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۚ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَ يُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴾ [الکھف : ۱، ۲] ''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں کوئی کجی نہ رکھی۔ بالکل سیدھی، تاکہ وہ اس کی جانب سے آنے والے سخت عذاب سے ڈرائے اور ان مومنوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں، خوش خبری دے کہ بے شک ان کے لیے اچھا اجر ہے۔''

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴

''اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں، تاکہ وہ ان کے لیے کھول کر بیان کرے، پھر اللہ گمراہ کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل کر کے اور نبی کریم ﷺ کو مبعوث کر کے عربوں پر اپنے احسان کی تکمیل یوں کی کہ رسول اللہ ﷺ خود بھی عربی تھے اور ان کی زبان بھی عربی تھی، تاکہ آپ امور شریعت کو انھی کی زبان میں ان کے سامنے بیان کریں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اہل عرب اس بات کو اسلام پر اعتراض کرنے اور اپنی گمراہی کا بہانہ بنا لیتے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّ عَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴾ [حٰمٓ السجدۃ : ۴۴] ''اور اگر ہم اسے عجمی قرآن بنا دیتے تو یقیناً وہ کہتے اس کی آیات کھول کر کیوں نہ بیان کی گئیں، کیا عجمی زبان اور عربی (رسول)؟ کہہ دے یہ ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہدایت اور شفا ہے اور وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور یہ ان کے حق میں اندھا ہونے کا باعث ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں بہت دور جگہ سے آواز دی جاتی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا وَ تُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ﴾ [الشوریٰ : ۷] ''اور اسی طرح ہم نے تیری طرف عربی قرآن وحی کیا، تاکہ تو بستیوں کے مرکز (مکہ) کو ڈرائے اور ان لوگوں کو بھی جو اس کے ارد گرد ہیں اور تو اکٹھا کرنے کے دن سے ڈرائے جس میں کوئی شک نہیں، ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ بھڑکتی آگ میں۔''

پہلے ہر نبی کو صرف ان کی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا، لیکن سیدنا محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عالمگیر نبوت و رسالت سے سرفراز فرما کر تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔ (وہ یہ کہ) مہینے بھر کی مسافت پر رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور یہ کہ میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاکی کے لائق بنا دی گئی ہے۔ اس لیے جو آدمی جہاں نماز کا وقت پا لے وہ وہیں نماز پڑھ لے اور میرے لیے مال غنیمت حلال کیے گئے ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی پر حلال نہیں تھے اور مجھے شفاعت سونپی گئی ہے اور ہر نبی صرف اپنی قوم ہی کی طرف آتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔'' [بخاری، کتاب التیمم، بابٌ : ۳۳۵۔ مسلم، کتاب المساجد، باب المساجد و مواضع الصلاۃ : ۵۲۱]

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ١ۙ۬ وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ١ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ۰

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال اور انھیں اللہ کے دن یاد دلا، بلاشبہ اس میں ہر ایسے شخص کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو بہت صبر کرنے والا، بہت شکر کرنے والا ہے۔''

تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنی امتوں کو راہ راست پر چلنے کی دعوت دیں۔ ان انبیاء میں موسیٰ علیہ السلام ایک بڑے نبی اور رسول تھے۔ جن کا واقعہ یہاں بطور مثال بیان کیا گیا ہے اور ﴿ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ﴾ سے مراد ان قوموں کی ہلاکت کے واقعات ہیں کہ جو قومیں موسیٰ علیہ السلام سے پہلے گزر چکی تھیں، جیسے قوم نوح اور قوم لوط وغیرہ۔ ایک دوسری رائے یہ ہے کہ اس سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو اللہ نے قوم موسیٰ کو دی تھیں اور سرفہرست یہ نعمت کہ انھیں فرعون کے ظلم و طغیان سے نجات دی تھی اور ﴿ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴾ سے مراد وہ مومنین ہیں جو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہیں اور جب گزشتہ قوموں کی بربادی یا ان پر اللہ کی نعمتوں کی بارش کی داستانیں سنتے ہیں تو فوراً چوکنا ہوتے ہیں، اپنا محاسبہ کرتے ہیں اور صبر و شکر کی زندگی اختیار کرتے ہیں۔

وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ : یعنی انھیں اللہ تعالیٰ کے یہ احسانات اور انعامات یاد دلائیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں فرعون کی قید، قہر اور ظلم و ستم سے نجات دی، ان کے لیے دریا میں رستے بنا دیے، بادلوں کو سائے کے لیے بھیج دیا، ان پر من و سلویٰ نازل فرمایا اور اپنی دیگر بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک دفعہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو (وعظ و نصیحت کے دوران میں) ایام اللہ یاد دلا رہے تھے اور ایام اللہ سے مراد اللہ کی (بھیجی ہوئی) نعمتیں اور بلائیں ہیں اور اسی دوران میں انھوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ روئے زمین پر کوئی مجھ سے بہتر اور بڑا عالم ہوگا، تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ میں زمین میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جو تم سے بہتر اور تم سے بڑا عالم ہے (یعنی خضر علیہ السلام)۔'' [مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل الخضر علیہ السلام : ۲۳۸۰/۱۷۲]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ: سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کا ہر معاملہ بڑا عجیب ہے، کیونکہ اس کا ہر معاملہ اس کے لیے بہتر ہے اور مومن کے علاوہ یہ فضیلت کسی اور کے لیے نہیں۔ (وہ اس طرح کہ) اسے مصیبت پہنچے تو صبر کرتا ہے اور یہ اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر اسے راحت و آرام ملے تو شکر کرتا ہے، اس کا انجام بھی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔'' [مسلم، كتاب الزهد، باب المؤمن أمره كله خير : ۲۹۹۹]

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝

ع ۱۴

''اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کرو، جب اس نے تمھیں فرعون کی آل سے نجات دی، جو تمھیں برا عذاب دیتے تھے اور تمھارے بیٹے بری طرح ذبح کرتے اور تمھاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمھارے رب کی طرف سے بہت بڑی آزمائش تھی۔''

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ انھوں نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے یہ انعامات و احسانات یاد دلائے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں آل فرعون سے نجات بخشی، جس نے انھیں بدترین اور توہین آمیز عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا اور وہ یہ تھا کہ ان کے بیٹوں کو تو ذبح کر دیتے، مگر ان کی بیٹیوں کو اپنی نوکری چاکری کے لیے زندہ رہنے دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اس عذاب سے نجات عطا فرما دی اور بلا شبہ یہ اللہ کا ان پر ایک احسان عظیم تھا۔

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝

''اور جب تمھارے رب نے صاف اعلان کر دیا کہ بے شک اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور ہی تمھیں زیادہ دوں گا اور بے شک اگر تم ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب یقیناً بہت سخت ہے۔''

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا کہ تمھارے رب نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر تم اس کی نعمتوں کا ایمان خالص اور عمل صالح کے ذریعے سے شکر ادا کرو گے تو وہ تمھیں اور زیادہ روزی دے گا اور دنیا میں معزز و مکرم بنائے گا اور اگر ناشکری کرو گے تو وہ نعمتیں تم سے چھین لے گا اور سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے، ایک کوڑھی، ایک گنجا اور ایک اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں آزمانا چاہا اور ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور کہنے لگا، تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا اچھا رنگ اور اچھی جلد، کیونکہ لوگ مجھ سے نفرت و کراہت رکھتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کا رنگ اور جلد درست ہو گئی۔ پھر فرشتے نے پوچھا، تمھیں کون سا مال پسند ہے؟ وہ کہنے لگا،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹ۔ فرشتے نے اسے ایک دس ماہ کی حاملہ اونٹنی مہیا کر دی اور کہا، اللہ اس میں برکت دے گا۔ پھر وہ گنجے کے پاس آیا اور کہا، تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا، یہی کہ میرا گنجا پن جاتا رہے اور اچھے بال اگ آئیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ تندرست ہو گیا اور اس کے اچھے بال اگ آئے۔ پھر اس سے پوچھا، تمھیں کون سا مال پسند ہے؟ گنجے نے کہا، گائیں۔ چنانچہ فرشتے نے اسے ایک حاملہ گائے مہیا کر دی اور کہا، اللہ اس میں برکت دے گا۔ پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور پوچھا تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا، یہی کہ میری بینائی مجھے مل جائے، تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ بینا ہو گیا۔ پھر اس سے پوچھا، تمھیں کون سا مال پسند ہے؟ اس نے کہا، بکریاں۔ چنانچہ فرشتے نے اسے ایک حاملہ بکری مہیا کر دی اور کہا، اللہ اس میں برکت دے گا۔ کچھ مدت گزرنے پر کوڑھی کے پاس اونٹوں کا، گنجے کے پاس گائیوں کا اور اندھے کے پاس بکریوں کا بہت بڑا ریوڑ بن چکا تھا۔ اب فرشتہ پھر ان کے پاس ان کی پہلی صورت میں آیا۔ پہلے وہ کوڑھی کے پاس گیا اور کہا، میں محتاج و مسکین آدمی ہوں، میرا سب سامان سفر جاتا رہا، اب اللہ کی توفیق اور تیری مدد کے بغیر میں (منزل تک) نہیں پہنچ سکتا۔ لہٰذا میں تم سے اس اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں، جس نے تیرا رنگ اور جلد اچھی کر دی اور تجھے بہت سا مال دیا کہ ایک اونٹ مجھے دے دو، تاکہ میں اپنے ٹھکانے پر پہنچ سکوں۔ وہ کہنے لگا، میرے ذمے اور بہت سے حقوق ہیں۔ فرشتے نے کہا، غالباً میں تجھے پہچانتا ہوں، تو کوڑھی تھا، لوگ تجھ سے کراہت رکھتے تھے اور تو محتاج تھا اور اللہ نے تم پر مہربانی کی اور یہ سب کچھ عطا کیا۔ کوڑھی کہنے لگا، واہ! مجھے تو یہ سب کچھ باپ دادا کی وراثت سے ملا ہے۔ فرشتے نے کہا، اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے تیری پہلی حالت میں لوٹا دے۔ پھر وہ گنجے کے پاس آیا۔ اس سے بھی بالکل ویسے ہی سوال و جواب ہوئے جیسے کوڑھی سے ہوئے تھے۔ اسے بھی فرشتے نے بالآخر یہی کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے اپنی پہلی حالت میں پھیر دے۔ اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی کہا اور ساتھ ایک بکری کا سوال کیا، تو اندھا یہ سن کر کہنے لگا، واقعی میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی بخشی اور میں محتاج تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دار کر دیا۔ (اب تم نے مجھ سے اسی اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا ہے) تو اللہ کی قسم! جو کچھ چاہتے ہو لے لو، میں روکوں گا نہیں۔ فرشتے نے کہا، (میں محتاج نہیں فرشتہ ہوں) اپنی بکریاں اپنے پاس رکھو، اللہ تعالیٰ نے تم تینوں کو آزمایا تھا، اللہ تجھ سے تو خوش ہو گیا اور تیرے دونوں ساتھیوں (کوڑھی اور گنجے) سے ناراض ہوا۔'' [بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب حديث أبرص و أعمى و أقرع في بني إسرائيل : ٣٤٦٤]

سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! مجھے تم پر فقیری و محتاجی کا ڈر نہیں، لیکن مجھے اس چیز کا ڈر ہے کہ دنیا تم پر کشادہ کر دی جائے گی، جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ ہوئی تھی۔ پھر تم بھی اس دنیا میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگو گے، جیسے وہ بڑھتے تھے اور پھر یہ دنیا تمھیں بھی ایسے ہی ہلاک کر دے گی جیسے اس نے ان لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔'' [مسلم، كتاب الزهد، باب الدنيا سجن ...... الخ : ٢٩٦١]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے دوزخ دکھلائی گئی تو اس میں زیادہ تر عورتیں تھیں، جو کفر کرتی ہیں۔'' صحابہ نے کہا، کیا وہ اللہ کا کفر کرتی ہیں؟ فرمایا: ''(نہیں) وہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہوتی ہیں۔ اگر تم کسی عورت سے ایک لمبا عرصہ بھلائی کرو، پھر وہ تم سے کوئی ناگوار بات دیکھے تو کہہ دے گی کہ میں نے تو تجھ سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔'' [بخاری، کتاب الإیمان، باب کفران العشیر و کفر دون کفر : ۲۹]

وَ قَالَ مُوْسٰۤى اِنْ تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۸

''اور موسیٰ نے کہا اگر تم اور وہ لوگ جو زمین میں ہیں، سب کے سب کفر کرو تو بے شک اللہ یقیناً بڑا بے پروا، بے حد تعریف والا ہے۔''

موسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی کہا کہ اگر تم اور زمین میں رہنے والے سبھی لوگ اللہ کے ناشکرے ہو جاؤ گے تو اس کا نقصان تمھیں ہی پہنچے گا، وہ تمھارے شکر کا محتاج نہیں ہے۔ تمھاری ناشکری سے اس کی ذات اور صفات میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ غالباً انھوں نے یہ بات اس وقت کہی ہوگی، جب دیکھا ہوگا کہ ان کی قوم کفر و عناد پر مصر ہے اور ترغیب و ترہیب کا کوئی اسلوب ان پر اثر انداز نہیں ہو رہا ہے۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے بندو! تم میرا نقصان نہیں کر سکتے اور نہ مجھے فائدہ پہنچا سکتے ہو۔ اگر تمھارے اگلے اور پچھلے، تمھارے آدمی اور جن، سب ایسے ہو جائیں جیسے تم میں بڑا پرہیز گار شخص ہو تو میری سلطنت میں کچھ اضافہ نہیں ہوگا اور اگر تمھارے اگلے اور پچھلے، تمھارے آدمی اور جن، سب ایسے ہو جائیں جیسے تم میں سے سب سے بدکار شخص ہو تو میری سلطنت میں سے کچھ کم نہیں ہوگا۔ اے میرے بندو! اگر تمھارے پہلے اور پچھلے اور تمھارے انسان اور جن ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں اور مجھ سے مانگیں اور میں ہر انسان کے سوال کے مطابق اسے دے دوں، تو اس سے میری بادشاہت میں اتنی بھی کمی نہیں آتی جتنی دریا میں سوئی ڈبونے سے اس کے پانی میں کمی آتی ہے۔'' [مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم : ۲۵۷۷]

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۛ۬ وَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛؕ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فِيْۤ اَفْوَاهِهِمْ وَ قَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ اِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝۹

الثلثة

''کیا تمھارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جو تم سے پہلے تھے، نوح کی قوم کی (خبر) اور عاد اور ثمود کی اور ان کی جو ان کے بعد تھے، جنھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ان کے رسول ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے تو انھوں نے اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ اپنے مونہوں میں لوٹا لیے اور انھوں نے کہا بے شک ہم اسے نہیں مانتے جو تم دے کر بھیجے گئے ہو اور بے شک ہم تو اس چیز کے بارے میں جس کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو، ایک بے چین رکھنے والے شک میں مبتلا ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے قوم نوح، عاد، ثمود اور دیگر امتوں کے واقعات بیان کیے ہیں کہ جنھوں نے اپنے انبیاء کو جھٹلایا تھا اور ایسی قومیں دنیا میں ان گنت ہوئی ہیں جن کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ان رسولوں نے جب دلائل کی روشنی میں اللہ کا دین ان کے سامنے پیش کیا تو لوگوں نے انھیں بات کرنے سے منع کر دیا اور کہا کہ ہم تم سے ایک کلمہ بھی مزید نہیں سننا چاہتے، اپنی بات اپنے پاس ہی رہنے دو، ہم تمھاری دعوت کا انکار کرتے ہیں اور جس بات کی طرف تم ہمیں بلا رہے ہو ہمارے دل ان کی سچائی ماننے سے واضح انکاری ہیں۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ﬃ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ﴾ [النساء : ١٦٤] "اور بہت سے رسولوں کی طرف جنھیں ہم اس سے پہلے تجھ سے بیان کر چکے ہیں اور بہت سے ایسے رسولوں کی طرف جنھیں ہم نے تجھ سے بیان نہیں کیا۔" اور فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ﴾ [المؤمن : ٧٨] "اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے، ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کا حال ہم نے تجھے سنایا اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کا حال ہم نے تجھے نہیں سنایا۔"

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۰

"ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ کے بارے میں کوئی شک ہے، جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے؟ تمھیں اس لیے بلاتا ہے کہ تمھارے لیے تمھارے کچھ گناہ بخش دے اور تمھیں ایک مقرر مدت تک مہلت دے۔ انھوں نے کہا تم نہیں ہو مگر ہمارے جیسے بشر، تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے روک دو جس کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے، تو ہمارے پاس کوئی واضح دلیل لاؤ۔"

انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنی قوموں کے کفر اور رسالت و دعوت کے انکار پر غایت درجہ حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی وحدانیت اور اس کے معبود حقیقی ہونے میں شک ہے؟ حالانکہ آسمان و زمین کا وجود اس بات پر شاہد قاطع ہے اور کسی شک کی گنجائش نہیں چھوڑتا کہ اس کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں ہے، وہی ہر چیز کا خالق و مالک اور معبود ہے اور وہی تمھیں ہم پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے، ہم لوگ از خود تمھیں اس کی طرف نہیں بلا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے۔ اگر تم ہماری تصدیق کرتے ہوئے اللہ پر ایمان لے آؤ گے تو وہ تمھارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور ایک وقت معین تک دنیاوی زندگی سے مستفید ہونے دے گا۔ کافروں نے انبیاء کی دعوت کو دوبارہ رد کر دیا اور کہا کہ تم تو ہمارے ہی جیسے انسان ہو، کھاتے پیتے ہو، تمھیں ہم پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے اور نہ تم فرشتے ہو۔ بس تمھارا مقصد یہ ہے کہ ہمیں ہمارے آبا و اجداد کے معبودوں کی عبادت سے روک دو۔ اس لیے ہم تمھاری بات اس وقت مانیں گے جب کوئی واضح اور صریح نشانی لاؤ کہ واقعی تم اللہ کے نبی ہو۔ یہ محض ان کا عناد اور ہٹ دھرمی تھی، ورنہ ہر نبی نے ایسے معجزے اور نشانیاں پیش کیں جو قوموں کی اس یقین دہانی کے لیے کافی تھیں کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ہیں۔

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

”ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم نہیں ہیں مگر تمھارے جیسے بشر اور لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اور ہمارے لیے کبھی ممکن نہیں کہ تمھارے پاس کوئی دلیل اللہ کے اذن کے سوا لے آئیں اور اللہ ہی پر پس لازم ہے کہ مومن بھروسا کریں۔“

اب رسولوں کی طرف سے ان کی اس بات کا جواب دیا جا رہا ہے کہ ہاں! ہم تمھارے ہی جیسے انسان ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں بحیثیت نبی چن لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے اور اسے اپنا نبی بنا لیتا ہے۔ ہم کوئی نشانی اپنی مرضی سے نہیں لا سکتے، اللہ جب چاہتا ہے بھیجتا ہے اور اس نے اس وقت نہیں چاہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کے بعد اپنے مومن ساتھیوں کو خطاب کر کے کہا کہ مومنوں کو صرف اللہ پر بھروسا کرنا چاہیے اور ان کا مقصد سب سے پہلے اپنے آپ کو نصیحت کرنا تھا کہ ہمیں قوموں کی جانب سے جو بھی رنج والم دعوت کی راہ میں پہنچ رہا ہے اس پر صبر کرنے کے لیے اللہ پر بھروسا کرنا چاہیے اور اسی سے مدد مانگنی چاہیے۔

وَ مَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَ لَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ ع ۲ ۱۴

”اور ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ پر بھروسا نہ کریں، حالانکہ اس نے ہمیں ہمارے راستے دکھا دیے ہیں اور ہم ہر صورت اس پر صبر کریں گے جو تم ہمیں تکلیف پہنچاؤ گے اور اللہ ہی پر پس لازم ہے کہ بھروسا کرنے والے بھروسا کریں۔“

یہاں فرمایا کہ اللہ پر بھروسا نہ کرنے کے لیے ہمارے پاس کیا عذر باقی رہ گیا ہے، جب کہ اس نے ہم میں سے ہر ایک کو راہ راست پر ڈال دیا ہے اور اس پر استقامت کو واجب کر دیا ہے۔ چونکہ کافروں کی اذیتوں سے پائے استقلال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لغزش آنے کا خطرہ ہوتا تھا، اس لیے اپنی قوت ارادی اور عزم صمیم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اے لوگو! ہم دعوت کی راہ میں تمھاری اذیتوں پر صبر کریں گے اور بھروسا کرنے والوں کو صرف اللہ پر بھروسا کرنا چاہیے۔

وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَاۤ اٰذَيْتُمُوْنَا : عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مشرکوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے سخت ایذا کون سی دی تھی؟ تو انھوں نے کہا کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حطیم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے اپنا کپڑا آپ کی گردن میں ڈالا اور آپ کا گلا زور سے دبایا، اتنے میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے اور انھوں نے اس کا کندھا پکڑ کر اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ کیا اور کہا: ﴿ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ ﴾ [المؤمن : ۲۸] ''کیا تم ایک آدمی کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے ''میرا رب اللہ ہے۔'' [بخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و أصحابه من المشركين بمكة : ۳۸۵۶]

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ : سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ پر (بطور کشف و مشاہدہ کے) امتیں پیش کی گئیں تو ایک ایک دو دو نبی گزرتے رہے اور ان کے ساتھ ان کے ماننے والے بھی گزرتے رہے، کوئی نبی ایسا بھی تھا کہ اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔ اتنے میں اچانک ایک بڑا گروہ میرے سامنے ظاہر ہوا، میں نے پوچھا، یہ کون ہیں؟ کیا یہ میری امت ہے؟ لیکن مجھے بتلایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم ہے اور آپ افق کی طرف دیکھیں، (میں نے اس طرف دیکھا) تو ایک بہت بڑا گروہ تھا جو افق پر چھایا ہوا ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر ادھر آسمان کے دوسرے کناروں کی طرف دیکھو، میں نے دیکھا کہ ایک جماعت ہے جو تمام افق پر چھائی ہوئی ہے۔ مجھ سے کہا گیا، یہ آپ کی امت ہے اور اس کے ساتھ ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جو جنت میں بغیر حساب اور عذاب کے داخل ہوں گے۔'' آپ (یہ بیان کرنے کے بعد اپنی مجلس سے) اٹھے اور گھر تشریف لے گئے۔ لوگوں نے ان لوگوں کے متعلق بحث کرنا شروع کر دی، جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ بعض نے کہا، شاید یہ وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو گا۔ بعض نے کہا، شاید یہ وہ لوگ ہوں گے جو اسلام میں پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ انھوں نے کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ اس طرح انھوں نے (اپنے اپنے گمان کے مطابق) کئی چیزوں کا ذکر کیا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ آپ نے پوچھا: ''تم کس چیز میں بحث کر رہے تھے؟'' انھوں نے آپ کو ساری بات بتلائی تو آپ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ خود جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ کسی اور سے کرواتے ہیں اور نہ بدشگونی لیتے ہیں اور صرف اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں۔'' (یہ سن کر) عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہا، اے اللہ کے رسول! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا: ''تو ان میں سے ہے۔'' پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا، میرے لیے بھی دعا فرمائیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا: ”عکاشہ اس معاملہ میں تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔“ [بخاري، كتاب الطب، باب من اكتوى أو كوى غيره : ٥٧٠٥۔ مسلم ، كتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب : ٢٢٠]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کے لیے نکلے۔ جب رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے تو یہ بھی ان کے ساتھ واپس ہوئے۔ (راستے میں) صحابہ کو گھنے خاردار درختوں کی ایک وادی میں دوپہر کو نیند نے آ لیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے (آرام کرنے کے لیے) یہاں پڑاؤ کیا۔ صحابہ درختوں کے سائے کی تلاش میں ادھر ادھر بکھر گئے۔ رسول اللہ ﷺ کیکر کے ایک درخت کے نیچے (آرام کے لیے) گئے اور آپ نے اس کے ساتھ اپنی تلوار لٹکا دی اور ہم سب تھوڑی دیر کے لیے سو گئے۔ پس اچانک (ہم نے سنا کہ) رسول اللہ ﷺ ہمیں بلا رہے ہیں، (جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ) ایک دیہاتی آپ کے پاس ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس نے میری تلوار مجھ پر سونت لی، جب کہ میں سویا ہوا تھا۔ میں بیدار ہوا تو یہ اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا، آج تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا، اللہ۔“ (آپ ﷺ نے تین مرتبہ کہا کہ اللہ بچائے گا تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی) اور آپ نے اس دیہاتی کو کوئی سزا نہیں دی اور بیٹھ گئے۔ [بخاري، كتاب الجهاد، باب من علق سيفه بالشجر في السفر : ٢٩١٠۔ مسلم، كتاب الفضائل، باب توكله على الله تعالى وعصمة الله تعالى له من الناس : ٨٤٣، قبل الحديث : ٢٢٨٢]

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۱۳﴾ وَ لَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَ خَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾

”اور ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا، اپنے رسولوں سے کہا ہم ہر صورت تمھیں اپنی زمین سے نکال دیں گے، یا لازماً تم ہماری ملت میں واپس آؤ گے، تو ان کے رب نے ان کی طرف وحی کی کہ یقیناً ہم ان ظالموں کو ضرور ہلاک کریں گے۔ اور یقیناً ان کے بعد ہم تمھیں اس زمین میں ضرور آباد کریں گے، یہ اس کے لیے ہے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور میری وعید سے ڈرا۔“

جب کافروں نے دیکھا کہ انبیاء صبر کا پہاڑ بنے مصیبتوں کو جھیل رہے ہیں اور اللہ پر ان کا ایسا زبردست بھروسا ہے کہ دعوت کی راہ میں انھیں کسی بات کی پروا نہیں، تو انھوں نے علی الاعلان دھمکی دے دی کہ یا تو تم ہمارا دین اختیار کر لو، یا تمھیں اپنا گھر بار اور وطن چھوڑنا پڑے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو اطمینان دلایا اور کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں، ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے اور زمین کا مالک آپ ہی کو بنائیں گے۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا : مشرکین قریش کے بارے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾ [بني إسرائيل : ٧٦] ''اور بے شک وہ قریب تھے کہ تجھے ضرور ہی اس سرزمین سے پھسلا دیں، تاکہ تجھے اس سے نکال دیں اور اس وقت وہ تیرے بعد نہیں ٹھہریں گے مگر کم ہی۔'' اور فرمایا: ﴿ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴾ [الأنفال : ٣٠] ''اور جب وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، تیرے خلاف خفیہ تدبیریں کر رہے تھے، تاکہ تجھے قید کر دیں، یا تجھے قتل کر دیں یا تجھے نکال دیں اور وہ خفیہ تدبیر کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔''

لیکن کافروں کی ان تمام چالوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس نے اپنے رسول کو فتح و نصرت سے سرفراز فرما کر غالب کر دیا اور مکہ سے نکلنے کے سبب انصار و مددگار اور ایسے مجاہدین عطا فرما دیے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو دنیا میں پھیلانے کے لیے اپنی رحمت و نصرت کے دروازے وا کر دیے، حتیٰ کہ وہ مکہ بھی فتح ہو گیا جس کے مکینوں نے آپ کو ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکہ پر قبضہ عطا فرما دیا اور ان تمام دشمنوں کی ناک خاک میں ملا دی، خواہ ان کا تعلق مکہ سے تھا یا مکہ سے باہر کے علاقوں سے، یہاں تک کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہونے لگے اور بہت ہی تھوڑے عرصے میں اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کا دین مشرق و مغرب کے تمام ادیان پر غالب آ گیا۔

فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ : جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۚ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۪ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴾ [الصافات : ١٧١ تا ١٧٣] ''اور بلاشبہ یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لیے ہماری بات پہلے طے ہو چکی۔ کہ بے شک وہ، یقیناً وہی ہیں جن کی مدد کی جائے گی۔ اور بے شک ہمارا لشکر، یقیناً وہی غالب آنے والا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴾ [الأعراف : ١٣٧] ''اور ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے، اس سرزمین کے مشرقوں اور اس کے مغربوں کا وارث بنا دیا، جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور تیرے رب کی بہترین بات بنی اسرائیل پر پوری ہو گئی، اس وجہ سے کہ انھوں نے صبر کیا اور ہم نے برباد کر دیا جو کچھ فرعون اور اس کے لوگ بناتے تھے اور جو عمارتیں وہ بلند کرتے تھے۔'' اور فرمایا: ﴿ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴾ [المجادلة : ٢١] ''اللہ نے لکھ دیا ہے کہ ضرور بالضرور میں غالب رہوں گا اور میرے رسول، یقیناً اللہ بڑی قوت والا، سب پر غالب ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَ خَافَ وَعِيْدِ﴾ : یعنی میری یہ وعید اس شخص کے لیے ہے جو روز قیامت میرے آگے کھڑا ہونے سے، میرے خوف اور میرے عذاب سے ڈرے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى﴾ [النازعات : ٤٠، ٤١] ''اور رہا وہ جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اس نے نفس کو خواہش سے روک لیا۔ تو بے شک جنت ہی (اس کا) ٹھکانا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾ [الرحمٰن : ٤٦] ''اور اس شخص کے لیے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا، دو باغ ہیں۔''

وَ اسْتَفْتَحُوْا وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مِّنْ وَّرَآىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَ يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝ يَّتَجَرَّعُهٗ وَ لَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَ يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ مَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَ مِنْ وَّرَآىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝

''اور انھوں نے فیصلہ مانگا اور ہر سرکش، سخت عناد رکھنے والا نامراد ہوا۔ اس کے پیچھے جہنم ہے اور اسے اس پانی سے پلایا جائے گا جو پیپ ہے۔ وہ اسے بمشکل گھونٹ گھونٹ پیے گا اور قریب نہ ہوگا کہ اسے حلق سے اتارے اور اس کے پاس موت ہر جگہ سے آئے گی، حالانکہ وہ کسی صورت مرنے والا نہیں اور اس کے پیچھے ایک بہت سخت عذاب ہے۔''

اس بات کے کہنے والے ظالم مشرک بھی ہو سکتے ہیں کہ انھوں نے بالآخر اللہ تعالیٰ سے فیصلہ طلب کیا، یعنی اگر یہ رسول سچے ہیں تو ہمیں اپنے عذاب کے ذریعے سے ہلاک کر دے، جیسا کہ مشرکین مکہ نے کہا، غزوۂ بدر کے موقع پر بھی مشرکین مکہ نے اسی قسم کی آرزو کی تھی، یا اس کے کہنے والے رسول ہوں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں کہ اے اللہ! ہمیں ہمارے دشمنوں پر غلبہ نصیب فرما، یا ہمارے اور ان کے درمیان آخری فیصلہ کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اور انھیں ان کے دشمنوں پر غلبہ دے دیا اور سرکش و نافرمان کو منہ کی کھانا پڑی اور جہنم بھی ان کا پیچھا کر رہا ہے، جہاں انھیں پینے کے لیے جہنمیوں کی پیپ ملے گی، جسے پیتے وقت ان کی جان مصیبت میں رہے گی اور موت چہار جانب سے انھیں گھیرے رہے گی، لیکن وہ مریں گے نہیں اور دردناک اور نہ ختم ہونے والا عذاب ان کے پیچھے لگا رہے گا۔

﴿وَ اسْتَفْتَحُوْا﴾ : یعنی امتوں نے اپنے ہی خلاف فتح طلب کی، جیسا کہ انھوں نے یہ کہا: ﴿اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ [الأنفال : ٣٢] ''اے اللہ! اگر صرف یہی تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، یا ہم پر کوئی دردناک عذاب لے آ۔'' اور اللہ تعالیٰ نے مشرکوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: ﴿اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ وَ اِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ [الأنفال : ١٩] ''اگر تم فیصلہ چاہو تو یقیناً تمھارے پاس فیصلہ آ چکا اور اگر باز آ جاؤ تو وہ تمھارے لیے بہتر ہے۔''

﴿وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ﴾ : یعنی جو بنفسہٖ سرکش ہے اور حق قبول کرنے میں ہٹ دھرمی پر اڑا ہوا ہے، جیسا کہ ارشاد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ﴿ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۙ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴾ [ق : ٢٤ تا ٢٦] ''جہنم میں پھینک دو تم دونوں (فرشتے) ہر زبردست ناشکرے کو، جو بہت عناد رکھنے والا ہے۔ جو خیر کو بہت روکنے والا، حد سے گزرنے والا، شک کرنے والا ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بنا لیا، سو دونوں اسے بہت سخت عذاب میں ڈال دو۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک گردن قیامت کے دن دوزخ سے نکلے گی، اس کی دو آنکھیں ہوں گی کہ دیکھتی ہوں گی اور دو کان ہوں گے کہ سنتے ہوں گے اور ایک زبان کہ بولتی ہوگی، وہ کہے گی کہ میں تین قسم کے لوگوں کے لیے مقرر ہوئی ہوں، ایک جبار و سرکش، دوسرے جس نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا اور تیسرے مصور لوگ۔'' [ترمذی، کتاب صفة جهنم، باب ما جاء فی صفة النار : ٢٥٧٤۔ مسند أحمد : ٣٣٦/٢، ح : ٨٤٥١]

وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ : یعنی جہنم میں ان کے پینے کے لیے سوائے گرم کھولتے ہوئے پانی اور پیپ کے اور کچھ نہیں ہوگا، جن میں ایک بے انتہا گرم اور دوسرا بدبودار ہوگا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۙ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ﴾ [ص : ٥٧، ٥٨] ''یہ ہے (سزا) سو وہ اسے چکھیں، کھولتا ہوا پانی اور پیپ۔ اور دوسری اس کی ہم شکل کئی قسمیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴾ [محمد : ١٥] ''اور جنھیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا، تو وہ ان کی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔'' اور فرمایا: ﴿ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ﴾ [الکھف : ٢٩] ''اور اگر وہ پانی مانگیں گے تو انھیں پگھلے ہوئے تانبے جیسا پانی دیا جائے گا، جو چہروں کو بھون ڈالے گا۔''

وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ : یعنی وہ مختلف انواع و اقسام کے عذاب، جن سے اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت جہنم کی آگ میں سزا دے گا، اگر اس نے مرنا ہوتا تو مرنے کے لیے ان میں سے ہر ایک عذاب کافی ہوگا، لیکن اب وہ یہاں مرے گا نہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ﴾ [فاطر : ٣٦] ''نہ ان کا کام تمام کیا جائے گا کہ وہ مر جائیں اور نہ ان سے اس کا کچھ عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا۔''

وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ : یعنی اس حال کے بعد وہ ایک اور سخت عذاب میں مبتلا ہوگا، یہ عذاب بڑا ہی سخت اور تلخ ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے زقوم کے درخت کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْۤ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۙ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ۝ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ۚ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴾ [الصافات : ٦٤ تا ٦٨] ''بے شک وہ ایسا درخت ہے جو بھڑکتی ہوئی آگ کی تہ میں اگتا ہے۔ اس کے خوشے ایسے ہیں جیسے وہ شیطانوں کے سر ہوں۔ پس بے شک وہ یقیناً اس میں سے کھانے والے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، پھر اس سے پیٹ بھرنے والے ہیں۔ پھر بلاشبہ ان کے لیے اس پر یقیناً سخت گرم پانی کی آمیزش ہے۔ پھر بلاشبہ ان کی واپسی یقیناً اسی بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف ہوگی۔'' اور فرمایا: ﴿ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴾ [الرحمٰن : ٤٣، ٤٤] ''یہی ہے وہ جہنم جسے مجرم لوگ جھٹلاتے تھے۔ وہ اس کے درمیان اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان چکر کاٹتے رہیں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۝ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۝ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ۝ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴾ [الدخان : ٤٣ تا ٥٠] ''بے شک زقوم کا درخت۔ گناہ گار کا کھانا ہے۔ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح، پیٹوں میں کھولتا ہے۔ گرم پانی کے کھولنے کی طرح۔ اسے پکڑو، پھر اسے بھڑکتی آگ کے درمیان تک دھکیل کر لے جاؤ۔ پھر کھولتے پانی کا کچھ عذاب اس کے سر پر انڈیلو۔ چکھ، بے شک تو ہی وہ شخص ہے جو بڑا زبردست، بہت باعزت ہے۔ بے شک یہ ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے۔'' اور فرمایا: ﴿ هٰذَا ۭ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۝ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ﴾ [صٓ : ٥٥ تا ٥٨] ''یہ ہے (جزا) اور بلاشبہ سرکشوں کے لیے یقیناً بدترین ٹھکانا ہے۔ جہنم، وہ اس میں داخل ہوں گے، سو وہ برا بچھونا ہے۔ یہ ہے (سزا) سو وہ اسے چکھیں، کھولتا ہوا پانی اور پیپ۔ اور دوسری اس کی ہم شکل کئی قسمیں۔''

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے ہلکا عذاب اس کو ہوگا جو دو جوتیاں اور دو تسمے آگ کے پہنے ہوئے ہوگا (جس سے) اس کا دماغ اس طرح ابلے گا جس طرح ہنڈیا ابلتی ہے۔ وہ سمجھے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں ہوا، حالانکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔'' [مسلم، کتاب الإیمان، باب أهون أهل النار عذابًا : ٢١٣]

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝

''ان لوگوں کی مثال جنھوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا، ان کے اعمال اس راکھ کی طرح ہیں جس پر آندھی والے دن میں ہوا بہت سخت چلی۔ وہ اس میں سے کسی چیز پر قدرت نہ پائیں گے جو انھوں نے کمایا، یہی بہت دور کی گمراہی ہے۔''

کفار مکہ جو عمل بھی کرتے تو اپنے بتوں کی رضا کے لیے کرتے تھے، یا اس سے مقصود ریاکاری ہوتی تھی، مثلاً شہرت اور نام و نمود کے لیے مال خرچ کرتے تھے، یا مہمانوں کے لیے کئی کئی اونٹ ذبح کرتے تھے، تاکہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص بڑا سخی اور بڑا مہمان نواز ہے۔ ایسے اعمال کو اللہ تعالیٰ نے راکھ سے تشبیہ دی ہے، جسے تیز آندھی اڑا کر لے جاتی ہے۔ آگے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر گمراہی کیا ہو سکتی ہے کہ قیامت کے دن ان کے اعمال برباد ہو جائیں گے اور انھیں ان کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی اجر وثواب نہیں ملے گا۔

اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقامات پر بھی بیان فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴾ [الفرقان : ۲۳] ”اور ہم اس کی طرف آئیں گے جو انھوں نے کوئی بھی عمل کیا ہو گا تو اسے بکھرا ہوا غبار بنا دیں گے۔“ اور فرمایا: ﴿ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۱۷] ”اس کی مثال جو وہ اس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں، اس ہوا کی مثال جیسی ہے جس میں سخت سردی ہے، جو ایسے لوگوں کی کھیتی کو آ پہنچی جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، تو اس نے اسے برباد کر دیا اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا اور لیکن وہ (خود) اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ [البقرۃ : ۲٦٤] ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے صدقے احسان رکھنے اور تکلیف پہنچانے سے برباد مت کرو، اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا، تو اس کی مثال ایک صاف چٹان کی مثال جیسی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر اس پر ایک زوردار بارش برسے، پس اسے ایک سخت چٹان کی صورت چھوڑ جائے۔ وہ اس میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں پائیں گے جو انھوں نے کمایا اور اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ مومن پر (اس کی) نیکی کے معاملہ میں ذرا سا بھی ظلم نہیں کرے گا۔ اس کو اس کی نیکی کا بدلہ دنیا میں بھی دیا جائے گا اور آخرت میں بھی دیا جائے گا اور کافر نے جو عمل اللہ کے لیے کیے ہوں گے تو اس کو ان (نیک) اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہو گی کہ جس کا اسے بدلہ دیا جائے۔“ [مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب جزاء المؤمن بحسناته فی الدنیا والآخرة ...... الخ : ۲۸۰۸]

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۙ﴿۱۹﴾ وَّ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾

”کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، اگر وہ چاہے تو تمھیں لے جائے اور ایک نئی مخلوق لے آئے۔ اور یہ اللہ پر ہرگز کچھ مشکل نہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے روز قیامت جسموں کے دوبارہ پیدا کرنے کے بارے میں اپنی قدرت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا جو انسانوں کے پیدا کرنے کی نسبت زیادہ بڑی بات ہے۔ وہ ذات گرامی جس نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ، بے حد و حساب، وسیع و عریض اور عظیم الشان آسمانوں کو پیدا فرمایا، پھر اس نے ان میں مختلف حرکات کے حامل سیاروں اور دیگر بے شمار روشن نشانیوں کو پیدا کیا، پھر اس زمین کو پیدا فرمایا جسے اس نے بچھونے کی طرح ہموار بنایا اور کہیں ناہموار کر دیا اور کہیں اس میں میخوں کی طرح پہاڑ گاڑ دیے اور اس میں میدانوں، صحراؤں، جنگلوں، دریاؤں، سمندروں، درختوں، نباتات اور حیوانات کے مختلف انواع و اقسام، متعدد فوائد اور بے شمار شکلوں اور رنگوں سے مزین سلسلے پیدا فرما دیے، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرے؟

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ : ارشاد فرمایا: ﴿ اَوَ لَمۡ يَرَ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰهُ مِنۡ نُّطۡفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيۡمٌ مُّبِيۡنٌ ۝ وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِيَ خَلۡقَهٗ ؕ قَالَ مَنۡ يُّحۡيِ الۡعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيۡمٌ ۝ قُلۡ يُحۡيِيۡهَا الَّذِيۡۤ اَنۡشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلۡقٍ عَلِيۡمُ ۙ۝ الَّذِيۡ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنَ الشَّجَرِ الۡاَخۡضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنۡتُمۡ مِّنۡهُ تُوۡقِدُوۡنَ ۝ اَوَ لَيۡسَ الَّذِيۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنۡ يَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ ؕ بَلٰى ٭ وَ هُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِيۡمُ ۝ اِنَّمَاۤ اَمۡرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيۡـًٔا اَنۡ يَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ۝ فَسُبۡحٰنَ الَّذِيۡ بِيَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَيۡءٍ وَّ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴾ [یٰسٓ : ۷۷ تا ۸۳] ”اور کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ بے شک ہم نے اسے ایک قطرے سے پیدا کیا تو اچانک وہ کھلا جھگڑنے والا ہے۔ اور اس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کون ہڈیوں کو زندہ کرے گا، جب کہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟ کہہ دے انھیں وہ زندہ کرے گا جس نے انھیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہ ہر طرح کا پیدا کرنا خوب جاننے والا ہے۔ وہ جس نے تمھارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کر دی، پھر یکایک تم اس سے آگ جلا لیتے ہو۔ اور کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے اور پیدا کر دے؟ کیوں نہیں اور وہی سب کچھ پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ اس کا حکم تو، جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے، اس کے سوا نہیں ہوتا کہ اسے کہتا ہے ”ہو جا“ تو وہ ہو جاتی ہے۔ سو پاک ہے وہ کہ اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کی کامل بادشاہی ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔“

اِنۡ يَّشَاۡ يُذۡهِبۡكُمۡ وَ يَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ۙ وَّ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيۡزٍ : یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کوئی بڑی یا محال بات نہیں ہے، بلکہ اس کے لیے بہت آسان ہے کہ جب تم اس کے حکم کی خلاف ورزی کرو تو وہ تمھیں نابود کر کے تمھاری جگہ ایسے لوگوں کو لے آئے جو تمھارے جیسے نہ ہوں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ اللّٰهُ هُوَ الۡغَنِيُّ الۡحَمِيۡدُ ۝ اِنۡ يَّشَاۡ يُذۡهِبۡكُمۡ وَ يَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ۚ۝ وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيۡزٍ ﴾ [فاطر : ۱۵ تا ۱۷] ”اے لوگو! تم ہی اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ ہی سب سے بے پروا، تمام تعریفوں کے لائق ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمھیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے۔ اور یہ اللہ پر کچھ مشکل نہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ هُوَ الَّذِيۡ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ وَ هُوَ اَهۡوَنُ عَلَيۡهِ ؕ وَ لَهُ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴾ [الروم : ۲۷] ”اور وہی ہے جو خلق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور وہ اسے زیادہ آسان ہے اور آسمانوں اور زمین میں سب سے اونچی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شان اسی کی ہے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ﴾ [المائدة : ٥٤] ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ عنقریب ایسے لوگ لائے گا کہ وہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے۔''

وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ ۖ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَحِيصٍ ﴿٢١﴾

''اور وہ سب کے سب اللہ کے سامنے پیش ہوں گے، تو کمزور لوگ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے تھے کہ بے شک ہم تمھارے تابع تھے، تو کیا تم ہمیں اللہ کے عذاب سے بچانے میں کچھ بھی کام آنے والے ہو؟ وہ کہیں گے اگر اللہ ہمیں ہدایت دیتا تو ہم تمھیں ضرور ہدایت کرتے، ہم پر برابر ہے کہ ہم گھبرائیں یا ہم صبر کریں، ہمارے لیے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔''

قیامت کے دن جب مجرم لوگ میدان محشر میں جمع ہوں گے تو آپس میں خوب جھگڑیں گے اور ایک دوسرے سے اعلان براءت کریں گے۔ دنیا میں جو مجرم کمزور تھے اور اپنے سرداروں اور مال داروں کی پیروی کرتے ہوئے اللہ کے دین کا انکار کر دیا تھا وہ ان سرداروں سے کہیں گے کہ ہم دنیا میں تمھاری بات مانتے رہے تھے تو کیا آج ہم پر آنے والا عذاب کچھ ہلکا کر سکتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ اگر اللہ نے ہمیں ہدایت دی ہوتی تو تمھیں بھی اس راہ پر لے چلے ہوتے۔ مطلب یہ کہ ہر ایک اپنی بے بسی کا اظہار کرے گا اور جہنم کے عذاب میں گھرا ہوگا، جس سے چھٹکارا ملنے کی کوئی امید نہیں ہوگی۔ کافروں کے اس جزع وفزع کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا: ﴿ وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِنَ النَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴾ [المؤمن : ٤٧، ٤٨] ''اور جب وہ آگ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ ان سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے کہ بے شک ہم تمھارے ہی پیچھے چلنے والے تھے، تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ ہٹانے والے ہو؟ وہ لوگ کہیں گے جو بڑے بنے تھے بے شک ہم سب اس میں ہیں، بے شک اللہ نے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَى بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا ۚ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ [سبا : ۳۱ تا ۳۳] ”اور کاش! تو دیکھے جب یہ ظالم اپنے رب کے پاس کھڑے کیے ہوئے ہوں گے، ان میں سے ایک دوسرے کی بات رد کر رہا ہوگا، جو لوگ کمزور سمجھے گئے تھے ان لوگوں سے جو بڑے بنے تھے، کہہ رہے ہوں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لانے والے ہوتے۔ وہ لوگ جو بڑے بنے تھے، ان لوگوں سے جو کمزور سمجھے گئے، کہیں گے کیا ہم نے تمھیں ہدایت سے روکا تھا، اس کے بعد کہ وہ تمھارے پاس آئی ؟ بلکہ تم مجرم تھے۔ اور وہ لوگ جو کمزور سمجھے گئے، ان لوگوں سے جو بڑے بنے تھے، کہیں گے بلکہ (تمھاری) رات اور دن کی چالبازی نے (ہمیں روکا) جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور اس کے لیے شریک ٹھہرائیں، اور وہ ندامت کو چھپائیں گے جب عذاب دیکھیں گے اور ہم ان لوگوں کی گردنوں میں جنھوں نے کفر کیا، طوق ڈال دیں گے۔ انھیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر اسی کا جو وہ کیا کرتے تھے۔“ اور فرمایا: ﴿ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰۤى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ۝ وَ قَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۳۸، ۳۹] ”فرمائے گا ان جماعتوں کے ہمراہ جو جنوں اور انسانوں میں سے تم سے پہلے گزر چکی ہیں، آگ میں داخل ہو جاؤ۔ جب بھی کوئی جماعت داخل ہوگی اپنے ساتھ والی کو لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جس وقت سب ایک دوسرے سے آ ملیں گے تو ان کی پچھلی جماعت اپنے سے پہلی جماعت کے متعلق کہے گی اے ہمارے رب! ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا، تو انھیں آگ کا دگنا عذاب دے۔ فرمائے گا سبھی کے لیے دگنا ہے اور لیکن تم نہیں جانتے۔ اور ان کی پہلی جماعت اپنی پچھلی جماعت سے کہے گی پھر تمھاری ہم پر کوئی برتری تو نہ ہوئی، تو عذاب چکھو اس کے بدلے جو تم کمایا کرتے تھے۔“

وَ قَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَ مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَ لُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۲

”اور شیطان کہے گا، جب سارے کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا کہ بے شک اللہ نے تم سے وعدہ کیا، سچا وعدہ اور میں نے تم سے وعدہ کیا تو میں نے تم سے خلاف ورزی کی اور میرا تم پر کوئی غلبہ نہ تھا، سوائے اس کے کہ میں نے تمھیں بلایا تو تم نے میرا کہنا مان لیا، اب مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمھاری فریاد کو پہنچنے والا ہوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے ہو، بے شک میں اس کا انکار کرتا ہوں جو تم نے مجھے اس سے پہلے شریک بنایا۔ یقیناً جو لوگ ظالم ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھی کے لیے دردناک عذاب ہے۔‘‘

جب اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ فرما دے گا اور جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں بھیج دیے جائیں گے تو شیطان جہنمیوں سے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کی زبانی تم سے سچا وعدہ کیا تھا کہ اگر تم اس کی اتباع کرو گے تو اللہ کے عذاب سے نجات پاؤ گے، ورنہ جہنم میں ڈال دیے جاؤ گے۔ چنانچہ آج اس نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا اور میں نے تم سے جھوٹ کہا تھا کہ موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے اور جزا و سزا کا عقیدہ غلط ہے اور اگر بالفرض اسے صحیح مان لیا جائے تو تمھارے اصنام تمھارے لیے سفارشی بنیں گے۔ میں نے بغیر دلیل و حجت تمھیں اپنی اتباع کی دعوت دی تھی تو تم نے اسے قبول کر لیا تھا، جبکہ رسولوں نے اپنی دعوت کی صداقت پر دلائل پیش کیے تھے، لیکن تم نے ان کی بات ٹھکرا دی تھی۔ اس لیے آج جو کچھ تمھارے ساتھ ہو رہا ہے اس پر مجھے نہیں بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔ میں تمھیں نجات نہیں دلا سکتا اور نہ تم میرے کام آ سکتے ہو۔ آج میں اس بات کا قطعی طور پر انکار کرتا ہوں کہ کسی بھی حیثیت سے میں اللہ کا شریک ہوں اور تم سے مکمل براءت کا اعلان کرتا ہوں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ظالموں کو اس دن بڑا دردناک عذاب دیا جائے گا۔

وَ قَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ : ارشاد فرمایا: ﴿ يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيْهِمْ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ○ اُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَ لَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴾ [النساء : ۱۲۰، ۱۲۱] ’’وہ انھیں وعدے دیتا ہے اور انھیں آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان انھیں دھوکے کے سوا کچھ وعدہ نہیں دیتا۔ یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ اس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں پائیں گے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴾ [بني إسرائيل : ٦٤] ’’اور شیطان دھوکا دینے کے سوا انھیں وعدہ نہیں دیتا۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴾ [لقمان : ٣٣] ’’یقیناً اللہ کا وعدہ سچ ہے، تو کہیں دنیا کی زندگی تمھیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور کہیں وہ دغا باز اللہ کے بارے میں تمھیں دھوکا نہ دے جائے۔‘‘

اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ : یعنی میں اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ میں اللہ کا شریک ہوں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴾ [الأحقاف : ٥، ٦] ’’اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا انھیں پکارتا ہے جو قیامت کے دن تک اس کی دعا قبول نہیں کریں گے اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔ اور جب سب لوگ اکٹھے کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت سے منکر ہوں گے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ كَلَّا سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَ يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴾ [مريم : ٨٢] ’’ہرگز ایسا نہ ہوگا، عنقریب وہ ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے اور ان کے خلاف مدمقابل ہوں گے۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ : مندرجہ ذیل آیت میں بھی ظلم کا اطلاق شرک پر ہوا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْۤا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ [الأنعام : ۸۲] ”وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو بڑے ظلم کے ساتھ نہیں ملایا، یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔“

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْۤا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ [الأنعام : ۸۲] ”وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو بڑے ظلم کے ساتھ نہیں ملایا، یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں“ تو مسلمانوں پر یہ آیت بڑی شاق گزری، انھوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ایسا کون ہے جس نے اپنے اوپر ظلم نہ کیا ہو؟ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ظلم سے یہ (عام گناہ) مقصود نہیں (جو تم نے سمجھ لیے ہیں) بلکہ اس سے مراد شرک ہے، کیا تم نے لقمان علیہ السلام کا وہ قول جو انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا، نہیں سنا، جب وہ اسے نصیحت کر رہے تھے: ﴿يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ [لقمان : ۱۳] ”اے میرے چھوٹے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا، بے شک شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔“ [بخاری ، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ولقد اٰتینا لقمٰن الحکمة﴾ ...... الخ : ۳۴۲۹۔ مسلم، کتاب الإیمان ، باب صدق الإیمان وإخلاصه : ۱۲۴]

وَ اُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾

”اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے وہ ایسے باغوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں اپنے رب کے اذن سے ہمیشہ رہنے والے ہوں گے، ان کی آپس کی دعا اس میں سلام ہوگی۔“

اہل شقاوت و اہل کفر کے مقابلے میں اہل سعادت اور اہل ایمان کا تذکرہ ہے۔ ان کا ذکر ان کے ساتھ اس لیے کیا گیا ہے کہ لوگوں کے اندر اہل ایمان والا کردار اپنانے کا شوق و رغبت پیدا ہو۔ آگے فرمایا کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد ان کا تحفہ ایک دوسرے کو سلام کرنا ہوگا۔ علاوہ ازیں فرشتے بھی ہر دروازے سے داخل ہو کر انھیں سلام عرض کریں گے۔ ارشاد فرمایا: ﴿وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ [البقرة : ۲۵] ”اور ان لوگوں کو خوش خبری دے دے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے کہ بے شک ان کے لیے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، جب کبھی ان سے کوئی پھل انھیں کھانے کے لیے دیا جائے گا، کہیں گے یہ تو وہی ہے جو اس سے پہلے ہمیں دیا گیا تھا اور وہ انھیں ایک دوسرے سے ملتا جلتا دیا جائے گا، اور ان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے ان میں نہایت پاک صاف بیویاں ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔"

تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ : ارشاد فرمایا: ﴿ دَعْوٰىهُمْ فِيهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [یونس : ۱۰] "ان کی دعا ان میں یہ ہوگی "پاک ہے تو اے اللہ!" اور ان کی آپس کی دعا ان (باغات) میں سلام ہوگی اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہوگا کہ سب تعریف اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ۭ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴾ [مریم : ٦٢] "وہ اس میں کوئی لغو بات نہ سنیں گے مگر سلام اور ان کے لیے اس میں ان کا رزق صبح و شام ہوگا۔" اور فرمایا: ﴿ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۙ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴾ [الواقعة : ٢٥، ٢٦] "وہ اس میں نہ بے ہودہ گفتگو سنیں گے اور نہ گناہ میں ڈالنے والی بات۔ مگر یہ کہنا کہ سلام ہے، سلام ہے۔" اور فرمایا: ﴿ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۣ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴾ [الأعراف : ٤٦] "اور ان دونوں کے درمیان ایک آڑ ہوگی اور (اس کی) بلندیوں پر کچھ مرد ہوں گے، جو سب کو ان کی نشانی سے پہچانیں گے اور وہ جنت والوں کو آواز دیں گے کہ تم پر سلام ہے۔ وہ اس میں داخل نہ ہوئے ہوں گے اور وہ طمع رکھتے ہوں گے۔"

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

"کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ایک پاکیزہ کلمہ کی مثال کیسے بیان فرمائی (کہ وہ) ایک پاکیزہ درخت کی طرح (ہے) جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی چوٹی آسمان میں ہے۔ وہ اپنا پھل اپنے رب کے حکم سے ہر وقت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مثال کے ذریعے کفر و شرک اور حق و باطل کے درمیان فرق واضح کیا ہے۔ کلمۂ اسلام " لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کو کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شرک کو کلمۂ خبیثہ کہا ہے۔ کلمۂ طیبہ کی مثال اس ہرے بھرے، لہلہاتے، خوبصورت درخت کی ہے جس سے بھینی بھینی خوشبو پھوٹتی ہے، جس کا پھل بہت ہی لذیذ اور مفید ہوتا ہے اور جس کی جڑیں زمین میں اتنی گہری ہوتی ہیں کہ اس کے اکھڑنے کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ ایسے درخت کو دیکھ کر اس کے مالک کو بڑی خوشی ہوتی ہے اور اس کی شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ گویا وہ ہر طرح سے ایک مکمل اور مفید درخت ہوتا ہے۔ اس کا پھل عمدہ اور مفید ہوتا ہے اور ہر موسم میں تیار ہوتا رہتا ہے۔

مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ : "کلمہ طیبہ" سے مراد "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" یا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمۂ شہادت " اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ " ہے۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حرقہ کی طرف بھیجا، جو قبیلہ جہینہ کی ایک شاخ ہے۔ ہم صبح کے وقت وہاں پہنچ گئے اور ہم نے انھیں شکست دے دی۔ مجھے اور ایک انصاری صحابی کو ان کا ایک آدمی ملا۔ جب ہم نے اسے گھیر لیا تو وہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کہنے لگا۔ انصاری تو یہ سن کر علیحدہ ہوگیا مگر میں نے اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ جب ہم واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوگئی۔ آپ نے فرمایا: ''اے اسامہ! لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد بھی تو نے اسے قتل کر دیا؟'' میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! اس نے تو جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ نے پھر فرمایا: ''لا الٰہ الا اللہ کہنے کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا۔'' آپ برابر یہی الفاظ فرماتے رہے، یہاں تک کہ مجھے آرزو ہوئی کہ کاش! اس دن سے پہلے میں مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا۔ [مسلم، کتاب الإیمان، باب تحریم قتل الکافر بعد قوله لا إله إلا الله : ۱۵۹ / ۹۶۔ بخاری، کتاب المغازی، باب بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم أسامة ...... الخ : ۴۲۶۹]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ایک سفید چادر اوڑھے ہوئے سو رہے تھے، پھر میں دوبارہ حاضر ہوا تب بھی آپ سو رہے تھے، پھر میں (تیسری دفعہ) آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے۔ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: ''جو بندہ بھی کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھ لے، پھر اسی پر اس کا انتقال ہو جائے تو وہ جنت میں جائے گا۔'' میں نے عرض کی، اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟ آپ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔'' میں نے (پھر) عرض کی، اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟ آپ نے فرمایا: ''اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔'' تین مرتبہ اسی طرح فرمایا، پھر چوتھی مرتبہ آپ نے فرمایا: ''اگرچہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو۔'' پھر ابو ذر رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور وہ یہ کہتے جا رہے تھے، اگرچہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو۔ [مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی من مات لا یشرك بالله شیئًا دخل الجنة ...... الخ : ۱۵ / ۹۴]

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص فوت ہو جائے اور وہ جانتا ہو (یعنی اس کا ایمان ہو) کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' [مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن من مات علی التوحید دخل الجنة قطعًا : ۲۶]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا: ''میری یہ دونوں جوتیاں لے کر جاؤ اور جو شخص اس باغ کے باہر یقین قلبی کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہوا ملے، اسے جنت کی بشارت دے دو۔'' [مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن من مات علی التوحید دخل الجنة قطعًا : ۳۱]

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بھی بندہ اس بات کی گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم حرام کر دے گا۔'' میں نے عرض کی،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اے اللہ کے رسول! کیا میں اس بات کی اطلاع لوگوں کو نہ کر دوں کہ وہ خوش ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر وہ اسی چیز پر بھروسا کر لیں گے۔'' [مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن من مات علی التوحید دخل الجنة قطعًا : ۳۲]

سیدنا میّب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابو طالب کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے، آپ نے ابو جہل اور عبداللہ بن ابو امیہ بن مغیرہ کو اس کے پاس موجود پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے چچا! کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لو میں تمھارے لیے اللہ کے ہاں اس کلمہ کی شہادت دوں گا۔'' [مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی صحة إسلام من حضره الموت ...... الخ : ۲٤]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ''لا الٰہ الا اللہ'' کہہ لے اور اس کے دل میں جو کے دانہ کے برابر بھی نیکی ہوئی (یعنی ایمان ہوا) تو وہ دوزخ سے نکل آئے گا اور جو شخص ''لا الٰہ الا اللہ'' کہے اور اس کے دل میں گیہوں کے دانہ کے برابر بھی خیر ہوئی (یعنی ایمان ہوا) تو وہ بھی دوزخ سے نکل آئے گا اور جو شخص ''لا الٰہ الا اللہ'' کہے اور اس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی خیر ہوئی (یعنی ایمان ہوا) تو وہ بھی دوزخ سے نکل آئے گا۔'' [بخاری، کتاب الإیمان، باب زیادة الإیمان و نقصانه ...... الخ : ٤٤]

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ ...... حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا: یعنی یہ مومن کے عمل سے عبارت ہے کہ اس کی بات پاکیزہ اور اس کا عمل صالح ہوتا ہے۔ مومن کھجور کے درخت کی مانند ہے کہ صبح و شام بلکہ ہر وقت اس کا عمل صالح آسمانوں کی طرف اٹھایا جاتا ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: ''مجھے بتلاؤ! وہ کون سا درخت ہے جو مسلمان کے مشابہ ہے، جس کے پتے نہیں جھڑتے، نہ سردیوں میں نہ گرمیوں میں، جو اپنا پھل ہر موسم میں لاتا رہتا ہے۔'' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ کہہ دوں وہ درخت کھجور کا ہے، لیکن میں نے دیکھا کہ مجلس میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ خاموش ہیں تو میں بھی چپ ہو رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ درخت کھجور کا ہے۔'' جب یہاں سے اٹھ کر چلے تو میں نے اپنے باپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ذکر کیا، تو انھوں نے فرمایا، پیارے بیٹے! اگر تم یہ جواب دے دیتے تو مجھے تو تمام چیزوں کے مل جانے سے بھی زیادہ محبوب تھا۔ [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله: ﴿ كشجرة طيبة أصلها ثابت ...... الخ ﴾ : ٤٦٩٨۔ مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب مثل المؤمن مثل النخلة : ۲۸۱۱]

مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ تک سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ رہا، میں نے اس ایک (مذکورہ بالا) حدیث کے سوا ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی اور حدیث نہیں سنی، اس میں ہے کہ یہ سوال آپ نے اس وقت کیا جب آپ کے سامنے کھجور کا ایک گھابا لایا گیا اور میں اس لیے خاموش رہا کہ اس مجلس میں بڑی عمر کے لوگ موجود تھے۔ [بخاری، کتاب العلم، باب الفهم فی العلم : ۷۲۔ مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب مثل المؤمن مثل النخلة : ۲۸۱۱/٦٤]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝۲۶ ﴾

”اور گندی بات کی مثال ایک گندے پودے کی طرح ہے، جو زمین کے اوپر سے اکھاڑ لیا گیا، اس کے لیے کچھ بھی قرار نہیں۔“

کلمۂ خبیثہ کی مثال اس بد باطن درخت کی ہے جس کی زمین میں نہ کوئی بنیاد ہوتی ہے اور نہ جڑ، اسی لیے زمین کے اوپر ٹھہر نہیں پاتا۔ جیسے کوئی ایسا درخت جسے زمین سے اکھاڑ دیا گیا ہو، اس میں کوئی خیر نہیں ہوتی۔ بعینہ یہی مثال کفر و شرک کی ہے، کیونکہ یہ کلمۂ کفر انسان کی فطرت میں داخل نہیں ہوتا، لہٰذا اس میں قرار نہیں ہوتا۔ اس کی جڑ مضبوط نہیں ہوتی۔ یہ کلمہ صرف اوپر ہی ہوتا ہے جو آبا و اجداد کی تقلید و تعلیم سے رونما ہوتا ہے۔ چونکہ ہر انسان کے آبا و اجداد علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں، لہٰذا وہ سب معیار حق نہیں ہو سکتے اور جب آبا و اجداد ہی معیار حق نہ ہوئے تو ان کی تقلید کی بنیاد پر جو چیز رونما ہوگی وہ بڑی کمزور اور بے بنیاد ہوگی۔ تعجب ہے ایسے لوگوں پر کہ جو ایسی بے بنیاد چیز پر یقین کی بنیاد رکھتے ہیں اور کفر و شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: ﴿ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ [الروم : ۳۰] ”پس تو ایک طرف کا ہو کر اپنا چہرہ دین کے لیے سیدھا رکھ، اللہ کی اس فطرت کے مطابق، جس پر اس نے سب لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی پیدائش کو کسی طرح بدلنا (جائز) نہیں، یہی سیدھا دین ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴾ [البقرۃ : ۱۷۰] ”اور جب ان سے کہا جاتا ہے اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ ہدایت پاتے ہوں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ ۗ مَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝۲۰ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ۝۲۱ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُهْتَدُونَ ۝۲۲ وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ ۝۲۳ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ ۖ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ﴾ [الزخرف : ۲۰ تا ۲۴] ”اور انھوں نے کہا اگر رحمان چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔ انھیں اس کے بارے میں کچھ علم نہیں، وہ تو صرف اٹکلیں دوڑا رہے ہیں۔ یا کیا ہم نے انھیں اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے؟ پس وہ اسے مضبوطی سے تھامنے والے ہیں۔ بلکہ انھوں نے کہا کہ بے شک ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راستے پر پایا ہے اور بے شک ہم انھی کے قدموں کے نشانوں پر راہ پانے والے ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر اس کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ بے شک ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راستے پر پایا اور بے شک ہم انھی کے قدموں کے نشانوں کے پیچھے چلنے والے ہیں۔ اس نے کہا اور کیا اگر میں تمھارے پاس اس سے زیادہ سیدھا راستہ لے آؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا؟ انھوں نے کہا بے شک ہم اس سے جو دے کر تم بھیجے گئے ہو، منکر ہیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، اس کے بعد اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، جس طرح جانوروں کے بچے صحیح سالم پیدا ہوتے ہیں، کیا تم (بوقت پیدائش) ان میں سے کوئی کان کٹا پاتے ہو؟'' اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ [الروم : ۳۰] ''پس تو ایک طرف کا ہو کر اپنا چہرہ دین کے لیے سیدھا رکھ، اللہ کی اس فطرت کے مطابق، جس پر اس نے سب لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی پیدائش کو کسی طرح بدلنا (جائز) نہیں، یہی سیدھا دین ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''
[بخاري، كتاب التفسير، باب ﴿ لا تبديل لخلق الله ﴾ : ۴۷۷۵۔ مسلم، كتاب القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة : ۲۶۵۸]

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ڐ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ؁ (۲۷) ع ۱۴/۴

''اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے، پختہ بات کے ساتھ خوب قائم رکھتا ہے، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی اور اللہ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔''

یعنی دنیا میں جب ایمان والوں پر مصیبتیں آتی ہیں اور وہ آزمائش میں مبتلا کیے جاتے ہیں تو گھبرا کر کفر و شرک کا غلط راستہ اختیار نہیں کرتے اور جب قبر میں ان کی آزمائش ہوتی ہے تو اس میں بھی وہ پورے اترتے ہیں۔ منکر و نکیر کے سوال و جواب کے وقت بھی وہ ہر قسم کی لغزش سے محفوظ رہتے ہیں۔ ہر سوال کا صحیح جواب دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کی توفیق اور کلمۂ توحید کی برکت سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قول ثابت یعنی کلمۂ طیبہ کے ذریعے سے ایمان والوں کو دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم اور غیر متزلزل رکھتا ہے اور قبر میں بھی مضبوط و غیر متزلزل رکھتا ہے۔ اس کے برعکس جو ایمان دار نہیں ہوتے وہ دنیا میں بھی بہک جاتے ہیں اور قبر میں بھی۔ یہ لوگ ضد، ہٹ دھرمی، حق پوشی اور عناد کی وجہ سے اس نتیجہ سے دو چار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے جو کچھ اس کی مشیت میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو کچھ اس کے قانون کے مطابق ہونا ہے وہی واقع ہوتا ہے۔ اس آیت میں آخرت میں ثابت قدم رکھنے سے مراد قبر میں ثابت قدم رکھنا ہے۔ آخرت سے مراد قبر ہے کیونکہ قبر کا پہلا دن ہی آخرت کا پہلا دن ہے، جیسا کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ بھیجا جاتا ہے (فرشتے کے سوال پر) مومن گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔'' بس یہی اللہ کے اس فرمان کا مطلب ہے: ﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ﴾۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر : ۱۳۶۹۔ مسلم، کتاب الجنة و صفة نعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار ...... الخ : ۲۸۷۱]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے رخصت ہو جاتے ہیں اور وہ ابھی ان کی جوتیوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تو اس شخص یعنی محمد ﷺ کے متعلق کیا کہتا ہے؟ مومن جواب دیتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنا ٹھکانا جہنم کی طرف دیکھ، اللہ نے اس کے بدلے تجھے جنت عطا کی۔ وہ شخص یہ دونوں مقامات اکٹھے دیکھتا ہے۔ رہا منافق یا کافر تو اس سے جب پوچھا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے متعلق کیا کہتا تھا تو وہ کہتا ہے، میں نہیں جانتا، میں تو بس وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ اس سے کہا جاتا ہے، تو نے نہ کچھ سمجھا اور نہ (اچھے لوگوں کی) پیروی کی۔ پھر لوہے کے ہتھوڑوں سے اسے مارا جاتا ہے۔ تو وہ چیختا ہے اور اس کی چیخ کو سوائے جن و انس کے تمام چیزیں جو اس کے قریب ہوتی ہیں، سنتی ہیں۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر : ۱۳۷۴۔ مسلم، کتاب الجنة و صفة نعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة ...... الخ : ۲۸۷۰]

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ قبر میں فتنۂ دجال کے مثل یا (فرمایا) اس کے قریب قریب آزمائش ہوگی۔ تم میں سے ہر شخص کے پاس فرشتہ بھیجا جاتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے، اس آدمی یعنی محمد ﷺ سے متعلق تم کیا جانتے ہو؟ تو جو بندہ مومن یا (فرمایا جو) موقن ہوتا ہے، وہ کہتا ہے، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، جو ہمارے پاس کھلی دلیل اور ہدایت کی باتیں لے کر آئے تو ہم نے اسے قبول کیا، ہم ایمان لائے اور ہم نے (ان کی) پیروی کی۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے، آرام سے سو جا، ہم جانتے تھے کہ تو موقن ہے۔ اور جو شخص منافق یا (فرمایا) شک کرنے والا ہوتا ہے وہ کہتا ہے، میں نہیں جانتا، میں نے لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا تھا وہی میں نے بھی کہہ دیا۔'' [بخاری، کتاب الکسوف، باب صلاة النساء مع الرجال فی الکسوف : ۱۰۵۳۔ مسلم، کتاب الکسوف، باب ما عرض على النبی ﷺ فی صلاة الکسوف : ۹۰۵]

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بنو نجار قبیلہ کے ایک باغ میں اپنے خچر پر سوار (چلے جا رہے) تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے کہ آپ کا خچر بدکا اور قریب تھا کہ وہ آپ کو گرا دے۔ وہاں چھ یا پانچ یا چار قبریں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان قبر والوں کو کون پہچانتا ہے؟'' ایک شخص نے کہا، میں (پہچانتا ہوں)۔ رسول اللہ ﷺ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: ”یہ کب مرے تھے؟“ اس شخص نے کہا، شرک کے زمانہ میں مرے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس امت کے لوگوں کی آزمائش بھی ان کی قبروں میں ہوگی۔ اگر یہ (اندیشہ) نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ وہ قبر کا عذاب جو میں سنتا ہوں، تمھیں بھی سنا دے۔“ [مسلم، کتاب الجنة و صفة نعیمها، باب عرض مقعد المیت من الجنة والنار ...... الخ : ۲۸٦۷]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ فام عورت یا ایک جوان مرد مسجد کی خدمت کیا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اسے نہ دیکھا تو دریافت کیا، صحابہ نے کہا، وہ تو فوت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی۔“ گویا کہ انھوں نے اس معاملے کو اتنا اہم نہ سمجھا۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے اس کی قبر بتاؤ۔“ صحابہ نے آپ کو اس کی قبر بتا دی۔ آپ نے اس کی قبر پر نماز پڑھی اور پھر فرمایا: ”یہ قبریں، قبر والوں پر اندھیرے سے بھری ہوئی ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان قبروں کو میری نماز کی وجہ سے ان کے لیے روشن کر دیتا ہے۔“ [مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلوة علی القبر : ۹۵٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب قبر میں میت رکھ دی جاتی ہے یا فرمایا، تم میں سے کسی کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے، تو اس کے پاس سیاہ فام نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں، ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں اس سے کہتے ہیں، تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے تھے؟ وہ کہے گا، جو وہ (دنیا میں) ان کے بارے میں کہتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (یہ سن کر) وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں، ہم جانتے تھے کہ تم یہی کہو گے۔ پھر اس کی قبر میں (ہر طرف سے) ستر ستر ہاتھ کشادگی کر دی جاتی ہے اور اس میں روشنی کر دی جاتی ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے، سو جاؤ۔ وہ کہتا ہے، کیا میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ جاؤں، تا کہ انھیں (اس بات کی) خبر دے دوں (کہ میں کامیاب ہو گیا)؟ وہ فرشتے کہتے ہیں، (نہیں!) تم اس طرح سو جاؤ جس طرح دلہن سوتی ہے، جسے سوائے اس کے محبوب کے کوئی نہیں جگاتا۔ (پھر وہ اس قبر میں سویا رہتا ہے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے سونے کے مقام سے (قیامت کے دن) اٹھائے گا۔ اور اگر وہ منافق ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے، میں نے جو کچھ لوگوں کو کہتے سنا میں بھی وہی کہتا رہا، میں نہیں جانتا (کہ وہ کون تھے) پھر وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں، ہم جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا۔ چنانچہ زمین سے کہا جاتا ہے کہ تو اس پر تنگ ہو جا، تو زمین اس کو اتنے زور سے بھینچتی ہے کہ اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر ہو جاتی ہیں، پھر قبر میں اس کو برابر عذاب دیا جاتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کو اس کے لیٹنے کی جگہ سے اٹھائے گا۔“ [ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر : ۱۰۷۱]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے، آپ نے فرمایا: ”ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے کام کی وجہ سے ان پر عذاب نہیں ہو رہا۔“ پھر فرمایا: ”ان میں سے ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔'' پھر آپ نے ایک تازہ شاخ لی اور اسے دو ٹکڑے کیا اور ایک ایک ٹکڑا ہر قبر پر گاڑ دیا۔ لوگوں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: ''شاید ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہو جائے، جب تک یہ دونوں شاخیں خشک نہ ہوں۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب الجريدة علی القبر: ۱۳۶۱]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: « اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ » ''اے اللہ! میں تجھ سے عذاب قبر سے، دوزخ کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔'' [بخاری، کتاب الجنائز، باب التعوذ من عذاب القبر: ۱۳۷۷]

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾

''کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا اتارا۔ جہنم میں، وہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔''

بظاہر رسول اللہ ﷺ کو خطاب ہے لیکن درحقیقت کفار مکہ کی حالت پر اظہار تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت زار پر رحم کھاتے ہوئے محمد ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا، تو اس نعمت پر انھیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا، لیکن انھوں نے ناشکری کی اور ان کی رسالت اور دین اسلام کا انکار کر دیا اور سرداران قریش خود تو ڈوبے ہی تھے، اپنی قوم کو بھی لے ڈوبے۔ ہمیشہ عوام کی نظر میں کفر کو خوبصورت بنا کر پیش کیا اور انھیں اسلام میں داخل نہیں ہونے دیا اور اس طرح جہنم میں پہنچا دیا، جس سے بڑھ کر ہلاکت و بربادی کی جگہ اور کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کو دھمکی دی کہ دنیا کی لذتوں سے خوب لطف اندوز ہو لو اور لوگوں کو گمراہ کرتے رہو، لیکن ساتھ ہی یہ بھی جان رکھو کہ تمھارا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا : یعنی اسلام جیسی نعمت ان کے پاس آ گئی تھی، چاہیے تو یہ تھا کہ اس نعمت کی قدر کرتے، اس پر عمل کرتے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے، لیکن انھوں نے اس کی ناقدری کی، ضد اور ہٹ دھرمی سے اس کا انکار کیا اور اس کے بدلے میں کفر کو اختیار کیا۔ نعمت کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَاۤ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾ [البقرة: ۲۳۱] ''اور اپنے آپ پر اللہ کی نعمت یاد کرو اور اس کو بھی جو اس نے کتاب و حکمت میں سے تم پر نازل کیا ہے، وہ تمھیں اس کے ساتھ نصیحت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ [المائدة: ۳] ''آج میں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آیت : ﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا ﴾ سے مراد کفار مکہ ہیں۔[بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ ألم تر إلى الذين بدلوا نعمت الله كفرا ﴾ : ۴۷۰۰]

﴿ وَاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴾ : قوم کے بزرگ اور سردار ہی عموماً پوری قوم کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔قوم کے بزرگ اور سردار حق کا انکار کر دیں تو پھر پوری قوم، الا من رحم ربی، حق کا انکار کر دیتی ہے۔ اس طرح وہ بزرگ اور سردار پوری قوم کے دوزخ میں جانے کا سبب بن جاتے ہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴾ [إبراهيم : ۲۱] "اور وہ سب کے سب اللہ کے سامنے پیش ہوں گے، تو کمزور لوگ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے تھے کہ بے شک ہم تمھارے تابع تھے، تو کیا تم ہمیں اللہ کے عذاب سے بچانے میں کچھ بھی کام آنے والے ہو؟ وہ کہیں گے اگر اللہ ہمیں ہدایت دیتا تو ہم تمھیں ضرور ہدایت کرتے، ہم پر برابر ہے کہ ہم گھبرائیں، یا ہم صبر کریں، ہمارے لیے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔" اور فرمایا: ﴿ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ الْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ [سبا : ۳۱ تا ۳۳] "اور کاش! تو دیکھے جب یہ ظالم اپنے رب کے پاس کھڑے کیے ہوئے ہوں گے، ان میں سے ایک دوسرے کی بات رد کر رہا ہوگا، جو لوگ کمزور سمجھے گئے تھے ان لوگوں سے جو بڑے بنے تھے، کہہ رہے ہوں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لانے والے ہوتے۔ وہ لوگ جو بڑے بنے تھے، ان لوگوں سے جو کمزور سمجھے گئے، کہیں گے کیا ہم نے تمھیں ہدایت سے روکا تھا، اس کے بعد کہ وہ تمھارے پاس آئی ؟ بلکہ تم مجرم تھے۔ اور وہ لوگ جو کمزور سمجھے گئے، ان لوگوں سے جو بڑے بنے تھے، کہیں گے بلکہ (تمھاری) رات اور دن کی چالبازی نے (ہمیں روکا) جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں اور اس کے لیے شریک ٹھہرائیں۔ اور وہ ندامت کو چھپائیں گے جب عذاب دیکھیں گے اور ہم ان لوگوں کی گردنوں میں جنھوں نے کفر کیا، طوق ڈال دیں گے۔ انھیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر اسی کا جو وہ کیا کرتے تھے۔"

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ۝

"اور انھوں نے اللہ کے لیے کچھ شریک بنا لیے، تاکہ اس کے راستے سے گمراہ کریں۔ کہہ دے فائدہ اٹھا لو، پس بے شک تمھارا لوٹنا آگ کی طرف ہے۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمانا ہے کہ اے رسول! ان کفار کے سرداروں نے اللہ کے بہت سے شریک بنا رکھے ہیں، تاکہ وہ اپنی قوم کو انھی میں الجھائے رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روک دیں۔ اس طرح وہ لوگوں کو شرک میں مبتلا کر کے توحید کی طرف آنے نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے محبت کس کو نہیں ہوتی؟ سب کو ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہیے، لیکن جہلا ان سے محبت کے اظہار کا طریقہ ان کی پوجا ہی کو سمجھ بیٹھے ہیں اور ان کے بزرگ ان کو یہی سکھاتے ہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآىِٕنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآىِٕهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآىِٕهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴾ [الأنعام : ١٣٦] ”اور انھوں نے اللہ کے لیے ان چیزوں میں سے جو اس نے کھیتی اور چوپاؤں میں سے پیدا کی ہیں، ایک حصہ مقرر کیا، پس انھوں نے کہا یہ اللہ کے لیے ہے، ان کے خیال کے مطابق اور یہ ہمارے شریکوں کے لیے ہے، پھر جو ان کے شرکاء کے لیے ہے سو وہ اللہ کی طرف نہیں پہنچتا اور جو اللہ کے لیے ہے سو وہ ان کے شریکوں کی طرف پہنچ جاتا ہے۔ برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴾ [الزمر : ٣] ”اور وہ لوگ جنھوں نے اس کے سوا اور حمایتی بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں، اچھی طرح قریب کرنا۔ یقیناً اللہ ان کے درمیان اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ بے شک اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا ہو، بہت ناشکرا ہو۔“

قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ : یعنی دنیا میں تم جتنا فائدہ بھی حاصل کرنا چاہو کر لو، دنیا میں تم جو بھی حاصل کر لو، آخر کار تم کو دوزخ کی طرف لوٹ کر جانا ہے، ارشاد فرمایا: ﴿ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴾ [لقمان : ٢٤] ”ہم انھیں تھوڑا سا سامان دیں گے، پھر انھیں ایک بہت سخت عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے۔“ اور فرمایا: ﴿ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴾ [يونس : ٧٠] ”دنیا میں تھوڑا سا فائدہ ہے، پھر ہماری ہی طرف ان کا لوٹنا ہے، پھر ہم انھیں بہت سخت عذاب چکھائیں گے، اس کی وجہ سے جو وہ کفر کرتے تھے۔“

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خِلٰلٌ ۝۳۱

”میرے بندوں سے جو ایمان لائے ہیں، کہہ دے کہ وہ نماز قائم کریں اور اس میں سے جو ہم نے انھیں دیا ہے، پوشیدہ اور ظاہر خرچ کریں، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی اور نہ کوئی دوستی۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والوں اور اس کے ساتھ غیروں کو شریک بنانے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ وہ انھیں بتا دیں کہ ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اس لیے قرآن کے طریقہ کے مطابق اب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (ﷺ) کو حکم دیا کہ وہ مومنوں کو کہہ دیں کہ تم لوگ نماز قائم کرو اور اللہ نے جو روزی دی ہے اس میں سے چھپا کر اور دکھلا کر اللہ کی راہ میں خرچ کرو، یعنی زکوٰۃ ادا کرو، رشتہ داروں پر خرچ کرو اور غیروں کی بھی مدد کرو اور یہ کام اس دن کے آنے سے پہلے پہلے ہونے چاہییں کہ جب کسی کی جانب سے کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا کہ کوئی معاوضہ دے کر اللہ کے عذاب سے جانبر ہو جائے اور نہ کوئی دوستی کام آئے گی کہ کوئی دوست اپنے دوست کے لیے اللہ کے یہاں سفارش کرے اور اسے عذاب سے نجات دلا دے۔

يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ : سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمام کاموں کا سر اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔“ [ترمذی، کتاب الإیمان، باب ما جاء فی حرمة الصلٰوة : ۲٦۱٦]

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے اور ان (کفار) کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے، لہٰذا جس نے نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔“ [ترمذی، کتاب الإیمان، باب ما جاء فی ترك الصلوة : ۲٦۲۱]

وَ يُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً : یعنی مومنوں کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے، کبھی اعلانیہ تو کبھی پوشیدہ خرچ کرنا ان کا شیوہ ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾ [البقرة : ۲۷٤] ”وہ لوگ جو اپنے مال رات اور دن، چھپے اور کھلے خرچ کرتے ہیں، سو ان کے لیے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔“ اور فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴾ [البقرة : ۲٦٤، ۲٦۵]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے صدقے احسان رکھنے اور تکلیف پہنچانے سے برباد مت کرو، اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا، تو اس کی مثال ایک صاف چٹان کی مثال جیسی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر اس پر ایک زوردار بارش برسے، پس اسے ایک سخت چٹان کی صورت چھوڑ جائے۔ وہ اس میں سے کسی چیز پر دسترس نہیں پائیں گے جو انھوں نے کمایا اور اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اور ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے دلوں کو ثابت رکھتے ہوئے خرچ کرتے ہیں، اس باغ کی مثال جیسی ہے جو کسی اونچی جگہ پر ہو، جس پر ایک زوردار بارش برسے تو وہ اپنا پھل دوگنا دے، پس اگر اس پر زور کی بارش نہ برسے تو کچھ شبنم۔ اور اللہ جو کچھ تم کر رہے ہو اسے خوب دیکھنے والا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ [البقرة : ٢٥٤] ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمھیں دیا ہے، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی سفارش اور کافر لوگ ہی ظالم ہیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے، میں تمام شریکوں سے زیادہ شرک سے مستغنی و بے پروا ہوں۔ جس نے کوئی ایسا عمل کیا کہ اس میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک کر لیا تو میں اس کو بھی چھوڑ دیتا ہوں اور اس کے شرک کو بھی چھوڑ دیتا ہوں۔'' [مسلم، كتاب الزهد، باب تحريم الرياء : ٢٩٨٥]

مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خِلٰلٌ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۚۖ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِىٕذٍۭ بِبَنِيْهِ ۙ۝۱۱ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ اَخِيْهِ ۙ۝۱۲ وَ فَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۙ۝۱۳ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ﴾ [المعارج : ١٠ تا ١٤] ''اور کوئی دلی دوست کسی دلی دوست کو نہیں پوچھے گا۔ حالانکہ وہ انھیں دکھائے جا رہے ہوں گے۔ مجرم چاہے گا کاش کہ اس دن کے عذاب سے (بچنے کے لیے) فدیے میں دے دے اپنے بیٹوں کو۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو۔ اور اپنے خاندان کو، جو اسے جگہ دیا کرتا تھا۔ اور ان تمام لوگوں کو جو زمین میں ہیں، پھر اپنے آپ کو بچا لے۔'' اور فرمایا: ﴿ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَىٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴾ [الزخرف : ٦٧] ''سب دلی دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر متقی لوگ۔''

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۝۳۲ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآىِٕبَيْنِ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ۝۳۳ وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝۳۴

ع ۵ / ۱۷

''اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے کچھ پانی اتارا، پھر اس کے ساتھ تمھارے لیے پھلوں میں سے کچھ رزق نکالا اور تمھارے لیے کشتیوں کو مسخر کیا، تاکہ وہ سمندر میں اس کے حکم سے چلیں اور تمھاری خاطر دریاؤں کو مسخر کر دیا۔ اور تمھاری خاطر سورج اور چاند کو مسخر کر دیا کہ پے در پے چلنے والے ہیں اور تمھاری خاطر رات اور دن کو مسخر کر دیا۔ اور تمھیں ہر اس چیز میں سے دیا جو تم نے اس سے مانگی اور اگر تم اللہ کی نعمت شمار کرو تو اسے شمار نہ کر پاؤ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔ بلاشبہ انسان یقیناً بڑا ظالم، بہت ناشکرا ہے۔‘‘

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لیے اپنی بعض نعمتوں کا ذکر کیا ہے، جو اس کی وحدانیت اور علم و قدرت پر دلیل ہیں۔ آسمانوں اور زمین کو بغیر کوئی سابق نمونہ دیکھے پیدا کیا اور ان میں بہت سی دیگر اشیاء کو پیدا کیا، آسمان کو مخلوقات کے لیے قابل اطمینان چھت اور زمین کو ان کے لیے بچھونا بنا دیا، تاکہ آسمان کے نیچے سکون واطمینان کے ساتھ زمین جیسے بہترین فرش پر اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ پھر ان دونوں کے درمیان بھی ایسی مخلوقات پیدا کیں جو انسانوں کے لیے گوناگوں فوائد ومنافع کا سبب ہیں۔ یہ سب اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہے اور ہر بات پر قادر مطلق۔ آسمان سے بارش نازل کی جس کے ذریعے سے انواع و اقسام کے پھل اور غلے پیدا کیے، جو بنی نوع انسان کے لیے روزی کا کام دیتے ہیں اور کشتیوں کو اس طرح مسخر کیا کہ وہ ان کی مرضی کے مطابق اللہ کے حکم سے پانی کی سطح پر چلتی رہتی ہیں اور انھیں اور ان کا سامانِ تجارت لے کر ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہوتی رہتی ہیں اور نہروں کو مسخر کیا جو زمین کو چیر کر ایک علاقے سے دوسرے علاقے تک پہنچ جاتی ہیں، جن کا پانی لوگ خود پیتے ہیں، جانوروں کو پلاتے ہیں اور اس سے اپنی زمینیں سیراب کرتے ہیں۔ یہ نہریں اللہ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔

آفتاب و مہتاب کو مسخر کیا جن کی روشنی سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے اور ان دونوں کی روشنی اور ان کی رفتار اور ایک دوسرے کے بعد آنے اور جانے میں عظیم فوائد ہیں، جن کا احاطہ خالق کائنات ہی کر سکتا ہے۔ ان سے زمین پر اگنے والے تمام پودے اور اس پر رہنے والے تمام حیوانات مستفید ہوتے ہیں، تاریکی دور ہوتی ہے اور ان دونوں کی یہ رفتار قیامت تک باقی رہے گی، کسی حال میں منقطع نہیں ہوگی اور رات اور دن کو مسخر کیا۔ رات آرام کے لیے اور دن روزی حاصل کرنے کے لیے بنایا اور بندوں کو جس چیز کی بھی ضرورت ہو سکتی ہے اسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے فراہم کر دیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے بندو! اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو گے بھی تو نہیں کر سکو گے، کیونکہ ان کی کوئی انتہا نہیں ہے اور آخر میں یہ بتایا کہ جو آدمی ایمان و یقین اور اللہ کی رہنمائی سے محروم ہوتا ہے، وہ اللہ کی ناشکری کر کے اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے اور وہ بہت ہی بڑا ناشکرا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتا ہے اور قول وعمل کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی توفیق اس سے چھین لی جاتی ہے۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَيْنِ : یعنی شمس و قمر دن رات چل رہے ہیں اور چلتے چلتے کبھی نہیں رکتے، پھر کیفیت یہ ہے کہ: ﴿ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴾ [یٰسٓ : ۴۰] ’’نہ سورج، اس کے لیے لائق ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آنے والی ہے اور سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [الأعراف : ٥٤] ”رات کو دن پر اوڑھا دیتا ہے، جو تیز چلتا ہوا اس کے پیچھے چلا آتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے (پیدا کیے) اس حال میں کہ اس کے حکم سے تابع کیے ہوئے ہیں، سن لو! پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کا کام ہے، بہت برکت والا ہے اللہ جو سارے جہانوں کا رب ہے۔“

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ : ارشاد فرمایا: ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ﴾ [الحج : ٦١] ”یہ اس لیے کہ بے شک اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَ يُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴾ [الزمر : ٥] ”وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو تابع کر رکھا ہے، ہر ایک ایک مقرر وقت کے لیے چل رہا ہے۔ سن لو! وہی سب پر غالب، نہایت بخشنے والا ہے۔“

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا : اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بندے اس بات سے عاجز ہیں کہ وہ اللہ کی نعمتوں کو شمار کر سکیں، ان سب کا شکر بجا لانا تو بہت دور کی بات ہے۔ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے: « اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا » ”تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، تعریف بہت زیادہ پاکیزہ، جس میں برکت کی گئی ہے، جسے نہ کافی سمجھا گیا ہے (کہ مزید کی ضرورت نہ ہو) نہ چھوڑا گیا ہے اور نہ اس سے بے پروائی کی گئی ہے، اے ہمارے رب!“ [بخاری، کتاب الأطعمة، باب ما يقول إذا فرغ من طعامه : ٥٤٥٨]

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾

”اور جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب! اس شہر کو امن والا بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بچا کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔“

اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر مشرکین عرب کے طرز عمل کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس حرمت والے شہر مکہ کو جب بنایا گیا تو اسے اللہ وحدہٗ لا شریک لہ کی عبادت ہی کے لیے بنایا گیا تھا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام جنھوں نے اس شہر کو بنایا اور اس میں اپنے اہل و عیال کو بسایا تھا، وہ غیر اللہ کی پوجا کرنے والوں سے بری تھے اور انھوں نے اس شہر مکہ کے لیے امن کی یہ دعا بھی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو شرف قبولیت سے نوازا تھا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ﴾ [آل عمران : ٩٦، ٩٧] ”بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا، یقیناً وہی ہے جو بکہ میں ہے، بہت با برکت اور جہانوں کے لیے ہدایت ہے۔ اس میں واضح نشانیاں ہیں، ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو کوئی اس میں داخل ہوا امن والا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگیا۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا ﴾ [البقرۃ : ۱۲۶] ’’اور جب ابراہیم نے کہا، اے میرے رب! اس (جگہ) کو ایک امن والا شہر بنا دے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ﴾ [العنکبوت : ٦٧] ’’اور کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ بے شک ہم نے ایک حرم امن والا بنا دیا ہے، جب کہ لوگ ان کے گرد سے اچک لیے جاتے ہیں۔‘‘

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

’’اے میرے رب! بے شک انھوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا، پھر جو میرے پیچھے چلا تو یقیناً وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تو بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔‘‘

یہاں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ذکر کیا کہ بہت سے لوگ بتوں کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس لیے وہ بتوں کی پوجا کرنے والوں سے بری ہیں اور ان کے معاملے کو انھوں نے اللہ رب العزت کے سپرد کر دیا کہ وہ چاہے تو انھیں عذاب دے اور چاہے تو معاف فرما دے۔

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ : سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی جس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول ہے: ﴿ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ﴾ [إبراھیم : ٣٦] اور پھر یہ آیت تلاوت کی جس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول ہے: ﴿ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ [المائدۃ : ١١٨] ’’اگر تو انھیں عذاب دے تو بے شک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو بے شک تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔‘‘ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور فرمایا: ’’اے میرے اللہ! میری امت، میری امت۔‘‘ اور آپ رونے لگے، تو اللہ تعالیٰ نے کہا: ’’اے جبریل! تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا، حالانکہ تیرا رب سب کچھ جانتا ہے اور ان سے پوچھ کہ آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں؟‘‘ تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور آپ سے رونے کی وجہ پوچھی تو آپ نے سب حال بیان کر دیا، پھر جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو خبر دی، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’اے جبریل! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور کہہ دو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے، ناراض نہیں کریں گے۔‘‘ [مسلم، کتاب الإیمان، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لأمته وبكائه شفقة عليهم : ٢٠٢]

رَبَّنَاۤ اِنِّيْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاجْعَلْ اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْۤ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ﴿۳۷﴾

''اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی کچھ اولاد کو اس وادی میں آباد کیا ہے، جو کسی کھیتی والی نہیں، تیرے حرمت والے گھر کے پاس، اے ہمارے رب! تا کہ وہ نماز قائم کریں۔ سو کچھ لوگوں کے دل ایسے کر دے کہ ان کی طرف مائل رہیں اور انھیں پھلوں سے رزق عطا کر، تا کہ وہ شکر کریں۔''

یہاں ابراہیم علیہ السلام کی بعض ذریت سے مراد اسماعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد ہے اور مسجد حرام کو بیت حرام اس لیے کہا گیا کہ دوسری جگہوں میں جو کام کرنا حلال ہے وہ بیت اللہ میں کرنا حرام قرار دے دیا گیا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کا اپنی اولاد کو بیت حرام کے پاس بسانے کا مقصد یہ تھا کہ ان کی اولاد وہاں نماز قائم کرے۔ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف پھیرنے کی دعا اس لیے کی کہ وہ ان سے انس و الفت حاصل کریں، آپس میں متعارف ہوں اور گوناگوں منافع سے مستفید ہوں اور انواع و اقسام کے پھلوں کی جو دعا کی تو اس میں ان کی اولاد اور وہ تمام لوگ شامل ہیں جو مکہ میں آ کر رہیں گے۔

ارشاد فرمایا: ﴿ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴾ [البقرة : ١٢٦] ''اور جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب! اس (جگہ) کو ایک امن والا شہر بنا دے اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے رزق دے، جو ان میں سے اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لائے۔ فرمایا اور جس نے کفر کیا تو میں اسے بھی تھوڑا سا فائدہ دوں گا، پھر اسے آگ کے عذاب کی طرف بے بس کروں گا اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰۤى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ [القصص : ٥٧] ''اور کیا ہم نے انھیں ایک با امن حرم میں جگہ نہیں دی؟ جس کی طرف ہر چیز کے پھل کھینچ کر لائے جاتے ہیں، ہماری طرف سے روزی کے لیے اور لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔''

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم فرمائے! اگر زمزم کو انھوں نے یوں ہی چھوڑ دیا ہوتا۔'' یا آپ نے فرمایا: ''اگر وہ پانی سے چلو نہ بھرتیں تو وہ ایک بہتے ہوئے چشمے کی صورت اختیار کر لیتا۔'' راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر ہاجرہ نے پانی پیا اور بچے کو دودھ پلایا۔ فرشتے نے ان سے کہا: ''آپ ہلاکت کا اندیشہ نہ کریں، یہاں اللہ کا ایک گھر ہے، جس کی تعمیر یہ بچہ اور اس کا والد (دونوں مل کر) کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے لوگوں کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔'' [بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب ﴿ يزفون ﴾ …… الخ : ٣٣٦٤]

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾

''اے ہمارے رب! یقیناً تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں اور اللہ پر کوئی چیز نہیں چھپتی زمین میں اور نہ آسمان میں۔''

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ہمارے رب! تو ہمارے حالات اور ہماری ضرورتوں سے خوب واقف ہے، کیا چیز ہمارے لیے مفید ہے اور کیا نقصان دہ، اسے تو خوب جانتا ہے، تو ہم سے زیادہ ہم پر رحم کرنے والا ہے۔ اس لیے دعا و طلب کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو تیرے حضور اظہار بندگی اور تیری جناب میں اظہار خشوع وخضوع کے لیے تجھے پکارتے ہیں۔ ہم اس لیے دعا کرتے ہیں کہ تیرے کرم کے محتاج ہیں اور تیرے فضل و کرم کے لیے ہمارے دل مچل رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [الأنعام: ٥٩] ''اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر ہے اور نہ خشک مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾ [التغابن : ٤] ''وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور اللہ سینوں والی بات کو خوب جاننے والا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ﴾ [سبا : ٢] ''وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہی نہایت رحم والا، بے حد بخشنے والا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ٤٧] ''اور کسی قسم کے پھل اپنے غلافوں سے نہیں نکلتے اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے۔''

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَي الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ﴿۳۹﴾

''سب تعریف اس اللہ کی ہے جس نے مجھے بڑھاپے کے باوجود اسماعیل اور اسحاق عطا کیے۔ بے شک میرا رب تو بہت دعا سننے والا ہے۔''

ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے بڑھاپے میں انھیں دو بیٹوں سے نوازا، تا کہ ان کے بعد دعوت الی اللہ کا کام کرتے رہیں، لوگوں کو توحید کی طرف بلائیں اور نماز قائم کریں۔ ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کے لیے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک حلیم بیٹے کی خوش خبری دی۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَقَالَ اِنِّىْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصّٰلِحِيْنَ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ﴾ [الصافات : ۹۹ تا ۱۰۱] ''اور اس نے کہا بے شک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، وہ مجھے ضرور راستہ دکھائے گا۔ اے میرے رب! مجھے (لڑکا) عطا کر جو نیکوں سے ہو۔ تو ہم نے اسے ایک بہت بردبار لڑکے کی بشارت دی۔'' دوسرے بیٹے اسحاق علیہ السلام کی پیدائش ابراہیم علیہ السلام اور ان کی زوجہ محترمہ کی عمروں کے ایسے حصے میں ہوئی کہ اس عمر میں بچہ پیدا ہونے کی کوئی امید نہیں ہوتی، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا١ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ۝ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ١ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ [هود : ۷۲، ۷۳] ''اس نے کہا ہائے میری بربادی! کیا میں جنوں گی، جب کہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرا خاوند ہے بوڑھا، یقیناً یہ تو ایک عجیب چیز ہے۔ انھوں نے کہا کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے؟ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں تم پر اے گھر والو! بے شک وہ بے حد تعریف کیا گیا، بڑی شان والا ہے۔''

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ١ۖۗ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ۝۴۰ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۝۴۱ ع ۶/۱۸

''اے میرے رب! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد میں سے بھی، اے ہمارے رب! اور میری دعا قبول کر۔ اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور ایمان والوں کو، جس دن حساب قائم ہوگا۔''

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے یہ دعا بھی کی کہ وہ انھیں اور ان کی اولاد کو نماز کا پابند بنا دے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ داعیان دین الٰہی کو اپنے گھر والوں کی ہدایت اور ان کی دینی تعلیم و تربیت سے غافل نہیں رہنا چاہیے، بلکہ دعوت و تبلیغ میں انھیں اولیت دینی چاہیے۔ آگے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لیے بھی دعائے مغفرت کی اور یہ صرف اس لیے کہ انھوں نے اپنے والد سے دعائے مغفرت کرنے کا وعدہ کیا تھا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا۝ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ١ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَ اهْجُرْنِيْ مَلِيًّا۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ١ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ١ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا﴾ [مريم : ۴۵ تا ۴۷] ''اے میرے باپ! بے شک میں ڈرتا ہوں کہ تجھ پر رحمان کی طرف سے کوئی عذاب آپڑے، پھر تو شیطان کا ساتھی بن جائے۔ اس نے کہا کیا تو میرے معبودوں سے بے رغبتی کرنے والا ہے اے ابراہیم!؟ یقیناً اگر تو باز نہ آیا تو میں ضرور ہی تجھے سنگسار کر دوں گا اور مجھے چھوڑ جا، اس حال میں کہ تو صحیح سالم ہے۔ کہا تجھ پر سلام ہو، میں اپنے رب سے تیرے لیے ضرور بخشش کی دعا کروں گا، بے شک وہ ہمیشہ سے مجھ پر بہت مہربان ہے۔'' ابراہیم علیہ السلام اس وعدے کے مطابق اپنے والد کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہے، لیکن جب انھیں معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو اس سے بے زاری کا اظہار کیا اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرنا چھوڑ دی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ١ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴾ [التوبة : ۱۱٤] ”اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے بخشش مانگنا نہیں تھا مگر اس وعدہ کی وجہ سے جو اس نے اس سے کیا تھا، پھر جب اس کے لیے واضح ہو گیا کہ بے شک وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بے تعلق ہو گیا۔ بے شک ابراہیم یقیناً بہت نرم دل، بڑا بردبار تھا۔“

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾

”اور تو اللہ کو ہرگز اس سے غافل گمان نہ کر جو ظالم لوگ کر رہے ہیں، وہ تو انھیں صرف اس دن کے لیے مہلت دے رہا ہے جس میں آنکھیں کھلی رہ جائیں گی۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد (ﷺ)! آپ یہ خیال نہ کریں کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے اعمال سے بے خبر ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے اگر انھیں مہلت دے رکھی ہے اور ان کی رسی دراز کر رکھی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ان سے بے خبر ہے اور وہ انھیں ان کی بداعمالیوں کی سزا نہیں دے گا، بلکہ وہ ان کے تمام اعمال کو شمار کر رہا ہے اور جب وہ دن آ جائے گا جب مارے دہشت کے لوگوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی تو سارے اعمال بد ان کے سامنے پیش کر دیے جائیں گے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم ننگے پاؤں، ننگے بدن بغیر ختنہ کیے ہوئے اٹھائے جاؤ گے۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! پھر تو (اس روز) مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ وقت اتنا زیادہ سخت ہوگا کہ وہ اس کا قصد بھی نہ کر سکیں گے۔“ [بخاری، کتاب الرقاق، باب الحشر : ٦٥٢٧۔ مسلم، کتاب الجنة و صفة نعيمها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر : ۲۸٥۹]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے آدم! آدم علیہ السلام عرض کریں گے، اے اللہ! میں بار بار تیری خدمت میں حاضر ہوں اور خیر تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جو لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے، انھیں نکالو۔ آدم علیہ السلام عرض کریں گے، کتنے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ تو یہی وہ وقت ہو گا کہ جب بچہ (غم سے) بوڑھا ہو جائے گا: ﴿ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴾ [الحج : ۲] ”اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی اور تو لوگوں کو نشے میں دیکھے گا، حالانکہ وہ ہرگز نشے میں نہیں ہوں گے اور لیکن اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔“ [بخاری، کتاب الرقاق، باب ﴿ إن زلزلة الساعة شيء عظيم ﴾ ...... الخ : ٦٥٣٠]

مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾

”اس حال میں کہ تیز دوڑنے والے، اپنے سروں کو اوپر اٹھانے والے ہوں گے، ان کی نگاہ ان کی طرف نہیں لوٹے گی اور ان کے دل خالی ہوں گے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب قیامت برپا ہوگی تو مردے اپنی قبروں سے نکل کر میدان محشر کی طرف بڑی تیزی سے دوڑیں گے، اپنے سر اوپر کی طرف اٹھائے ہوں گے اور آنکھیں کھلی ہوں گی، پلکوں میں حرکت بھی نہیں ہوگی اور مارے گھبراہٹ کے ان کے دل ہوا ہو رہے ہوں گے۔

مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ : ارشاد فرمایا: ﴿ مُهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴾ [القمر : ۸] ''پکارنے والے کی طرف گردن اٹھا کر دوڑنے والے ہوں گے، کافر کہیں گے یہ بڑا مشکل دن ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴾ [قٓ : ٤٤] ''جس دن زمین ان سے پھٹے گی، اس حال میں کہ وہ تیز دوڑنے والے ہوں گے، یہ ایسا اکٹھا کرنا ہے جو ہمارے لیے نہایت آسان ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝ وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ﴾ [طٰهٰ : ۱۰۸ تا ۱۱۱] ''اس دن وہ پکارنے والے کے پیچھے چلے آئیں گے، جس کے لیے کوئی کجی نہ ہوگی اور سب آوازیں رحمان کے لیے پست ہو جائیں گی، سو تو ایک نہایت آہستہ آواز کے سوا کچھ نہیں سنے گا۔ اس دن سفارش نفع نہ دے گی مگر جس کے لیے رحمان اجازت دے اور جس کے لیے وہ بات کرنا پسند فرمائے۔ وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ علم سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ اور سب چہرے اس زندہ رہنے والے، قائم رکھنے والے کے لیے جھک جائیں گے۔''

وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ : یعنی ان کے دل جھکے ہوئے ہوں گے، خالی ہوں گے، ڈر اور خوف کی شدت کے باعث دلوں میں کچھ نہیں ہوگا، ارشاد فرمایا: ﴿ قُلُوْبٌ يَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ ﴾ [النازعات : ۸] ''کئی دل اس دن دھڑکنے والے ہوں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ﴾ [المؤمن : ۱۸] ''اور انھیں قریب آنے والی گھڑی کے دن سے ڈرا جب دل گلوں کے پاس غم سے بھرے ہوں گے۔''

وَ اَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۝۴۴

''اور لوگوں کو اس دن سے ڈرا جب ان پر عذاب آئے گا، تو وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا، کہیں گے اے ہمارے رب! ہمیں قریب وقت تک مہلت دے دے، ہم تیری دعوت قبول کریں گے اور ہم رسولوں کی پیروی کریں گے۔ اور کیا تم نے اس سے پہلے قسمیں نہ کھائی تھیں کہ تمھارے لیے کوئی بھی زوال نہیں۔''

یہاں بھی خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے اور '' النَّاسَ '' سے سب لوگ مراد ہیں، اس لیے کہ قیامت کے دن سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈرایا جانا مسلم و کافر سب کو شامل ہے۔ کفار موت کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کا انکار کرتے تھے اور جب کوئی داعی الی اللہ ایسی بات کرتا تو قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ دوسری زندگی کا عقیدہ باطل ہے۔

رَبَّنَآ اَخِّرۡنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ : ارشاد فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُلۡهِكُمۡ اَمۡوَالُكُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ‌ ۚ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰ لِكَ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۞ وَاَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ فَيَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِىۡۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴾ [المنافقون : ۹، ۱۰] ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ اور اس میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمھیں دیا ہے، اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے، پھر وہ کہے، اے میرے رب! تو نے مجھے قریب مدت تک مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا۔“ اور اللہ تعالیٰ نے محشر میں ان کے حال کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: ﴿ وَلَوۡ تَرٰٓى اِذِ الۡمُجۡرِمُوۡنَ نَاكِسُوۡا رُءُوۡسِهِمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ رَبَّنَاۤ اَبۡصَرۡنَا وَسَمِعۡنَا فَارۡجِعۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا اِنَّا مُوۡقِنُوۡنَ ﴾ [السجدة : ١٢] ”اور کاش! تو دیکھے جب مجرم لوگ اپنے رب کے پاس اپنے سر جھکائے ہوں گے اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سن لیا، پس ہمیں واپس بھیج، ہم نیک عمل کریں گے، بے شک ہم یقین کرنے والے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَهُمۡ يَصۡطَرِخُوۡنَ فِيۡهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا غَيۡرَ الَّذِىۡ كُنَّا نَعۡمَلُ ؕ اَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيۡهِ مَنۡ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيۡرُ ؕ فَذُوۡقُوۡا فَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ نَّصِيۡرٍ ﴾ [فاطر : ٣٧] ”اور وہ اس میں چلائیں گے، اے ہمارے رب! ہمیں نکال لے، ہم نیک عمل کریں گے، اس کے خلاف جو ہم کیا کرتے تھے۔ اور کیا ہم نے تمھیں اتنی عمر نہیں دی کہ اس میں جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا حاصل کر لیتا اور تمھارے پاس خاص ڈرانے والا بھی آیا۔ پس چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔“

اَوَلَمۡ تَكُوۡنُوۡۤا اَقۡسَمۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ مَا لَكُمۡ مِّنۡ زَوَالٍ : یعنی کیا تم اپنی اس حالت سے پہلے قسمیں نہیں کھایا کرتے تھے کہ تم کو اس حال سے جس میں تم ہو کبھی زوال نہیں ہوگا اور نہ کبھی تمھیں دوبارہ پیدا کیا جائے گا اور نہ جزا و سزا کا معاملہ ہوگا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ‌ ۙ لَا يَبۡعَثُ اللّٰهُ مَنۡ يَّمُوۡتُ‌ ؕ بَلٰى وَعۡدًا عَلَيۡهِ حَقًّا وَّلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴾ [النحل : ٣٨] ”اور انھوں نے اپنی پکی قسمیں کھاتے ہوئے اللہ کی قسم کھائی کہ اللہ اسے نہیں اٹھائے گا جو مر جائے۔ کیوں نہیں! وعدہ ہے اس کے ذمے سچا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

وَّسَكَنۡتُمۡ فِىۡ مَسٰكِنِ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَتَبَيَّنَ لَكُمۡ كَيۡفَ فَعَلۡنَا بِهِمۡ وَضَرَبۡنَا لَكُمُ الۡاَمۡثَالَ ۞

”اور تم ان لوگوں کے رہنے کی جگہوں میں آباد رہے جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور تمھارے لیے خوب واضح ہو گیا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے ان کے ساتھ کس طرح کیا اور ہم نے تمھارے لیے کئی مثالیں بیان کیں۔‘‘

یعنی تم ان بستیوں کو دیکھ چکے ہو، جن کے رہنے والوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تھا، جیسے عاد و ثمود کی بستیاں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر جو عذاب نازل کیا تھا اس کے آثار اب تک باقی ہیں اور اس کی خبریں تواتر کے ساتھ تم تک پہنچ چکی ہیں، اور جو کچھ انھوں نے کہا تھا اور جس کی وجہ سے وہ اس انجام بد کو پہنچے، وہ ساری باتیں تمھیں معلوم ہیں۔ پھر بھی تم میں کوئی ایسا نہ ہوا جو عبرت حاصل کرتا اور اپنی اصلاح کی کوشش کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے سرکش لوگوں کے انجام سے ڈراتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾ [الرعد : ٦] ’’اور وہ تجھ سے بھلائی سے پہلے برائی کو جلدی طلب کرتے ہیں، حالانکہ ان سے پہلے کئی عبرت ناک سزائیں گزر چکیں اور بے شک تیرا رب یقیناً لوگوں کے لیے ان کے ظلم کے باوجود بڑی بخشش والا ہے اور بلاشبہ تیرا رب یقیناً بہت سخت سزا والا ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴾ [يونس : ١٠٢] ’’تو یہ لوگ کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں سوائے ان لوگوں کے سے ایام کے جو ان سے پہلے گزر چکے۔ کہہ دے پس انتظار کرو، یقیناً میں (بھی) تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴾ [العنكبوت: ٤١ تا ٤٣] ’’ان لوگوں کی مثال جنھوں نے اللہ کے سوا اور مددگار بنا رکھے ہیں مکڑی کی مثال جیسی ہے، جس نے ایک گھر بنایا، حالانکہ بے شک سب گھروں سے کمزور تو مکڑی کا گھر ہے، اگر وہ جانتے ہوتے۔ یقیناً اللہ جانتا ہے جسے وہ اس کے سوا پکارتے ہیں کوئی بھی چیز ہو اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔ اور یہ مثالیں ہیں جو ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں اور انھیں صرف جاننے والے ہی سمجھتے ہیں۔‘‘

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝

’’اور بے شک انھوں نے تدبیر کی، اپنی تدبیر اور اللہ ہی کے پاس ان کی تدبیر ہے اور ان کی تدبیر ہرگز ایسی نہ تھی کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں۔‘‘

اہل مکہ نبی کریم ﷺ اور دعوت اسلامیہ کے خلاف بڑی زبردست سازشیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی وہ تمام سازشیں لکھی جا رہی ہیں اور جن کا بدلہ انھیں مل کر رہے گا۔ وہ سازشیں اتنی ہیبت ناک تھیں کہ پہاڑوں کو اکھاڑ پھینکتیں اور انھیں تہ و بالا کر دیتیں، لیکن اللہ اپنے نبی ﷺ اور دین اسلام کی حمایت و نصرت فرماتا رہا اور ان کی چالیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھری کی دھری رہ گئیں۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾

"پس تو ہرگز گمان نہ کر کہ اللہ اپنے رسولوں سے اپنے وعدے کے خلاف کرنے والا ہے۔ یقیناً اللہ سب پر غالب، بدلہ لینے والا ہے۔"

یعنی اللہ نے اپنے رسولوں سے دنیا اور آخرت میں مدد کرنے کا جو وعدہ کیا ہے، وہ یقیناً سچا ہے، اس سے وعدہ خلافی ممکن نہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ﴾ [المؤمن : ۵۱] "بے شک ہم اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے ضرور مدد کرتے ہیں۔" اور فرمایا: ﴿ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴾ [المجادلة : ۲۱] "اللہ نے لکھ دیا ہے کہ ضرور بالضرور میں غالب رہوں گا اور میرے رسول، یقیناً اللہ بڑی قوت والا، سب پر غالب ہے۔"

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾

"جس دن یہ زمین اور زمین سے بدل دی جائے گی اور سب آسمان بھی اور لوگ اللہ کے سامنے پیش ہوں گے، جو اکیلا ہے، بڑا زبردست ہے۔"

فرمایا کہ اس دن زمین و آسمان کا نقشہ ہی بدلا ہوا ہوگا، پہاڑ روئی کے گالے کے مانند اڑ رہے ہوں گے۔ سمندر کا پانی پھوٹ پڑے گا اور زمین ہموار ہو جائے گی۔ آسمان کے ستارے بکھر جائیں گے اور شمس و قمر بے نور ہو جائیں گے اور لوگ اپنی قبروں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کے لیے دوڑ رہے ہوں گے، تاکہ وہ انھیں ان کے اعمال کا بدلہ چکائے، جیسا کہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "قیامت کے دن لوگ سفید زمین پر جو سرخی مائل ہوگی، جمع کیے جائیں گے۔ وہ زمین ایسی ہوگی جیسے میدے کی روٹی، اس زمین پر کسی کا کوئی نشان باقی نہیں رہے گا (یعنی چٹیل میدان ہوگی)۔" [مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب فی البعث و النشور …… الخ : ۲۷۹۰۔ بخاری، کتاب الرقاق، باب یقبض اللہ الأرض یوم القیامۃ : ۶۵۲۱]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ عزوجل کے اس فرمان: ﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴾ کے سلسلہ میں دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! آدمی اس دن کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(پل) صراط پر۔" [مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب فی البعث والنشور …… الخ : ۲۷۹۱]

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا تھا، اتنے میں یہودی علماء میں سے ایک عالم آیا اور اس نے عرض کی، السلام علیک یا محمد! تو میں نے اسے ایک ایسا دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔ وہ بولا، تو مجھے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں دھکا دیتا ہے؟ میں نے کہا، تو ''یا رسول اللہ!'' کیوں نہیں کہتا؟ یہودی نے کہا، ہم آپ کو اس نام کے ساتھ پکارتے ہیں جو آپ کے گھر والوں نے رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا نام محمد (ﷺ ہی) ہے جو میرے گھر والوں نے رکھا ہے۔'' یہودی نے کہا، آپ سے کچھ پوچھنے آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں تجھے کچھ بتاؤں گا تو تجھے کوئی فائدہ ہوگا؟'' اس نے کہا، میں اپنے کانوں سے سنوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لکڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی، زمین پر لکیر کھینچی اور فرمایا: ''پوچھ!'' یہودی نے کہا، جس دن یہ زمین بدل کر دوسری زمین ہو جائے گی اور آسمان بدل کر دوسرے آسمان ہو جائیں گے، تو لوگ اس وقت کہاں ہوں گے؟ فرمایا: ''لوگ اس وقت اندھیرے میں پل صراط کے قریب ہوں گے۔'' اس نے دریافت کیا، تو پھر سب سے پہلے کون اس پل سے پار ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''فقراء مہاجرین۔'' [مسلم، کتاب الحیض، باب بیان صفة منی الرجل والمرأة...... الخ : ۳۱۵]

وَ تَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۚ﴿۴۹﴾

''اور تو مجرموں کو اس دن زنجیروں میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑے ہوئے دیکھے گا۔''

اور مجرموں کی حالت یہ ہوگی کہ ان میں سے ہر ایک قسم کے مجرمین کو الگ الگ جمع کیا جائے گا اور ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو بیڑیاں ڈال کر ان کی گردنوں کے ساتھ باندھ دیا جائے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴾ [الفرقان : ۱۳] ''اور جب وہ اس کی کسی تنگ جگہ میں آپس میں جکڑے ہوئے ڈالے جائیں گے تو وہاں کسی نہ کسی ہلاکت کو پکاریں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴾ [الحاقة : ۳۰ تا ۳۲] ''اسے پکڑو، پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دو۔ پھر ایک زنجیر میں، جس کی پیمائش ستر ہاتھ ہے، پس اسے داخل کر دو۔''

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾

''ان کی قمیصیں گندھک کی ہوں گی اور ان کے چہروں کو آگ ڈھانپے ہوگی۔ تاکہ اللہ ہر جان کو اس کا بدلہ دے جو اس نے کمایا۔ بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔''

ان کے لباس گندھک کے ہوں گے اور ان کے چہروں پر آگ لپک رہی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کی شکل وصورت کی قباحت اور ان کی بدترین حالت کو بیان کرنے کے لیے انھیں اس خارش زدہ اونٹ سے تشبیہ دی ہے، جس کے جسم سے پیپ نکل رہی ہو اور علاج کے لیے اس کے سارے جسم پر گندھک مل دیا گیا ہو۔ جس کی بدبو بہت ہی شدید اور جس کا منظر بڑا ہی قبیح ہوتا ہے۔ قیامت کے دن اہل جرائم کے ساتھ جو کچھ ہوگا اس لیے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے کا بدلہ چکائے۔

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں چار کام جاہلیت کے ہیں، جنھیں وہ نہیں چھوڑیں گے: ① حسب پر فخر۔ ② نسب میں طعنہ زنی۔ ③ ستاروں سے بارش کی طلبی۔ ④ اور میت پر نوحہ۔'' پھر فرمایا: ''(سنو!) نوحہ کرنے والی نے اگر اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کی تو اسے قیامت کے دن گندھک کا قمیص اور کھجلی کا دوپٹا پہنایا جائے گا۔'' [مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحۃ : ۹۳۴۔ مسند أحمد : ۳۴۲/۵، ۳۴۳، ح : ۲۲۹۶۹]

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ : یعنی اللہ تعالیٰ ہر شخص کو قیامت کے دن اس کے اعمال کا بدلہ دے گا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴾ [النجم : ۳۱] ''تاکہ وہ ان لوگوں کو جنھوں نے برائی کی، اس کا بدلہ دے جو انھوں نے کیا اور ان لوگوں کو جنھوں نے بھلائی کی، بھلائی کے ساتھ بدلہ دے۔''

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَ لِيَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۵۲

''یہ لوگوں کے لیے ایک پیغام ہے اور تاکہ انھیں اس کے ساتھ ڈرایا جائے اور تاکہ وہ جان لیں کہ حقیقت یہی ہے کہ وہ ایک ہی معبود ہے اور تاکہ عقلوں والے نصیحت حاصل کریں۔''

یہ سورت نصیحت اور سیدھی راہ کی طرف رہنمائی حاصل کرنے کے لیے کافی ہے اور جو شخص اس میں مذکور احکام و نصائح پر عمل پیرا ہوگا اسے دنیا و آخرت کی نیک بختی حاصل ہوگی۔ اللہ کی وحدانیت پر دلالت کرنے والے جو دلائل اس میں بیان ہوئے ہیں ان میں غور و فکر کرنے سے اسے یقین ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

قرآن مجید توحید، رسالت، قیامت، جنت، دوزخ، حشر و نشر، عقائد و اعمال وغیرہ کے متعلق واضح ہدایات دیتا ہے، جن میں نہ کوئی ابہام ہے نہ کوئی اشکال۔ ہر چیز صاف اور واضح سمجھ میں آنے والی ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴾ [حم السجدۃ : ۱ تا ۳] ''حٰمٓ۔ اس بے حد رحم والے، نہایت مہربان کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔ ایسی کتاب جس کی آیات کھول کر بیان کی گئی ہیں، عربی قرآن ہے، ان لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"اللہ کے نام سے جو بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔"

الٓرٰ ۟ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ وَ قُرۡاٰنٍ مُّبِیۡنٍ ①

"الٓرٰ۔ یہ کامل کتاب اور واضح قرآن کی آیات ہیں۔"

ارشاد فرمایا: ﴿ حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۚ﴿۲﴾ کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُہٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ١ تا ٣] "حٰمٓ۔ اس بے حد رحم والے، نہایت مہربان کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔ ایسی کتاب جس کی آیات کھول کر بیان کی گئی ہیں، عربی قرآن ہے، ان لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں۔" اور فرمایا: ﴿ شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ہُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡہُدٰی وَ الۡفُرۡقَانِ ﴾ [البقرة : ١٨٥] "رمضان کا مہینا وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا، جو لوگوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ہدایت کی اور (حق و باطل میں) فرق کرنے کی واضح دلیلیں ہیں۔"

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ کَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ ②

"کسی وقت چاہیں گے وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا، کاش! وہ مسلم ہوتے۔"

اس آیت کریمہ میں نبی کریم ﷺ کے لیے بشارت ہے کہ آپ کا دین غالب ہو کر رہے گا اور ایک دن ایسا آئے گا کہ کفار تمنا کریں گے کہ کاش وہ پہلے ہی مسلمان ہو چکے ہوتے تو آج انھیں بھی وہ مقام حاصل ہوتا جو ان کبار صحابہ کو حاصل ہے، جنھوں نے ابتدا ہی میں اسلام کی دعوت پر لبیک کہا اور سابقین اولین قرار پائے۔ اس بشارت کے ضمن میں نبی کریم ﷺ کی حوصلہ افزائی کر کے ہمت بڑھائی جا رہی ہے کہ آپ دعوت کے کام میں صبر و استقامت کے ساتھ لگے رہیں، کیونکہ انجام کار غلبہ آپ کو حاصل ہو گا۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ کفار یہ تمنا یا تو موت کے وقت کریں گے یا قیامت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دن، جب حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی اور انھیں اپنے دین وعقیدہ کے باطل ہونے کا یقین ہو جائے گا، تب یہ تمنا کریں گے۔ تیسرا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب مشرکین اور گناہ گار مسلمانوں کو جہنم میں اکٹھا کر دے گا، تو مشرکین مسلمانوں سے کہیں گے کہ تمھاری توحید تمھارے کسی کام نہیں آئی، تو اللہ تعالیٰ غضبناک ہو کر اپنے فضل و رحمت سے مسلمانوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دے گا، اس وقت مشرکین ایسا کہیں گے۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنت کی خوش خبری سنائی ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴾ [الزخرف : ۶۸، ۶۹] ''اے میرے بندو! آج نہ تم پر کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے۔ وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور وہ فرماں بردار تھے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو (اعلان کرنے کا) حکم دیا، انھوں نے لوگوں میں اعلان کیا: ''سوائے مسلمان شخص کے کوئی جنت میں داخل نہیں ہو گا۔'' [بخاری، کتاب الجهاد، باب إن الله ليؤيد الدين بالرجل الفاجر : ۳۰۶۲۔ مسلم، کتاب الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه : ۱۱۱]

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ۝۳

''انھیں چھوڑ دے، وہ کھائیں اور فائدہ اٹھائیں اور انھیں امید غافل رکھے، پھر جلدی جان لیں گے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے کفار مکہ کو تنبیہ کی جا رہی ہے اور انھیں دھمکی دی جا رہی ہے کہ وہ جانوروں کی مانند خوب کھائیں پییں، خوب مزے کریں، اپنی خواہشوں کو پورا کریں اور ان کی جھوٹی امید کہ ان کا انجام بخیر ہو گا، انھیں توبہ و استغفار اور ذکر الٰہی سے غافل بنائے رکھے، وہ عنقریب قیامت کے دن اپنے برے انجام کو پہنچ جائیں گے اور جہنم ان کا ٹھکانا ہو گا۔

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا: یہ بہت سخت ڈانٹ اور شدید سرزنش ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴾ [إبراهيم : ۳۰] ''کہہ دے فائدہ اٹھا لو، پس بے شک تمھارا لوٹنا آگ کی طرف ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ كُلُوْا وَ تَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴾ [المرسلات : ۴۶] ''(اے جھٹلانے والو!) تھوڑا سا کھا لو اور فائدہ اٹھا لو، یقیناً تم مجرم ہو۔''

وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ: یعنی جھوٹی امیدوں نے توبہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے انھیں غافل کیے رکھا، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع شکل بنائی اور اس کے درمیان ایک خط کھینچا جو اس سے نکلا ہوا تھا اور اس کے بعد درمیان والے خط کے اس حصے پر جو مربع شکل کے اندر تھا، چھوٹے چھوٹے بہت سے خطوط کھینچے اور فرمایا: ''یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت اس کو گھیرے ہوئے ہے اور یہ باہر نکلا ہوا (درمیانی خط) اس کی آرزو ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط مصائب ہیں۔ پس اگر وہ ایک مصیبت سے بچ نکلتا ہے تو دوسری میں پھنس جاتا ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری سے نکلتا ہے تو تیسری میں گرفتار ہو جاتا ہے۔‘‘ [بخاري، كتاب الرقاق، باب في الأمل وطوله : ٦٤١٧]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھڑی اپنے سامنے گاڑی، دوسری اس کے پہلو میں اور تیسری (اس سے) ذرا دور، پھر فرمایا: ’’کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟‘‘ انھوں نے عرض کی، اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ’’یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے اور یہ اس کی آرزو ہے، اب وہ آرزو کے پانے کی کوشش میں ہے، لیکن آرزو (کے حصول) سے پہلے ہی موت اس کو آ پہنچتی ہے۔‘‘ [مسند أحمد : ۱۸/۳، ح : ۱۱۱۳۸۔ شرح السنة، كتاب الرقاق باب طول الأمل والحرص : ٤٠٩٢]

وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَ لَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝

’’اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس حال میں کہ اس کے لیے ایک مقرر لکھا ہوا وقت تھا۔ کوئی امت اپنے مقرر وقت سے نہ آگے بڑھتی ہے اور نہ وہ پیچھے رہتے ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ جب کسی بستی کو گناہوں پر اصرار کی وجہ سے ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس کا ایک وقت مقرر کر دیتا ہے، تاکہ اس سے پہلے بستی والوں کو اسباب ہلاکت پر خوب غور و فکر کرنے کا موقع مل جائے، شاید کہ اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں۔ کوئی بھی ظالم قوم اپنے وقت مقرر سے پہلے ہلاک نہیں ہوتی اور جب وہ وقت آ جاتا ہے تو ایک لمحہ کی تاخیر بھی نہیں ہوتی، کیونکہ حجت پوری ہو چکی ہوتی ہے اور اسے معذور سمجھے جانے کا کوئی سبب باقی نہیں رہ جاتا۔

وَ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝

’’اور انھوں نے کہا اے وہ شخص جس پر یہ نصیحت نازل کی گئی ہے! بے شک تو تو دیوانہ ہے۔‘‘

کفار مکہ کا غایت درجہ تکبر و عناد بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پھبتیاں کستے تھے اور کہتے تھے کہ اے اس بات کا دعویٰ کرنے والے کہ مجھ پر قرآن اترتا ہے! تم تو صریح پاگل و دیوانے ہو کہ ہم سے اپنے آپ کو رسول منوانے کی بات کرتے ہو اور دعویٰ کرتے ہو کہ تم پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے۔ (العیاذ باللہ!)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ضماد مکہ میں آیا اور وہ قبیلہ ازد شنوءہ کا ایک فرد تھا۔ وہ جنوں اور آسیب وغیرہ کا دم کیا کرتا تھا۔ اس نے جب مکہ کے بے وقوفوں سے یہ سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجنون ہیں تو کہنے لگا، ذرا میں بھی انھیں دیکھوں، شاید اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے انھیں شفا دے دے۔ غرضیکہ وہ آپ سے ملا۔ اس نے کہا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں جنوں وغیرہ کا دم کیا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے میرے ہاتھ سے شفا دے دیتا ہے، آپ کو کیا مرض ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هَادِیَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَمَّا بَعْدُ!» ضماد نے کہا ان کلمات کا اعادہ فرمائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ ضماد کے سامنے ان کلمات کا اعادہ فرمایا۔ ضماد نے کہا، میں نے کاہنوں کا کلام سنا ہے، جادوگروں کی باتیں سنی ہیں، شاعروں کے اشعار سنے ہیں، لیکن آپ کے اس کلام جیسا کلام کبھی نہیں سنا، یہ کلام تو سمندر کی تہ تک پہنچ گیا ہے۔ آپ اپنا دست مبارک بڑھائیے، تاکہ میں اسلام پر آپ سے بیعت کرلوں۔ ضماد نے بیعت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور اپنی قوم کی طرف سے؟'' ضماد رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں، میں اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں۔ (بعد ازاں مدینہ منورہ پہنچ کر ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا لشکر روانہ فرمایا، وہ لشکر سیدنا ضماد رضی اللہ عنہ کی قوم کے پاس سے گزرا تو سردارِ لشکر نے کہا، تم نے اس قوم کی کوئی چیز تو نہیں لی؟ ایک شخص نے کہا، ہاں! میں نے ان کا ایک لوٹا لیا ہے۔ سردار نے کہا، جاؤ! اسے واپس کر دو، یہ ضماد رضی اللہ عنہ کی قوم ہے۔ [مسلم، کتاب الجمعۃ، باب تخفیف الصلوۃ و الخطبۃ : ۸۶۸]

لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝

''تو ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لے آتا، اگر تو سچوں میں سے ہے۔ ہم فرشتوں کو نہیں اتارتے مگر حق کے ساتھ اور اس وقت وہ مہلت دیے گئے نہیں ہوتے۔''

کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کبر و عناد میں آ کر کہا کہ اگر تم سچے ہو تو آسمان سے فرشتوں کو کیوں نہیں اتار لاتے جو تمھاری صداقت کی گواہی دیتے اور دعوت و تبلیغ کے کام میں تمھاری مدد کرتے؟ ان کے اس کبر و عناد کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم فرشتے نہ تو تماشا دکھانے کے لیے اتارتے ہیں اور نہ اس لیے اتارتے ہیں کہ وہ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کر دیں، بلکہ فرشتے تو مجرموں پر قہر الٰہی بن کر آتے ہیں، جیسے غزوۂ بدر میں آئے تھے، یا تمھاری جانیں نکالنے کے لیے آتے ہیں، یا پھر کسی قوم کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لیے آتے ہیں، پھر جب یہ آ جاتے ہیں تو تمھارا کام تمام کر کے چھوڑتے ہیں۔ اس وقت مہلت دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ : یعنی ہمارے پاس ایسے فرشتے آتے جو اس بات کی گواہی دیتے کہ تو جو دین لے کر آیا ہے وہ سچا ہے، جیسا کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا تھا: ﴿ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴾ [الزخرف : ۵۳] ''پس اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے، یا اس کے ہمراہ فرشتے مل کر کیوں نہیں آئے؟'' قرآن کریم نے ان کی اس بات کو اس طرح بھی بیان کیا ہے: ﴿ وَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَ عَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ۝ يَوْمَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَ يَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا﴾ [الفرقان : ۲۱، ۲۲] ''اور ان لوگوں نے کہا جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے، ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے گئے، یا ہم اپنے رب کو دیکھتے؟ بلاشبہ یقیناً وہ اپنے دلوں میں بہت بڑے بن گئے اور انھوں نے سرکشی اختیار کی، بہت بڑی سرکشی۔ جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن مجرموں کے لیے خوشی کی کوئی خبر نہ ہوگی اور کہیں گے (کاش! ہمارے اور ان کے درمیان) ایک مضبوط آڑ ہو۔''

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

''بے شک ہم نے ہی یہ نصیحت نازل کی ہے اور بے شک ہم اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ اگر کفار مکہ نے اس قرآن کا انکار کر دیا ہے تو کیا ہوا، اس کے خلاف ان کی کوئی سازش کارگر نہیں ہوگی کیونکہ وہ اللہ کا کلام ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول ﷺ پر اتارا ہے اور وہی اس کی حفاظت کرتا رہے گا۔ اس میں نبی اکرم ﷺ کے لیے تسلی کا سامان بھی ہے اور تمام مسلمانوں کے لیے بہت بڑی خوش خبری بھی کہ اس مشعل ہدایت کو کوئی بجھا نہ سکے گا۔ اس کا نور قیامت تک انسانوں کو راہ دکھاتا رہے گا۔ آندھیاں چلیں گی، طوفان اٹھیں گے، بڑی بڑی سازشیں ہوں گی، لیکن جب تک قیامت نہیں آ جاتی یہ قرآن بغیر کسی ادنیٰ تغیر و تحریف کے باقی رہے گا اور اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کی حفاظت کرتا رہے گا۔ قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری کا اس طرح پورا ہونا بھی قرآن مجید کی صداقت کی دلیل ہے اور پھر اس کے کلام کا معجزہ ہونا اس پر مستزاد ہے۔ قرآن مجید کا یہ اعجاز زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے: ﴿قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾ [بني إسرائيل : ۸۸] ''کہہ دے اگر سب انسان اور جن جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہیں لائیں گے، اگرچہ ان کا بعض بعض کا مددگار ہو۔'' اور فرمایا: ﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ [هود : ۱۳، ۱۴] ''یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے گھڑ لیا ہے۔ کہہ دے پھر اس جیسی دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے بلا سکتے ہو بلا لو، اگر تم سچے ہو۔ پس اگر وہ تمھاری بات قبول نہ کریں تو جان لو کہ یہ صرف اللہ کے علم سے اتارا گیا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو کیا تم حکم ماننے والے ہو؟''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کو کوئی نہ کوئی معجزہ دیا گیا اور اسی معجزہ کے مطابق لوگ اس نبی پر ایمان لائے اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (یعنی قرآن) ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی (کے ذریعے سے نازل) کیا ہے (یہ معجزہ چونکہ سب معجزوں سے بڑا ہے)، اس لیے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیروی کرنے والے دیگر انبیاء کی پیروی کرنے والوں سے زیادہ ہوں گے۔" [بخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب قول النبي ﷺ : بعثت بجوامع الكلم : ۷۲۷٤۔ مسلم، كتاب الإيمان، باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد ﷺ ...... الخ : ۱۵۲]

سیدنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یمامہ کی لڑائی میں (جو مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی) بہت سے صحابہ شہید ہو گئے تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس موجود تھے۔ میں گیا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، میرے پاس عمر آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یمامہ کی لڑائی میں بہت سے مسلمان شہید ہو گئے ہیں اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر اسی طرح اور لڑائیوں میں بھی قرآن کے علماء اور قاری شہید ہو گئے تو بہت سا قرآن دنیا سے اٹھ جائے گا، چنانچہ اگر قرآن کو ایک جگہ جمع کر لیا جائے تو یہ ڈر نہیں رہے گا، لہٰذا آپ قرآن کو جمع کروا دیں۔ میں (ابو بکر) نے عمر رضی اللہ عنہ کو یہ جواب دیا، میں وہ کام کیسے کروں جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا، تو عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے، اللہ کی قسم! یہ اچھا کام ہے اور بار بار یہی کہتے رہے، تا آنکہ اللہ نے اس کام کے لیے میرا سینہ کھول دیا اور میں عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے متفق ہو گیا۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ خاموشی سے یہ بات سنتے رہے۔ پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھے کہنے لگے، تم جوان اور عاقل ہو اور ہم تمھیں سچا جانتے ہیں اور تم دور نبوی میں کاتب وحی رہے ہو، تو اب ایسا کرو کہ قرآن (کی جا بجا لکھی ہوئی تحریروں) کو تلاش کرو اور سب کو اکٹھا کر دو۔ زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لیے کہتے تو مجھے اتنا مشکل نہ ہوتا جتنا قرآن جمع کرنا ہوا ہے۔ میں نے ان سے بڑی تکرار کی، تا آنکہ اللہ نے میرا سینہ بھی کھول دیا، جس طرح ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا کھولا تھا اور میں نے یہ کام شروع کر دیا۔ میں نے قرآن کو کھال، کندھے کی ہڈی اور کھجور کی شاخوں سے (جن پر قرآن لکھا ہوا تھا) جمع کیا۔ پھر اکثر لوگوں کو یاد بھی تھا، یہاں تک کہ میں نے سورۂ توبہ کی آخری دو آیتیں : ﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۞ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴾ خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کے ہاں نہ پائیں۔ پھر یہ مصحف جس میں قرآن جمع کیا تھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زندگی تک ان کے پاس رہا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے پاس رہا اور ان کی وفات کے بعد ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو ملا۔ [بخاري، كتاب التفسير، باب قوله تعالٰى : ﴿ لقد جاءكم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم ﴾ : ٤٦٧٩]

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۞ وَ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۞ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۞

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے اگلے لوگوں کے گروہوں میں رسول بھیجے۔ اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا تھا مگر وہ اس کے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے۔ اسی طرح ہم یہ بات مجرموں کے دلوں میں داخل کر دیتے ہیں۔ وہ اس پر ایمان نہیں لاتے اور یقیناً (یہی) پہلے لوگوں کا طریقہ گزرا ہے۔“

یہاں بھی نبی کریم ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ اگر کفار قریش آپ کی تکذیب کرتے ہیں اور آپ کا مذاق اڑاتے ہیں تو اس سے آپ کو دل برداشتہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ تو ہمیشہ سے قوموں کا شیوہ رہا ہے کہ جب بھی کوئی رسول کسی قوم کے پاس آیا تو انھوں نے اس کا مذاق اڑایا۔ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح ہم نے گزشتہ مجرموں کے دلوں میں گمراہی کو داخل کر دیا تھا، کفار مکہ کے دلوں میں بھی کفر و ضلالت کو پیوست کر دیں گے، پھر وہ اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے۔ ہمیشہ سے اللہ کی یہی سنت جاری ہے کہ وہ ایسی قوموں کو ہلاک کرتا رہا ہے اور اپنے رسولوں اور ان پر ایمان لانے والوں کو غالب بناتا رہا ہے۔

وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ : ارشاد فرمایا: ﴿ يَٰحَسْرَةً عَلَى ٱلْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا۟ بِهِۦ يَسْتَهْزِءُونَ ﴾ [یٰس : ۳۰] ”ہائے افسوس بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا رہا مگر وہ اس کے ساتھ ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔“ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی: ﴿ إِنَّا كَفَيْنَٰكَ ٱلْمُسْتَهْزِءِينَ ﴾ [الحجر : ۹۵] ”بے شک ہم تجھے مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں کافی ہیں۔“ اور فرمایا، نبی ﷺ کا مذاق اڑانے والے یہ لوگ تھے، ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث زہری، ابوزمعہ اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی اور عاص بن وائل۔ سیدنا جبریل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو اللہ کے نبی ﷺ نے مذاق اڑانے والوں کی شکایت جبریل علیہ السلام سے کی۔ جبریل علیہ السلام نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ولید کو کر دیا اور اس کی بغل میں ایک رگ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: ”آپ نے (ولید کے ساتھ) کیا کیا؟“ جبریل ﷺ نے کہا: ”میں نے اس کو سزا دے دی۔“ اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے اسود کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کر دیا اور اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے بارے میں بھی جبریل علیہ السلام سے پوچھا: ”آپ نے (اس اسود کا) کیا کیا؟“ جبریل علیہ السلام نے کہا: ”میں نے اس سے نپٹ لیا۔“ پھر جبریل علیہ السلام نے ابوزمعہ کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے کہا: ”آپ نے اس کا کیا بندوبست کیا؟“ جبریل علیہ السلام نے کہا: ”میں نے اس سے بھی بدلہ لے لیا۔“ اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے حارث کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر یا پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: ”میں نے اس سے بھی انتقام لے لیا۔“ اسی طرح عاص کا گزر ہوا تو جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا اور کہا: ”میں نے اس کو بھی دبوچ لیا۔“ ولید کو سزا اس طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملی کہ خزاعہ قبیلے کا ایک شخص جو اپنے تیروں کو ترتیب دے رہا تھا، اس کے پاس سے ولید کا گزر ہوا تو ایک تیر اس کی بغل کے نیچے رگ پر جا لگا اور اس نے رگ کو کاٹ دیا۔ اسود بن مطلب اندھا ہو گیا۔ اسود بن عبد یغوث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ اس کے سر میں زخم ہو گئے جن کی وجہ سے وہ مر گیا۔ حارث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ زرد پانی نے حارث کو گھیر لیا، وہ اس کے پیٹ میں داخل ہو گیا اور صورت حال یہ ہو گئی کہ اس کا پاخانہ اس کے منہ سے نکلنے لگا، پھر وہ اس (بیماری کی وجہ) سے مر گیا۔ عاص کو سزا اس طرح ملی کہ اس کے سر میں اس طرح کا پھوڑا نکلا جس طرح کا ایک کانٹے دار پودا حجاز کے ریگستان میں اگتا ہے، اس کانٹے دار حجازی پودے کی طرح کا پھوڑا اس کے سر میں نکلا، سارے سر میں پھیل گیا اور وہ اس سے مر گیا۔ عاص کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف کی طرف نکلا، گدھا کودا، اس نے اس کو کانٹوں پر گرا دیا، کانٹا اس کے پاؤں کے تلوے میں پیوست ہو گیا اور وہ اسی سے مر گیا۔[السنن الکبریٰ للبیہقی : ۸/۹، ح : ۱۷۷۳۱۔ دلائل النبوۃ للبیہقی : ۲/۳۱۶ تا ۳۱۸]

وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْۤا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾

''اور اگر ہم ان پر آسمان سے کوئی دروازہ کھول دیں، پس وہ دن بھر اس میں چڑھتے رہیں۔ تو یقیناً کہیں گے کہ بات یہی ہے کہ ہماری آنکھیں باندھ دی گئی ہیں، بلکہ ہم جادو کیے ہوئے لوگ ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے کفر و عناد اور سرکشی کی شدت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ہم آسمان کا کوئی دروازہ ان پر کھول دیں اور وہ اس میں چڑھنے بھی لگیں تو پھر بھی یہ تصدیق نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ محمد (ﷺ) نے ہماری آنکھوں کو مسحور کر دیا ہے، جس کی وجہ سے حقائق ہمارے سامنے بدل کر آ رہے ہیں اور پھر در حقیقت ایسا ہی ہوا، جب انھیں شق القمر کا معجزہ دکھایا گیا تو انھوں نے اسے جادو ہی کا نتیجہ بتایا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴾ [القمر : ۱، ۲] ''قیامت بہت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (یہ) ایک جادو ہے جو گزر جانے والا ہے۔''

الغرض کفار کے تمسخر اور مطلوبہ معجزہ نہ دکھانے کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کو جو ملال ہو سکتا تھا اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس کو رفع کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کو تسلی دے کر اشارتاً صبر و استقامت کی تلقین بھی کر دی۔

وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَ حَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آسمان میں کئی برج بنائے اور اسے دیکھنے والوں کے لیے مزین کر دیا ہے۔ اور ہم نے اسے ہر مردود شیطان سے محفوظ کر دیا ہے۔ مگر جو سنی ہوئی بات چرا لے تو ایک روشن شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اس نے بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ آسمانوں کو پیدا فرمایا اور انھیں مختلف نجوم و کواکب سے مزین فرمایا ہے، جو شخص ان کے نظام پر غور و فکر کرے گا اسے بہت سے عجائبات اور بے شمار روشن نشانات نظر آئیں گے اور وہ حیران و ششدر رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے شہابوں کو سرکش شیطانوں سے حفاظت کا ذریعہ بنا دیا ہے، تاکہ وہ ملائکہ کی باتیں نہ سن سکیں۔ ان میں سے اگر کوئی سرکشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بات سننے کے لیے پیش قدمی کرتا ہے تو ایک روشن انگارا آتا ہے اور وہ اسے تباہ کر دیتا ہے اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ وہ شہاب ثاقب کے پہنچنے سے پہلے سنی ہوئی بات دوسرے شیطانوں تک منتقل کر دیتا ہے اور وہ دوسرے شیطان اسے اپنے دوست نجومی اور کاہن وغیرہ تک پہنچا دیتے ہیں، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی معاملے کا فیصلہ کرتا ہے تو (اس حکم کو سن کر) فرشتے جھکتے ہوئے عاجزی اختیار کرتے ہیں اور اپنے پر مارنے لگتے ہیں۔ (فرمان الٰہی انھیں اس طرح سنائی دیتا ہے) گویا کہ صاف چکنے پتھر پر زنجیر چلانے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمھارے رب نے کیا حکم دیا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں حق بات کا حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا بلند و برتر ہے۔ فرشتوں کی باتیں شیطان چوری چھپے سنتے ہیں اور یہ شیطان اس طرح اوپر تلے ہوتے ہیں جیسے یہ انگلیاں۔ پھر کبھی تو باتیں سننے والے شیطانوں کو قبل اس کے کہ وہ اپنے نیچے والے کو بتائے، چنگاری جلا ڈالتی ہے اور کبھی اس چنگاری کے اس تک پہنچنے سے پہلے وہ اپنے ساتھی کو بتا دیتا ہے اور اس طرح یہ باتیں وہ زمین تک پہنچا دیتے ہیں، پھر ان باتوں کو جادوگر تک پہنچا دیا جاتا ہے اور وہ اس ایک سچی بات میں سو جھوٹی باتیں ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ اس جادوگر کی کبھی کوئی بات سچ نکل آتی ہے تو لوگ کہنے لگتے ہیں کہ دیکھو! فلاں دن اس جادوگر نے ہم سے یہ کہا تھا، لہٰذا اس کی بات سچ نکلی، حالانکہ یہ وہی بات ہے جو آسمان سے اڑائی گئی تھی۔“
[بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ إلا من استرق السمع فأتبعه شهاب مبين ﴾ : ۴۷۰۱، ۴۸۰۰]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”فرشتے ابر میں آ کر ان کاموں کا تذکرہ کرتے ہیں جو دنیا میں ہوں گے تو شیاطین ان میں سے کوئی ایک آدھ بات سن لیتے ہیں اور اسے کاہنوں کے کان میں اس طرح ڈال دیتے ہیں جیسے شیشی میں کچھ (پانی وغیرہ) ڈالا جاتا ہے۔ پھر وہ کاہن اس میں سو جھوٹ کا اضافہ کر کے بیان کرتے ہیں۔“ [بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائكة : ۳۲۱۰۔ مسلم، کتاب السلام، باب تحريم الكهانة : ۲۲۲۸]

وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا: ”برج“ عربی زبان میں قلعہ یا منزل کو کہتے ہیں، یہاں برجوں سے مراد وہ منزلیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جن سے سورج اپنی گردش کے دوران میں گزرتا ہے اور وہ تعداد میں بارہ ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ برج وہ آسمانی قلعے ہیں جہاں فرشتے پہرا دیتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِيْرًا ﴾ [الفرقان : ٦١] ''بہت برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور ایک روشنی کرنے والا چاند بنایا۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴾ [البروج : ١] ''قسم ہے برجوں والے آسمان کی!''

وَ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ: ارشاد فرمایا: ﴿ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْۤا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ زَيَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ﴾ [قٓ : ٦] ''تو کیا انھوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے کیسے اسے بنایا اور اسے سجایا اور اس میں کوئی درزیں نہیں ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ حِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ١٢] ''اور ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں کے ساتھ زینت دی اور خوب محفوظ کر دیا۔ یہ اس کا اندازہ ہے جو سب پر غالب، سب کچھ جاننے والا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ لَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ﴾ [الملك : ٥] ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں کے ساتھ زینت بخشی اور ہم نے انھیں شیطانوں کو مارنے کے آلے بنایا اور ہم نے ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَ مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآىِٕنُهٗ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾

''اور زمین، ہم نے اسے پھیلا دیا اور اس میں پہاڑ رکھے اور اس میں ہر نپی تلی چیز اگائی۔ اور ہم نے تمھارے لیے اس میں روزیاں بنائی ہیں اور ان کے لیے بھی جنھیں تم ہرگز روزی دینے والے نہیں۔ اور کوئی بھی چیز نہیں مگر ہمارے پاس اس کے کئی خزانے ہیں اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم اندازے سے۔''

اللہ تعالیٰ کے مظاہر قدرت کا بیان ابھی جاری ہے کہ زمین کو انسانوں کے لیے فرش بنا کر پھیلا دیا اور بڑے بڑے پہاڑوں کو اس کے اوپر جما دیا، تاکہ حرکت نہ کرے اور اپنی حکمتوں کے تقاضے کے مطابق اس پر پودے اگائے۔ بایں طور کہ ان چیزوں میں کوئی شخص نہ کمی لا سکتا ہے اور نہ زیادتی اور ایک بڑی ہی عمدہ ہیئت و کیفیت میں انھیں پیدا کیا ہے اور انسانوں کے کھانے پینے، پہننے کی چیزیں اور دیگر جتنی ضروریات زندگی ہو سکتی ہیں ان سب کو زمین پر مہیا کیا۔ جانوروں، چوپایوں اور دیگر تمام مخلوقات کے لیے روزی فراہم کی اور قدرت و خالقیت پر استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے پاس ہر چیز کا خزانہ ہے، وہ جب چاہے اور جتنا چاہے ظاہر کر دے، لیکن وہ آسمان سے زمین پر اپنے بندوں کے لیے اتنا ہی اتارتا ہے جس کا اس کی مشیت تقاضا کرتی ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴾ [الشوریٰ : ۲۷] ”اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لیے رزق فراخ کر دیتا تو یقیناً وہ زمین میں سرکش ہو جاتے اور لیکن وہ ایک اندازے کے ساتھ اتارتا ہے، جتنا چاہتا ہے، یقیناً وہ اپنے بندوں سے خوب باخبر، خوب دیکھنے والا ہے۔“

وَ اَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۝۲۲ وَ اِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَ نُمِيْتُ وَ نَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۲۳

”اور ہم نے ہواؤں کو بار آور بنا کر بھیجا، پھر ہم نے آسمان سے پانی اتارا، پس ہم نے تمھیں وہ پلایا اور تم ہرگز اس کا ذخیرہ کرنے والے نہیں۔ اور بے شک ہم، یقیناً ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں۔“

یعنی ٹھنڈی ہواؤں کے ذریعے سے بادل کو (جو محض بھاپ ہوتی ہے) بارش کے پانی میں بدل دیتا ہے، پھر اسے زمین پر برساتا ہے، جس سے انسان خود بھی سیراب ہوتا ہے اور اپنی زمینوں اور جانوروں کو بھی سیراب کرتا ہے۔ انسان اس بادل کے ایجاد کرنے اور اسے بارش کی شکل میں زمین پر برسانے سے بالکل عاجز ہے اور نہ اسے وادیوں، پہاڑوں، چشموں اور کنوؤں تک پہنچا کر آئندہ کے لیے محفوظ کرنے کی قدرت رکھتا ہے، وہ تو اللہ تعالیٰ ہے جو ان تمام باتوں پر قادر ہے، وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور تمام مخلوقات کی ہلاکت کے بعد صرف اسی کی ذات باقی رہے گی۔

وَ اَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ۝ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّ نُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴾ [الفرقان : ۴۸، ۴۹] ”اور وہی ہے جس نے ہواؤں کو اپنی رحمت سے پہلے خوش خبری کے لیے بھیجا اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔ تاکہ ہم اس کے ذریعے ایک مردہ شہر کو زندہ کریں اور اسے اس (مخلوق) میں سے جو ہم نے پیدا کی ہے، بہت سے جانوروں اور انسانوں کو پینے کے لیے مہیا کریں۔“ اور فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَ يَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ [الروم : ۴۸ تا ۵۰] ”اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے تو وہ بادل کو ابھارتی ہیں، پھر وہ اسے آسمان میں پھیلا دیتا ہے جیسے چاہتا ہے اور وہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ پس تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس کے درمیان سے نکل رہی ہے، پھر جب وہ اسے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے برسا دیتا ہے تو اچانک وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ حالانکہ بے شک وہ اس سے پہلے کہ ان پر برسائی جائے، اس سے پہلے یقیناً ناامید تھے۔ سو اللہ کی رحمت کے نشانات کی طرف دیکھ کہ وہ کس طرح زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے، بے شک وہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یقیناً مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔“

فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ وَمَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ: یعنی ہم نے تمھارے لیے میٹھا پانی نازل کیا ہے، تا کہ تم اسے پی سکو اور اگر ہم چاہتے تو اس پانی کو کڑوا اور کھارا بنا دیتے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴾ [الواقعة: ٦٨ تا ٧٠] ”پھر کیا تم نے دیکھا وہ پانی جو تم پیتے ہو؟ کیا تم نے اسے بادل سے اتارا ہے، یا ہم ہی اتارنے والے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے سخت نمکین بنا دیں، پھر تم شکر ادا کیوں نہیں کرتے؟“ اور فرمایا: ﴿ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ﴾ [النحل : ١٠] ”وہی ہے جس نے آسمان سے کچھ پانی اتارا، تمھارے لیے اسی سے پینا ہے اور اسی سے پودے ہیں جن میں تم چراتے ہو۔“

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝ وَ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ان لوگوں کو جان رکھا ہے جو تم میں سے بہت آگے جانے والے ہیں اور بلاشبہ ہم نے ان کو بھی جان رکھا ہے جو بہت پیچھے آنے والے ہیں۔ اور بے شک تیرا رب ہی انھیں اکٹھا کرے گا۔ یقیناً وہ کمال حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ اگلے اور پچھلے تمام انسانوں کی خبر رکھتا ہے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر جتنے لوگ دنیا میں آئے اور گزر گئے اور جتنے لوگ قیامت تک پیدا ہوں گے، سب کی خبر رکھتا ہے۔ کون انبیاء پر ایمان لایا، کس نے اللہ کی بندگی کی اور کس نے نافرمانی کی؟ کوئی بات بھی اس سے مخفی نہیں اور یہ حقیقت جس طرح اس کے کمال قدرت کی دلیل ہے، اسی طرح اس کے کمال علم کی بھی دلیل ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اول و آخر تمام انسانوں کو ان کی کثرت کے باوجود میدان محشر میں جمع کرے گا اور اپنے علم و حکمت کے مطابق ان سے معاملہ کرے گا۔ کس آدمی کے اندر کون سی بری صفت پوشیدہ ہے اس سے کچھ بھی مخفی نہیں ہے، سب کو ان کے اعمال و اخلاق کے مطابق بدلہ دے گا۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے انسان کو ایک بجنے والی مٹی سے پیدا کیا، جو بدبودار، سیاہ کیچڑ سے تھی۔ اور جان (یعنی جنوں) کو اس سے پہلے لُو کی آگ سے پیدا کیا۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مٹی کی مختلف حالتوں کے اعتبار سے اس کے مختلف نام ہیں، خشک مٹی ''تُرَاب''، گیلی مٹی ''طِیْنٍ''، گوندھی ہوئی بدبودار ''حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ''، یہ ''حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ'' خشک ہو کر کھن کھن بولنے لگے تو ''صَلْصَالٍ'' اور جب اسے آگ میں پکا لیا جائے تو ''كَالْفَخَّارِ'' (ٹھیکری) کہلاتی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا جس طرح تذکرہ کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم خاکی کا پتلا ''حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ'' (گوندھی ہوئی، سڑی ہوئی، بدبودار) مٹی سے بنایا گیا۔ جب وہ سوکھ کر کھن کھن کرنے لگا، یعنی ''صَلْصَالٍ'' ہو گیا تو اس میں روح پھونکی گئی، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴾ [الرحمٰن : ۱۴، ۱۵] ''اس نے انسان کو بجنے والی مٹی سے پیدا کیا، جو ٹھیکری کی طرح تھی۔ اور جن کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴾ [المؤمنون : ۱۲] ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے انسان کو حقیر مٹی کے ایک خلاصے سے پیدا کیا۔''

ابلیس جن ہے اور اس نے اپنی نافرمانی کی وجہ بتاتے ہوئے یہی کہا تھا کہ اے اللہ! مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے، لہٰذا میں انسان سے افضل ہوں کہ اسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ﴾ [الكهف : ۵۰] ''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو انھوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس، وہ جنوں میں سے تھا، سو اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴾ [الأعراف : ۱۱، ۱۲] ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تمھارا خاکہ بنایا، پھر ہم نے تمھاری صورت بنائی، پھر ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو انھوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس، وہ سجدہ کرنے والوں سے نہ ہوا۔ فرمایا تجھے کس چیز نے روکا کہ تو سجدہ نہیں کرتا، جب میں نے تجھے حکم دیا؟ اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور تو نے اسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتے نور سے پیدا کیے گئے اور جن شعلے والی آگ سے اور آدم علیہ السلام اس سے جس کا وصف تمھارے سامنے بیان کر دیا گیا ہے (یعنی مٹی سے)۔'' [مسلم، كتاب الزهد، باب في أحاديث المتفرقة : ۲۹۹۶]

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝۲۸ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝۲۹ فَسَجَدَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝۳۰ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝۳۱ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝۳۲ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝۳۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا بے شک میں ایک بشر ایک بجنے والی مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں۔ جو بدبودار، سیاہ کیچڑ سے ہوگی۔ تو جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح سے پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے گر جاؤ۔ تو فرشتوں نے سب کے سب نے، تمام نے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس، اس نے انکار کر دیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو۔ فرمایا اے ابلیس! تجھے کیا ہے کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہیں ہوتا؟ اس نے کہا میں کبھی ایسا نہیں کہ اس بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے ایک بجنے والی مٹی سے پیدا کیا ہے، جو بدبودار، سیاہ کیچڑ سے ہے۔‘‘

آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق کے وقت جو عزت بخشی اس کا ذکر ہو رہا ہے کہ فرشتوں کو انھیں سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو سب ان کی تعظیم کے لیے سجدے میں گر گئے، لیکن ابلیس نے کفر و عناد اور حسد و تکبر کی وجہ سے حکم الٰہی سے سرتابی کی اور اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں آدم کو سجدہ نہیں کروں گا، کیونکہ تو نے اسے سڑی ہوئی مٹی کے گارے سے پیدا کیا ہے، جبکہ مجھے آگ سے پیدا کیا ہے، جو مٹی سے برتر و بالا ہے۔ تخلیق آدم سے متعلق بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا، جسے اس نے ساری زمین سے جمع کیا تھا۔‘‘ [ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب و من سورة البقرة : ۲۹۵۵]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب اللہ نے جنت میں آدم (کے پتلے) کو بنایا تو جب تک چاہا یونہی (بغیر روح پھونکے) چھوڑے رکھا۔ تو ابلیس نے ان کے ارد گرد چکر لگانے شروع کیے اور وہ انھیں بغور دیکھتا رہا کہ وہ کیا ہے، جب اس نے یہ دیکھا کہ یہ خالی پیٹ ہے تو وہ سمجھ گیا کہ یہ اس انداز سے پیدا کیا گیا ہے کہ اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے گا۔‘‘ [مسلم، کتاب البر والصلة، باب خلق الإنسان خلقًا لا یتمالك : ۲٦۱۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوا، جمعہ کا دن ہے اور جمعہ ہی کے دن آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے۔‘‘ [مسلم، کتاب الجمعة، باب فضل الجمعة : ۸۵٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔‘‘ [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب خلق آدم و ذریته : ۳۳۲٦۔ مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب یدخل الجنة أقوام ...... الخ : ۲۸٤۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا اور ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ تو جب پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا، جاؤ (سامنے) بیٹھے ہوئے فرشتوں کی جماعت کو سلام کرو اور سنو کہ وہ تمھیں کیا دعا دیتے ہیں، وہی تمھارا اور تمھاری اولاد کا سلام ہوگا۔ آدم (علیہ السلام) نے کہا ’’اَلسَّلَامُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكُمْ“ تو فرشتوں نے کہا ”اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ“ انھوں نے ”رَحْمَةُ اللّٰهِ“ کا اضافہ کیا۔“ [بخاری، کتاب الاستئذان، باب بدء السلام : ۶۲۲۷]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، تو ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا، ہاتھ پھیرتے ہی ہر روح جو ان کی اولاد میں قیامت تک پیدا ہونے والی تھی، باہر نکل آئی۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی آنکھوں کے درمیان نور میں سے ایک چمک پیدا کی اور پھر ان روحوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے پیش فرما دیا۔ آدم علیہ السلام نے کہا، اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ تمھاری اولاد ہے۔ آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا تو انھیں اس کی آنکھوں کے درمیان کی چمک بہت پسند آئی۔ انھوں نے کہا، اے میرے رب! یہ کون ہے؟ فرمایا، یہ تمھاری اولاد میں سے آخری امتوں میں سے ایک شخص ہے، اس کا نام داؤد ہے۔ پوچھا، آپ نے اس کی عمر کتنی رکھی ہے؟ فرمایا، ساٹھ سال۔ عرض کی، اے میرے رب! میری عمر میں سے ان کے چالیس سال بڑھا دیجیے۔“ [ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب و من سورة الأعراف : ۳۰۷۶]

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّ اِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾

”فرمایا پھر اس سے نکل جا، کیونکہ یقیناً تو مردود ہے۔ اور بے شک تجھ پر قیامت کے دن تک خاص لعنت ہے۔ اس نے کہا اے میرے رب! پھر مجھے اس دن تک مہلت دے جب وہ اٹھائے جائیں گے۔ فرمایا تو بے شک تو مہلت دیے گئے لوگوں سے ہے۔ ایسے وقت کے دن تک جو معلوم ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس نے ابلیس کو حکم دیا کہ وہ اس مقام و مرتبہ سے نکل جائے جو اسے فرشتوں میں حاصل ہے، کیونکہ اب وہ مردود ہے اور اب روز قیامت تک اس پر مسلسل اور متواتر لعنت برستی رہے گی۔ ابلیس نے جب قیامت کے دن تک اپنے اوپر لعنت کی بات سنی تو سمجھا کہ اس کا عذاب اس وقت تک ٹال دیا گیا ہے، اسی لیے اس نے اللہ سے طلب کیا کہ اسے اس دن تک موت نہ آئے، تو اللہ تعالیٰ نے اسے مہلت دے دی۔

قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس نے کہا اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، میں ضرور ہی ان کے لیے زمین میں مزین کروں گا اور ہر صورت میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔ مگر ان میں سے تیرے وہ بندے جو خالص کیے ہوئے ہیں۔ فرمایا یہ راستہ ہے جو مجھ تک سیدھا ہے۔ بے شک میرے بندے، تیرا ان پر کوئی غلبہ نہیں، مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلے۔ اور بلاشبہ جہنم ضرور ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔ اس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک تقسیم کیا ہوا حصہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی بغاوت و سرکشی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ تو نے جو مجھے گمراہ کر دیا ہے تو میں تیری قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب تک آدم کی اولاد دنیا میں رہے گی، میں دنیا کو اس کے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کروں گا اور انھیں گناہوں پر ابھاروں گا، لیکن جو تیرے مخلص بندے ہوں گے اور اپنے دین و اعمال کو اللہ کے لیے خالص کریں گے ان پر میرا داؤ نہیں چلے گا، تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ مجھ تک پہنچنے کی یہی سیدھی راہ ہے، جو اس پر چلتا رہے گا وہ تمھارے دام فریب میں نہیں آئے گا، ہاں! جو لوگ راہ حق سے بھٹکے ہوئے ہوں گے اور گمراہی جن کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہوگی، وہ تمھاری سازش کا شکار ہو جائیں گے۔ ایسے تمام لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہوگا، جس کے سات دروازے ہوں گے، ہر دروازے سے جہنمیوں کی ایک متعین تعداد اپنے اپنے برے اعمال کے مطابق داخل ہوگی۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ: ارشاد فرمایا: ﴿ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴾ [الأعراف : ١٦، ١٧] ''اس نے کہا پھر اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا، میں ضرور ہی ان کے لیے تیرے سیدھے راستے پر بیٹھوں گا۔ پھر میں ہر صورت ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی دائیں طرفوں سے اور ان کی بائیں طرفوں سے آؤں گا اور تو ان کے اکثر کو شکر کرنے والے نہیں پائے گا۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝

''بے شک متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ اس میں سلامتی کے ساتھ بے خوف ہو کر داخل ہو جاؤ۔''

قرآن کریم اپنے معروف طریقے کے مطابق جہنم اور اہل جہنم کا حال بیان کرنے کے بعد اب اہل جنت کا حال بیان کر رہا ہے کہ وہ باغات اور چشموں میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے کہے گا کہ تم لوگ پوری سلامتی کے ساتھ اور تمام آفات و مصائب سے محفوظ و مامون، جنت میں داخل ہو جاؤ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ [الأنعام : ١٢٧] ''انھی کے لیے ان کے رب کے ہاں سلامتی کا گھر ہے اور وہ ان کا مددگار ہے، ان اعمال کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾

”اور ہم ان کے سینوں میں جو بھی کینہ ہے نکال دیں گے، بھائی بھائی بن کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ اس میں انھیں نہ کوئی تھکاوٹ چھوئے گی اور نہ وہ اس سے کبھی نکالے جانے والے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ اہل جنت کے سینوں میں کوئی ایسا جذبہ نہیں رہنے دے گا جو ان کی خوشیوں کو پامال کرے اور ان کے دل و دماغ کو مکدر کرے۔ اس لیے ان کے سینوں سے بغض و عداوت اور حسد و کینہ کو یکسر نکال دے گا اور جب ان کے سینے ایسے جذبوں سے پاک ہو جائیں گے تو آپس میں بھائی بن کر آمنے سامنے بیٹھیں گے۔ وہاں انھیں کوئی تھکن اور کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ جنت میں کوئی ایسی بات نہیں ہوگی جو تکلیف کا باعث ہو، وہاں تو خوشیاں ہی خوشیاں اور راحت ہی راحت ہوگی، اہل جنت جس چیز کی بھی خواہش کریں گے وہ از خود ان کے پاس آ جائے گی اور اہل جنت وہاں سے کبھی نکالے نہیں جائیں گے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنتیوں کے دل ایک آدمی کے دل جیسے ہوں گے کہ نہ ان میں اختلاف ہوگا اور نہ بغض۔“ [بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة و أنها مخلوقة : ۳۲۴۶]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مومن جہنم سے نجات پا کر جنت اور جہنم کے درمیان کے پل پر روک لیے جائیں گے، چنانچہ ان کی جو ناچاقیاں اور ظلم آپس میں دنیا میں ہوئے تھے، ان کا ادلہ بدلہ ہوگا اور یوں وہ پاک دل اور صاف سینہ ہو کر جنت میں جائیں گے۔“ [بخاری، کتاب الرقاق، باب القصاص یوم القیامة : ۶۵۳۵]

لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ : یعنی انھیں وہاں کسی تکان کا سامنا ہوگا، نہ کوئی ایذا دی جائے گی۔ سیدنا ابو سعید خدری اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک منادی ندا دے گا، (اے جنت والو!) تمھارے لیے یہ مقرر ہو چکا ہے کہ تم تندرست رہو گے، کبھی بیمار نہیں ہو گے، زندہ رہو گے کبھی موت نہیں آئے گی، جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور راحت میں رہو گے کبھی تکلیف نہیں آئے گی۔“ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا: ﴿ وَ نُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۴۳] ”اور انھیں آواز دی جائے گی کہ یہی وہ جنت ہے جس کے وارث تم اس کی وجہ سے بنائے گئے ہو جو تم کیا کرتے تھے۔“ [مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب فی دوام نعیم أهل الجنة : ۲۸۳۷]

سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدیجہ کو جنت میں ایسے گھر کی بشارت دے دوں جو موتیوں سے بنا ہو، اس میں نہ کوئی شور و غوغا ہوگا اور نہ کوئی تکان ۔'' [بخاری، كتاب العمرة، باب متى يحل المعتمر ؟ : ١٧٩٢ ـ مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل خديجة أم المؤمنين رضى الله عنها : ٢٤٣٣ ـ مسند أحمد : ٢٧٩/٦، ح : ٢٦٤٣٥]

وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ : سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو موت (ایک مجسم صورت میں) لائی جائے گی، یہاں تک کہ جنت اور جہنم کے درمیان رکھ دی جائے گی اور پھر ذبح کر دی جائے گی۔ پھر ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا، اے جنت والو! (اب) موت نہیں، اے دوزخ والو! (اب) موت نہیں، تو (اس سے) جنت والوں کی خوشی میں اضافہ ہو جائے گا اور دوزخ والوں کا غم بڑھ جائے گا۔'' [مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون ...... الخ : ٢٨٥٠/٤٣]

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾ وَ اَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾

''میرے بندوں کو خبر دے دے کہ بے شک میں ہی بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہوں۔ اور یہ بھی کہ بے شک میرا عذاب ہی دردناک عذاب ہے۔''

گزشتہ آیتوں میں جنت و جہنم کی جو بات آئی ہے، یہ دونوں آیتیں اسی کا تتمہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا ہے کہ آپ میرے بندوں کو اس بات کی خبر دے دیجیے کہ جو اپنے گناہوں سے تائب ہوگا اور ایمان و عمل صالح کی زندگی اختیار کرے گا اس کے گناہوں کو میں معاف کر دوں گا اور اس کے حال پر رحم کروں گا اور جو شخص اپنے کفر و عصیان پر مصر رہے گا تو اسے جان لینا چاہیے کہ میرا عذاب بڑا ہی دردناک ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴾ [الزمر : ٥٣، ٥٤] ''کہہ دے اے میرے بندو، جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی! اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو جاؤ، بے شک اللہ سب کے سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی تو بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اور اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ اور اس کے مطیع ہو جاؤ، اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ جائے، پھر تمھاری مدد نہیں کی جائے گی۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جب ''رحمت'' کو پیدا کیا، تو اسے سو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ننانوے حصوں کو اپنے پاس محفوظ رکھا اور ایک حصہ اپنی تمام مخلوقات میں تقسیم کر دیا، اللہ کے پاس رحمت کا جو خزانہ ہے، اگر اس کا علم کافر کو ہو جائے تو وہ کبھی اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو اور اللہ کے پاس عذاب کی جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدار ہے اگر اسے مومن جان لے تو جہنم کی آگ سے کبھی اپنے آپ کو مامون نہ سمجھے۔‘‘ [بخاري، كتاب الرقاق، باب الرجاء مع الخوف : ٦٤٦٩]

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰۤى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾

’’اور انھیں ابراہیم کے مہمانوں کے بارے میں خبر دے۔ جب وہ اس کے پاس داخل ہوئے تو انھوں نے سلام کہا، اس نے کہا ہم تو تم سے ڈرنے والے ہیں۔ انھوں نے کہا ڈر نہیں، بے شک ہم تجھے ایک بہت علم والے لڑکے کی خوش خبری دیتے ہیں۔ اس نے کہا کیا تم نے مجھے اس کے باوجود خوش خبری دی ہے کہ مجھے بڑھاپا آپہنچا ہے، تو تم کس بات کی خوش خبری دیتے ہو؟ انھوں نے کہا ہم نے تجھے حق کی خوش خبری دی ہے، سو تو ناامید ہونے والوں سے نہ ہو۔ اس نے کہا اور گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے۔‘‘

فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس انسانوں کی شکل میں مہمان بن کر آئے اور سلام کیا تو وہ بہت خوش ہوئے، لیکن جب انھوں نے کھانے اور گوشت کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا، تو ابراہیم علیہ السلام کو ان کے بارے میں شبہ ہوا اور ڈرے کہ شاید ان کی نیت اچھی نہیں ہے۔ فرشتوں نے ان کو فوراً بتایا کہ ہم اللہ کے فرشتے ہیں، آپ خائف نہ ہوں اور ہم آپ کو ایسے بیٹے کی خوش خبری دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ مجھے تم بڑھاپے کے باوجود ایسی خوش خبری دے رہے ہو، یہ کیسی عجیب بات ہے؟ اور کیسی انہونی خوش خبری دے رہے ہو؟ فرشتوں نے مزید تاکید کے طور پر کہا کہ ہم نے آپ کو ایسی یقینی بات کی خوش خبری دی ہے جس کے نہ ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اور اس کا وعدہ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ آپ ناامید نہ ہوں، تو ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں ہرگز ناامید نہیں ہوں، ناامید ہونا تو گمراہوں کا طریقہ ہے، میں تو تمھاری خوش خبری کے مطابق امید کرتا ہوں کہ اللہ مجھے بیٹا دے گا مجھے تو حیرت صرف اس لیے ہو رہی ہے کہ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا : ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴾ [هود : ٦٩، ٧٠] ’’اور بلاشبہ یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش خبری لے کر آئے، انھوں نے سلام کہا، اس نے کہا سلام ہو، پھر دیر نہیں کی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔ تو جب ان کے ہاتھوں کو دیکھا کہ اس کی طرف نہیں پہنچتے تو انھیں اوپرا جانا اور ان سے ایک قسم کا خوف محسوس کیا، انھوں نے کہا نہ ڈر! بے شک ہم لوط کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔"

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾

"اس نے کہا تو اے بھیجے ہوؤ! تمھارا معاملہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا بے شک ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ سوائے لوط کے گھر والوں کے کہ یقیناً ہم ان سب کو ضرور بچا لینے والے ہیں۔ مگر اس کی عورت، ہم نے طے کر دیا ہے کہ بے شک وہ یقیناً پیچھے رہنے والوں سے ہے۔"

ابراہیم علیہ السلام نے سمجھ لیا تھا کہ فرشتے صرف انھیں بیٹے کی خوش خبری دینے کے لیے آسمان سے نہیں اترے، ضرور کوئی اور بات بھی ہے۔ اسی لیے انھوں نے پوچھا کہ تمھاری آمد کا دوسرا مقصد کیا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ ہم ایک مجرم و گناہ گار قوم کو ہلاک کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ پھر فوراً ہی آل لوط علیہ السلام کو مستثنیٰ قرار دیا جو مجرم نہیں تھے اور تاکید کے طور پر کہا کہ ہم آلِ لوط علیہ السلام کو یقیناً نجات دیں گے۔ آل لوط علیہ السلام سے مراد ان پر ایمان لانے والے تھے، اسی لیے لوط علیہ السلام کی بیوی کے بارے میں کہہ دیا کہ وہ کافروں کے ساتھ رہ جائے گی اور ضرور ہلاک کی جائے گی، اس لیے کہ وہ ایمان نہیں لائی تھی، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ قِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴾ [التحریم : ۱۰] "اللہ نے ان لوگوں کے لیے جنھوں نے کفر کیا نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان کی، وہ ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں، پھر انھوں نے ان دونوں کی خیانت کی تو وہ اللہ سے (بچانے میں) ان کے کچھ کام نہ آئے اور کہہ دیا گیا کہ داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں آگ میں داخل ہو جاؤ۔"

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَ اَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾

"پھر جب لوط کے گھر والوں کے پاس بھیجے ہوئے آئے۔ تو اس نے کہا تم تو ایسے لوگ ہو جن کی جان پہچان نہیں۔ انھوں نے کہا بلکہ ہم تیرے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں وہ شک کیا کرتے تھے۔ اور ہم تیرے پاس حق لے کر آئے ہیں اور بلاشبہ ہم یقیناً سچے ہیں۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب فرشتے خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو انھوں نے کہا کہ میں تمھیں پہچان نہیں پا رہا اور نہ تمھاری آمد کی غرض مجھے معلوم ہے، کہیں تم لوگ کسی بری نیت سے تو نہیں آئے ہو؟ فرشتوں نے کہا کہ ہم وہ عذاب لے کر آئے ہیں جس میں آپ کی قوم کے لوگ شک کرتے تھے اور آپ کو جھٹلاتے تھے۔ ہم وہ امر یقینی لے کر آئے ہیں جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے اور جو خبر ہم آپ کو دے رہے ہیں اس میں ہم بالکل سچے ہیں۔

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّ امْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾

’’پس تو اپنے گھر والوں کو رات کے کسی حصے میں لے چل اور خود ان کے پیچھے پیچھے چل اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے اور چلے جاؤ جہاں تمھیں حکم دیا جاتا ہے۔‘‘

آپ رات کے آخری پہر میں اپنے مسلمان ساتھیوں کو لے کر یہاں سے نکل جائیے اور آپ ان کے پیچھے رہیے، تاکہ انھیں تیز چلنے پر ابھارتے رہیں اور خیال رکھیے کہ کوئی پیچھے نہ رہ جائے اور نہ کوئی پیچھے مڑ کر دیکھے اور شام کے اس علاقے میں چلے جائیں جہاں جانے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔

وَ قَضَيْنَاۤ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰۤؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾

’’اور ہم نے اس کی طرف اس بات کی وحی کر دی کہ بے شک ان لوگوں کی جڑ صبح ہوتے ہی کاٹ دی جانے والی ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو بذریعہ وحی اس عذاب کی خبر پہلے ہی دے دی تھی کہ صبح کے وقت تمام کفار ہلاک ہو جائیں گے اور ان میں سے کوئی نہیں بچے گا، جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ﴾ [هود : ۸۱] ’’بے شک ان کے وعدے کا وقت صبح ہے۔‘‘

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت خیبر پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی قوم پر حملہ کرنے کے لیے رات کے وقت پہنچتے تو فوراً ہی حملہ نہیں کرتے تھے، بلکہ جب صبح ہو جاتی تو پھر حملہ کرتے۔ چنانچہ صبح کے وقت یہودی اپنے کلہاڑے اور ٹوکرے لے کر باہر نکلے، لیکن جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو شور کرنے لگے کہ محمد، اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لشکر لے کر آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’خیبر برباد ہوا، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔‘‘ [بخاري، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر : ٤١٩٧]

وَ جَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالَ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَ اتَّقُوا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْۤا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰۤؤُلَآءِ بَنٰتِیْۤ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾

''اور اس شہر کے رہنے والے اس حال میں آئے کہ بہت خوش ہو رہے تھے۔ اس نے کہا یہ لوگ تو میرے مہمان ہیں، سو مجھے ذلیل نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔ انھوں نے کہا اور کیا ہم نے تجھے سارے جہانوں سے منع نہیں کیا۔ اس نے کہا یہ میری بیٹیاں ہیں، اگر تم کرنے والے ہو۔''

جب سدوم شہر والوں کو خوبصورت نوجوانوں کی آمد کی اطلاع ملی تو خوش ہونے لگے کہ آج بدفعلی کا اچھا موقع ہاتھ آیا ہے۔ لوط علیہ السلام نے ان سے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں، اللہ کے لیے ان کے ساتھ بدکاری کر کے مجھے رسوا نہ کرو، اس لیے کہ مہمان کی رسوائی میزبان کی رسوائی ہوتی ہے اور ان کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو اور مجھے ذلیل نہ کرو۔ ان لوگوں نے کہا، کیا ہم نے تمھیں بارہا نہیں کہا ہے کہ جب ہم کسی کے ساتھ بدکاری کرنا چاہیں تو ہمیں نہ روکا کرو۔ لوط علیہ السلام نے کہا، اگر تمھیں اپنی خواہش پوری کرنی ہے تو یہ ہماری یعنی قوم کی بیٹیاں ہیں، ان سے تم لوگ شادی کر لو۔

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَ اِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾

''تیری عمر کی قسم! بے شک وہ یقیناً اپنی مدہوشی میں بھٹکے پھرتے تھے۔ پس انھیں چیخ نے روشنی ہوتے ہی پکڑ لیا۔ تو ہم نے اس کے اوپر کا حصہ اس کا نیچے کا حصہ کر دیا اور ان پر کھنگر کے پتھروں کی بارش برسائی۔ بے شک اس میں گہری نظر سے دیکھنے والوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور بے شک وہ (بستی) یقیناً ایک دائمی (آباد) راستے پر ہے۔ بے شک اس میں ایمان والوں کے لیے یقیناً بڑی نشانی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی قسم کھا کر کہا کہ بے شک سدوم بستی کے رہنے والے اپنی گمراہیوں میں بھٹک رہے تھے۔ قوم لوط پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ایک زبردست چیخ کی شکل میں صبح کے وقت نازل ہوا، اس کے بعد فرشتوں نے پوری بستی کو الٹ دیا اور ان پر پتھروں کی بارش کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یقیناً ان باتوں میں غور کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ یہ بستی مدینہ سے شام جانے والے راستے پر واقع ہے۔ اس راہ کا ہر مسافر اس کے باقی ماندہ آثار کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور یقیناً ایمان والوں کو اس سے بڑی عبرت و نصیحت ملتی ہے۔

وَ اِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ: یعنی یہ بستی سدوم کہ جس کی حالت بدل گئی اور جس پر پتھروں کی بارش برسائی گئی حتیٰ کہ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحیرہ مردار کی صورت اختیار کر گئی، وہ ان کے اس راستے پر واقع ہے جسے لوگ آج تک استعمال کر رہے ہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَ بِالَّيْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾ [الصافات : ۱۳۷، ۱۳۸] ''اور بلاشبہ تم یقیناً صبح جاتے ہوئے ان پر سے گزرتے ہو۔ اور رات کو بھی، تو کیا تم سمجھتے نہیں؟''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان عذاب یافتہ لوگوں (کے مقامات) میں داخل نہ ہوا کرو مگر اس حال میں کہ تم رو رہے ہو، اگر رونا نہ آئے تو ان (کے مقامات) میں داخل نہ ہوؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھیں بھی وہی (عذاب) پہنچ جائے جو انھیں پہنچا تھا۔'' [بخاري، كتاب الصلوة، باب الصلاة في مواضع الخسف و العذاب : ٤٣٣ ـ مسلم، كتاب الزهد، باب النهي عن الدخول على أهل الحجر إلا من يدخل باكيًا : ٢٩٨٠]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم (تبوک کو جاتے ہوئے) مقام حجر سے گزرے، تو فرمایا: ''جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا ان کے گھروں میں داخل نہ ہوؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ جو عذاب ان پر آیا تھا تم پر بھی آ جائے۔ اگر داخل ہوؤ تو اس حال میں کہ تم رو رہے ہو۔'' پھر آپ نے سر کو ڈھانپ لیا اور تیزی کے ساتھ اس جگہ سے نکل گئے۔ [مسلم، كتاب الزهد، باب النهي عن الدخول على أهل الحجر إلا من يدخل باكيًا : ٢٩٨٠/٣٩]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک کے لیے جاتے ہوئے مقام حجر میں اترے تو آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ یہاں کے کنویں کا پانی نہ پییں اور نہ (مشکوں وغیرہ میں) بھر کر رکھیں۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہم نے تو اس پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے اور اسے بھر کر بھی رکھ لیا ہے، تو آپ نے انھیں آٹا پھینک دینے اور پانی بہا دینے کا حکم دیا۔ [بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالٰى : ﴿ ولقد أرسلنا إلى ثمود أخاهم صالحا ﴾ : ٣٣٧٨، بعد الحديث : ٣٣٤٥]

وَ اِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَ اِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ ع ۵

''اور بے شک ''ایکہ'' والے یقیناً ظالم تھے۔ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا اور بے شک وہ دونوں (بستیاں) یقیناً ظاہر راستے پر موجود ہیں۔''

اصحاب ایکہ سے مراد شعیب علیہ السلام کی قوم ہے، یہ لوگ ایک ایسے علاقہ کے رہنے والے تھے جہاں کثرت سے درخت پائے جاتے تھے۔ ان کا ظلم یہ تھا کہ وہ اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک ٹھہراتے تھے، راہ چلتے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے اور ناپ تول میں کمی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث کیا، لیکن انھوں نے ان کی تکذیب کی، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ہلاک کرنے کے لیے ایک ایسا بادل بھیجا جس میں آگ تھی۔ اس بادل نے انھیں جلا کر خاکستر کر دیا۔ قوم لوط اور قوم شعیب کی بستیاں شاہراہ پر ایک دوسرے کے قریب تھیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴾ [الشعراء : ۱۷۶ تا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷۹] ''ایکہ والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان سے شعیب نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ بے شک میں تمھارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔'' اور فرمایا: ﴿ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ ۝ وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ اِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ﴾ [ق : ۱۲ تا ۱٤] ''ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا اور کنویں والوں نے اور ثمود نے۔ اور عاد اور فرعون نے اور لوط کے بھائیوں نے۔ اور درختوں کے جھنڈ والوں نے اور تبع کی قوم نے، ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو میرے عذاب کا وعدہ ثابت ہو گیا۔''

وَ لَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَ اٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ وَ كَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۝ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

''اور بلاشبہ یقیناً ''حجر'' والوں نے رسولوں کو جھٹلا دیا۔ اور ہم نے انھیں اپنی نشانیاں دیں تو وہ ان سے منہ پھیرنے والے تھے۔ اور وہ پہاڑوں سے مکان تراشتے تھے، اس حال میں کہ بے خوف تھے۔ پس انھیں صبح ہوتے ہی چیخ نے پکڑ لیا۔ پھر ان کے کسی کام نہ آیا، جو وہ کمایا کرتے تھے۔''

اصحاب حجر سے مراد قوم ثمود ہے۔ ''حجر'' مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک مشہور وادی ہے، جہاں یہ لوگ رہتے تھے اور شام کے حجاج کا گزر اس وادی سے ہوا کرتا تھا۔ ان کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا جن کی ان لوگوں نے تکذیب کی تھی۔ ''مرسلین'' جمع کا صیغہ اس لیے آیا ہے کہ جو ایک نبی کی تکذیب کرتا ہے، گویا وہ سارے نبیوں کی تکذیب کرتا ہے۔ انھوں نے صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ اگر وہ نبی ہیں تو پہاڑ سے اونٹنی نکال کر دکھائیں۔ صالح علیہ السلام نے دعا کی اور اللہ کے حکم سے پہاڑ سے اونٹنی نکل آئی، لیکن جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کفر کی مہر لگا دے انھیں کب ہدایت مل سکتی ہے؟ انھوں نے اس اونٹنی کو ہلاک کر دیا اور ایمان نہیں لائے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں تین دن کی مہلت دی اور اس کے بعد انھیں ایک انتہائی شدید اور خطرناک چیخ کے ذریعے سے ہلاک کر دیا اور ان کی دولت اور پہاڑوں کو تراش کر بنائے گئے مکانات بھی انھیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے۔

ارشاد فرمایا: ﴿ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِيْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۝ وَّ زُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ۝ وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴾ [الشعراء : ۱٤۱ تا ۱۵۰] ''ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب ان سے ان کے بھائی صالح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ بے شک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تمھارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں اس پر تم سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا، میری اجرت تو رب العالمین ہی کے ذمے ہے۔ کیا تم ان چیزوں میں جو یہاں ہیں، بے خوف چھوڑ دیے جاؤ گے۔ باغوں اور چشموں میں۔ اور کھیتوں اور کھجوروں میں، جن کے خوشے نرم و نازک ہیں۔ اور تم پہاڑوں سے تراش کر گھر بناتے ہو، اس حال میں کہ خوب ماہر ہو۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴾ [الأعراف : ۸٤] ''اور ہم نے ان پر بارش برسائی، ایک زبردست بارش۔ پس دیکھ مجرموں کا انجام کیسا ہوا؟''

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ : یعنی چوتھے دن کی صبح کے وقت ان پر عذاب آ گیا، ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴾ [هود : ٦٧، ٦٨] ''اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا انھیں چیخ نے پکڑ لیا، تو انھوں نے اپنے گھروں میں اس حال میں صبح کی کہ گرے پڑے تھے۔ جیسے وہ ان میں رہے ہی نہ تھے۔ سن لو! بے شک ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا۔ سن لو! ثمود کے لیے ہلاکت ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴾ [القمر : ۳۱] ''بے شک ہم نے ان پر ایک ہی چیخ بھیجی تو وہ باڑ لگانے والے کی کچلی، روندی ہوئی باڑ کی طرح ہو گئے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب تبوک جاتے ہوئے) مقام حجر سے گزرے (تو آپ نے سر مبارک کو جھکا لیا اور اپنی سواری کی رفتار تیز کر دی) اور آپ نے (اپنے ساتھیوں سے) فرمایا: ''جن پر عذاب الٰہی اترا ہے ان کی بستیوں سے روتے ہوئے گزرو، اگر رونا نہ آئے تو ان بستیوں میں نہ جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آ جائے جو ان پر آیا تھا۔'' [مسلم، کتاب الزھد، باب النھی عن الدخول علی أھل الحجر : ۲۹۸۰۔ مسند أحمد : ۲/ ۷٤، ح : ٥٤٤٠۔ بخاری، کتاب المغازی، باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحجر : ٤٤١٩، ٤٤٢٠]

﴿ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ ﴾

''اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی چیزوں کو پیدا نہیں کیا مگر حق کے ساتھ اور یقیناً قیامت ضرور آنے والی ہے۔ پس درگزر کر، خوبصورت طریقے سے درگزر کرنا۔ بے شک تیرا رب ہی کمال درجے کا پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی ہر چیز کو بے مقصد اور بے کار پیدا نہیں کیا ہے، بلکہ اس لیے پیدا کیا ہے کہ انھیں دیکھ کر ان کے خالق کو یاد کیا جائے اور اس کا شکر ادا کیا جائے۔ اس لیے کہ جو اس کی ناشکری کرے گا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفر کی راہ اختیار کرے گا وہ اسے ہلاک کر دے گا اور آخرت میں تو انھیں بڑا ہی دردناک عذاب دیا جائے گا جس کی آمد میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ اپنی قوم کے ساتھ عفو و درگزر سے کام لیجیے اور ان کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے میں عجلت سے کام نہ لیجیے۔ آخری آیت میں فرمایا کہ رب العالمین ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، کوئی شے اسے عاجز نہیں کر سکتی۔ وہ ان تمام اجسام کی خبر رکھتا ہے جو مر کر اور مٹی میں گل سڑ کر ختم ہو گئے ہیں۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴾ [آل عمران : ۱۹۰ تا ۱۹۲] ”بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے بدلنے میں عقلوں والوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں، اے ہمارے رب! تو نے یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے، سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے رب! بلاشبہ تو جسے آگ میں ڈالے سو یقیناً تو نے اسے رسوا کر دیا اور ظالموں کے لیے کوئی مدد کرنے والے نہیں۔“

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ : ارشاد فرمایا: ﴿ لَتُبْلَوُنَّ فِيْۤ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾ [آل عمران : ۱۸۶] ”یقیناً تم اپنے مالوں اور اپنی جانوں میں ضرور آزمائے جاؤ گے اور یقیناً تم ان لوگوں سے جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا، ضرور بہت سی ایذا سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور متقی بنو تو بلاشبہ یہ ہمت کے کاموں سے ہے۔“

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ : ارشاد فرمایا: ﴿ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴾ [یٰس : ۸۱] ”اور کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے اور پیدا کر دے؟ کیوں نہیں اور وہی سب کچھ پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔“

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝۸۷

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے تجھے بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں اور بہت عظمت والا قرآن عطا کیا ہے۔“

نبی کریم ﷺ کو کفار قریش کی اذیتوں پر صبر کرنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے بے شمار عظیم نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔ جن میں سب سے بڑی نعمت سورۃ الفاتحہ اور پورا قرآن کریم ہے۔ اس لیے آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل چھوٹا نہ کریں اور پیغام رسانی کے کام میں لگے رہیں، کیونکہ آدمی جب اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں کو یاد کرتا ہے تو دعوت کی راہ کی مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔

سیدنا ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے، انھوں نے مجھے بلایا، لیکن میں آپ کے پاس نہ آیا، بعد ازاں نماز ختم کر کے پہنچا تو آپ نے پوچھا: ''اسی وقت کیوں نہ آئے؟'' میں نے کہا، یا رسول اللہ! میں نماز میں تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ﴾ [الأنفال : ٢٤] ''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اور رسول کی دعوت قبول کرو، جب وہ تمھیں اس چیز کے لیے دعوت دے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سنو! میں تجھے مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کریم کی بہت بڑی سورت بتلاؤں گا۔'' تھوڑی دیر میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جانے لگے تو میں نے آپ کا وعدہ یاد دلایا تو آپ نے فرمایا: ''وہ سورت ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ہے، یہی سبع مثانی (یعنی سات دہرائی جانے والی آیتوں پر مشتمل) ہے اور یہی قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔'' [بخاري، كتاب التفسير، باب قوله : ﴿ ولقد آتينك سبعًا من المثاني والقرآن العظيم ﴾ : ٤٧٠٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ میں تمھیں ایک ایسی سورت کی تعلیم دوں کہ جس جیسی سورت نہ تورات میں نازل ہوئی، نہ زبور میں نازل ہوئی، نہ انجیل میں نازل ہوئی اور نہ قرآن ہی میں؟'' ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز میں تم کیا پڑھتے ہو؟'' سیدنا ابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو (سورۂ) فاتحہ پڑھ کر سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ نے اس سورت کے مثل نہ تورات میں کوئی سورت اتاری، نہ انجیل میں اتاری اور نہ زبور میں اتاری، نہ فرقان ہی میں اتاری اور بے شک یہ سبع مثانی ہے اور یہی قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔'' [ترمذي، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في فضل فاتحة الكتاب : ٢٨٧٥]

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۸۸

''اپنی آنکھیں اس چیز کی طرف ہرگز نہ اٹھا جس کے ساتھ ہم نے ان کے مختلف قسم کے لوگوں کو فائدہ دیا ہے اور نہ ان پر غم کر اور اپنا بازو مومنوں کے لیے جھکا دے۔''

سورۃ الفاتحہ اور قرآن کریم جیسی نعمتوں کے مقابلے میں دنیا کی ہر شے حقیر ہے، اس لیے اس نعمت عظمیٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیے۔ آگے فرمایا اہل دنیا کو جو ہم نے عارضی نعمتیں دے رکھی ہیں ان کی خواہش نہ کیجیے۔ وہ نعمتیں ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے انھیں اس لیے دی ہیں تا کہ ہم انھیں آزمائیں اور جو اس آزمائش میں کامیاب نہیں ہوگا اس کے لیے وہ نعمتیں وبال جان بن جائیں گی۔ کفار قریش اگر ایمان نہیں لاتے تو غم نہ کیجیے اور جو غریب اور کمزور مسلمان آپ کے ساتھ ہیں ان کے ساتھ تواضع اختیار کیجیے۔ انھیں اپنے آپ سے قریب کیجیے اور رؤسائے قریش کے کفر وعناد کی پروا نہ کیجیے۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، مشرکین نے کہا کہ ان لوگوں کو آپ اپنی مجلس سے نکال دیجیے، تا کہ یہ ہم پر جرأت نہ کر سکیں۔ ان لوگوں میں میں، عبداللہ بن مسعود، ہذیل کا ایک آدمی، بلال اور دو آدمی اور تھے جن کا نام میں نہیں لے رہا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو خیال اللہ نے چاہا وہ آیا۔ آپ ابھی سوچ ہی رہے تھے (کہ اب کیا کرنا چاہیے) کہ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ﴾ ”اور ان لوگوں کو دور نہ ہٹا جو اپنے رب کو پہلے اور پچھلے پہر پکارتے ہیں، اس کا چہرہ چاہتے ہیں۔“ [مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب في فضل سعد بن أبي وقاص رضی اللہ عنه : ۴۶ / ۲۴۱۳]

وَ قُلْ اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾

”اور کہہ دے بے شک میں تو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ (ایسے عذاب سے) جیسا ہم نے ان تقسیم کرنے والوں پر اتارا۔“

یعنی کفار قریش سے کہہ دیجیے کہ میں اللہ کی طرف سے لوگوں کو ایسے عذاب سے ڈرانے والا ہوں، جیسا عذاب اللہ نے صالح علیہ السلام کے ان کافروں پر نازل کیا تھا جنھوں نے ان کی مخالفت اور تکذیب کی تھی اور انھیں قتل کرنے کی آپس میں قسم کھائی تھی۔ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری اور اس کی مثال جو اللہ نے مجھے دے کر بھیجا ہے، اس شخص کی سی ہے جو ایک قوم کے پاس آئے اور کہے، اے میری قوم! میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے (ایک) لشکر کو دیکھا ہے اور میں تمھیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں، اس لیے نجات کی جگہ تلاش کرو، تو اس کی قوم کے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مانا اور راتوں رات اپنی پناہ کی جگہ کی طرف چلے گئے اور نجات پائی، لیکن ان میں سے ایک گروہ نے اسے جھوٹ سمجھا اور وہ اپنی جگہ ہی ٹھہرے رہے، تو صبح کو لشکر نے ان پر حملہ کر دیا اور انھیں ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا۔ یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے میری اطاعت کی اور جو میں لے کر آیا ہوں اس کی پیروی کی اور اس شخص کی مثال ہے جس نے میری نافرمانی کی اور جو حق میں لے کر آیا ہوں اس کو جھٹلایا۔“ [بخاري، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم : ۷۲۸۳]

كَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ : یعنی انھوں نے قسمیں کھائیں کہ وہ انبیائے کرام کی مخالفت کریں گے، ان کی تکذیب کریں گے اور انھیں تکلیف پہنچائیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قوم صالح کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴾ [النمل : ٤٩] ''انھوں نے کہا آپس میں اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم ضرور ہی اس پر اور اس کے گھر والوں پر رات حملہ کریں گے، پھر ضرور ہی اس کے وارث سے کہہ دیں گے ہم اس کے گھر والوں کی ہلاکت کے وقت موجود نہ تھے اور بلاشبہ ہم ضرور سچے ہیں۔'' ''الْمُقْتَسِمِيْنَ'' کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ ان سے مراد قریش کے وہ لوگ ہیں جو قرآن کریم کی تقسیم کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کا بعض حصہ اشعار، بعض جادو اور گزشتہ قوموں کے واقعات پر مشتمل ہے۔

الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾

''جنھوں نے کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا (کوئی مان لیا، کوئی نہ مانا)۔''

یعنی انھوں نے ان کتابوں کو جو ان پر نازل کی گئی تھیں، اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ یہ بعض حصے کے ساتھ ایمان لائے اور بعض حصے کے ساتھ کفر کیا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَ هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰۤى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾ [البقرة : ٨٤، ٨٥] ''اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا کہ تم اپنے خون نہیں بہاؤ گے اور نہ اپنے آپ کو اپنے گھروں سے نکالو گے، پھر تم نے اقرار کیا اور تم خود شہادت دیتے ہو۔ پھر تم ہی وہ لوگ ہو کہ اپنے آپ کو قتل کرتے ہو اور اپنے میں سے ایک گروہ کو ان کے گھروں سے نکالتے ہو، ان کے خلاف ایک دوسرے کی مدد گناہ اور زیادتی کے ساتھ کرتے ہو، اور اگر وہ قیدی ہو کر تمھارے پاس آئیں تو ان کا فدیہ دیتے ہو، حالانکہ اصل یہ ہے کہ ان کا نکالنا تم پر حرام ہے، پھر کیا تم کتاب کے بعض پر ایمان لاتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ تو اس شخص کی جزا جو تم میں سے یہ کرے اس کے سوا کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں رسوائی ہو اور قیامت کے دن وہ سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے اور اللہ ہرگز اس سے غافل نہیں جو تم کرتے ہو۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اس (مذکورہ بالا) آیت سے مراد اہل کتاب یہود و نصاریٰ ہیں کہ انھوں نے کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، پھر وہ کتاب کے بعض حصے پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کر دیا۔[بخاری، کتاب التفسیر ، باب قوله عزوجل: ﴿ الذين جعلوا القرآن عضين ﴾ : ٤٧٠٥، ٤٧٠٦]

فَوَ رَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

''سو تیرے رب کی قسم ہے! یقیناً ہم ان سب سے ضرور سوال کریں گے۔ اس کے بارے میں جو وہ کیا کرتے تھے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام کافروں کے اعمال کا محاسبہ کرے گا جو وہ دنیا میں کرتے رہے تھے، یعنی وہ کس چیز کی عبادت کرتے تھے اور انھوں نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا۔

﴿ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۹۴ ﴾

''پس اس کا صاف اعلان کر دے جس کا تجھے حکم دیا جاتا ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس نے آپ کو جس دین کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپ اسے لوگوں تک پہنچا دیں، اسے نافذ کر دیں اور لوگوں کو کھلم کھلا حق سنا دیں۔ اس آیت کے نزول سے قبل نبی کریم ﷺ لوگوں کو اسلام کی طرف پوشیدہ طور پر بلاتے رہے۔ جب اس آیت میں آپ کو حکم دیا گیا کہ کھل کر لوگوں کے سامنے آئیں اور اسلام کی دعوت پیش کریں اور مشرکوں کی پروا نہ کریں، تو آپ اپنے اصحاب کے ساتھ باہر نکل کر لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے لگے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾ [المائدة : ٦٧] ''اے رسول! پہنچا دے جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اور اگر تو نے نہ کیا تو تو نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔''

﴿ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝۹۵ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۹۶ ﴾

''بے شک ہم تجھے مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں کافی ہیں۔ جو اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بناتے ہیں، سو عنقریب جان لیں گے۔''

ان آیات کے ذریعے سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے ضمانت دے دی کہ جو رؤسائے قریش آپ کا مذاق اڑاتے ہیں ہم ان سے نمٹ لیں گے وہ آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی: ﴿ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴾ [الحجر : ۹۵] ''بے شک ہم تجھے مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں کافی ہیں۔'' اور فرمایا، نبی ﷺ کا مذاق اڑانے والے یہ لوگ تھے، ولید بن مغیرہ، اسود بن عبد یغوث زہری، ابو زمعہ اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی اور عاص بن وائل۔ سیدنا جبریل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو اللہ کے نبی ﷺ نے مذاق اڑانے والوں کی شکایت جبریل علیہ السلام سے کی۔ جبریل علیہ السلام نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ولید کو کر دیا اور اس کی بغل میں ایک رگ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا: ''آپ نے (ولید کے ساتھ) کیا کیا؟'' جبریل ﷺ نے کہا: ''میں نے اس کو سزا دے دی۔'' اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے اسود کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کر دیا اور اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے بارے میں بھی جبریل علیہ السلام سے پوچھا: ''آپ نے (اس اسود کا) کیا کیا؟''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبریل علیہ السلام نے کہا: ”میں نے اس سے نپٹ لیا۔“ پھر جبریل علیہ السلام نے ابوزمعہ کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے کہا: ”آپ نے اس کا کیا بندوبست کیا؟“ جبریل علیہ السلام نے کہا: ”میں نے اس سے بھی بدلہ لے لیا۔“ اس کے بعد جبریل علیہ السلام نے حارث کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر یا پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: ”میں نے اس سے بھی انتقام لے لیا۔“ اسی طرح عاص کا گزر ہوا تو جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا اور کہا: ”میں نے اس کو بھی دبوچ لیا۔“ ولید کو سزا اس طرح ملی کی خزاعہ قبیلے کا ایک شخص جو اپنے تیروں کو ترتیب دے رہا تھا، اس کے پاس سے ولید کا گزر ہوا تو ایک تیر اس کی بغل کے نیچے رگ پر جالگا اور اس نے رگ کو کاٹ دیا۔ اسود بن مطلب اندھا ہو گیا۔ اسود بن عبد یغوث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ اس کے سر میں زخم ہو گئے جن کی وجہ سے وہ مر گیا۔ حارث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ زرد پانی نے حارث کو گھیر لیا، وہ اس کے پیٹ میں داخل ہو گیا اور صورت حال یہ ہو گئی کہ اس کا پاخانہ اس کے منہ سے نکلنے لگا، پھر وہ اس سے مر گیا۔ عاص کو سزا اس طرح ملی کہ اس کے سر میں اس طرح کا پھوڑا نکلا جس طرح کا ایک کانٹے دار پودا حجاز کے ریگستان میں اگتا ہے، اس کانٹے دار حجازی پودے کی طرح کا پھوڑا اس کے سر میں نکلا، سارے سر میں پھیل گیا اور وہ اس سے مر گیا۔ عاص کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف کی طرف نکلا، گدھا کودا، اس نے اس کو کانٹوں پر گرا دیا، کانٹا اس کے پاؤں کے تلوے میں پیوست ہو گیا اور وہ اسی سے مر گیا۔[السنن الکبریٰ للبیهقی : ۹/ ۸، ح : ۱۷۷۳۱۔ دلائل النبوۃ للبیهقی : ۲/ ۳۱۶ تا ۳۱۸]

وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۙ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۙ﴿۹۸﴾

”اور بلاشبہ یقیناً ہم جانتے ہیں کہ بے شک تیرا سینہ اس سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں۔ پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جا۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی ہے کہ کفار قریش کی استہزا آمیز باتوں سے آپ کو جو تکلیف پہنچتی ہے اس کی اللہ تعالیٰ کو خبر ہے۔ انسانی فطرت کا یہی تقاضا ہے، لیکن آپ صبر سے کام لیں۔ تسبیح و تحمید میں مشغول رہیں اور نماز پڑھا کریں تو آپ کا غم ہلکا ہو جائے گا اور ذہنی اذیت کم ہو جائے گی۔ یہ چیزیں آپ کا حوصلہ بڑھائیں گی، استقامت پیدا ہو گی اور دعوت دین کے سلسلہ میں جو تکلیفیں اور مصائب پیش آ رہے ہیں، آپ میں ان کے مقابلے کی قوت پیدا کر دیں گی۔ چنانچہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی آپ کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی یا رزق کی تنگی ہوتی تو آپ خود بھی نماز کی طرف لپکتے اور گھر والوں کو بھی ایسا ہی حکم فرماتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ ۚ﴿۳۹﴾ وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴾ [قٓ : ۳۹، ۴۰] ”سو اس پر صبر کر جو وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں اور سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر۔ اور رات کے کچھ حصے میں پھر اس کی تسبیح کر اور سجدے کے بعد کے اوقات میں بھی۔'' اور فرمایا: ﴿ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴾ [ق : ٤٥] ''ہم اسے زیادہ جاننے والے ہیں جو یہ کہتے ہیں اور تو ان پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں، سو قرآن کے ساتھ اس شخص کو نصیحت کر جو میرے عذاب کے وعدے سے ڈرتا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ﴾ [الأنعام : ٣٣، ٣٤] ''بے شک ہم جانتے ہیں کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ یقیناً تجھے وہ بات غمگین کرتی ہے جو وہ کہتے ہیں، تو بے شک وہ تجھے نہیں جھٹلاتے اور لیکن وہ ظالم اللہ کی آیات ہی کا انکار کرتے ہیں۔ اور بلاشبہ یقیناً تجھ سے پہلے کئی رسول جھٹلائے گئے تو انھوں نے اس پر صبر کیا کہ وہ جھٹلائے گئے اور ایذا دیے گئے، یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آ گئی اور کوئی اللہ کی باتوں کو بدلنے والا نہیں اور بلاشبہ یقیناً تیرے پاس ان رسولوں کی کچھ خبریں آئی ہیں۔''

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ : سیدنا نعیم بن ہمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اے ابن آدم! تو دن کے ابتدائی حصے میں میرے لیے چار رکعتیں پڑھنے سے عاجز نہ آ، میں دن کے آخر تک تمھیں کفایت کروں گا۔'' [مسند أحمد : ٢٨٦/٥، ح : ٢٢٥٣٠۔ أبو داؤد، كتاب التطوع، باب صلاة الضحى : ١٢٨٩]

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ ع

''اور اپنے رب کی عبادت کر، یہاں تک کہ تیرے پاس یقین آ جائے۔''

یعنی اے رسول! جب تک موت نہ آئے اس وقت تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہیے۔ یقین سے مراد موت ہے، اس لیے کہ موت سے زیادہ یقینی بات کوئی نہیں۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝ اِلَّاۤ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآىِٕضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴾ [المدثر : ٣٨ تا ٤٧] ''ہر شخص اس کے بدلے جو اس نے کمایا، گروی رکھا ہوا ہے۔ مگر دائیں طرف والے۔ جنتوں میں سوال کریں گے۔ مجرموں سے۔ تمھیں کس چیز نے سقر میں داخل کر دیا؟ وہ کہیں گے ہم نماز ادا کرنے والوں میں نہیں تھے۔ اور نہ ہم مسکین کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور ہم بے ہودہ بحث کرنے والوں کے ساتھ مل کر فضول بحث کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔اور ہم جزا کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے پاس یقین آ گیا۔‘‘

سیدہ ام العلاء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب انصار نے مہاجرین کی میزبانی کے لیے قرعہ اندازی کی تو سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ان کے گھرانے کے حصہ میں آئے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ بعد ازاں عثمان ہمارے ہاں بیمار ہو گئے اور میں نے ان کی اچھی طرح تیمارداری کی، حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ہم نے انھیں ان کے (کفن کے) کپڑے پہنا دیے، پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، تو میں نے عثمان سے مخاطب ہو کر کہا، اے ابو السائب! تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، میں شہادت دیتی ہوں کہ یقیناً اللہ نے تمھیں عزت دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تمھیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں عزت دی ہے؟‘‘ میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میں نہیں جانتی (لیکن اگر ان کو عزت نہیں دی گئی) تو کون ہے (جس کو عزت دی جائے)؟ آپ نے فرمایا: ’’دیکھو! عثمان کا تو واللہ! انتقال ہو گیا اور میں اللہ کی قسم! ان کے بارے میں اچھی امید رکھتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم! مجھے بھی معلوم نہیں، حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ اللہ کے یہاں کیا معاملہ ہو گا۔‘‘ ام العلاء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی، آج کے بعد میں کسی کی تقدیس نہیں کروں گی۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے اس بات سے کافی رنج ہوا، پھر میں سو گئی تو میں نے دیکھا کہ خواب میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے لیے ایک بہتا ہوا چشمہ ہے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ کو خواب سنایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ ان کا (نیک) عمل ہے۔‘‘ [بخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب مقدم النبی ﷺ و أصحابه المدينة : ۳۹۲۹]

یاد رہے! عبادت، مثلاً نماز وغیرہ انسان پر اس وقت تک واجب ہے جب تک اس میں عقل باقی ہو، نماز انسان کو حسب حال پڑھتے ہی رہنا چاہیے، جیسا کہ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھ لو۔‘‘ [بخاری، کتاب التقصير، باب إذا لم يطق قاعدًا صلى على جنب : ۱۱۱۷]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورة النحل مكية

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''اللہ کے نام سے جو بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔''

اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ ؕ سُبۡحٰنَہٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ①

''اللہ کا حکم آ گیا، سو اس کے جلد آنے کا مطالبہ نہ کرو، وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔''

قرآن مجید کی مختلف آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے وعدہ کے مطابق قیامت آ جانے یا انھیں ہلاک کیے جانے کی بڑی جلدی کرتے تھے اور اس سے مقصود آپ کا مذاق اڑانا اور قیامت کی تکذیب کرنا ہوتا تھا۔ اس آیت کریمہ میں ایسے ہی کافروں سے کہا گیا ہے کہ تم سے جس قیامت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کا وقوع پذیر ہونا ایسا امر یقینی ہے کہ گویا وہ آ چکی، اس لیے تمھیں اس کے جلدی آنے کی تمنا نہیں کرنی چاہیے، جب وہ آ جائے گی تو اللہ کا دردناک عذاب تمھیں اپنے گھیرے میں لے لے گا اور تم ہرگز اس سے جانبر نہ ہو سکو گے۔ آیت کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے بتوں اور جھوٹے معبودوں سے اپنی براءت کا اعلان کیا ہے کہ جن کی محبت میں پڑ کر وہ لوگ روز قیامت اللہ کے سامنے حاضر ہونے سے منکر تھے۔

اَتٰۤی اَمۡرُ اللّٰہِ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡہُ : یعنی اے کافرو! عذاب یا قیامت کے سلسلہ میں اللہ کا حکم آنے ہی والا ہے اور وہ اتنا قریب ہے کہ گویا کہ آ ہی پہنچا، لہٰذا اس کے لیے جلدی نہ کرو، ارشاد فرمایا: ﴿ وَ یَسۡتَعۡجِلُوۡنَکَ بِالۡعَذَابِ ؕ وَ لَوۡ لَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّی لَّجَآءَہُمُ الۡعَذَابُ ؕ وَ لَیَاۡتِیَنَّہُمۡ بَغۡتَۃً وَّ ہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۳﴾ یَسۡتَعۡجِلُوۡنَکَ بِالۡعَذَابِ ؕ وَ اِنَّ جَہَنَّمَ لَمُحِیۡطَۃٌۢ بِالۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۵۴﴾ یَوۡمَ یَغۡشٰہُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ فَوۡقِہِمۡ وَ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِہِمۡ وَ یَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴾ [العنکبوت : ۵۳ تا ۵۵] ''اور وہ تجھ سے جلدی عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر ایک مقرر وقت نہ ہوتا تو ان پر عذاب ضرور آ جاتا اور یقیناً وہ ان پر ضرور اچانک آئے گا اور وہ شعور نہ رکھتے ہوں گے۔ وہ تجھ سے جلدی عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ بے شک جہنم یقیناً کافروں کو گھیرنے والی ہے۔ جس دن عذاب انھیں ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے ڈھانپ لے گا اور (اللہ) فرمائے گا چکھو جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔'' ارشاد فرمایا: ﴿ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ﴾ [الشورىٰ : ۱۸] ''اسے وہ لوگ جلدی مانگتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ لوگ جو ایمان لائے، وہ اس سے ڈرنے والے ہیں۔''

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت قائم ہونے سے پہلے مغرب کی جانب سے ڈھال کی طرح سیاہ ابر نمودار ہوگا اور وہ بہت جلد پورے آسمان پر پھیل جائے گا، پھر وہ پکارے گا: ''اے لوگو!'' لوگ تعجب سے ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے اور کہیں گے کیا تم نے کچھ سنا ؟ تو ان میں سے کچھ لوگ ہاں میں جواب دیں گے اور بعض شک کریں گے۔ وہ پھر دوسری دفعہ پکارے گا: ''اے لوگو!'' تو لوگ (ایک دوسرے سے) کہیں گے، کیا تم نے کچھ سنا؟ تو وہ سب کہیں گے، ہاں۔ پھر وہ تیسری مرتبہ منادی کرے گا اور کہے گا، اے لوگو! امرالٰہی آ پہنچا، جلدی کرو۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! (اس کے بعد قیامت اتنی جلدی آ جائے گی کہ) دو شخص جو کسی کپڑے کو پھیلائے ہوئے ہوں گے، سمیٹنے بھی نہ پائیں گے (کہ قیامت قائم ہو جائے گی) اور کوئی اپنے حوض کو ٹھیک کر رہا ہوگا اور ابھی پانی پلا نہ پایا ہوگا (کہ قیامت آ جائے گی) اور دودھ دوہنے والے پی بھی نہ سکیں گے (کہ قیامت آ جائے گی)، ہر ایک نفسا نفسی میں لگ جائے گا۔'' [مستدرك حاكم: ٥٣٩/٤، ح : ٨٦٢٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک سورج مغرب سے نہیں نکلے گا۔ جب سورج مغرب سے نکلے گا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے۔ یہی وہ وقت ہوگا جب کسی کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا، (جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا، یا جس نے ایمان کے بعد عمل خیر نہ کیا ہوگا) پس قیامت آ جائے گی اور دو آدمی کپڑا درمیان میں (خرید و فروخت کے لیے) پھیلائے ہوئے ہوں گے، ابھی خرید و فروخت مکمل نہیں ہوئی ہوگی اور نہ انھوں نے اسے لپیٹا ہی ہوگا (کہ قیامت قائم ہو جائے گی) اور قیامت اس حال میں (اتنی جلدی) آئے گی کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر آ رہا ہوگا اور اسے پی بھی نہیں سکے گا اور قیامت اس حال میں قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنا حوض تیار کروا رہا ہوگا اور اس کا پانی بھی نہ پی پائے گا اور قیامت اس حال میں (اس قدر تیزی سے) واقع ہوگی کہ ایک شخص اپنا لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھائے گا اور اسے کھانے بھی نہ پائے گا۔'' [بخاري، كتاب الرقاق، بابٌ : ٦٥٠٦]

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ②

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”وہ فرشتوں کو وحی کے ساتھ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے کہ خبردار کر دو کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، سو مجھ سے ڈرو۔“

نبی کریم ﷺ نے جب مشرکین کو قرب قیامت اور اس کے امر یقینی ہونے کی خبر دی اور اس بارے میں عجلت نہ کرنے کی نصیحت کی تو ان کے ذہنوں میں اللہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے ذریعۂ اتصال یعنی وحی کی صداقت کے بارے میں شک و شبہ پیدا ہوا۔ اس آیت میں اسی شبہ کا ازالہ کیا جا رہا ہے کہ وہ ذات برحق فرشتوں کو وحی دے کر اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتی ہے بھیجتی ہے، تاکہ وہ بنی نوع انسان کو ڈرائیں اور انھیں بتائیں کہ اس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے، اس لیے صرف اسی سے ڈرنا چاہیے۔ اس آیت کریمہ اور دیگر کئی آیتوں میں وحی کو روح سے تعبیر کیا گیا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مردہ دلوں کو زندگی بخشتا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ﴾ [الشوریٰ : ٥٢] ”اور اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے ایک روح کی وحی کی، تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے اور لیکن ہم نے اسے ایک ایسی روشنی بنا دیا ہے جس کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں راہ دکھاتے ہیں۔“

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ : مراد انبیاء علیہم السلام ہیں جن پر وحی نازل ہوتی تھی، ارشاد فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ ﴾ [الأنعام : ١٢٤] ”اللہ زیادہ جاننے والا ہے جہاں وہ اپنی رسالت رکھتا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴾ [المؤمن : ١٥، ١٦] ”اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی اتارتا ہے، تاکہ ملاقات کے دن سے ڈرائے۔ جس دن وہ صاف ظاہر ہوں گے، ان کی کوئی چیز اللہ پر چھپی نہ ہوگی۔ آج کس کی بادشاہی ہے؟ اللہ ہی کی جو ایک ہے، بہت دبدبے والا ہے۔“

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

”اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ وہ اس سے بہت بلند ہے جو وہ شریک بناتے ہیں۔“

یعنی جب آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں کوئی اس کا شریک نہیں تو پھر عبادت، اطاعت، حاجت روائی، مشکل کشائی، نذر و نیاز، استعانت وغیرہ میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں۔ جو لوگ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے وہ کس طرح اس کے شریک ہو سکتے ہیں، وہ کس طرح عبادت، اطاعت اور نذر و نیاز کے مستحق ہو سکتے ہیں؟ وہ کس طرح کسی کی حاجت روائی کر سکتے ہیں؟ بڑی نادانی کی بات ہے کہ جو لوگ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے ان کو معبود، مطاع اور مشکل کشا سمجھا جائے، جیسا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ارشاد فرمایا : ﴿ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [لقمان : ١٠، ١١] ''اس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر پیدا کیا، جنھیں تم دیکھتے ہو اور زمین میں پہاڑ رکھ دیے، تا کہ وہ تمھیں ہلا نہ دے اور اس میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیے اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر اس میں ہر طرح کی عمدہ قسم اگائی۔ یہ ہے اللہ کی مخلوق، تو تم مجھے دکھاؤ کہ ان لوگوں نے جو اس کے سوا ہیں کیا پیدا کیا ہے؟ بلکہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴾ [الفرقان : ٣] ''اور انھوں نے اس کے سوا کئی اور معبود بنا لیے، جو کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں اور اپنے لیے نہ کسی نقصان کے مالک ہیں اور نہ نفع کے اور نہ کسی موت کے مالک ہیں اور نہ زندگی کے اور نہ اٹھائے جانے کے۔''

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝

''اس نے انسان کو ایک قطرے سے پیدا کیا، پھر اچانک وہ کھلم کھلا جھگڑنے والا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی ہے کہ اس نے انسان کو بہت ہی کمزور نطفے سے پیدا فرمایا، مگر جب وہ بڑا ہو جاتا ہے اور پروان چڑھتا ہے تو پھر وہی انسان جو اتنی حقیر چیز سے پیدا ہوا تھا اپنے خالق کے معاملہ میں کھلم کھلا جھگڑنے لگتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جس خالق نے اسے پیدا کیا تھا، انسان اسی کا ہو جاتا، ہر معاملے میں اسی سے رجوع کرتا، اسی کے آگے سر تسلیم خم کرتا، اسی کے سامنے عقیدت کے نذرانے پیش کرتا، اسی کے سامنے سرنگوں اور سجدہ ریز ہوتا، لیکن افسوس ہے کہ اس نے اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی ان حقوق میں شریک کر لیا اور پھر ہٹ دھرمی کے ساتھ اپنے اس شرک پر بحث و مباحثہ بھی کرنے لگا۔ اسے چاہیے تھا کہ اپنی اصلیت پر غور کرتا اور اپنے عالی شان رب کے معاملہ میں نہ جھگڑتا، جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴾ [یٰسٓ : ٧٧ تا ٧٩] ''اور کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ بے شک ہم نے اسے ایک قطرے سے پیدا کیا تو اچانک وہ کھلا جھگڑنے والا ہے۔ اور اس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کون ہڈیوں کو زندہ کرے گا، جب کہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟ کہہ دے انھیں وہ زندہ کرے گا جس نے انھیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہ ہر طرح کا پیدا کرنا خوب جاننے والا ہے۔''

سیدنا بسر بن جحاش القرشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹے! تو مجھے کیسے عاجز کر سکتا ہے، حالانکہ میں نے تو تجھے تھوک جیسی چیز سے پیدا کیا ہے، حتیٰ کہ جب میں نے تجھے برابر کیا اور تجھے مضبوط کیا، پھر تو اکڑ کر چلنے لگا اور (مال و دولت) جمع کرنے لگا اور اسے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے سے رکا رہا۔ پھر جب تیری جان حلق میں پہنچی تو تو کہنے لگا کہ اب میں صدقہ کرتا ہوں، اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔ اب صدقے کا وقت کہاں ہے؟'' [مستدرك حاكم : ۲/ ۵۰۲، ح : ۳۸۵۵۔ مسند أحمد : ۴/ ۲۱۰، ح : ۱۷۸۶۰۔ ابن ماجه، كتاب الوصايا، باب النهي عن الإمساك في الحياة والتبذير عند الموت : ۲۷۰۷]

وَ الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَ لَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَ حِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَ تَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّ الْخَيْلَ وَ الْبِغَالَ وَ الْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَ زِيْنَةً ؕ وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

''اور چوپائے، اس نے انھیں پیدا کیا، تمھارے لیے ان میں گرمی حاصل کرنے کا سامان اور بہت سے فائدے ہیں اور انھی سے تم کھاتے ہو۔ اور تمھارے لیے ان میں ایک جمال ہے، جب تم شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب صبح چرانے کو لے جاتے ہو۔ اور وہ تمھارے بوجھ اس شہر تک اٹھا کر لے جاتے ہیں جس میں تم کبھی پہنچنے والے نہ تھے، مگر جانوں کی مشقت کے ساتھ، بے شک تمھارا رب یقیناً بہت نرمی کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے، تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے، اور وہ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے۔''

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے فائدے کے لیے چوپایوں کو پیدا کیا ہے، جن کے بال اور اون سے کپڑا تیار کر کے انسان سردی سے بچتا ہے، ان کا دودھ پیتا ہے، ان پر سواری کرتا ہے، ان کا گوشت کھاتا ہے اور اپنی فطرت کے مطابق ان جانوروں کو اپنی ملکیت میں دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ اس کے پاس یہ جائداد ہے۔ ان جانوروں پر بوجھ لاد کر ایسے شہروں تک اسے منتقل کرتا ہے جہاں بغیر ان کے اپنا سامان منتقل نہیں کر سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کیے ہیں جنھیں انسان بطور سواری استعمال کرتا ہے اور ان جانوروں کی موجودگی سے آدمی کی دنیاوی زینت و زیبائش میں بھی اضافہ ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَ عَلَيْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴾ [المؤمنون : ۲۱، ۲۲] ''اور بلاشبہ تمھارے لیے چوپاؤں میں یقیناً بڑی عبرت ہے، ہم تمھیں اس میں سے جو ان کے پیٹوں میں ہے، پلاتے ہیں اور تمھارے لیے ان میں بہت سے فائدے ہیں اور انھی سے تم کھاتے ہو۔ اور انھی پر اور کشتیوں پر تم سوار کیے جاتے ہو۔'' اور فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَ لِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ عَلَيْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿80﴾ وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴾ [المؤمن : ۷۹ تا ۸۱] ”اللہ وہ ہے جس نے تمھارے لیے چوپائے بنائے، تاکہ ان میں سے بعض پر تم سوار ہو اور انھی میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔ اور تمھارے لیے ان میں بہت سے فائدے ہیں اور تاکہ تم ان پر اس حاجت تک پہنچو جو تمھارے سینوں میں ہے اور انھی پر اور کشتیوں پر تم سوار کیے جاتے ہو۔ اور وہ تمھیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے، پھر تم اللہ کی کون کون سی نشانیوں کا انکار کرو گے۔“

وَ الْخَيْلَ وَ الْبِغَالَ وَ الْحَمِيْرَ : سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ [بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر : ۴۲۱۹۔ مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب إباحة أكل لحم الخيل : ۱۹۴۱]

وَ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَ مِنْهَا جَآىِٕرٌ وَ لَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿9﴾ ع

”اور سیدھا راستہ اللہ ہی پر (جا پہنچتا) ہے اور ان میں سے کچھ (راستے) ٹیڑھے ہیں اور اگر وہ چاہتا تو ضرور تم سب کو ہدایت دے دیتا۔“

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر مذکورہ بالا تمام احسانات سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے صراط مستقیم، یعنی دین اسلام کو ان کے لیے بیان کر دیا جس پر چل کر وہ اس کی رضا کو حاصل کر سکتے ہیں اور اس کے عقاب و عذاب سے بچ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جتنے بھی ادیان و مذاہب ہیں، چاہے یہودیت ہو یا نصرانیت، مجوسیت ہو یا ہندو ازم، سب کے سب راہِ راست سے ہٹے ہوئے ہیں، ان پر چل کر اللہ کی رضا کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ آیت میں ” وَ مِنْهَا جَآىِٕرٌ “ سے یہی باطل مذاہب مراد ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر اللہ چاہتا تو تمام بنی نوع انسان کو راہ راست پر لا کھڑا کر دیتا۔ اس کی قدرت سے یہ بات بعید نہیں تھی، لیکن اس نے ایسا نہیں چاہا، بلکہ خیر و شر کی دونوں راہوں کو بیان کر دیا اور انسان کو اختیار دے دیا کہ جو راہ راست پر چلے گا، اسے وہ ہدایت دے گا اور جو گمراہ ہونا چاہے گا اسے اس کے حال پر چھوڑ دے گا۔

وَ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ : ارشاد فرمایا : ﴿ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ﴾ [الأنعام : ۱۵۳] ”اور یہ کہ بے شک یہی میرا راستہ ہے سیدھا، پس اس پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمھیں اس کے راستے سے جدا کر دیں گے۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے (سمجھانے کے) لیے ایک خط کھینچا، پھر فرمایا: ”یہ اللہ کا راستہ ہے۔“ پھر اس کے دائیں اور بائیں چند خطوط کھینچے اور فرمایا: ”یہ (شیطان کے) راستے ہیں، ان میں سے ہر راستے پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے۔“ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ [الأنعام : ١٥٣] ”اور یہ کہ بے شک یہی میرا راستہ ہے سیدھا، پس اس پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تمھیں اس کے راستے سے جدا کر دیں گے۔ یہ ہے جس کا تاکیدی حکم اس نے تمھیں دیا ہے، تاکہ تم بچ جاؤ۔“ [مسند أحمد : ١/٤٦٥، ح : ٤٤٣٦۔ مستدرك حاكم : ٢/٣١٨، ح : ٣٢٤١]

وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَن فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ﴾ [یونس : ٩٩] ”اور اگر تیرا رب چاہتا تو یقیناً جو لوگ زمین میں ہیں سب کے سب اکٹھے ایمان لے آتے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۖ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ۝ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴾ [هود : ١١٨، ١١٩] ”اور اگر تیرا رب چاہتا تو یقیناً سب لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا اور وہ ہمیشہ مختلف رہیں گے۔ مگر جس پر تیرا رب رحم کرے اور اس نے انھیں اسی لیے پیدا کیا اور تیرے رب کی بات پوری ہوگئی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے ضرور ہی بھروں گا۔“

هُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۖ لَّكُم مِّنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ۝ يُنبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝

”وہی ہے جس نے آسمان سے کچھ پانی اتارا، تمھارے لیے اسی سے پینا ہے اور اسی سے پودے ہیں جن میں تم چراتے ہو۔ وہ تمھارے لیے اس کے ساتھ کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بڑی نشانی ہے جو غور و فکر کرتے ہیں۔“

بندوں پر اللہ تعالیٰ کے گوناگوں احسانات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ آسمان سے بارش نازل کرتا ہے، اس پانی کو آدمی پیتا ہے، اس کے ذریعے سے پاکی حاصل کرتا ہے اور اسی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ انواع و اقسام کے درخت اور پودے اگاتا ہے۔ یہ گھاس اور پودے جانوروں کے لیے چراگاہ ہوتے ہیں اور اسی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کھیتوں کو اور زیتون، کھجور، انگور اور تمام اقسام کے پھل اور سبزیوں کو اگاتا ہے۔ بارش کا اس طرح آسمان سے نازل ہونا اور اس کے ذریعے سے ان تمام فوائد و منافع کا حاصل ہونا، یقیناً اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی قدرت، اس کے علم، اس کی حکمت اور اس کی رحمت کے واضح دلائل ہیں اور اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے، لیکن یہ تمام دلائل و براہین ان کے لیے مفید ہیں جو غور و فکر سے کام لیں اور عبرت حاصل کریں۔ جو لوگ چوپایوں کی مانند زندگی گزارتے ہیں اور خیر و شر کے درمیان تمیز کرنے کی صلاحیت کھو چکے ہوتے ہیں، انھیں ان دلائل سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، جیسا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرمایا: ﴿ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴾ [النمل : ٦٠] '' (کیا وہ شریک بہتر ہیں) یا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمھارے لیے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس کے ساتھ رونق والے باغات اگائے، تمھارے بس میں نہ تھا کہ ان کے درخت اگاتے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں جو راستے سے ہٹ رہے ہیں۔''

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ۙ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ وَ النُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۙ﴿۱۲﴾

'' اور اس نے تمھاری خاطر رات اور دن اور سورج اور چاند کو مسخر کر دیا اور ستارے اس کے حکم کے ساتھ مسخر ہیں۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو سمجھتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ بھی احسان ہے کہ اس نے رات کو سکون حاصل کرنے کے لیے اور دن کو جہد و عمل اور طلب معاش کے لیے ایک مسلسل و منظم حرکت کا پابند بنا رکھا ہے، یہ دن اور رات کبھی اس کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور آفتاب و مہتاب بھی اسی کی مرضی کے تابع ہیں۔ آفتاب سے روشنی اور حرارت ملتی ہے اور مہتاب سے دنوں، مہینوں اور سالوں کا حساب معلوم ہوتا ہے۔ ستارے بھی اس کے حکم و ارادہ کے پابند ہیں، تا کہ ان کے ذریعے سے بحر و بر میں راستوں کا پتا لگایا جا سکے اور یہ ستارے آسمان دنیا کے لیے زینت بھی مہیا کرتے ہیں۔ رات اور دن، آفتاب اور مہتاب اور ستاروں کی تسخیر اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور صرف اسی کے لائق عبادت ہونے کے واضح دلائل ہیں۔ لیکن یہ دلائل ان کے لیے مفید ہیں جو اپنی عقلوں سے کام لیتے ہیں اور ان مخلوقات کے اسرار و حقائق میں غور و فکر کر کے ان کے خالق تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو لوگ جانوروں کی مانند ہیں، یا پاگلوں کی مانند اپنی عقلیں کھو چکے ہیں، انھیں ان دلائل سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [الأعراف : ٥٤] '' بے شک تمھارا رب اللہ ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر بلند ہوا، رات کو دن پر اوڑھا دیتا ہے، جو تیز چلتا ہوا اس کے پیچھے چلا آتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے (پیدا کیے) اس حال میں کہ اس کے حکم سے تابع کیے ہوئے ہیں، سن لو! پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کا کام ہے، بہت برکت والا ہے اللہ جو سارے جہانوں کا رب ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭاِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾

"اور جو کچھ اس نے تمھارے لیے زمین میں پھیلا دیا ہے، جس کے رنگ مختلف ہیں، بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بڑی نشانی ہے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ بھی احسان ہے کہ اس نے زمین پر ان کے فائدے کے لیے بہت سے حیوانات اور انواع و اقسام اور مختلف رنگ کے نباتات، جمادات اور معدنیات پیدا کیے، جن میں گوناگوں منافع اور خاصیتیں ہوتی ہیں۔ یہ عجائب و غرائب خالق کائنات کے وجود پر صاف اور صریح دلیل ہیں اور بنی نوع انسان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں۔ لیکن دلیلیں انھی کے لیے مفید ہیں جو نصیحت حاصل کریں اور اپنے رب کی سیدھی راہ پر گامزن رہیں، اس کے احکام کی پابندی کریں اور برائیوں اور گناہوں سے بچیں اور اس اطاعت و بندگی کے نتیجے میں دنیا و آخرت کی سعادت اور نیک بختی حاصل کریں۔

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾

"اور وہی ہے جس نے سمندر کو مسخر کر دیا، تاکہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زینت کی چیزیں نکالو، جنھیں تم پہنتے ہو۔ اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے، اس میں پانی کو چیرتی چلی جانے والی ہیں اور تاکہ تم اس کا کچھ فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔"

خشکی کی نعمتوں کے بعد اب سمندر کی نعمتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو اس طرح مسخر کیا کہ اس میں غوطہ لگانے کو آسان بنا دیا، کشتیاں آسانی سے اس پر چلتی رہتی ہیں اور انسانوں اور ان کی ضروریات زندگی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتی رہتی ہیں۔ ان سمندروں کو اللہ تعالیٰ نے اس لیے مسخر کیا ہے کہ لوگ مختلف ذرائع استعمال کر کے مچھلیوں کا شکار کریں اور ان کا تازہ گوشت کھائیں۔ ان سمندروں کو اس لیے بھی مسخر کیا ہے کہ غوطہ لگا کر موتی اور دیگر قیمتی جواہر نکالیں، جو ان کے لیے اور ان کی عورتوں کے لیے زیور کا کام دیں۔ تسخیر سمندر کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس میں کشتیاں چلتی رہیں جن کے ذریعے سے انسان بے خوف و خطر بھاری تجارتی سامان اور اسباب رزق لے کر تھوڑی مدت میں ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک چلا جاتا ہے اور روزی حاصل کرتا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ بندوں کو چاہیے کہ اللہ کے ان احسانات کو یاد کریں اور اس کے شکر گزار بندے بن کر رہیں۔

وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیے کہ وہ تمھیں ہلا نہ دے اور نہریں اور راستے بنائے، تاکہ تم منزل تک پہنچ جاؤ۔ اور علامتیں (بنائیں) اور ستاروں کے ساتھ وہ راستہ معلوم کرتے ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ بھی احسان ہے کہ اس نے زمین پر بڑے بڑے پہاڑ گاڑ دیے، تاکہ زمین میں حرکت نہ پیدا ہو۔ اس لیے کہ اگر زمین ہلتی تو اس پر انسان کا جینا دوبھر ہو جاتا۔ زمین پر اللہ نے نہریں جاری کر دیں جو مختلف زمینوں سے گزرتی اور انھیں سیراب کرتی ہیں اور انسانوں کی روزی کا سبب بنتی ہیں اور زمین پر مختلف راستے بنا دیے، جن پر چل کر انسان ایک شہر سے دوسرے شہر جاتا اور اپنی ضروریات زندگی حاصل کرتا ہے۔ زمین میں اللہ نے ایسی نشانیاں رکھ دی ہیں جن کے ذریعے سے لوگ سفر میں اپنے راستے پہچانتے ہیں اور منزل کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں اور بحر و بر میں رات کی تاریکی میں ستاروں کی مدد سے لوگ صحیح سمت چلتے رہتے ہیں۔ کشتیوں اور جہازوں کی رہنمائی کے لیے اب جن آلات کا استعمال ہوتا ہے ان کی بناوٹ میں ستاروں کی روشنی ہی سے مدد لی جاتی ہے۔

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٧﴾

’’تو کیا وہ جو پیدا کرتا ہے، اس کی طرح ہے جو پیدا نہیں کرتا؟ پھر کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔‘‘

یہ مشرکین مکہ کے لیے ایک الزامی جواب، ڈانٹ اور پھٹکار ہے کہ جس ذات واحد نے مذکورہ بالا عظیم مخلوقات کو پیدا کیا ہے، کیا اس کی مانند وہ اصنام اور جھوٹے معبود ہو سکتے ہیں جو کچھ بھی پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے؟ جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۣ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٤﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴾ [الأعراف: ٥٤، ٥٥] ’’بے شک تمھارا رب اللہ ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر بلند ہوا، رات کو دن پر اوڑھا دیتا ہے، جو تیز چلتا ہوا اس کے پیچھے چلا آتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے (پیدا کیے) اس حال میں کہ اس کے حکم سے تابع کیے ہوئے ہیں، سن لو! پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کا کام ہے، بہت برکت والا ہے اللہ جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اپنے رب کو گڑگڑا کر اور خفیہ طور پر پکارو، بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ڬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴾ [الرعد: ١٦] ’’کہہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ کہہ دے اللہ۔ کہہ پھر کیا تم نے اس کے سوا کچھ کارساز بنا رکھے ہیں جو اپنی جانوں کے لیے نہ کسی نفع کے مالک ہیں اور نہ نقصان کے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہہ دے کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتے ہیں؟ یا کیا اندھیرے اور روشنی برابر ہوتے ہیں؟ یا انھوں نے اللہ کے لیے کچھ شریک بنا لیے ہیں، جنھوں نے اس کے پیدا کرنے کی طرح پیدا کیا ہے، تو پیدائش ان پر گڈ مڈ ہو گئی ہے؟ کہہ دے اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی ایک ہے، نہایت زبردست ہے۔"

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۸

"اور اگر تم اللہ کی نعمت شمار کرو تو اسے شمار نہ کر پاؤ گے۔ بے شک اللہ یقیناً بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔"

بحر و بر کی گونا گوں نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس کی نعمتیں بے شمار ہیں اور اس کے احسانات ان گنت ہیں۔ آدمی انھیں پوری زندگی گنتا رہے تو نہیں گن سکتا اور جب انھیں گن نہیں سکتا تو ان کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہے۔ اس لیے آیت کے آخر میں فرمایا ہے کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ اگر بندے سے ادائے شکر میں تقصیر ہوتی ہے تو وہ اپنی بخشش اور کرم فرمائی کو روک نہیں دیتا، بلکہ معاف کر دیتا ہے اور توبہ کی مہلت دیتا ہے۔

وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ۝۱۹

"اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو۔"

اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کے علم و حکمت اور اس کی نعمتوں کے مظاہر کی آخری کڑی یہ آیت کریمہ ہے کہ وہ ان کی تمام ظاہر اور پوشیدہ باتوں اور ان کی حاجتوں اور ضرورتوں کو جانتا ہے، اس لیے انھیں اسی کے سامنے سر جھکانا چاہیے اور اسی کی عبادت کرنی چاہیے، تاکہ وہ ان کی ضرورتوں کو پورا کرتا رہے اور اس کی نعمتوں کا تسلسل باقی رہے۔

وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝۲۰ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝۲۱

ع ۲/۸

"اور وہ لوگ جنھیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔ مردے ہیں، زندہ نہیں ہیں اور وہ نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے۔"

کفار قریش کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ جن ہستیوں کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے، بلکہ پوجنے والوں نے ان کے مجسمے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہیں، گویا وہ نہایت عاجز اور کمزور ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مزید تاکید کے طور پر فرمایا کہ وہ تو مردہ ہیں، زندہ نہیں اور انھیں یہ شعور بھی نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے؟ تو پھر وہ اللہ کے سوا معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾

’’تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے، پس وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل انکار کرنے والے ہیں اور وہ بہت تکبر کرنے والے ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت پر متعدد دلائل پیش کرنے کے بعد اب نتیجہ بیان کر دیا اور مقصود حقیقی کی صراحت کر دی کہ اے انسانو! تمھارا معبود صرف ایک اللہ ہے، جو خالق ہے، رازق ہے، آسمانوں اور زمین کے امور کا مدبر ہے، زندہ کرنے والا اور مارنے والا ہے اور تمام اسمائے حسنیٰ اور صفات علیا اسی کے لیے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کافروں کے کفر و عناد اور ان کے تکبر کی علت یہ بیان کی کہ وہ آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے، اگر وہ جزا و سزا کے دن پر ایمان رکھتے تو راہ راست پر چلتے اور اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرتے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴾ [الشوریٰ : ١٨] ’’اسے وہ لوگ جلدی مانگتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ لوگ جو ایمان لائے، وہ اس سے ڈرنے والے ہیں اور جانتے ہیں کہ بے شک وہ حق ہے۔ سنو! بے شک وہ لوگ جو قیامت کے بارے میں شک کرتے ہیں یقیناً وہ بہت دور کی گمراہی میں ہیں۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴾ [الزمر : ٤٥] ’’اور جب اس اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل تنگ پڑ جاتے ہیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور جب ان کا ذکر ہوتا ہے جو اس کے سوا ہیں تو اچانک وہ بہت خوش ہو جاتے ہیں۔‘‘

﴿ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

’’کوئی شک نہیں کہ یقیناً اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ بے شک وہ تکبر کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔‘‘

اس آیت میں منکرین قیامت اور باری تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرنے والوں کو دھمکی دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے تمام خفیہ اور ظاہری اعمال کو اچھی طرح جانتا ہے اور وہ ان جیسے تکبر کرنے والوں کو بالکل پسند نہیں کرتا، ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴾ [المؤمن : ٦٠]

’’بے شک وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔‘‘

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔‘‘ ایک شخص نے عرض کی، بے شک (ہر) آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھا ہو اور اس کی جوتی اچھی ہو (تو کیا یہ بھی تکبر ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے (لہٰذا خوبصورتی کو پسند کرنا تکبر نہیں ہے)، تکبر تو یہ ہے کہ کوئی حق کو تسلیم نہ کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔'' [مسلم، کتاب الإیمان، باب تحریم الکبر و بیانہ : ۹۱]

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَاۤ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۙ﴿۲۴﴾

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے تمھارے رب نے کیا چیز اتاری ہے؟ تو کہتے ہیں پہلے لوگوں کی بے اصل کہانیاں ہیں۔''

یعنی جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ بتاؤ تمھارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو اعراض اور استہزا کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تو کچھ نہیں اتارا اور یہ محمد (ﷺ) ہمیں جو پڑھ کر سناتا ہے وہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں، جو کہیں سے سن کر بیان کرتا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ قَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴾ [الفرقان : ۵] ''اور انھوں نے کہا یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں، جو اس نے لکھوا لی ہیں، تو وہ پہلے اور پچھلے پہر اس پر پڑھی جاتی ہیں۔''

لِيَحْمِلُوْۤا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾

ع ۹

''تاکہ وہ قیامت کے دن اپنے بوجھ پورے اٹھائیں اور کچھ بوجھ ان کے بھی جنھیں وہ علم کے بغیر گمراہ کرتے ہیں۔ سن لو! برا ہے جو بوجھ وہ اٹھا رہے ہیں۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دوسروں کو بہکا کر راہ راست سے روکتے ہیں، انھیں اس بہکانے کی بھی سزا ملے گی اور وہ سزا یہ ہوگی کہ جن لوگوں کو انھوں نے بہکایا تھا ان کے گناہوں کا بوجھ ان بہکانے والوں پر بھی لادا جائے گا۔ بہکائے جانے والے بھی سزا سے نہ بچ سکیں گے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ۬ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَ قَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۳۸، ۳۹] ''فرمائے گا ان جماعتوں کے ہمراہ جو جنوں اور انسانوں میں سے تم سے پہلے گزر چکی ہیں، آگ میں داخل ہو جاؤ۔ جب بھی کوئی جماعت داخل ہوگی اپنے ساتھ والی کو لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جس وقت سب ایک دوسرے سے آملیں گے تو ان کی پچھلی جماعت اپنے سے پہلی جماعت کے متعلق کہے گی اے ہمارے رب! ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا، تو انھیں آگ کا دگنا عذاب دے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائے گا سبھی کے لیے دگنا ہے اور لیکن تم نہیں جانتے۔ اور ان کی پہلی جماعت اپنی پچھلی جماعت سے کہے گی پھر تمھاری ہم پر کوئی برتری تو نہ ہوئی، تو عذاب چکھو اس کے بدلے جو تم کمایا کرتے تھے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ۝ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَ مَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ۝ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَاۤ ۖۗ اِنَّا لَذَآىِٕقُوْنَ ۝ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ يَوْمَىِٕذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴾ [الصافات : ۲۷ تا ۳۴] ”اور ان کے بعض بعض کی طرف متوجہ ہوں گے، ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔ کہیں گے بے شک تم ہمارے پاس قسم کی راہ سے آتے تھے۔ وہ کہیں گے بلکہ تم ایمان والے نہ تھے۔ اور ہمارا تم پر کوئی غلبہ نہ تھا، بلکہ تم (خود) حد سے بڑھنے والے لوگ تھے۔ سو ہم پر ہمارے رب کی بات ثابت ہوگئی۔ بے شک ہم یقیناً چکھنے والے ہیں۔ سو ہم نے تمھیں گمراہ کیا، بے شک ہم خود گمراہ تھے۔ پس بے شک وہ اس دن عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔“ اور فرمایا: ﴿ هٰذَا ۚ وَ اِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۝ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّ غَسَّاقٌ ۝ وَّ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ۝ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۫ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴾ [صٓ : ۵۵ تا ۶۴] ”یہ ہے (جزا) اور بلاشبہ سرکشوں کے لیے یقیناً بدترین ٹھکانا ہے۔ جہنم، وہ اس میں داخل ہوں گے، سو وہ برا بچھونا ہے۔ یہ ہے (سزا) سو وہ اسے چکھیں، کھولتا ہوا پانی اور پیپ۔ اور دوسری اس کی ہم شکل کئی قسمیں۔ یہ ایک گروہ ہے جو تمھارے ساتھ گھستا چلا آنے والا ہے، انھیں کوئی خوش آمدید نہیں، یقیناً یہ آگ میں داخل ہونے والے ہیں۔ وہ کہیں گے بلکہ تم ہو، تمھارے لیے کوئی خوش آمدید نہیں، تم ہی اسے ہمارے آگے لائے ہو۔ سو یہ برا ٹھکانا ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کوئی آدمی ظلم سے ناحق مارا جاتا ہے، تو اس گناہ کا ایک حصہ آدم کے پہلے بیٹے پر بھی ڈالا جاتا ہے، اس لیے کہ اسی نے سب سے پہلے (ناحق) قتل کو جاری کیا۔“ [بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب إثم من دعا إلى ضلالة : ۷۳۲۱]

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے اسلام میں آ کر کوئی اچھا کام جاری کیا تو اس کے لیے اپنے عمل کا بھی ثواب ہے اور جو لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں (اس کی دیکھا دیکھی) ان کا ثواب بھی ہے اور عمل کرنے والوں کے اجر و ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جس شخص نے اسلام میں آ کر کوئی برا کام جاری کیا تو اس کے لیے اپنے عمل کا بھی گناہ ہے اور جو لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں ان کا گناہ بھی ہے اور ان گناہ کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔“ [مسلم، کتاب الزکاة، باب الحث علی الصدقة : ۱۰۱۷]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص ہدایت کی طرف دعوت دے تو اسے ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام لوگوں کے اجر کے برابر اجر ملے گا جو اس کی اتباع کریں گے اور ان عمل کرنے والوں کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے گمراہی کی طرف دعوت دی تو اسے ان تمام لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ملے گا جو اس کی پیروی کریں گے اور ان عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔'' [مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة ...... الخ : ۲٦٧٤]

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَ يَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَ السُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾

''یقیناً ان لوگوں نے تدبیریں کیں جو ان سے پہلے تھے تو اللہ ان کی عمارت کو بنیادوں سے آیا۔ پس ان پر ان کے اوپر سے چھت گر پڑی اور ان پر وہاں سے عذاب آیا کہ وہ سوچتے نہ تھے۔ پھر قیامت کے دن وہ انھیں رسوا کرے گا اور کہے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے بارے میں تم لڑتے جھگڑتے تھے؟ وہ لوگ جنھیں علم دیا گیا کہیں گے کہ بے شک رسوائی آج کے دن اور برائی کافروں پر ہے۔''

اس آیت کریمہ میں ان مشرکین مکہ کے لیے دھمکی ہے جنھوں نے بعثت کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زندگی اجیرن بنا دی تھی۔ انبیاء کے خلاف سازشیں کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہی ایسا شدید انتقام لیا کہ انھیں بیخ و بن سے ختم کر دیا اور ان پر اس طرح اچانک عذاب مسلط کر دیا کہ انھیں سوچنے کا بھی موقع نہیں ملا۔ یہ تو ان کا دنیا میں حال ہوا اور قیامت کے دن اللہ انھیں مزید ذلیل و رسوا کرے گا اور کہے گا کہ بتاؤ، کہاں ہیں میرے وہ شرکاء جنھیں معبود ثابت کرنے کے لیے تم لوگ مومنوں سے جھگڑتے تھے۔ تو وہ کچھ بھی نہ بول سکیں گے، ان کی زبانیں گنگ ہوں گی، لیکن انبیاء اور علماء جن سے وہ مشرکین جھگڑتے تھے، کہیں گے کہ آج کی ذلت و رسوائی اور دردناک عذاب ان کافروں کے لیے ہے جو اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک بناتے تھے۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ : یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان عہد شکنوں کی رسوائیوں کو نمایاں کرے گا، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر غدار و دغا باز کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا گاڑ دے گا، جو اس کے غدر کے مطابق بلند ہوگا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں کا غدر ہے، جو فلاں کا بیٹا تھا۔'' [بخاری، کتاب الجزیة، باب إثم الغادر للبر والفاجر : ۳۱۸۸۔ مسلم، کتاب الجهاد والسير، باب تحريم الغدر : ۱۷۳۵]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز لوگ اکٹھے کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرمائے گا، جو جس کی عبادت کرتا تھا وہ اس کے پاس چلا جائے۔ لہٰذا ان میں سے بعض سورج کے پاس چلے جائیں گے، بعض چاند کے پاس چلے جائیں گے اور بعض اپنے اپنے باطل معبودوں کے پاس چلے جائیں گے۔'' [بخاري، كتاب الأذان، باب فضل السجود : ٨٠٦]

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٢٩﴾

''جنھیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں، تو وہ فرماں برداری پیش کرتے ہیں کہ ہم کوئی برا کام نہیں کیا کرتے تھے۔ کیوں نہیں! یقیناً اللہ خوب جاننے والا ہے جو تم کیا کرتے تھے۔ پس جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، ہمیشہ اس میں رہنے والے ہو، سو بلاشبہ وہ تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔''

شرک و معاصی کا ارتکاب کر کے اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ان کافروں کی جان نکالنے کے لیے جب فرشتے آتے ہیں اور وہ لوگ موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی اطاعت و بندگی کا اظہار کرنے لگتے ہیں اور مجسم عجز و انکسار بن جاتے ہیں اور مارے دہشت کے شرک کا انکار کر بیٹھتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ ہم نے تو شرک کا ارتکاب کیا ہی نہیں تھا، تو فرشتے ان کی بات کی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہاں، تم نے شرک کا ارتکاب کیا تھا اور اللہ تعالیٰ تمھارے کرتوتوں کو خوب جانتا ہے، اس لیے جھوٹ بولنے اور انکار کرنے سے تم جاں بر نہ ہو سکو گے۔ اب تم لوگ اپنے اپنے گناہوں اور شرکیہ اعمال کے مطابق جہنم کے مختلف طبقات میں ان کے دروازوں سے داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ کے لیے اسی میں جلتے رہو، جو اللہ کی عبادت سے منہ پھیرنے والوں کے لیے بدترین ٹھکانا ہے۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓىِٕكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ۚ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴾ [الأنفال : ٥٠] ''اور کاش! تو دیکھے جب فرشتے ان لوگوں کی جان قبض کرتے ہیں جنھوں نے کفر کیا، ان کے چہروں اور پشتوں پر مارتے ہیں۔ اور جلنے کا عذاب چکھو۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَ لَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴾ [الأنعام : ٩٣] ''اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا کہے میری طرف وحی کی گئی ہے، حالانکہ اس کی طرف کوئی چیز وحی نہیں کی گئی اور جو کہے میں (بھی) ضرور اس جیسا نازل کروں گا جو اللہ نے نازل کیا۔ اور کاش! تو دیکھے جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں، نکالو اپنی جانیں، آج تمھیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا، اس کے بدلے جو تم اللہ پر ناحق (باتیں) کہتے تھے اور تم اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے۔"

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک انصاری کے جنازے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، جب ہم قبرستان پہنچے تو قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے گرد (اس قدر خاموشی سے) بیٹھ گئے، گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس سے آپ زمین کرید رہے تھے، آپ نے سر مبارک اوپر اٹھایا اور فرمایا: "عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔" آپ نے یہ بات دو یا تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ پھر فرمایا: "کافر آدمی جب دنیا سے کوچ کرنے لگتا ہے اور آخرت کی طرف روانہ ہوتا ہے تو اس کی طرف سیاہ چہرے والے فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان کے پاس ٹاٹ (کے کفن) ہوتے ہیں اور وہ اس سے حد نگاہ کے فاصلے پر بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت (عزرائیل) آتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے، اے خبیث روح! نکل (اور چل) اللہ کے غصے اور غضب کی طرف، (یہ سن کر) روح جسم کے اندر چھپتی پھرتی ہے، تو ملک الموت اسے اس طرح باہر کھینچتا ہے، جیسے کانٹے دار لوہے کی سیخ گیلی اون سے باہر نکالی جاتی ہے۔ جب فرشتہ اس کی روح نکال لیتا ہے، تو دوسرے فرشتے لحہ بھر کے لیے بھی اسے ملک الموت کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے، بلکہ اسے ٹاٹ (کے کفن) میں لپیٹ لیتے ہیں۔ اس سے ایسی گندی بو آتی ہے، جیسے روئے زمین پر کسی مردار سے اٹھنے والی بدترین سڑاند ہو۔ فرشتے اسے لے کر اوپر (آسمان کی طرف) جاتے ہیں۔ (راستے میں) جہاں کہیں ان کا گزر مقرب فرشتوں پر ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں، یہ کس خبیث کی روح ہے؟ جواب میں فرشتے کہتے ہیں، یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے۔ وہ اس کا وہ بدترین نام لیتے ہیں جو دنیا میں لیا جاتا تھا، یہاں تک کہ فرشتے اسے آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں۔ فرشتے آسمان کا دروازہ کھولنے کے لیے درخواست کرتے ہیں: لیکن دروازہ نہیں کھولا جاتا۔" [مسند أحمد : ۴/ ۲۸۷، ۲۸۸، ح : ۱۸۵۶۱]

فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴾ [الحجر : ۴۳، ۴۴] "اور بلاشبہ جہنم ضرور ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔ اس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک تقسیم کیا ہوا حصہ ہے۔" اور فرمایا: ﴿ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴾ [الهمزة : ۵ تا ۹] "اور تجھے کس چیز نے معلوم کروایا کہ وہ حطمہ کیا ہے؟ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ وہ جو دلوں پر جھانکتی ہے۔ یقیناً وہ ان پر (ہر طرف سے) بند کی ہوئی ہے۔ لمبے لمبے ستونوں میں۔" اور فرمایا: ﴿ وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴾ [الزمر : ۷۱، ۷۲] ''اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے، یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آئیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے نگران ان سے کہیں گے کیا تمھارے پاس تم میں سے کچھ رسول نہیں آئے جو تم پر تمھارے رب کی آیات پڑھتے ہوں اور تمھیں تمھارے اس دن کی ملاقات سے ڈراتے ہوں؟ کہیں گے کیوں نہیں، اور لیکن عذاب کی بات کافروں پر ثابت ہوگئی۔ کہا جائے گا جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، اس میں ہمیشہ رہنے والے، پس وہ تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔''

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۰ۙ

''اور جو لوگ ڈر گئے ان سے کہا گیا کہ تمھارے رب نے کیا نازل فرمایا؟ تو انھوں نے کہا بہترین بات۔ ان لوگوں کے لیے جنھوں نے بھلائی کی اس دنیا میں بڑی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو کہیں بہتر ہے اور یقیناً وہ ڈرنے والوں کا اچھا گھر ہے۔''

گزشتہ آیات میں گزر چکا ہے کہ جب بد بخت کافروں سے قرآن کریم کے بارے میں پوچھا جاتا ہے کہ تمھارے رب نے کیا نازل کیا ہے، تو وہ اللہ کی رحمت کا انکار کرتے ہیں اور کفران نعمت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ تو گزشتہ قوموں کے واقعات کا مجموعہ ہے اور وہاں ان کا انجام بد بھی بتا دیا گیا۔ اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ ان کے برعکس جب اہل تقویٰ مسلمانوں سے یہی سوال کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے رب نے قرآن کریم نازل کیا ہے جو ہمارے لیے مجسم خیر و برکت ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدے کا ذکر فرمایا ہے جو اس نے اپنے ان بندوں سے کر رکھا ہے جو دنیا میں عمل صالح کرتے ہیں کہ وہ انھیں دنیا میں اچھا بدلہ دے گا اور آخرت میں انھیں جو ملے گا وہ اللہ کی عظیم ترین نعمت (جنت) ہوگی، جو متقیوں کے لیے بہت ہی اچھا گھر ہوگا جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ [النحل : ۹۷] ''جو بھی نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو یقیناً ہم اسے ضرور زندگی بخشیں گے، پاکیزہ زندگی اور یقیناً ہم انھیں ان کا اجر ضرور بدلے میں دیں گے، ان بہترین اعمال کے مطابق جو وہ کیا کرتے تھے۔''

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۱ۙ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’ہمیشگی کے باغات، جن میں وہ داخل ہوں گے، ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، ان کے لیے ان میں جو وہ چاہیں گے (موجود) ہوگا۔ اسی طرح اللہ ڈرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔‘‘

اس جنت کی صفت بیان کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے کہ اس میں درخت ہوں گے، نہریں جاری ہوں گی، حور و قصور ہوں گے اور کھانے پینے کی ہر لذیز چیز ہوگی اور اللہ کی جانب سے انتہائے اکرام یہ ہوگا کہ وہاں ہر وہ شے ہوگی جس کی اہل جنت خواہش کریں گے۔ آیت کے آخر میں فرمایا گیا کہ اللہ اہل تقویٰ کو ایسے ہی اچھے بدلے دیا کرتا ہے۔

كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۝ اٰخِذِيْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ﴾ [الذاريات : ١٥، ١٦] ’’بے شک متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ لینے والے ہوں گے جو ان کا رب انھیں دے گا، یقیناً وہ اس سے پہلے نیکی کرنے والے تھے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ۝ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴾ [القمر : ٥٤، ٥٥] ’’بے شک بچ کر چلنے والے باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔ صدق کی مجلس میں، عظیم بادشاہ کے پاس، جو بے حد قدرت والا ہے۔‘‘

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

’’جنھیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ پاک ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں سلام ہو تم پر، جنت میں داخل ہو جاؤ، اس کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے۔‘‘

ان اہل تقویٰ کا جو کفر و معاصی کے ذریعے سے اپنے آپ پر ظلم نہیں کیے ہوتے ہیں، موت کے وقت حال یہ ہوتا ہے کہ جب فرشتے ان کے پاس پہنچتے ہیں تو ان کے احترام و محبت میں انھیں سلام کرتے ہیں اور خوشخبری دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم لوگ اپنے نیک اعمال کے بدلے ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ٣٠] ’’بے شک وہ لوگ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر خوب قائم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیے جاتے تھے۔‘‘

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔‘‘ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کسی دوسری زوجہ نے کہا، موت تو ہمیں بھی ناپسند ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی ملاقات سے مراد موت نہیں، بلکہ مومن کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ کی رضا مندی اور عزت افزائی کی خوش خبری دی جاتی ہے۔ اس وقت مومن کو آئندہ ملنے والی نعمتوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی اور وہ (جلدی جلدی) اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند فرماتا ہے۔'' [بخاري، كتاب الرقاق، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقائه : ٦٥٠٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا): ''جب مومن کی روح نکلتی ہے تو اسے آگے سے دو فرشتے ملتے ہیں جو اسے لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں۔'' (حدیث کے راوی) حماد کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روح کی خوشبو اور مشک کا ذکر کیا اور کہا: ''آسمان والے فرشتے (اس روح کی خوشبو پا کر) کہتے ہیں، کوئی پاک روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے، اللہ تجھ پر رحمت کرے اور اس جسم پر بھی جسے تو نے آباد کر رکھا تھا۔ پھر فرشتے اپنے رب کے حضور اس روح کو لے جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اسے قیامت قائم ہونے تک (اس کی معین جگہ یعنی علیین میں) پہنچا دو۔'' [مسلم، كتاب الجنة و صفة نعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة ...... الخ : ٢٨٧٢]

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَ مَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ ع

''وہ اس کے سوا کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آجائیں، یا تیرے رب کا حکم آجائے۔ ایسے ہی ان لوگوں نے کیا جو ان سے پہلے تھے اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا اور لیکن وہ خود اپنے آپ پر ظلم کیا کرتے تھے۔ پس ان کے پاس اس کے برے نتائج آپہنچے جو انھوں نے کیا اور انھیں اس چیز نے گھیر لیا جسے وہ مذاق کیا کرتے تھے۔''

رخ سخن پھر مشرکین کی طرف پھیر دیا گیا ہے اور مقصود ان کی تنبیہ ہے کہ دنیاوی زندگی کے دھوکے میں نہ پڑے رہیں اور اپنے کفر و عناد میں آگے نہ بڑھتے جائیں، ورنہ برے انجام کے لیے تیار رہیں۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ گویا اب انھیں صرف اس بات کا انتظار ہے کہ موت کے فرشتے آکر ان کی روحوں کو عذاب دیتے ہوئے قبض کر لیں، یا ان پر ایسا عذاب آجائے جو ان کا وجود ہی ختم کر دے، یا قیامت برپا ہو جائے اور اس کی روح فرسا خوفناکیوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے لگیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے پہلے کی قوموں نے بھی انھی کی طرح غیروں کو شریک بنایا تھا اور اپنے رسولوں کا مذاق اڑایا تھا تو اللہ کے عذاب نے انھیں آدبوچا تھا اور ان کے ساتھ جو کچھ ہوا اللہ رب العزت کی طرف سے کوئی ظلم نہیں تھا، بلکہ انھوں نے خود ہی اپنے آپ پر ظلم کیا تھا جس کا خمیازہ انھیں بھگتنا پڑا۔ تو گویا ان کے برے کرتوت ہی ان کے گلے کا پھندا بن گئے اور جس عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے اسی نے انھیں آگھیرا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ قَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَ لَاۤ اٰبَآؤُنَا وَ لَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾

’’اور جن لوگوں نے شریک بنائے انھوں نے کہا اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اس کے سوا کسی بھی چیز کی عبادت کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم اس کے بغیر کسی بھی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ اسی طرح ان لوگوں نے کیا جو ان سے پہلے تھے تو رسولوں کے ذمے صاف پیغام پہنچا دینے کے سوا اور کیا ہے؟‘‘

مشرکینِ مکہ اپنے کفر و شرک کے لیے اللہ کی تقدیر کو دلیل بناتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ہم اللہ کے سوا غیروں کی عبادت کرتے ہیں اور اپنی طرف سے کچھ جانوروں کو حرام کہتے ہیں اور ہمارے آبا و اجداد بھی ایسا کرتے رہے ہیں تو اس میں ہمارا اور ان کا کوئی قصور نہیں ہے، یہ تو اللہ کی مشیت کے مطابق ہے، اگر اس کی مرضی نہ ہوتی، جیسا کہ محمد (ﷺ) کا گمان ہے، تو ہم ایسا نہ کرتے۔ تو گویا ہمارا اس کی مرضی کے مطابق ایسا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ محمد (ﷺ) جھوٹے ہیں اور اللہ کی طرف غلط بات منسوب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے پہلے کے مشرک بھی اسی طرح کے ذہنی شکوک و شبہات کا شکار تھے اور انھی جیسی جھوٹی باتیں اللہ کی طرف منسوب کرتے رہے ہیں۔ پھر ان کے شک و شبہ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ تمھارا یہ گمان صحیح نہیں ہے کہ اس نے تمھارے کفر و شرک کی تردید نہیں کی، بلکہ اس نے اس کا شدید انکار کیا ہے اور انتہائی سختی کے ساتھ اس سے روکا ہے۔ اس نے ہر زمانے اور ہر قوم کے لیے انبیاء بھیجے ہیں، جنھوں نے صرف اللہ کی عبادت کی طرف بلایا اور غیروں کی عبادت سے روکا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم ﷺ تک انبیاء کی ایک ہی دعوت تھی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، صرف وہی عبادت کے لائق ہے۔

وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾

’’اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو، پھر ان میں سے کچھ وہ تھے جنھیں اللہ نے ہدایت دی اور ان میں سے کچھ وہ تھے جن پر گمراہی ثابت ہوگئی۔ پس زمین میں چلو پھرو، پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔‘‘

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ہم نے ہر قوم کے لیے ایک رسول بھیجا، جس نے انھیں اس بات کی تعلیم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان اور بتوں کی عبادت سے دور رہو۔ اس لیے کسی مشرک کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم غیروں کی عبادت نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو خیر وشر اور جنت و جہنم، دونوں کے راستے بتا دیے۔ خیر کی راہ پر چلنے کا حکم دیا اور شر کی راہ سے منع فرمایا، بلکہ اس نے مشرکوں کو دنیا میں ان کے شرک کی سزا دی، تا کہ انھیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کے شرکیہ اعمال سے راضی نہیں ہے۔ آیت کے آخر میں یہی بات کہی گئی ہے۔ خیر و شر کی اس وضاحت وصراحت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب اور مشیت کونی کے مطابق جسے چاہا خیر کی توفیق دی اور جسے چاہا بھٹکتا چھوڑ دیا۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ : یعنی تمام انبیاء و رسل جنھیں اللہ تعالیٰ نے مشرق و مغرب کے تمام جنوں اور انسانوں کی طرف رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے، ان تمام انبیاء نے اللہ کی توحید ہی کی دعوت دی تھی، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْۤ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴾ [الأنبياء : ۲۵] ”اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی طرف یہ وحی کرتے تھے کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، سو میری عبادت کرو۔“ اور فرمایا: ﴿ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴾ [الزخرف : ٤٥] ”اور ان سے پوچھ جنھیں ہم نے تجھ سے پہلے اپنے رسولوں میں سے بھیجا، کیا ہم نے رحمان کے سوا کوئی معبود بنائے ہیں، جن کی عبادت کی جائے؟“

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا تھا اور میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان محض کجاوے کی لکڑی کا فاصلہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے معاذ بن جبل!“ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں اور آپ کا فرماں بردار ہوں۔ پھر کچھ دیر آپ چلتے رہے، پھر فرمایا: ”اے معاذ بن جبل!“ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں اور آپ کا فرماں بردار ہوں۔ پھر کچھ دیر آپ چلتے رہے، پھر فرمایا: ”اے معاذ بن جبل!“ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ پھر کچھ دیر آپ چلتے رہے پھر فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا حق کیا ہے؟“ میں نے کہا، اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔“ پھر آپ کچھ دیر چلتے رہے، آگے جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے معاذ بن جبل!“ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں اور آپ کا فرماں بردار ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تمھیں معلوم ہے کہ اگر وہ ایسا کر لیں تو اللہ تعالیٰ پر بندوں کا حق کیا ہے؟“ میں نے کہا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ وہ انھیں عذاب میں مبتلا نہ کرے۔“ [مسلم، کتاب الإيمان، باب الدليل على أن من مات على التوحيد دخل الجنة قطعًا : ۳۰۔ بخاري، كتاب الجهاد، باب اسم الفرس والحمار : ۲۸۵٦]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

''اگر تو ان کی ہدایت کی حرص کرے تو بے شک اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا جسے وہ گمراہ کر دے اور نہ کوئی ان کی مدد کرنے والے ہیں۔''

یعنی اگر اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی مشیت کونی کے مطابق گمراہ چھوڑ دے تو نبی کریم ﷺ کی ہزار خواہش کے باوجود وہ راہ راست پر نہیں آ سکتا اور نہ عذاب الٰہی کو کوئی اس سے ٹال سکتا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴾ [یونس : ۹۶، ۹۷] ''بے شک وہ لوگ جن پر تیرے رب کی بات ثابت ہو چکی، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ خواہ ان کے پاس ہر نشانی آ جائے، یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ﴾ [المائدۃ : ٤١] ''اور وہ شخص کہ اللہ اسے فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کر لے اس کے لیے تو اللہ سے ہرگز کسی چیز کا مالک نہیں ہو گا۔'' سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: ﴿ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ ﴾ [ھود : ٣٤] ''اور میری نصیحت تمھیں نفع نہ دے گی اگر میں چاہوں کہ تمھیں نصیحت کروں، اگر اللہ یہ ارادہ رکھتا ہو کہ تمھیں گمراہ کر دے۔''

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾

''اور انھوں نے اپنی پکی قسمیں کھاتے ہوئے اللہ کی قسم کھائی کہ اللہ اسے نہیں اٹھائے گا جو مر جائے۔ کیوں نہیں! وعدہ ہے اس کے ذمے سچا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

کفار قریش کے کفر اور کبر و عناد کا ایک نتیجہ یہ تھا کہ وہ قیامت کے دن کا انکار کرتے تھے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کو ایک امر محال سمجھتے تھے۔ اس لیے قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ایسا ممکن نہیں ہے کہ جو مر جائے اللہ اسے دوبارہ زندہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہاں، ایسا ہو کر رہے گا۔ یہ اللہ کا ایسا وعدہ ہے جسے پورا ہونا ہے، لیکن اکثر لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے اس کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ یہ کام اللہ کے لیے نہایت آسان ہے۔ اس کی حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ لوگ دوبارہ زندہ ہوں، تاکہ دنیا میں اپنے کیے کی پاداش پائیں، اعمال صالحہ کرنے والے جنت میں داخل کیے جائیں اور اعمال سیئہ کرنے والے اپنے کیے کی سزا پائیں۔

لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ : یعنی بعث بعد الموت کو انھوں نے بہت ہی بعید سمجھا اور انبیائے کرام علیہم السلام نے بعث

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد الموت کی جو خبر دی تو اس وجہ سے انھوں نے انبیاء ہی کی تکذیب کر دی اور قسمیں کھا کھا کر کہا کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ اس مشرکانہ عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا، حالانکہ یہ اسے زیب نہیں دیتا اور اس نے مجھے گالی دی، حالانکہ یہ بھی اسے لائق نہ تھا۔ اس کا جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ اسے پھر زندہ نہیں کرے گا جس طرح اس نے اسے پہلی بار پیدا کیا تھا اور اس کا مجھے گالیاں دینا اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ نے کوئی بیٹا بنایا ہے، حالانکہ میں احد ہوں، میں صمد ہوں، نہ میری کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔'' [بخاري، كتاب التفسير، بابٌ : ٤٩٧٤۔ مسند أحمد : ٢/ ٣٩٣، ٣٩٤، ح : ٩١٣٨۔ ابن حبان : ٢٦٧]

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾

''تاکہ وہ ان کے لیے وہ چیز واضح کر دے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور تاکہ جن لوگوں نے کفر کیا جان لیں کہ یقیناً وہ جھوٹے تھے۔ ہمارا کہنا کسی چیز کو، جب ہم اس کا ارادہ کرلیں، اس کے سوا نہیں ہوتا کہ ہم اسے کہتے ہیں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کافروں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ جھوٹے تھے اور انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا اللہ کے لیے نہایت آسان ہے۔ وہ جب کسی چیز کا ارادہ کر لیتا ہے تو ''کُنْ'' (ہو جا) کہتا ہے اور وہ چیز ہو جاتی ہے۔ ممکن نہیں کہ کوئی شے اللہ کے اس قول کے بعد وجود میں نہ آئے۔

وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ : بعث بعد الموت کے عقیدے کے بطلان کی وجہ سے ان مشرکوں اور کافروں کو قیامت کے دن آتش دوزخ کی طرف دھکیل دھکیل کر لے جایا جائے گا اور دوزخ پر مقرر فرشتے ان سے کہیں گے: ﴿ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَاۤ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْۤا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ [الطور : ١٤ تا ١٦] ''یہی ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے۔ تو کیا یہ جادو ہے، یا تم نہیں دیکھ رہے؟ اس میں داخل ہو جاؤ، پھر صبر کرو یا صبر نہ کرو، تم پر برابر ہے، تمھیں صرف اسی کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔''

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ هُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ وَ لَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ [الروم : ٢٧] ''اور وہی ہے جو خلق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور وہ اسے زیادہ آسان ہے اور آسمانوں اور زمین میں سب سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونچی شان اسی کی ہے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔"

﴿ وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ ﴾

"اور جن لوگوں نے اللہ کی خاطر وطن چھوڑا، اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا، بلاشبہ ہم انھیں دنیا میں ضرور اچھا ٹھکانا دیں گے اور یقیناً آخرت کا اجر سب سے بڑا ہے۔ کاش! وہ جانتے ہوتے۔ وہ لوگ جنھوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسا کرتے ہیں۔"

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کی جزا کو بیان فرمایا ہے جنھوں نے اس کی رضا کے حصول کے لیے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ سے ثواب اور جزا کی امید میں اپنے گھروں، بھائیوں اور دوستوں کو چھوڑ دیا۔ ممکن ہے کہ یہ آیت ان مہاجرین حبشہ کے بارے میں نازل ہوئی ہو جن پر جب مکہ میں اپنی قوم کی ایذا رسانیاں نہایت شدت اختیار کر گئیں تھیں، تو انھوں نے مکہ سے بلاد حبشہ کی طرف ہجرت کر لی تھی، تاکہ وہاں اپنے رب کی عبادت کر سکیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ان سے مراد مہاجرین مدینہ ہیں، جنھیں اللہ نے ہجرت سے پہلے ہی اجر عظیم کی خوش خبری دے دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان مہاجرین کو دنیا میں عزت و منزلت، عمدہ روزی اور فتح و نصرت کی خوش خبری دی اور اس کے بعد کہا کہ آخرت میں انھیں جو اجر ملے گا وہ تو بڑا ہی عظیم ہوگا، جس کا تصور بھی انسان اس دنیا میں نہیں کر سکتا۔ جس اجر کا اوپر ذکر ہوا ہے وہ مہاجرین کو اس لیے ملے گا کہ انھوں نے مشرکین مکہ کی ایذا رسانی پر صبر کیا اور اللہ پر بھروسا کرتے ہوئے اپنے گھر بار چھوڑ کر ہجرت کر گئے۔ اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے کی بہت بڑی فضیلت ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [البقرۃ : ۲۱۸] "بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا وہی اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴾ [آل عمران : ۱۹۵] "تو وہ لوگ جنھوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور انھیں میرے راستے میں ایذا دی گئی اور وہ لڑے اور قتل کیے گئے، یقیناً میں ان سے ان کی برائیاں ضرور دور کروں گا اور ہر صورت انھیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، اللہ کے ہاں سے بدلے کے لیے اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اچھا بدلہ ہے۔"

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "عملوں کا دار و مدار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کو اس کی (اچھی یا بری) نیت کے مطابق (اچھا یا برا) بدلہ ملے گا۔ پس جس کی ہجرت، اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہوگی، اس کی ہجرت انھی کی طرف سمجھی جائے گی اور جس نے دنیا حاصل کرنے کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کی غرض سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت انھی مقاصد کے لیے ہوگی۔'' [بخاری، کتاب الإیمان، باب ما جاء أن الأعمال بالنیة : ٥٤۔ مسلم، کتاب الإمارۃ، باب قوله ﷺ : إنما الأعمال بالنیة : ١٩٠٧]

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ ؕ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾

النصف

''اور ہم نے تجھ سے پہلے نہیں بھیجے مگر مرد، جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔ سو ذکر والوں سے پوچھ لو، اگر تم شروع سے نہیں جانتے۔ واضح دلائل اور کتابیں دے کر۔ اور ہم نے تیری طرف یہ نصیحت اتاری، تاکہ تو لوگوں کے لیے کھول کر بیان کر دے جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا ہے اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔''

''اَهْلَ الذِّكْرِ'' سے مراد اہل کتاب ہیں، جو پچھلے انبیاء اور ان کی تاریخ سے واقف تھے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے وہ انسان ہی تھے، اس لیے محمد رسول اللہ ﷺ بھی اگر انسان ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں کہ تم ان کی بشریت کی وجہ سے ان کی رسالت کا انکار کر دو۔ اگر تمھیں شک ہے تو اہل کتاب سے پوچھ لو کہ پچھلے انبیاء بشر تھے یا ملائکہ؟ اگر وہ فرشتے تھے تو پھر بے شک انکار کر دینا، اگر وہ بھی سب انسان ہی تھے تو پھر محمد ﷺ کی رسالت کا محض بشریت کی وجہ سے انکار کیوں؟ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کی مزید تائید و تصدیق کے طور پر فرمایا کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے جو لوگوں کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلاتا ہے اور انھیں خواب غفلت سے بیدار کرتا ہے اور آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ بحیثیت رسول ان اوامر و نواہی اور وعدہ و وعید کو لوگوں کے لیے بیان کر دیں جو اس قرآن میں موجود ہیں، جبکہ لوگوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ قرآن کی آیات میں غور و فکر کر کے ہدایت کی راہ پر گامزن ہوں اور فلاحِ دارین حاصل کریں۔

اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَكَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ یَاْخُذَهُمْ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ یَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۴۷﴾

''تو کیا وہ لوگ جنھوں نے بری تدبیریں کی ہیں، اس سے بے خوف ہوگئے ہیں کہ اللہ انھیں زمین میں دھنسا دے، یا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان پر عذاب آ جائے جہاں سے وہ سوچتے نہ ہوں۔ یا وہ انھیں ان کے چلنے پھرنے کے دوران پکڑ لے۔ سو وہ کسی طرح عاجز کرنے والے نہیں۔ یا وہ انھیں خوفزدہ ہونے پر پکڑ لے۔ پس بے شک تمھارا رب یقیناً بہت نرمی کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔‘‘

مشرکین مکہ کو ڈرایا جا رہا ہے، تاکہ شرک سے توبہ کریں اور نبی کریم ﷺ کی نبوت، روز قیامت اور جزا و سزا پر ایمان لائیں۔ آیت کریمہ میں ’’ السَّيِّاٰتِ ‘‘ سے مراد وہ تمام معاصی ہیں جن کا اہل مکہ ارتکاب کیا کرتے تھے۔ ان میں سرفہرست نبی کریم ﷺ کے قتل کی سازش، کمزور مسلمانوں کو ایمان سے برگشتہ کرنے کے لیے روح فرسا سزائیں اور اسلام کی بیخ کنی کی سازشیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ مشرکین جو شرک کا ارتکاب کرتے رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی نبوت اور روز قیامت کا انکار کرتے رہے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کے لیے بدترین سازشیں کرتے رہے ہیں، کیا انھیں اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں زمین میں دھنسا دے، یا اچانک کسی عذاب مین مبتلا کر دے۔ کوئی طوفان آ جائے، یا کوئی وبا یا قحط سالی جو انھیں محتاج و فقیر بنا دے، یا جب تجارت کے لیے ایک شہر سے دوسرے شہر جا رہے ہوں تو اچانک اللہ تعالیٰ انھیں ہلاک کر دے اور ایسا کرنے سے وہ اللہ کو روک نہیں سکتے، یا انھیں یکے بعد دیگرے ہلاک کرے، یہاں تک کہ ان کا ایک فرد بھی باقی نہ رہے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے بڑا ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ اس لیے اس نے اہل مکہ کے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کیا، بلکہ انھیں تائب ہونے اور حق کی طرف رجوع کرنے کی مہلت دی۔

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ : اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے: ﴿ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ﴾ [الملك : ۱۶، ۱۷] ’’کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ وہ تمھیں زمین میں دھنسا دے، تو اچانک وہ حرکت کرنے لگے؟ یا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ وہ تم پر پتھراؤ والی آندھی بھیج دے، پھر عنقریب تم جان لو گے کہ میرا ڈرانا کیسا ہے؟‘‘

اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ : یعنی جب اپنی معیشت کے سلسلہ میں آ جا رہے ہوں، یا غافل کر دینے والے کاموں میں مصروف ہوں، جیسا کہ فرمایا: ﴿ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآىِٕمُوْنَ ۝ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۹۷، ۹۸] ’’تو کیا بستیوں والے بے خوف ہو گئے کہ ہمارا عذاب ان پر راتوں رات آ جائے اور وہ سوئے ہوئے ہوں۔ اور کیا بستیوں والے بے خوف ہو گئے کہ ہمارا عذاب ان پر دن چڑھے آ جائے اور وہ کھیل رہے ہوں۔‘‘

فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ : یعنی وہ تمھیں جلد سزا نہیں دیتا، جیسا کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تکلیف دہ بات سن کر اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے (کم بخت) مشرک لوگ اس کی اولاد ٹھہراتے ہیں اور وہ پھر بھی انھیں رزق و عافیت سے نوازتا ہے۔'' [بخاري، كتاب الأدب ، باب الصبر في الأذى ...... الخ : ٦٠٩٩ـ مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب في الكفار : ٢٨٠٤]

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہے، لیکن جب پکڑ نازل فرماتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴾ [هود : ١٠٢] ''اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے، جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے، اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والی ہوتی ہیں، بے شک اس کی پکڑ بڑی دردناک، بہت سخت ہے۔'' [بخاري، كتاب التفسير، باب قوله : ﴿ و كذلك أخذ ربك إذا أخذ القرىٰ ﴾ : ٤٦٨٦ـ مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم : ٢٥٨٣]

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾

''اور کیا انھوں نے اس کو نہیں دیکھا جسے اللہ نے پیدا کیا ہے، جو بھی چیز ہو کہ اس کے سائے دائیں طرف سے اور بائیں طرفوں سے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے ڈھلتے ہیں، اس حال میں کہ وہ عاجز ہیں۔ اور اللہ ہی کے لیے سجدہ کرتی ہے جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، کوئی بھی چلنے والا (جانور) ہو اور فرشتے بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ وہ اپنے رب سے، جو ان کے اوپر ہے، ڈرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں جو انھیں حکم دیا جاتا ہے۔''

مشرکین مکہ کو جو گزشتہ آیات میں دھمکی دی گئی ہے اسی کی مزید تاکید کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت و جلال اور کبریائی بیان کی ہے کہ یہ بات تم سے وہ اللہ کہہ رہا ہے جس کی بارگاہ میں جن و انس، حیوانات و جمادات اور فرشتے سبھی سجدہ ریز ہیں، حتیٰ کہ ہر چیز کا سایہ بھی صبح و شام نہایت عجز و انکسار کے ساتھ اس کو سجدہ کرتا ہے اور اس کی مرضی سے سرمو انحراف نہیں کرتا۔ اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آسمانوں میں رہنے والے تمام فرشتے اور زمین پر چلنے والے تمام چوپائے سب اس کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں، سبھی اس کے منشا اور ارادہ کے پابند ہیں۔ حیات و ممات اور صحت و بیماری ہر شے میں اس کے فیصلے کے پابند ہیں۔ بالخصوص فرشتے اس کی عبادت اور اس کے سامنے سجدہ کرنے سے کبھی انکار نہیں کرتے اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں، جو ہر عظمت و کبریائی والا ہے اور تمام مخلوق اس کے نیچے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو احکام و اوامر ان کے لیے صادر ہوتے ہیں انھیں پورے جذبۂ بندگی کے ساتھ بجا لاتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴾ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴾ [الرعد : ۱۵] ''اور آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے اللہ ہی کو سجدہ کر رہا ہے، خوشی اور ناخوشی سے اور ان کے سائے بھی پہلے اور پچھلے پہر۔'' اور فرمایا: ﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ﴾ [الحج : ۱۸] ''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ، اسی کے لیے سجدہ کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے لوگ۔'' اور فرمایا: ﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ﴾ [النور: ۴۱] ''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ، اس کی تسبیح کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے پر پھیلائے ہوئے۔''

ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیر تیمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر سورۂ نحل کی تلاوت کی اور جب سجدے کی آیت پر پہنچے تو آپ منبر سے اترے اور سجدہ کیا اور دیگر لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا۔ پھر جب آئندہ جمعہ آیا تو آپ نے پھر یہی سورت تلاوت کی اور جب سجدہ کی آیت پر پہنچے تو کہنے لگے، لوگو! ہم سجدہ کی آیت پڑھتے ہیں تو جس نے سجدہ کیا، اس نے اچھا کیا اور جو کوئی نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہیں کیا۔ نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سجدۂ تلاوت فرض نہیں کیا، اسے ہماری خوشی پر رکھا۔ [بخاری، کتاب سجود القرآن، باب من رأی أن اللہ عزوجل لم یوجب السجود : ۱۰۷۷]

وَ قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْۤا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ مَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾

''اور اللہ نے فرمایا تم دو معبود مت بناؤ، وہ تو صرف ایک ہی معبود ہے، سو مجھی سے پس تم ڈرو۔ اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور عبادت بھی ہمیشہ اسی کی ہے، پھر کیا اللہ کے غیر سے ڈرتے ہو۔ اور تمھارے پاس جو بھی نعمت ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے، پھر جب تمھیں تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کی طرف تم گڑگڑاتے ہو۔ پھر جب وہ تم سے اس تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو اچانک تم میں سے کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک بنانے لگتے ہیں۔ تاکہ وہ اس کی ناشکری کریں جو ہم نے انھیں دیا ہے۔ سو تم فائدہ اٹھا لو، پس عنقریب تم جان لو گے۔''

جب آسمان اور زمین کی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہے اور اس بات کا اعتراف کرتی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ صرف اسی کی ذات عبادت کے لائق ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں، تو جن وانس کے لیے بھی لازم ہے کہ وہ بھی عملی طور پر اس کا ثبوت بہم پہنچائیں اور ایک اللہ کے سوا دو یا زیادہ معبودوں کا انکار کر دیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انھیں اس آیت میں حکم دیا ہے کہ معبود حقیقی صرف ایک ہے، وہی عبادت کے لائق ہے اور صرف اسی سے ڈرنا چاہیے، اس کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرنا چاہیے۔ اس لیے کہ سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے، کسی دوسرے کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے۔ وہی مارنے والا، زندہ کرنے والا اور نفع ونقصان پہنچانے والا ہے۔ اس کے علاوہ سبھی عاجز ہیں اور کوئی قدرت نہیں رکھتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہی آسمان وزمین کی ہر چیز کا مالک ہے اور ہر حال میں اور ہر وقت اسی کی اطاعت وبندگی واجب ہے اور اس کے علاوہ کسی سے ڈرنا اس کی وحدانیت، خالقیت اور رزاقیت پر ایمان لانے کے منافی ہے۔ نیز فرمایا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں سے ڈرتے ہو، حالانکہ تمھارے پاس جتنی نعمتیں ہیں وہ تمام کی تمام اللہ کی دی ہوئی ہیں۔ جب تمھیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کی جناب میں گریہ وزاری کرتے ہو، اس لیے کہ تم جانتے ہو کہ اس کے علاوہ کوئی اسے دور نہیں کر سکتا۔ تمھارے حال پر رحم کھاتے ہوئے جب وہ اس تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو تم میں سے کچھ لوگ اس کے ساتھ غیروں کو شریک بنانے لگتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ یہ ہمارے معبودوں کا کرشمہ ہے۔ انھی کی بدولت ہماری تکلیف دور ہوئی ہے اور اس طرح وہ اللہ کی نعمتوں کا انکار کر بیٹھتے ہیں اور کفر وعناد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کچھ دنوں کے لیے مزے اڑا لو، عنقریب قیامت کے دن تمھیں اپنے انجام اور ٹھکانے کا پتا چل جائے گا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ يُجِيْرُ وَ لَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴾ [المؤمنون : ٨٤ تا ٨٩] ’’کہہ یہ زمین اور اس میں جو کوئی بھی ہے کس کا ہے، اگر تم جانتے ہو؟ ضرور کہیں گے اللہ کا ہے۔ کہہ دے پھر کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ کہہ ساتوں آسمانوں کا رب اور عرش عظیم کا رب کون ہے؟ ضرور کہیں گے اللہ ہی کے لیے ہے۔ کہہ دے پھر کیا تم ڈرتے نہیں؟ کہہ کون ہے وہ کہ صرف اس کے ہاتھ میں ہر چیز کی مکمل بادشاہی ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں پناہ نہیں دی جاتی، اگر تم جانتے ہو؟ ضرور کہیں گے اللہ کے لیے ہے۔ کہہ پھر تم کہاں سے جادو کیے جاتے ہو؟‘‘

وَ مَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴾ [إبراهيم : ٣٤] ’’اور تمھیں ہر اس چیز میں سے دیا جو تم نے اس سے مانگی اور اگر تم اللہ کی نعمت شمار کرو تو اسے شمار نہ کر پاؤ گے۔ بلاشبہ انسان یقیناً بڑا ظالم، بہت ناشکرا ہے۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ : ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴾ [الأنعام : ٦٣، ٦٤] ''کہہ کون تمھیں خشکی اور سمندر کے اندھیروں سے نجات دیتا ہے؟ تم اسے گڑگڑا کر اور خفیہ طریقے سے پکارتے ہو کہ بے شک اگر وہ ہمیں اس سے نجات دے دے تو ہم ضرور شکر ادا کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ کہہ دے اللہ تمھیں اس سے نجات دیتا ہے اور ہر بے قراری سے، پھر تم شریک بناتے ہو۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ اِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَاۤ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴾ [الروم : ٣٣] ''اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے وہ اپنے رب کو اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے پکارتے ہیں، پھر جب وہ انھیں اپنی طرف سے کوئی رحمت چکھاتا ہے تو اچانک ان میں سے کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتے ہیں۔''

فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ : یعنی جو چاہے عمل کرو اور دنیا کی اس زندگی میں قلیل مدت کے لیے فائدے اٹھا لو، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۫ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴾ [النساء : ٧٧] ''کہہ دے دنیا کا سامان بہت تھوڑا ہے اور آخرت اس کے لیے بہتر ہے جو متقی بنے اور تم پر ایک دھاگے کے برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسی ہی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی (شہادت والی) انگلی سمندر میں ڈالے اور پھر وہ دیکھے کہ وہ (پانی کی) کتنی مقدار لے کر لوٹتی ہے۔'' [مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب فناء الدنيا و بيان الحشر يوم القيامة : ٢٨٥٨]

وَ يَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ۝۵۶ وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَ لَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝۵۷

''اور وہ ان (معبودوں) کے لیے جن کے بارے میں وہ نہیں جانتے، ایک حصہ اس میں سے مقرر کرتے ہیں جو ہم نے انھیں دیا ہے۔ اللہ کی قسم! تم اس کے بارے میں ضرور ہی پوچھے جاؤ گے جو تم جھوٹ باندھتے تھے۔ اور وہ اللہ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، وہ پاک ہے اور اپنے لیے وہ جو وہ چاہتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ان مشرکین مکہ کی قبیح عادات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ بتوں، شریکوں اور معبودان باطلہ کی بھی علم کے بغیر پوجا کی اور اللہ تعالیٰ نے انھیں جو رزق دیا تھا، اس میں سے انھوں نے اپنے بتوں کے لیے بھی حصہ مقرر کر دیا۔ انھوں نے اپنے گمان سے تقسیم کرتے ہوئے کہا کہ یہ حصہ اللہ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے ہے اور یہ ہمارے شریکوں کے لیے، تو جو حصہ ان کے شریکوں کے لیے ہے وہ تو اللہ کی طرف نہیں جا سکتا اور جو اللہ کا حصہ ہے وہ ان کے شریکوں کی طرف جا سکتا ہے۔ ان کے یہ فیصلے برے ہیں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہ صرف اپنے شریکوں کے لیے بھی حصہ مقرر کر رکھا ہے، بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کے حصے پر فوقیت بھی دی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ پاک کی قسم کھا کر فرمایا کہ وہ ان سے اس کذب وافترا کے بارے میں ضرور باز پرس کرے گا اور انھیں اس کی آتش جہنم میں سخت سزا دی جائے گی۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انھوں نے فرشتوں کو مؤنث قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا دیا، پھر ان کی بھی پوجا شروع کر دی تو ان تینوں باتوں میں انھوں نے بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے کہ انھوں نے اللہ کی طرف اولاد کی نسبت کی، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں، اس کی ذات بابرکت اور اولاد سے پاک ہے۔ پھر انھوں نے کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، جبکہ اپنے لیے بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴾ [النجم : ۲۱، ۲۲] ”کیا تمھارے لیے لڑکے ہیں اور اس کے لیے لڑکیاں؟ یہ تو اس وقت ناانصافی کی تقسیم ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ اَلَاۤ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝ وَلَدَ اللّٰهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ ﴾ [الصافات : ۱۵۱ تا ۱۵۴] ”سن لو! بے شک وہ یقیناً اپنے جھوٹ ہی سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد جنی اور بے شک وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ کیا اس نے بیٹیوں کو بیٹوں پر ترجیح دی؟ کیا ہے تمھیں، تم کیسا فیصلہ کر رہے ہو؟“

وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ : یعنی چند سنے سنائے نام ہیں کہ جن کی اصلیت کا بھی انھیں علم نہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴾ [النجم : ۲۳] ”یہ (بت) چند ناموں کے سوا کچھ بھی نہیں ہیں، جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں، ان کی کوئی دلیل اللہ نے نازل نہیں فرمائی۔ یہ لوگ صرف گمان کے اور ان چیزوں کے پیچھے چل رہے ہیں جو ان کے دل چاہتے ہیں اور بلاشبہ یقیناً ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آ چکی۔“

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ۝۵۸ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۵۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اس کا منہ دن بھر کالا رہتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔ وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے، اس خوش خبری کی برائی کی وجہ سے جو اسے دی گئی۔ آیا اسے ذلت کے باوجود رکھ لے، یا اسے مٹی میں دبا دے۔ سن لو! برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔“

مشرکین عرب کی اس بات کی مزید شناعت واضح کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خود ان کا حال یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی کے گھر لڑکی پیدا ہو جاتی ہے تو مارے شرم وخجالت کے اس کا چہرہ کالا ہو جاتا ہے اور کرب والم سے اس کی حالت غیر ہو جاتی ہے کہ اب وہ لوگوں کو کیسے منہ دکھائے گا؟ اور دو حالتوں کے درمیان حیران و پریشان ہوتا ہے کہ اسے اپنے پاس رہنے دے اور ذلت و رسوائی برداشت کرے، یا زندہ درگور کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کا یہ فیصلہ کتنا برا ہے کہ جس لڑکی کو وہ اپنے لیے باعث ننگ و عار سمجھتے ہیں، اسے اللہ کے لیے ثابت کرتے ہیں اور اپنے لیے اس سے بہتر یعنی لڑکا پسند کرتے ہیں۔ اسلام نے اس ظالمانہ و جاہلانہ انداز فکر کو تبدیل کرتے ہوئے لڑکی کی تعلیم و پرورش کی زبردست فضیلت بیان کی اور یوں بچیوں کو وہ تحفظ فراہم کیا کہ کوئی دوسرا مذہب اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جیسا کہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کی تین لڑکیاں ہوں اور وہ ان پر صبر کرے، انھیں اچھا کھلائے، اچھا پلائے اور اچھا پہنائے تو وہ اس کے لیے قیامت کے دن جہنم کی آگ سے ڈھال ثابت ہوں گی۔“ [ابن ماجه، كتاب الأدب، باب بر الوالد : ٣٦٦٩۔ مسند أحمد : ١٥٤/٤، ح : ١٧٤١٣]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کی تین لڑکیاں ہوں اور وہ ان کے رہنے کا انتظام کرے، ان کے ساتھ رحم کا برتاؤ کرے اور ان کے معاملہ میں تکالیف برداشت کرے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔“ ایک آدمی نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! اگر دو لڑکیاں ہوں تو تب؟ آپ نے فرمایا: ”اگر دو ہوں تب بھی۔“ [مسند أحمد : ٣٠٣/٣، ح : ١٤٢٥٧]

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾

ع ۱۲

”ان لوگوں کے لیے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، بری مثال ہے اور اللہ کے لیے سب سے اونچی مثال ہے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔“

انھی مشرکین عرب کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ ذلت وحقارت کی تمام صفات سے وہ خود ہی متصف ہیں، وہی اولاد کے محتاج ہیں، وہی لڑکیوں کو ناپسند کرتے ہیں اور خجالت کی وجہ سے انھیں زندہ درگور کرتے ہیں۔ ان کے اندر یہ تمام بری صفات انکار آخرت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کے لیے تو تمام اعلیٰ ترین صفات ثابت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور وہ تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے۔ وہ سارے جہاں کا پالنے والا اور سب کا مالک ہے، ساری بھلائیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، نہ کوئی اس کا مقابل ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور وہ بڑا زبردست اور بڑی حکمتوں والا ہے۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝۶۱

”اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے پکڑے تو اس کے اوپر کوئی چلنے والا نہ چھوڑے اور لیکن وہ انھیں ایک مقرر وقت تک ڈھیل دیتا ہے، پھر جب ان کا وقت آجاتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے رہتے ہیں اور نہ آگے بڑھتے ہیں۔“

بنی نوع انسان کے کفر و شرک اور معاصی کو بیان کرنے کے بعد، یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنا انتہائے کرم، عفو و درگزر اور حلم و بردباری کو بیان فرمایا ہے کہ اگر وہ لوگوں کا ان کے گناہوں پر مؤاخذہ کرتا تو زمین پر کسی ذی روح کو باقی نہ چھوڑتا، لیکن ان پر رحم کرتے ہوئے موت کے وقت تک انھیں مہلت دیتا ہے، تاکہ جو کوئی مغفرت طلب کرے، اسے معاف کر دے اور جو اپنے گناہوں پر اصرار کرے اس کے عذاب میں اضافہ کرے۔ جس کا وقت مقرر آجائے گا اسے ایک لمحے کی بھی مہلت نہیں دی جائے گی اور نہ وقت مقرر سے پہلے اسے موت آئے گی۔

وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَ تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ۝۶۲

”اور وہ اللہ کے لیے وہ چیز تجویز کرتے ہیں جسے وہ (خود) ناپسند کرتے ہیں اور ان کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ بے شک انھی کے لیے بھلائی ہے۔ کوئی شک نہیں کہ بے شک انھی کے لیے آگ ہے اور یہ کہ بے شک وہ سب سے پہلے (اس میں) پہنچائے جانے والے ہیں۔“

مشرکین کی زجر و توبیخ کے طور پر کہا جا رہا ہے کہ وہ خود تو گوارا نہیں کرتے کہ کوئی ان کے مال و جائداد میں ان کا شریک بن جائے اور اللہ کے لیے غیروں کو شریک بناتے ہیں، اسی طرح جن (لڑکیوں) کی نسبت اپنی طرف کرنا اپنے لیے معیوب سمجھتے ہیں، ان کی نسبت اللہ کی طرف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر اس افترا پردازی کے باوجود کہتے ہیں کہ اگر بالفرض قیامت آئے گی تو ہمارا انجام اچھا ہی ہوگا، جیسا کہ منکرین قیامت کا قول نقل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآىِٕمَةً ۙ وَّلَىِٕنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ﴾ [حٰمٓ السجدة : ۵۰] ”اور یقیناً اگر ہم اسے کسی تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی ہو، اپنی طرف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کسی رحمت کا مزہ چکھائیں تو ضرور ہی کہے گا یہ میرا حق ہے اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہونے والی ہے اور اگر واقعی مجھے اپنے رب کی طرف واپس لے جایا گیا تو یقیناً میرے لیے اس کے پاس ضرور بھلائی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآىِٕمَةً ۙ وَّلَىِٕنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴾ [الکھف : ٣٦] ''اور نہ میں قیامت کو گمان کرتا ہوں کہ قائم ہونے والی ہے اور واقعی اگر مجھے میرے رب کی طرف لوٹایا گیا تو یقیناً میں ضرور اس سے بہتر لوٹنے کی جگہ پاؤں گا۔'' یعنی بدعملی کرتے ہیں اور اللہ سے ناممکن نتیجہ کی تمنا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے زعم باطل اور جھوٹی تمنا کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا ٹھکانا جہنم کے سوا کہیں نہیں ہوگا اور اس میں وہ بہت جلد ڈال دیے جائیں گے۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۶۳

''اللہ کی قسم! بلاشبہ یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے بہت سی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال خوش نما بنا دیے۔ سو وہی آج ان کا دوست ہے اور انھی کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اس نے سابقہ امتوں کی طرف بھی جب اپنے پیغمبروں کو بھیجا تو انھوں نے ان کی تکذیب کی تھی، تو اے محمد (ﷺ)! آپ کے ان بھائیوں اور پیغمبروں میں آپ کے لیے اسوہ ہے، آپ اپنی قوم کی تکذیب سے آزردہ خاطر نہ ہوں۔ مشرکوں نے پیغمبروں کی تکذیب اس لیے کی تھی کہ شیطان نے انھیں اس بات پر اکسایا اور ان کے اس کرتوت کو اس نے مزین کر کے دکھلایا۔ تو وہ آج اپنے آپ کو ان کا دوست ظاہر کر لے اور انھیں خوب گمراہ کر لے اور مشرکین بھی اس کی آج بندگی کر لیں، لیکن قیامت کے دن کا دردناک عذاب ان مشرکوں کا انتظار کر رہا ہے، جس سے وہ جاں بر نہ ہو سکیں گے۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۶۴

''اور ہم نے تجھ پر کتاب نازل نہیں کی، مگر اس لیے کہ تو ان کے لیے وہ بات واضح کر دے جس میں انھوں نے اختلاف کیا ہے اور ان لوگوں کی ہدایت اور رحمت کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو مزید تسلی دینے کے لیے اور یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ آپ عظیم رسول ہیں، فرمایا کہ ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نازل کیا ہے کہ آپ توحید و شرک اور ہدایت و گمراہی جیسے مسائل کو کھول کر بیان کر دیں جن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لوگ آپس میں اختلاف کرتے ہیں، یہ عظیم کتاب ہدایت کا سرچشمہ اور رحمت باری تعالیٰ کا منبع ہے۔ اس میں صحیح عقیدہ، عبادت کے طریقے، اسلامی آداب و اخلاق اور انسانی زندگی کے تمام ضروری امور بیان کر دیے گئے ہیں۔ ہدایت و رحمت کے ان خزانوں سے وہی لوگ مستفید ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائیں گے، غیر مومنین ان سے محروم رہ جائیں گے، ارشاد فرمایا: ﴿ يَأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَ شِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴾ [یونس : ۵۷] ''اے لوگو! بے شک تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے عظیم نصیحت اور اس کے لیے سراسر شفا جو سینوں میں ہے اور ایمان والوں کے لیے سراسر ہدایت اور رحمت آئی ہے۔''

وَ اللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع ۸

''اور اللہ نے آسمان سے کچھ پانی نازل کیا، پھر اس کے ساتھ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیا۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً ایک نشانی ہے جو سنتے ہیں۔''

جس طرح اللہ تعالیٰ وحی و رسالت کے ذریعے سے کفر و شرک کی بیماری کو دور کرنے اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے پر قادر ہے، اسی طرح وہ اپنی عظیم قدرت کے ذریعے سے آسمان سے بارش نازل کرتا ہے اور مردہ زمین کو زندگی بخشتا ہے جس کی وجہ سے مختلف قسم کے نباتات اگتے ہیں۔ یقیناً یہ باتیں دلیل ہیں کہ اللہ ایک ہے اور مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے، لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ اٹل حقیقت ہے کہ ان دلائل سے انھی لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے جو آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور قرآن کریم کی آیات میں غور و فکر کرتے ہیں اور ان میں موجود عبرتوں اور نصیحتوں سے مستفید ہوتے ہیں۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا : یعنی زمین سوکھی پڑی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بارش کے ذریعے سے سرسبز و شاداب کر دیتا ہے اور یہی اس کا زندہ کرنا ہوتا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴾ [یٰسٓ : ۳۳] ''اور ایک نشانی ان کے لیے مردہ زمین ہے، ہم نے اسے زندہ کیا اور اس سے غلہ نکالا تو وہ اسی میں سے کھاتے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ [الروم : ۵۰] ''سو اللہ کی رحمت کے نشانات کی طرف دیکھ کہ وہ کس طرح زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے، بے شک وہی یقیناً مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴾ [النمل : ۶۰] ''(کیا وہ شریک بہتر ہیں) یا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمھارے لیے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ساتھ رونق والے باغات اگائے، تمھارے بس میں نہ تھا کہ ان کے درخت اگاتے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں جو راستے سے ہٹ رہے ہیں۔"

وَ اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ﴿۶۶﴾

"اور بلاشبہ تمھارے لیے چوپاؤں میں یقیناً بڑی عبرت ہے، ہم ان چیزوں میں سے جو ان کے پیٹوں میں ہیں، گوبر اور خون کے درمیان سے تمھیں خالص دودھ پلاتے ہیں، جو پینے والوں کے لیے حلق سے آسانی سے اتر جانے والا ہے۔"

اس ذات باری تعالیٰ نے اپنی عظیم قدرت کے ذریعے سے اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ کو پیدا کیا ہے۔ ان کی تخلیق سے ایک بڑی عبرت یہ ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے پیٹ میں موجود گوبر اور خون کے درمیان سے، ان کے تھنوں میں سے خالص دودھ جاری کرتا ہے، جو خون کی سرخی اور گوبر کی گندگی سے بالکل پاک وصاف ہوتا ہے۔ چوپایہ جب چارا کھاتا ہے تو اس کا ایک حصہ معدہ میں چلا جاتا ہے جو گوبر کہلاتا ہے اور ایک حصہ خون بن کر رگوں میں دوڑنے لگتا ہے۔ دونوں کے بیچ کا حصہ دودھ بن کر تھنوں میں پہنچ جاتا ہے، جو مفید ولذیذ ہوتا ہے اور پینے والے کے حلق میں نہیں اٹکتا۔ حق تو یہ ہے کہ انسان کو اس سے بہت بڑی نصیحت ملتی ہے اور اللہ کی ایسی معرفت حاصل ہوتی ہے کہ بندہ اس سے بے پناہ محبت کرنے اور اس کی اطاعت و بندگی پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے۔

وَ مِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَ الْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾

"اور کھجوروں اور انگوروں کے پھلوں سے بھی، جس سے تم نشہ آور چیز اور اچھا رزق بناتے ہو۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً ایک نشانی ہے جو سمجھتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم قدرت کے ذریعے سے کھجور اور انگور کے پھل پیدا کیے ہیں، جن کے رس سے شراب (جیسی خراب چیز بھی بناتے ہو) اور کھانے کی دیگر عمدہ چیزیں بھی بناتے ہو، مثلاً پھل، کھجور کا رس، کشمش اور سرکہ وغیرہ، یقیناً ان باتوں میں عقل والوں کے لیے بڑی نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کے علم اور اس کے رحم و کرم پر دلالت کرتی اور انسان کو دعوت دیتی ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کرے۔

تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا : اس سے معلوم ہوا کہ حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے شراب جائز تھی، یہ بھی معلوم ہوا کہ اس وقت کھجور اور انگور کی شراب میں کوئی فرق نہ تھا، نیز گندم، جو، چنا اور شہد سے بنائی جانے والی شراب میں بھی کوئی فرق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ تھا، جیسا کہ درج ذیل احادیث میں اس کی تفصیل موجود ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔“ [مسلم، كتاب الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر و أن كل خمر حرام : ۲۰۰۳]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے شراب حرام کر دی ہے، لہٰذا جس شخص تک یہ حکم پہنچ جائے اور اس کے پاس شراب موجود ہو تو وہ اسے نہ پیے اور نہ اسے فروخت کرے۔“ [مسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم بيع الخمر : ۱۵۷۸]

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ میں فرمایا، (اے لوگو!) جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو اس وقت یہ پانچ چیزوں انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد سے تیار کی جاتی تھی، (یاد رکھو کہ) شراب ہر وہ چیز ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ [بخاري، كتاب الأشربة، باب ما جاء في أن الخمر ما خامر العقل من الشراب : ۵۵۸۸۔ مسلم، كتاب التفسير، باب في نزول تحريم الخمر : ۳۰۳۲]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”شراب پر دس وجوہ سے لعنت ہے، شراب بذات خود ملعون ہے، اس کا پینے والا، پلانے والا، بیچنے والا، خریدنے والا، نچوڑنے والا، جس کے لیے نچوڑی جائے، اٹھانے والا، جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جائے اور اس کی قیمت کھانے والا، (یہ سب کے سب ملعون ہیں)۔“ [مسند أحمد : ۲/ ۲۵، ح : ۴۷۸۶۔ أبو داؤد، كتاب الأشربة ، باب العصير للخمر : ۳۶۷۴۔ ابن ماجه ، كتاب الأشربة ، باب لعنت الخمر على عشرة أوجه : ۳۳۸۰]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص دنیا میں شراب پیے اور پھر اس سے توبہ نہ کرے تو وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔“ [بخاري، كتاب الأشربة، باب قول الله تعالى : ﴿ إنما الخمر والميسر ...... الخ ﴾ : ۵۵۷۵۔ مسلم، كتاب الأشربة ، باب بيان أن كل مسكر خمر ...... الخ : ۲۰۰۳]

وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾

”اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ کچھ پہاڑوں میں سے گھر بنا اور کچھ درختوں میں سے اور کچھ اس میں سے جو لوگ چھپر بناتے ہیں۔ پھر ہر قسم کے پھلوں سے کھا، پھر اپنے رب کے راستوں پر چل جو مسخر کیے ہوئے ہیں۔ ان کے پیٹوں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے جس کے رنگ مختلف ہیں، اس میں لوگوں کے لیے ایک قسم کی شفا ہے۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً ایک نشانی ہے جو غور و فکر کرتے ہیں۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی ایک نشانی شہد کی مکھی بھی ہے جس کی تفصیل اس آیت کریمہ میں بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کے دماغ میں یہ بات ڈال دی کہ وہ اپنا عجیب وغریب گھر جو چھ برابر اضلاع پر منقسم ہوتا ہے، پہاڑوں، درختوں اور لوگوں کے گھروں میں بنائے اور اسے یہ بات بھی سکھلائی کہ چراگاہوں میں گھوم پھر کر اپنی غذا حاصل کرنے سے پہلے اپنا گھر بنائے۔ اسی لیے شہد کی مکھی پہلے اپنا گھر بناتی ہے پھر روزی کی تلاش میں نکلتی ہے اور انواع و اقسام کے پھلوں کے رس چوس کر اپنے گھر کی طرف لوٹتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق اس رس کا شہد بناتی ہے۔ ﴿فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا﴾ میں ''سُبُلَ'' سے مراد شہد بنانے کے طریقے ہیں، یا اس سے مراد ''راستے'' ہی ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کے اندر یہ بات ودیعت کر دی ہے کہ پھلوں کا رس چوسنے کے لیے چاہے وہ کتنی ہی دور چلی جائے، لیکن پھر بآسانی اپنے گھر کو لوٹ آتی ہے اور راستہ نہیں بھولتی۔ ان مکھیوں کے پیٹ سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے، جسے شہد کہا جاتا ہے اور غذا کے رنگ اور اس کے مزاج کے اختلاف سے اس کی بعض قسم سفید، بعض زرد اور بعض سرخی مائل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بہت سے امراض کے لیے شافی بنایا ہے، جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تمھاری دواؤں میں سے کسی میں بھلائی ہے، تو وہ پچھنا لگوانے، شہد پینے اور آگ سے داغنے میں ہے، اگر وہ مرض کے مطابق ہو، مگر میں آگ سے داغنے کو پسند نہیں کرتا۔'' [بخاری، کتاب الطب، باب الدواء بالعسل …… الخ : ٥٦٨٣۔ مسلم، کتاب السلام، باب لکل داء دواء و استحباب التداوی : ٢٢٠٥]

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا، میرے بھائی کا پیٹ خراب ہو گیا ہے، آپ نے فرمایا: ''اس کو شہد پلا۔'' اس نے شہد پلایا، پھر آیا اور کہنے لگا (اے اللہ کے رسول!) میں نے اسے شہد پلایا ہے، لیکن شہد پلانے سے تو پیٹ اور زیادہ خراب ہو گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین مرتبہ یہی جواب دیا (کہ اسے شہد پلا)، پھر وہ چوتھی مرتبہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر یہی) فرمایا: ''اسے شہد پلا۔'' اس نے کہا، میں نے اسے شہد پلایا ہے، لیکن اس کا پیٹ مزید خراب ہو گیا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے (کہ شہد میں شفا ہے) اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔'' اب اس نے پھر شہد پلایا تو اس کا بھائی ٹھیک ہو گیا۔ [مسلم، کتاب السلام، باب التداوی بسقی العسل : ٢٢١٧۔ بخاری، کتاب الطب، باب الدواء بالعسل …… الخ : ٥٦٨٤]

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙۛ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ ع ٩ ١٥

''اور اللہ نے تمھیں پیدا کیا، پھر وہ تمھیں فوت کرتا ہے اور تم میں سے کوئی وہ ہے جو سب سے نکمی عمر کی طرف لوٹایا جاتا ہے، تا کہ وہ جان لینے کے بعد کچھ نہ جانے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز پر قادر ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق سے متعلق عجائب کو بیان کیا ہے کہ وہ ابتدائے آفرینش سے آخری عمر تک چار مراحل سے گزرتا ہے۔ پہلا مرحلہ نشو ونما کا ہوتا ہے، دوسرا جوانی کا، تیسرا ادھیڑ عمر کا جس میں آدمی اپنی عمر اور صحت کے اعتبار سے زوال پذیر ہونے لگتا ہے اور چوتھا بڑھاپے کا، جب کمزوری اور ناتوانی اس کا لازمہ بن جاتی ہے اور جوں جوں اس کی عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے اس کی تمام جسمانی صلاحیتیں کمزور ہوتی جاتی ہیں اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ بالکل بچے کی مانند ہو جاتا ہے، اس کی عقل جاتی رہتی ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۪ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ﴾ [التين : ٤، ٥] ”بلاشبہ یقیناً ہم نے انسان کو سب سے اچھی بناوٹ میں پیدا کیا ہے۔ پھر ہم نے اسے لوٹا کر نیچوں سے سب سے نیچا کر دیا۔“ اور فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَيْبَةً١ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ١ۚ وَ هُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴾ [الروم : ٥٤] ”اللہ وہ ہے جس نے تمھیں کمزوری سے پیدا کیا، پھر کمزوری کے بعد قوت بنائی، پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا بنا دیا، وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا ہے، ہر چیز پر قادر ہے۔“

لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا : یعنی پہلے جانتے ہوتے ہیں، پھر بڑھاپے کے باعث سب کچھ بھول جاتے ہیں اور کچھ نہیں جانتے۔ ردی عمر کا ہونا ایک عیب ہے جس سے پناہ مانگی گئی ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا کیا کرتے تھے: « اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ » ”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل اور سستی سے، نکمی وخراب عمر سے اور قبر کے عذاب سے اور دجال کے فتنے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔“ [بخاري، كتاب التفسير، باب قوله تعالى : ﴿ و منكم من يرد إلى أرذل العمر ﴾ : ٤٧٠٧۔ مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من العجز والكسل : ٢٧٠٦]

مصعب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پانچ باتوں کی دعا کا حکم دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیا کرتے تھے: « اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا يَعْنِي فِتْنَةَ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ » ”اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور (اے اللہ!) میں بزدلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور (اے اللہ!) میں ذلیل عمر کی طرف لوٹائے جانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور (اے اللہ!) میں دنیا کے فتنے یعنی دجال کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور (اے اللہ!) میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ [بخاري، كتاب الدعوات، باب التعوذ من عذاب القبر : ٦٣٦٥]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾

’’اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فوقیت بخشی ہے، پس وہ لوگ جنھیں فوقیت دی گئی ہے کسی صورت اپنا رزق ان (غلاموں) پر لوٹانے والے نہیں جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ ہیں کہ وہ اس میں برابر ہو جائیں، تو کیا وہ اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔‘‘

اس آیت کریمہ میں مشرکین کے لیے ایک مثال بیان کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس نے روزی میں بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے۔ کوئی فقیر ہوتا ہے اور کوئی مال دار، کوئی آقا ہوتا ہے اور کوئی غلام۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے درمیان عقل و علم، فہم و دانائی، اخلاق و اطوار، قوت و توانائی اور صحت و بیماری کے اعتبار سے فرق رکھا ہے اور جس کی روزی میں اللہ نے وسعت دی ہے وہ اپنی دولت اپنے غلاموں کو نہیں دے دیتا، تاکہ وہ اس کے برابر ہو جائیں تو جب تم اپنے ہی انسان غلاموں کو اپنے برابر دیکھنا گوارا نہیں کرتے تو اللہ کے غلاموں کو اس کے برابر کیسے بناتے ہو؟ اور ان کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ﴾ [الروم : ٢٨] ’’اس نے تمھارے لیے خود تمھی میں سے ایک مثال بیان کی ہے، کیا تمھارے لیے ان (غلاموں) میں سے جن کے مالک تمھارے دائیں ہاتھ ہیں، کوئی بھی اس رزق میں شریک ہیں جو ہم نے تمھیں دیا ہے کہ تم اس میں برابر ہو۔‘‘

گویا اس آیت میں مشرکین پر ان کے جہل و کفر کو خوب واضح کر دیا گیا ہے۔ وہ اللہ کے ساتھ شریک بنا دیتے تھے، حالانکہ وہ اس بات کا اعتراف بھی کرتے تھے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں، جیسا کہ حج کے تلبیہ میں وہ کہا کرتے تھے: ((لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ...... اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ)) ’’میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں ...... سوائے اس شریک کے جو تیرے لیے ہو، تو اس کا مالک ہے اور اس کا بھی جس کا وہ مالک ہے۔‘‘ [مسلم، کتاب الحج، باب التلبية و صفتها و وقتها : ١١٨٥]

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اور اللہ نے تمھارے لیے خود تمھی میں سے بیویاں بنائیں اور تمھارے لیے تمھاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے بنائے اور تمھیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا تو کیا وہ باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا وہ انکار کرتے ہیں۔ اور وہ اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انھیں آسمانوں اور زمین سے کچھ بھی رزق دینے کے مالک ہیں اور نہ وہ طاقت رکھتے ہیں۔ پس اللہ کے لیے مثالیں بیان نہ کرو۔ بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے یہاں انسانوں کی ایک دوسری حالت بیان کر کے شرک اور غیر اللہ کی عبادت کی نکیر کی ہے کہ اس نے انھی کی جنس سے اور انھی کی شکل وصورت کی ان کی بیویاں بنائیں، تاکہ ان کے درمیان انس و محبت پیدا ہو۔ پھر ان بیویوں سے لڑکے، لڑکیاں، پوتے اور نواسے پیدا کیے، جو ان کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہوتے ہیں اور ان کی خدمت کے لیے ہمہ دم ان کے اشارے کے منتظر رہتے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس نے انھیں کھانے اور پینے کے لیے عمدہ روزی عطا کی، لیکن مشرکوں کے کفرانِ نعمت کا حال یہ ہے کہ وہ ان تمام نعمتوں کو اپنے بتوں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اللہ کے سوا ان معبودوں کی پرستش کرتے ہیں جو ان کی روزی کے مالک نہیں ہیں۔ چونکہ اس سے بڑھ کر احسان فراموشی نہیں ہو سکتی کہ آدمی کھائے کسی اور کا اور گائے کسی اور کا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹو! کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ اور اس کے لیے مثالیں بیان نہ کرو کہ جس طرح وزیر بادشاہ کے دربار میں لوگوں کی سفارش کرتا ہے، اسی طرح تمھارے یہ جھوٹے معبود اللہ کے دربار میں تمھاری سفارش کریں گے۔ تمھارے یہ مشرکانہ اعمال کس قدر قبیح اور برے ہیں اس کا علم صرف اللہ کو ہے، تمھیں کچھ بھی معلوم نہیں۔ اگر تمھیں اس کا صحیح اندازہ ہو جاتا تو ان کے ارتکاب کی جرأت نہ کرتے۔

وَ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ : یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو چھپاتے اور غیر اللہ کی طرف ان کی نسبت کرتے تھے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’(قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ (اپنے بندوں کو اپنے احسان جتاتے ہوئے) فرمائے گا، اے فلاں شخص! کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی، کیا میں نے تجھے سردار نہیں بنایا تھا، تجھے بیوی نہیں دی تھی؟ کیا گھوڑوں اور اونٹوں کو تیرے تابع نہیں کیا تھا اور کیا میں نے تجھے چھوڑ نہیں رکھا تھا کہ تو اپنی قوم پر سرداری کرتا تھا اور ٹیکس لیتا تھا؟‘‘ [مسلم، کتاب الزھد، باب الدنیا سجن للمؤمن وجنة للکافر : ۲۹۶۸]

وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ شَيْـًٔا : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ [یونس : ۱۸] ’’اور وہ اللہ کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انھیں نقصان پہنچاتی ہیں اور نہ انھیں نفع دیتی ہیں اور کہتے ہیں یہ لوگ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ کہہ دے کیا تم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کو اس چیز کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ زمین میں؟ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔" اور فرمایا: ﴿ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ۬ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴾ [الزمر : ۳] "خبردار! خالص دین صرف اللہ ہی کا حق ہے اور وہ لوگ جنھوں نے اس کے سوا اور حمایتی بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں، اچھی طرح قریب کرنا۔ یقیناً اللہ ان کے درمیان اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ بے شک اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا ہو، بہت ناشکرا ہو۔"

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّ مَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ جَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۝۷۵

"اللہ نے ایک مثال بیان کی، ایک غلام ہے جو کسی کی ملکیت ہے، کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور وہ شخص جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھا رزق دیا ہے تو وہ اس میں سے پوشیدہ اور کھلم کھلا خرچ کرتا ہے، کیا وہ برابر ہیں؟ سب تعریف اللہ کے لیے ہے، بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایک ایسے غلام کی مثال بیان فرماتا ہے جو کسی دوسرے کے قبضے میں ہو اور اسے کسی بھی چیز کا اختیار نہ ہو اور ایک ایسے شخص کی (مثال بیان فرماتا ہے) جس کو ہم نے اپنے فضل سے عمدہ مال عطا کیا ہو، پھر وہ اس میں سے پوشیدہ طور پر بھی اور علی الاعلان بھی (جس طرح چاہتا ہو) خرچ کرتا ہو۔ کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ایک غلام، بے اختیار اور مجبور۔ دوسرا آزاد، مال دار اور با اختیار، کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں، غلام کو نہ دینے کا اختیار ہے اور نہ اس کے پاس دینے کے لیے کچھ ہے۔ بالکل اسی طرح اللہ کے بندے جو اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں، نہ انھیں دینے کا اختیار ہے اور نہ ان کے پاس دینے کے لیے کچھ ہے۔ اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ غنی ہے، اس کے پاس دینے کے لیے سب کچھ ہے اور وہ با اختیار بھی ہے، جسے چاہے اور جتنا چاہے دے دے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَ مَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ [فاطر : ۲] "جو کچھ اللہ لوگوں کے لیے رحمت میں سے کھول دے تو اسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جو بند کر دے تو اس کے بعد اسے کوئی کھولنے والا نہیں اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ... مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَ اعْبُدُوْهُ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾ [العنکبوت : ۱۷] "تم اللہ کے سوا چند بتوں ہی کی تو عبادت کرتے ہو اور تم سراسر جھوٹ گھڑتے ہو۔ بلاشبہ اللہ کے سوا جن کی تم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کرتے ہو تمھارے لیے کسی رزق کے مالک نہیں ہیں، سو تم اللہ کے ہاں ہی رزق تلاش کرو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر کرو، اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔''

وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّ هُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَ مَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَ هُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۷۶

''اور اللہ نے ایک مثال بیان کی، دو آدمی ہیں جن میں سے ایک گونگا ہے، کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے، وہ اسے جہاں بھی بھیجتا ہے، کوئی بھلائی لے کر نہیں آتا، کیا یہ اور وہ شخص برابر ہیں جو عدل کے ساتھ حکم دیتا ہے اور وہ سیدھے راستے پر ہے۔''

اس دوسری مثال کے ذریعے سے بھی بتوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان فرق واضح کیا گیا ہے کہ ایک آدمی گونگا اور بہرا ہے، اپنا مافی الضمیر بیان نہیں کر سکتا اور نہ کسی مفید قول و عمل کی قدرت رکھتا ہے، بلکہ اپنے رشتہ داروں پر یکسر بوجھ بنا ہوا ہے۔ کسی بھی حیثیت سے نہ اپنے کام کا ہے اور نہ دوسروں کے کام کا۔ ایسا آدمی اس شخص کے برابر کیسے ہو سکتا ہے جو گفتگو کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے اور ہوش و خرد کا مالک ہے؟ وہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دے کر انھیں نفع پہنچاتا ہے اور اچھے اخلاق والا اور صاحب دین ہے اور اپنا مقصد آسان اور سیدھے راستوں سے حاصل کر لیتا ہے۔ جس طرح یہ دونوں آدمی برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ تعالیٰ جو خالق کائنات ہے اس کے برابر وہ پتھر کے بت کیسے ہو سکتے ہیں جنھیں بت پرست ایک جگہ سے دوسری جگہ ڈھوتا پھرتا ہے اور وہ اس کے لیے بوجھ بنے ہوئے ہیں؟ نہ اسے نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان، گویا کہ معبودان باطلہ کو پکارنا بے سود اور لا یعنی ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَ مَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَ مَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴾ [الرعد : ١٤] ''برحق پکارنا صرف اسی کے لیے ہے اور جن کو وہ اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی دعا کچھ بھی قبول نہیں کرتے، مگر اس شخص کی طرح جو اپنی دونوں ہتھیلیاں پانی کی طرف پھیلانے والا ہے، تا کہ وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے، حالانکہ وہ اس تک ہرگز پہنچنے والا نہیں اور نہیں ہے کافروں کا پکارنا مگر سراسر بے سود۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴾ [النحل : ٢٠، ٢١] ''اور وہ لوگ جنھیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔ مردے ہیں، زندہ نہیں ہیں اور وہ نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَسۡتَنۡقِذُوۡهُ مِنۡهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الۡمَطۡلُوۡبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدۡرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ﴾ [الحج : ۷۳، ۷٤] ''اے لوگو! ایک مثال بیان کی گئی ہے، سو اسے غور سے سنو! بے شک وہ لوگ جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، ہرگز ایک مکھی پیدا نہیں کریں گے، خواہ وہ اس کے لیے جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے وہ اسے اس سے چھڑا نہ پائیں گے۔ کمزور ہے مانگنے والا اور وہ بھی جس سے مانگا گیا۔ انھوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جو اس کی قدر کا حق تھا۔ بے شک اللہ یقیناً بہت قوت والا ہے، سب پر غالب ہے۔''

وَ لِلّٰهِ غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ مَاۤ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ اَوۡ هُوَ اَقۡرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝

''اور آسمانوں اور زمین کا غیب اللہ ہی کے پاس ہے اور قیامت کا معاملہ نہیں ہے مگر آنکھ جھپکنے کی طرح، یا وہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں بندوں سے متعلق جتنی بھی باتیں، فیصلے اور احکام پوشیدہ ہیں ان سب کا علم صرف اللہ کو ہے۔ اس ضمن میں قیامت کا علم بھی ہے اور جب اس کا وقت آ جائے گا تو پلک جھپکتے ہی آ جائے گی، یا اس سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ واقع ہو جائے گی، اس لیے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَمَاۤ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ : ارشاد فرمایا: ﴿ مَا خَلۡقُكُمۡ وَلَا بَعۡثُكُمۡ اِلَّا كَنَفۡسٍ وَّاحِدَةٍ ﴾ [لقمان : ۲۸] ''نہیں ہے تمھارا پیدا کرنا اور نہ تمھارا اٹھانا مگر ایک جان کی طرح۔''

وَ اللّٰهُ اَخۡرَجَكُمۡ مِّنۡۢ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَیۡـًٔا ۙ وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ الۡاَفۡـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۝

''اور اللہ نے تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے اس حال میں نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور اس نے تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیے، تاکہ تم شکر کرو۔''

توحید باری تعالیٰ کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ آدمی کو جب اس کی ماں کے پیٹ سے نکالتا ہے تو اسے کسی بات کی خبر نہیں ہوتی۔ اللہ اسے کان، آنکھ اور دل دیتا ہے اور بچپن سے لے کر بڑا ہونے تک ان قوتوں کو بڑھاتا ہے، تاکہ وہ ان نعمتوں کو یاد کر کے اس کا شکر ادا کرے، اس کی وحدانیت کا اعتراف کرے اور اسی کی عبادت کرے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ نعمتیں اس لیے دی ہیں کہ ان کی مدد سے اس کے سامنے زندگی بھر جھکتا رہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قُلۡ هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَكُمۡ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَةَ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ ۝ قُلۡ هُوَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ [الملك : ٢٣، ٢٤] ”کہہ دے وہی ہے جس نے تمھیں پیدا کیا اور تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے، تم کم ہی شکر کرتے ہو۔ کہہ دے وہی ہے جس نے تمھیں زمین میں پھیلایا اور تم اسی کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے کسی دوست و ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس سے لڑائی کا اعلان کرتا ہوں۔ میرا بندہ جن چیزوں کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ چیز ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ نفل عبادات کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ وہ اگر مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور دیتا ہوں، اگر پناہ چاہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں اور مجھے کسی کام کے کرنے میں اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا مومن کی روح کے قبض کرنے میں۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور مجھے بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔“ [بخاري، کتاب الرقاق، باب التواضع : ٦٥٠٢]

اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ بندہ جب اخلاص کے ساتھ اپنے رب تعالیٰ کی اطاعت بجا لائے تو اس کے سارے افعال اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو جاتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے دیکھتا ہے، یعنی اس چیز کی طرف دیکھتا ہے جس کی طرف دیکھنے کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی کے لیے پکڑتا ہے اور اسی کے لیے چلتا ہے اور ان تمام امور کے بجا لانے کے لیے اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کرتا ہے۔

اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾

”کیا انھوں نے پرندوں کی طرف نہیں دیکھا، آسمان کی فضا میں مسخر ہیں، انھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں تھامتا۔ بلاشبہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی ایک دلیل پرندوں کی تخلیق بھی ہے۔ جو فضا میں بغیر کسی مادی سہارے کے اطمینان کے ساتھ چہار طرف اڑتے رہتے ہیں۔ وہ اللہ کی ذات ہے جس نے ان کے اندر یہ قدرت ودیعت کی ہے اور جو انھیں فضا میں روکے رکھتی ہے۔ پرندوں کے لیے اس کام کے لائق پر بنانا اور انھیں کھولنا اور بند کرنا سکھانا اور فضا اور ہوا کی اس طرح تسخیر میں یقیناً اہل ایمان کے لیے بڑی نشانیاں ہیں، جن میں غور و فکر کر کے وہ اپنے خالق کی عظمت کا اعتراف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں اور صرف اس کی عبادت کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ یَقْبِضْنَ ؔ مَا یُمْسِکُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ ﴾ [الملك : ۱۹] ''اور کیا انھوں نے اپنے اوپر پرندوں کو اس حال میں نہیں دیکھا کہ وہ پر پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سکیڑ لیتے ہیں۔ رحمان کے سوا انھیں کوئی تھام نہیں رہا ہوتا۔ یقیناً وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے۔''

وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْۢ بُیُوْتِکُمْ سَکَنًا وَّ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا یَوْمَ ظَعْنِکُمْ وَ یَوْمَ اِقَامَتِکُمْ ۙ وَ مِنْ اَصْوَافِهَا وَ اَوْبَارِهَا وَ اَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّ مَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ﴿۸۰﴾ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَکُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَکْنَانًا وَّ جَعَلَ لَکُمْ سَرَابِیْلَ تَقِیْکُمُ الْحَرَّ وَ سَرَابِیْلَ تَقِیْکُمْ بَاْسَکُمْ ؕ کَذٰلِکَ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۸۲﴾ یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَهَا وَ اَکْثَرُهُمُ الْکٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع ۱۱ / ۱۷

''اور اللہ نے تمھارے لیے تمھارے گھروں سے رہنے کی جگہ بنا دی اور تمھارے لیے چوپاؤں کی کھالوں سے ایسے گھر بنائے جنھیں تم اپنے کوچ کے دن اور اپنے قیام کے دن ہلکا پھلکا پاتے ہو اور ان کی اونوں سے اور ان کی پشموں سے اور ان کے بالوں سے گھر کا سامان اور ایک وقت تک فائدہ اٹھانے کی چیزیں بنائیں۔ اور اللہ نے تمھارے لیے ان چیزوں سے جو اس نے پیدا کیں، سائے بنا دیے اور تمھارے لیے پہاڑوں میں سے چھپنے کی جگہیں بنائیں اور تمھارے لیے کچھ قمیصیں بنائیں جو تمھیں گرمی سے بچاتی ہیں اور کچھ قمیصیں جو تمھیں تمھاری لڑائی میں بچاتی ہیں۔ اسی طرح وہ اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے، تاکہ تم فرماں بردار بن جاؤ۔ پھر اگر وہ پھر جائیں تو تیرے ذمے تو صرف واضح پیغام پہنچا دینا ہے۔ وہ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں، پھر اس کا انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں۔''

یہاں ان نعمتوں کا ذکر ہو رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہیں، تاکہ ان میں غور وفکر کر کے اس کی وحدانیت کا اقرار کرے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پتھروں، بالوں اور دیگر چیزوں کے ذریعے سے بنے ہوئے گھر دیے، تاکہ ان میں سکونت وراحت حاصل کر سکیں۔ یہ اللہ کی نعمت ہے۔ خیموں کے، اسی طرح چوپایوں کے چمڑے سے بھی بنے ہوئے گھر دیے جنھیں وہ سفر وحضر میں اٹھائے پھرتے ہیں۔ ان چوپایوں کے بالوں اور اون سے بنے ہوئے سامان، بستر اور کمبل وغیرہ دیے جن سے لوگ ایک مدت تک استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سایہ حاصل کرنے کے دوسرے بہت سے ذرائع پیدا کیے ہیں، تاکہ اگر کسی کے پاس خیمہ یا مکان نہیں ہے یا حالت سفر میں ہے تو ان ذرائع کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کرے، مثلاً درخت، دیوار یا چھتری سے سایہ حاصل کرے، اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں میں غار بنائے ہیں جنھیں انسان بہت سے مواقع پر نہایت مفید اغراض کے لیے استعمال کرتا ہے، مثلاً سفر کرتا ہوا انسان کبھی ان میں سے اپنے دشمن، بارش، سردی اور گرمی سے پناہ لیتا ہے۔ اس زمانے میں پہاڑوں میں سرنگیں بنا کر فوج، جہاز اور اسلحہ جات کے لیے مامون جگہ بنائی جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اون، روئی اور کتان وغیرہ کے بنے ہوئے لباس مہیا کیے، تاکہ ان کے ذریعے سے سردی اور گرمی سے بچا جائے اور لوہے سے بنے ہوئے زرہ، خود اور بکتر بند گاڑیاں دیں، تاکہ آدمی انھیں جنگوں میں استعمال کر کے تلواروں، نیزوں، توپوں، راکٹوں اور میزائلوں سے اپنے آپ کو بچائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام نعمتیں اور اسی طرح کی دوسری بہت سی نعمتیں انسانوں کو دی ہیں، جن میں آدمی اگر غور کرے تو دین اسلام کو قبول کر لے اور اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے۔ اسی طرح آیت نمبر (۸۲) میں فرمایا کہ اگر ان تمام نعمتوں کو گنائے جانے اور حق کو اس وضاحت کے ساتھ بیان کیے جانے کے باوجود اسلام سے روگردانی کرتے ہیں تو آپ نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی اور اب ان کے پاس کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ آگے فرمایا کہ مشرکین مکہ جانتے ہیں کہ ان تمام نعمتوں کا خالق اللہ ہے، لیکن کہتے ہیں کہ یہ ہمیں ہمارے معبودوں کی سفارشات سے ملی ہیں اور اس طرح ان میں سے اکثر لوگ اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اور کفر کا ارتکاب کرتے ہیں۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ [الشعراء : ۲۱٤] تو آپ ﷺ کھڑے ہو کر اعلان کرنے لگے: ''اے قریش کے لوگو! اللہ کی اطاعت کے ذریعے سے اپنی جانوں کو اس کے عذاب سے بچاؤ، (اگر تم کفر و شرک سے باز نہ آئے تو) اللہ کے ہاں میں تمھارے کسی کام نہیں آؤں گا۔'' [بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ و أنذر عشیرتك الأقربین ...... الخ ﴾ : ٤٧٧١]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ یہود کے بیت المدراس میں گئے، آپ نے انھیں آواز دی اور فرمایا: ''اے یہودیو! اسلام لاؤ تو تم سلامت رہو گے۔'' اس پر یہودیوں نے کہا، اے ابو القاسم! آپ نے (اللہ تعالیٰ کا) پیغام پہنچا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: ''یہی میرا مقصد ہے، اسلام لاؤ تو تم سلامت رہو گے۔'' انھوں نے پھر کہا، اے ابو القاسم! آپ نے (اللہ تعالیٰ کا) پیغام پہنچا دیا۔ [بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب ﴿ و کان الإنسان أکثر شیء جدلا ﴾ ...... الخ : ۷۳٤۸]

وَ يَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ لَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾

''اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے، پھر ان لوگوں کے لیے جنھوں نے کفر کیا، نہ اجازت دی جائے گی اور نہ ان سے معافی کی درخواست لی جائے گی۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفار ومشرکین کا قیامت کے دن کیا حال ہوگا اسے یہاں بیان کیا گیا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ ہر قوم کے نبی کو ان کے سامنے لائے گا جو ان کے حق میں یا تو ایمان ویقین کی شہادت دے گا یا ان کے خلاف کفر وعناد کی گواہی دے گا۔ اس دن کافروں کو کوئی معذرت پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ انھیں موقع دیا جائے گا کہ وہ اپنے رب کی ناراضی کو دور کریں۔ اس لیے کہ آخرت دارِ عمل نہیں ہوگی اور نہ دنیا کی طرف بھیجے جائیں گے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کر لیں۔

قیامت کے دن ہر امت میں سے ایک گواہ گواہی کے لیے طلب کیا جائے گا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴾ [النساء : ۴۱] ''پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور تجھے ان لوگوں پر گواہ لائیں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴾ [الزمر : ۶۹] ''اور زمین اپنے رب کے نور کے ساتھ روشن ہو جائے گی اور لکھا ہوا (سامنے) رکھا جائے گا اور نبی اور گواہ لائے جائیں گے اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(قیامت کے دن) نوح علیہ السلام اور ان کی امت کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، (اے نوح!) کیا تم نے تبلیغ کی تھی؟ وہ کہیں گے، ہاں! اے میرے رب! پھر ان کی امت سے کہا جائے گا، کیا انھوں نے تبلیغ کی تھی؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا، تمھارا گواہ کون ہے؟ نوح کہیں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت۔ پھر ہم گواہی دیں گے کہ بے شک نوح نے تبلیغ کی تھی اور اللہ عزوجل کے اس فرمان سے یہی مراد ہے: ﴿ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ﴾ [البقرۃ : ۱۴۳] ''اور اسی طرح ہم نے تمھیں سب سے بہتر امت بنایا، تاکہ تم لوگوں پر شہادت دینے والے بنو اور رسول تم پر شہادت دینے والا بنے۔'' [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب ﴿ و لقد أرسلنا نوحا إلی قومه ﴾ : ۳۳۳۹]

وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿۸۵﴾

''اور جب وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا، عذاب کو دیکھ لیں گے تو نہ وہ ان سے ہلکا کیا جائے گا اور نہ انھیں مہلت دی جائے گی۔''

جب مشرکین عذاب جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے، تو ان کی ہزار تمنا ہوگی کہ کسی طرح یہ عذاب ان سے ٹل جائے، لیکن ٹلنا تو دور کی بات ہے اس میں کوئی کمی بھی نہیں کی جائے گی اور نہ انھیں توبہ کی مہلت دی جائے گی، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴾ [المائدۃ : ۳۶، ۳۷] ''بے شک جن لوگوں نے کفر کیا، اگر واقعی ان کے پاس زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اور اس کے ساتھ اتنا اور بھی ہو، تاکہ وہ اس کے ساتھ قیامت کے دن کے عذاب سے فدیہ دے دیں تو ان سے قبول نہ کیا جائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ وہ چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں، حالانکہ وہ اس سے ہرگز نکلنے والے نہیں اور ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴾ [الأحزاب : ٦٤ تا ٦٦] ''بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی اور ان کے لیے بھڑکتی آگ تیار کی ہے۔ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہمیشہ، نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔ جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے، کہیں گے اے کاش کہ ہم نے اللہ کا کہنا مانا ہوتا اور ہم نے رسول کا کہنا مانا ہوتا۔''

وَ اِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۸۶

''اور جب وہ لوگ جنھوں نے شریک بنائے اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب! یہی ہیں ہمارے وہ شریک جنھیں ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے۔ تو وہ ان کی طرف یہ بات پھینک ماریں گے کہ بلاشبہ یقیناً تم جھوٹے ہو۔''

جب مشرکین ان معبودوں کو دیکھیں گے جنھیں وہ دنیا میں اللہ کا شریک بناتے تھے تو پکار اٹھیں گے کہ اے ہمارے رب! یہی معبود ہیں جن کی ہم تیرے سوا عبادت کرتے تھے۔ تو وہ ان کی تکذیب کریں گے اور کہیں گے کہ ہم نے تو تمھیں نہیں کہا تھا کہ ہماری عبادت کرو، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴾ [فاطر : ۱۳، ۱٤] ''اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے مالک نہیں۔ اگر تم انھیں پکارو تو وہ تمھاری پکار نہیں سنیں گے اور اگر وہ سن لیں تو تمھاری درخواست قبول نہیں کریں گے اور قیامت کے دن تمھارے شرک کا انکار کر دیں گے اور تجھے ایک پوری خبر رکھنے والے کی طرح کوئی خبر نہیں دے گا۔'' اور فرمایا: ﴿ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَ يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴾ [مریم : ۸۱، ۸۲] ''اور انھوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا لیے، تاکہ وہ ان کے لیے باعث عزت ہوں۔ ہرگز ایسا نہ ہوگا، عنقریب وہ ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے اور ان کے خلاف مدمقابل ہوں گے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَهٗۤ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ ﴾ [الأحقاف : ٥، ٦] ''اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا انھیں پکارتا ہے جو قیامت کے دن تک اس کی دعا قبول نہیں کریں گے اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔ اور جب سب لوگ اکٹھے کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت سے منکر ہوں گے۔''

وَ اَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ یَوْمَىِٕذِ اِلسَّلَمَ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۝۸۷

''اور اس دن وہ اللہ کے سامنے فرماں بردار ہونا پیش کریں گے اور ان سے گم ہو جائے گا جو وہ جھوٹ باندھا کرتے تھے۔''

اس آیت میں فرمایا کہ قیامت کے دن مشرکین اللہ کے عذاب کے سامنے سپر ڈال دیں گے اور عجز و انکسار کی تصویر بن جائیں گے اور دنیا میں جنھیں اللہ کا شریک بناتے رہے تھے سبھی ایک ایک کر کے ان سے چھوٹ جائیں گے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ نَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْۤا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴾ [القصص : ۷۵] ''اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہ نکالیں گے، پھر ہم کہیں گے لاؤ اپنی دلیل، تو وہ جان لیں گے کہ بے شک سچ بات اللہ کی ہے اور ان سے گم ہو جائے گا جو وہ گھڑا کرتے تھے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ لَوْ تَرٰۤی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴾ [السجدة : ۱۲] ''اور کاش! تو دیکھے جب مجرم لوگ اپنے رب کے پاس اپنے سر جھکائے ہوں گے اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سن لیا، پس ہمیں واپس بھیج، ہم نیک عمل کریں گے، بے شک ہم یقین کرنے والے ہیں۔''

اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا یُفْسِدُوْنَ ۝۸۸

''وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ہم انھیں عذاب پر عذاب زیادہ دیں گے، اس کے بدلے جو وہ فساد کیا کرتے تھے۔''

جو لوگ اس دنیا میں کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی راہ حق پر چلنے سے روکتے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں قیامت کے دن دوہرا عذاب دے گا، ایک تو ان کے کفر کی وجہ سے اور دوسرا اس لیے کہ وہ اللہ کے بندوں کو گمراہ کرتے رہے تھے۔ یہ آیت دلیل ہے کہ جہنم میں کافروں کے عذاب کے درجات ہوں گے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۳۸] ''فرمائے گا سبھی کے لیے دگنا ہے اور لیکن تم نہیں جانتے۔''

وَ یَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا عَلَیْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ جِئْنَا بِكَ شَهِیْدًا عَلٰی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ ع ۱۲ ۱۸

''اور جس دن ہم ہر امت میں ان پر انھی میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے اور تجھے ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل کی، اس حال میں کہ ہر چیز کا واضح بیان ہے اور فرماں برداروں کے لیے ہدایت اور رحمت اور خوش خبری ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ آپ اس دن کو یاد کریں جب ہم ہر قوم کے نبی کو بحیثیت شاہد اور گواہ ان کے سامنے پیش کریں گے اور پھر آپ اور آپ کی امت کے لوگ ان انبیاء کی بابت گواہی دیں گے کہ یہ سچے ہیں، انھوں نے یقیناً تیرا پیغام پہنچا دیا تھا، تو کافروں کے پاس کوئی عذر باقی نہیں رہے گا، اور اے نبی! ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے جس میں ہر بات کھول کر بیان کر دی گئی ہے اور وہ مسلمانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ، رحمت کا ذریعہ اور جنت کی خوش خبری لیے ہوئے ہے۔

وَ يَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ جِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ : یہ آیت سورۂ نساء کی اس آیت کے مشابہ ہے: ﴿ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴾ [النساء : ٤١] ''پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور تجھے ان لوگوں پر گواہ لائیں گے۔''

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''مجھے قرآن سناؤ۔'' میں نے عرض کی، بھلا میں آپ کو کیا سناؤں، آپ ہی پر تو قرآن نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، مگر دوسرے سے سننا مجھے اچھا لگتا ہے۔'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے سورۂ نساء پڑھنا شروع کی اور جب اس آیت پر پہنچا: ﴿ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴾ [النساء : ٤١] ''پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور تجھے ان لوگوں پر گواہ لائیں گے'' تو آپ نے فرمایا: ''بس کرو۔'' میں نے دیکھا تو اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ [بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ فکیف إذا جئنا من کل أمة بشھید ...... الخ ﴾ : ٤٥٨٢]

وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ : اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کتاب کے متعلق فرمایا ہے کہ اس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے۔ ''الْكِتٰبَ'' سے مراد قرآن مجید بھی ہو سکتا ہے اور شریعت الٰہیہ بھی ہو سکتی ہے۔ شریعت الٰہیہ میں قرآن مجید اور حدیث نبوی دونوں شامل ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! میں آپ کو اللہ کی قسم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتا ہوں کہ آپ ہم لوگوں کا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کر دیجیے۔ یہ سن کر اس کا فریق مخالف کھڑا ہوا اور وہ اس کی نسبت زیادہ سمجھ دار تھا، اس نے کہا، یا رسول اللہ! یہ سچ کہتا ہے، آپ میرا اور اس کا فیصلہ کتاب اللہ کے موافق کر دیجیے اور اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے (کہ میں مقدمہ کی تفصیلات بیان کروں)۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں بیان کرو۔'' وہ کہنے لگا، میرا بیٹا اس کے گھر میں کام کاج کے لیے نوکر تھا، سو وہ اس کی بیوی کے ساتھ زنا کر بیٹھا۔ تو میں نے سو بکریاں اور ایک غلام دے کر اپنے بیٹے کو چھڑا لیا۔ پھر جو میں نے اہل علم سے مسئلہ پوچھا تو انھوں نے کہا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے اور وہ ایک سال کے لیے جلا وطن ہوگا اور اس کی بیوی سنگسار ہوگی۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم دونوں کا فیصلہ کتاب اللہ کے موافق کروں گا۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''تم نے جو سو بکریاں اور غلام ان کو دیا ہے وہ تم کو واپس کیا جائے گا، تمھارے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے اور ایک برس کے لیے جلاوطن ہوگا اور اے انیس! تم کل صبح اس دوسرے شخص کی بیوی کے پاس جاؤ، اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر دو۔'' سیدنا انیس رضی اللہ عنہ اس شخص کی بیوی کے پاس گئے تو اس نے زنا کا اقرار کیا، چنانچہ انیس رضی اللہ عنہ نے اس کو سنگسار کر دیا۔ [بخاری، کتاب الحدود، باب هل يأمر الإمام رجلاً فيضرب الحد غائبا عنه: ٦٨٥٩، ٦٨٦٠۔ مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى: ١٦٩٧، ١٦٩٨]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ بریرہ رضی اللہ عنہا جو لونڈی تھیں، وہ ان کے پاس آئیں، دراصل وہ اپنی مکاتبت (غلام اور مالک کا معاہدہ کہ اتنی رقم کے بدلے تو آزاد ہے) کے روپیا کے سلسلہ میں ان سے مدد چاہتی تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اگر تیری مرضی ہو تو میں تیرے مالکوں کو یہ روپیا ادا کر دیتی ہوں، مگر اس صورت میں تمھارا ولاء کا تعلق مجھ سے قائم ہوگا۔ اس کے مالکوں نے کہا، اگر تم چاہو تو جو مکاتبت کا روپیا اس کے ذمہ باقی ہے وہ دے دو (تم چاہو تو اس کو روپیا دے کر آزاد کر دو)، لیکن اس کا ترکہ تو ہم ہی لیں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا: ''تم بریرہ کو خرید کر آزاد کر دو اور ولاء کی نسبت اسی کی طرف ہوگی جو آزاد کرے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں؟ (سنو!) جس نے کوئی ایسی شرط لگائی جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو اس کی کوئی حیثیت نہیں، چاہے وہ سو مرتبہ وہ شرط لگائے۔'' [بخاری، کتاب الصلوة، باب ذكر البيع والشراء على المنبر في المسجد: ٤٥٦۔ مسلم، کتاب العتق، باب إنما الولاء لمن أعتق: ٦/١٥٠٤]

مندرجہ بالا احادیث میں جو مسائل بیان کیے گئے ہیں وہ قرآن مجید میں نہیں ہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے انھیں کتاب اللہ میں شمار کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کتاب سے مراد قرآن مجید بھی ہے اور حدیث نبوی بھی اور ان دونوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تفصیل کے ساتھ دین کے تمام مسائل آ گئے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۹۰

”بے شک اللہ عدل اور احسان اور قرابت والے کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے، وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔“

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ : ”عدل“ کے مشہور معنی انصاف کرنے کے ہیں، یعنی اپنوں اور بیگانوں سب کے ساتھ انصاف کیا جائے، کسی کے ساتھ دشمنی یا عناد یا محبت یا قرابت کی وجہ سے انصاف کے تقاضے مجروح نہ ہوں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴾ [النساء : ۵۸] ”بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو، یقیناً اللہ تمھیں یہ بہت ہی اچھی نصیحت کرتا ہے۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ٞ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ٞ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾ [المائدة : ۸] ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر خوب قائم رہنے والے، انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمھیں ہرگز اس بات کا مجرم نہ بنا دے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو، یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔“

وَ الْاِحْسَانِ : ”احسان“ کا معنی وہ بھی ہے جسے حدیث جبریل میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کی جائے کہ جیسے بندہ اپنے رب کو دیکھ رہا ہے۔ احسان کا معنی یہ بھی ہے کہ ہر ایک کے ساتھ نیکی کرنا، حسن سلوک سے پیش آنا۔ عفو و درگزر سے کام لینا اور معاف کر دینا۔ احسان اور حسن سلوک میں سب سے مقدم ماں باپ ہیں، پھر عزیز و اقارب، پھر یتامیٰ، مساکین، پڑوسی، ہم نشین اور مسافر ہیں۔ اگر کافر دین کے معاملے میں جنگ نہ کریں تو ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنا چاہیے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْۤا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴾ [الممتحنة : ۸] ”اللہ تمھیں ان لوگوں سے منع نہیں کرتا جنھوں نے نہ تم سے دین کے بارے میں جنگ کی اور نہ تمھیں تمھارے گھروں سے نکالا کہ تم ان سے نیک سلوک کرو اور ان کے حق میں انصاف کرو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانوروں کے ساتھ بھی احسان کرنا چاہیے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص راستے میں محو سفر تھا، اس کو سخت پیاس لگ رہی تھی۔ اس نے (راستے میں) ایک کنواں دیکھا تو اس نے اس میں اتر کر پانی پیا۔ جب وہ باہر نکلا تو دیکھا ایک کتا پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس نے اپنے دل میں سوچا، اس کتے کو بھی پیاس سے ویسی ہی تکلیف پہنچ رہی ہوگی جیسی مجھ پر گزری ہے۔ چنانچہ وہ پھر سے کنویں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھر کر منہ میں اس کو پکڑ کر اوپر چڑھا اور یوں اس نے کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے کام کی قدر کی اور اس کو بخش دیا۔'' لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! کیا ہم کو جانوروں پر رحم کرنے میں بھی اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہر تازہ کلیجے والے (پر احسان کرنے) میں ثواب ملے گا۔'' [بخاری، کتاب الأدب، باب رحمة الناس والبهائم : ٦٠٠٩]

جانوروں کے ساتھ بدسلوکی باعث عذاب ہے، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا، اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا، یہاں تک کہ وہ مر گئی اور اس کی وجہ سے وہ عورت جہنم میں چلی گئی، کیونکہ جب اس نے بلی کو باندھا تو نہ اسے خود کھلایا اور نہ پلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیڑوں مکوڑوں سے اپنی غذا حاصل کر لیتی۔'' [مسلم، کتاب السلام، باب تحریم قتل الهرة : ٢٢٤٢]

وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى : اسے حدیث میں صلہ رحمی کہا گیا ہے اور اس کی نہایت تاکید بیان کی گئی ہے، ارشاد فرمایا: ﴿ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴾ [بنی إسرائيل : ٢٦] ''اور رشتہ دار کو اس کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو اور مت بے جا خرچ کر، بے جا خرچ کرنا۔''

وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ : ''الْفَحْشَآءِ'' سے مراد بے حیائی کے کام ہیں، آج کل بے حیائی اتنی عام ہو گئی ہے کہ اس کا نام تہذیب، ترقی اور آرٹ قرار پا گیا ہے، یا ''تفریح'' کے نام پر اس کا جواز تسلیم کر لیا گیا ہے، تاہم محض خوش نما لیبل لگا لینے سے کسی چیز کی حقیقت نہیں بدل سکتی۔ اسی طرح شریعت اسلامیہ نے زنا اور اس کے اسباب، مثلاً رقص و سرود، بے پردگی اور فیشن پرستی کو اور مرد و زن کے بے باکانہ اختلاط اور مخلوط معاشرت اور دیگر اس قسم کی خرافات کو بے حیائی ہی قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴾ [بنی إسرائيل : ٣٢] ''اور زنا کے قریب نہ جاؤ، بے شک وہ ہمیشہ سے بڑی بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسان کی تقدیر میں زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا گیا ہے، جس کو وہ لامحالہ کرے گا۔ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا بات کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے اور دل تو خواہش اور تمنا کرتا ہے اور بعد ازاں شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔'' [مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظه من الزنا : ٢٦٥٧/٢١]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْبَغْيِ : ''بغی'' کا مطلب ظلم و زیادتی کا ارتکاب ہے، سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور تم پر بھی حرام کیا ہے، لہٰذا تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔'' [مسلم، كتاب البر و الصلة، باب تحريم الظلم : ۲۵۷۷]

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی گناہ اس لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی سزا دنیا میں بھی جلدی دے دے اور اس کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی اس کی سزا جمع رکھے، جیسے کہ ظلم و زیادتی اور قطع رحمی ہے۔'' [أبو داؤد، كتاب الأدب، باب في النهي عن البغي : ۴۹۰۲۔ ترمذی، كتاب صفة القيامة، باب في عظم الوعيد على البغي : ۲۵۱۱]

وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾

''اور اللہ کا عہد پورا کرو جب آپس میں عہد کرو اور قسموں کو ان کے پختہ کرنے کے بعد مت توڑو، حالانکہ یقیناً تم نے اللہ کو اپنے آپ پر ضامن بنایا ہے۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے عہد و پیمان کو پورا کرنے اور قسموں کو نہ توڑنے کی نصیحت کی ہے، نیز جن قسموں میں تاکید پیدا کی گئی ہوتی ہے ان کا توڑ دینا زیادہ بڑا گناہ ہوتا ہے، لیکن صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر قسم کھانے کے بعد آدمی کو پتا چل جائے کہ اس کا پابند نہ رہنا ہی دینی اعتبار سے بہتر ہے تو قسم توڑ دے اور وہ کرے جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

• ابو بردہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واللہ! میں جس چیز پر قسم کھا لوں اور پھر اس کے علاوہ دوسری چیز میں بہتری دیکھوں تو ان شاء اللہ ضرور اس نیک کام کو کروں گا اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا۔'' [بخاری، كتاب الأيمان والنذور، باب قول الله تعالى : ﴿ لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم ﴾ : ۶۶۲۳۔ مسلم، كتاب الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا : ۱۶۴۹]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص کسی کام کی بابت قسم کھا لے، پھر وہ دیکھے کہ زیادہ خیر دوسری چیز میں ہے (یعنی قسم کے خلاف کرنے میں) تو وہ بہتری والے کام کو اختیار کرے اور قسم کو توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرے۔'' [مسلم، كتاب الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا : ۱۶۵۰]

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَ لَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٩٢﴾

''اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کرنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا، تم اپنی قسموں کو اپنے درمیان فریب کا ذریعہ بناتے ہو، اس لیے کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے بڑھی ہوئی ہو، اللہ تو تمھیں اس کے ساتھ صرف آزماتا ہے اور یقیناً قیامت کے دن وہ تمھارے لیے ضرور واضح کرے گا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔''

اس آیت کا تعلق گزشتہ آیت سے ہے، یعنی اللہ کے نام پر کیے گئے وعدوں کو پورا کرو اور اپنی قسموں کو نہ توڑو، اس لیے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو تمھاری مثال اس احمق اور پاگل عورت کی ہو جائے گی جو مضبوط اور پائیدار سوت بٹتی ہو اور پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ دیتی ہو۔ اس مثال میں اس طرف اشارہ ہے کہ عقل و ہوش والے مرد اپنی قسمیں نہیں توڑتے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ احمق و ناسمجھ ہیں۔ اس کے بعد اہل ایمان کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ وہ اپنی قسموں کو دھوکا دہی اور زمین میں فساد پھیلانے کا ذریعہ بنائیں۔ مثال کے طور پر مسلمان کسی جماعت یا قبیلہ کے ساتھ معاہدہ کر لیں اور پھر اس پر قائم نہ رہیں اور اس جماعت یا قبیلہ کی مخالف جماعت یا قبیلہ کے ساتھ صرف اس لیے معاہدہ کر لیں کہ یہ لوگ پہلے لوگوں سے زیادہ طاقت ور یا جتھا والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے حالات پیدا کر کے وہ تمھیں آزمانا چاہتا ہے کہ تم اپنے عہد و پیمان پر باقی رہتے ہو یا دنیا کو آخرت پر ترجیح دے کر نقض عہد کر بیٹھتے ہو۔

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسلام میں وہ معاہدہ نہیں ہے جو جاہلیت کے زمانے میں ہوا کرتا تھا (کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کو لوٹنے اور غارت کرنے کے لیے تیسرے قبیلے سے دوستی اور عہد کرتا) اور جو قسم جاہلیت کے زمانے میں نیک بات کے لیے کھائی ہو تو اسلام اسے اور مضبوط کرے گا۔'' [مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب مؤاخاة النبی ﷺ بین أصحابه : ۲۵۳۰۔ مسند أحمد : ۸۳/۴، ح : ۱۶۷٦٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین میں باہم عہد و پیمان کروایا۔ [بخاری، کتاب الأدب، باب الإخاء والحلف : ٦٠٨٣۔ مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب مؤاخاة النبی ﷺ بین أصحابه : ۲۵۲۹]

نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ یزید بن معاویہ کی بیعت توڑنے لگے تو سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے تمام گھر والوں کو جمع کیا اور اللہ کی تعریف کی اور اس کے بعد فرمایا، ہم نے یزید کی بیعت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت پر کی ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: ''ہر غدار کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا کہ یہ غدر فلاں بن فلاں کا ہے۔'' اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے کے بعد سب سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑا غدر یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کسی کے ہاتھ پر کر کے توڑ دی جائے۔ یاد رکھو! تم میں سے کوئی یزید کی بیعت نہ توڑے اور اس بارے میں حد سے نہ بڑھے، کیونکہ میرے درمیان اور اس (یزید) کے درمیان رسول اللہ ﷺ کی بیعت) ہے۔[مسند أحمد : ۴۸/۲، ح : ۵۰۸۷۔ بخاری، کتاب العتق، باب إذا قال عند قوم ...... الخ : ۷۱۱۱]

سلیم بن عامر رحمہ اللہ جو قبیلہ حمیر کے ایک آدمی ہیں، بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور شاہ روم میں ایک مدت تک کے لیے صلح نامہ ہو گیا تھا۔ (اس مدت کے خاتمے کے قریب) آپ مجاہدین کے ہمراہ سرحد روم کی طرف روانہ ہو گئے کہ (سرحد پر پڑاؤ ڈالیں گے اور) مدت ختم ہوتے ہی دھاوا بول دیں گے (تاکہ رومیوں کو تیاری کا موقع نہ ملے)۔ جب عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ہوئی تو وہ امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے، اللہ اکبر، اللہ اکبر! (اے معاویہ!) عہد پورا کرو، غدر اور بدعہدی سے بچو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا کسی دوسری قوم سے کوئی معاہدہ ہو تو اس وقت تک کوئی نیا معاہدہ نہ کرے اور نہ اسے ختم کرے جب تک کہ پہلے معاہدے کی مدت باقی ہو، یا برابری کی سطح پر اسے توڑنے کا اعلان کر دے۔'' تو یہ سنتے ہی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے۔[أبو داوٗد، کتاب الجہاد، باب فی الإمام یکون بینه وبین العدو عهد : ۲۷۵۹۔ ترمذی، کتاب السیر، باب ما جاء فی الغدر : ۱۵۸۰]

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

''اور اگر اللہ چاہتا تو یقیناً تمھیں ایک ہی امت بنا دیتا اور لیکن وہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور یقیناً تم اس کے بارے میں ضرور پوچھے جاؤ گے جو تم کیا کرتے تھے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو مومن اور کافر تمام لوگوں کو دین حق پر جمع کر دیتا، لیکن اس کی حکمت کا تقاضا یہ تھا کہ جسے حق کی جستجو ہو اور اسے قبول کرنے کی جس میں رغبت ہو اسے ہدایت دے اور جو گمراہ ہونا چاہے اور گمراہی پر اصرار کرے اسے بھٹکتا چھوڑ دے۔ دنیا میں انسان جو کچھ کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے قیامت کے دن ضرور پوچھا جائے گا اور اس سوال سے مقصود زجر و توبیخ ہو گا نہ کہ استفسار اور دریافت کرنا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتا ہے، اس سے کچھ بھی مخفی نہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ﴾ [یونس : ۹۹] ''اور اگر تیرا رب چاہتا تو یقیناً جو لوگ زمین میں ہیں سب کے سب اکٹھے ایمان لے آتے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۙ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَ لِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ﴾ [ہود : ۱۱۸، ۱۱۹] ''اور اگر تیرا رب چاہتا تو یقیناً سب لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا اور وہ ہمیشہ مختلف رہیں گے۔ مگر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس پر تیرا رب رحم کرے اور اس نے انھیں اسی لیے پیدا کیا۔"

وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ لَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾

"اور اپنی قسموں کو اپنے درمیان فریب کا ذریعہ نہ بناؤ، (ایسا نہ ہو) کہ کوئی قدم اپنے جمنے کے بعد پھسل جائے اور تم برائی کا مزہ چکھو، اس کے بدلے جو تم نے اللہ کی راہ سے روکا اور تمھارے لیے بہت بڑا عذاب ہو۔"

فرمایا کہ مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ اللہ کے نام کی قسم اس لیے کھائیں کہ کسی کو دھوکا دیں اور کوئی دنیاوی مقصد حاصل کریں۔ اس لیے کہ یہ حق و صداقت پر ثابت قدمی کے خلاف ہے اور جو لوگ ایسا کریں گے انھیں اللہ کی طرف سے دنیا ہی میں اس کا برا انجام مل جائے گا، کیونکہ ایسا کرنے سے اسلام کی دعوت کو بہت بڑا نقصان پہنچے گا اور جن لوگوں کے ساتھ ایسا معاملہ ہوگا وہ مسلمانوں کی جانب سے بدعہدی اور بے وفائی دیکھ کر اسلام سے برگشتہ ہو جائیں گے، جبکہ دوسرے لوگ بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے اسلام کو قبول نہیں کریں گے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں بھی بڑے عذاب کی دھمکی دی ہے۔ کسی کو دھوکا دینے کے لیے جھوٹی قسمیں کھانا گناہِ کبیرہ ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کبیرہ گناہ یہ ہیں، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، (ناحق) کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم۔" [بخاري، كتاب الأيمان والنذور، باب اليمين الغموس : ٦٦٧٥]

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ جھوٹی قسم سے کیا مراد ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کے ذریعے سے کسی مسلمان کا مال اڑایا جائے، حالانکہ وہ اس معاملہ میں جھوٹا ہے۔" [بخاري، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين و قتالهم، باب إثم من أشرك بالله ...... الخ : ٦٩٢٠]

وَ لَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾

"اور اللہ کے عہد کے بدلے کم قیمت نہ لو، بے شک وہ چیز جو اللہ کے پاس ہے وہی تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔"

قریش کے لوگ کمزور مسلمانوں کو لالچ دیتے تھے کہ اگر وہ اسلام کو چھوڑ دیں گے تو وہ انھیں مال و متاع سے نوازیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اللہ کے ساتھ کیے گئے عہد و پیمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر کی گئی بیعت کے بدلے تم لوگ دنیا کے حقیر متاع کو قبول نہ کرو۔ اس کے بعد کہا کہ فتح و نصرت، مال غنیمت اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخرت میں جنت جیسی لازوال نعمت اس عارضی متاع سے کہیں زیادہ بہتر ہے جس کا قریش لالچ دیتے ہیں۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَ لَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْۤا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

”جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور یقیناً ہم ان لوگوں کو جنھوں نے صبر کیا، ضرور ان کا اجر بدلے میں دیں گے، ان بہترین اعمال کے مطابق جو وہ کیا کرتے تھے۔“

فرمایا کہ تمھارے پاس دنیا کی جو بھی نعمت ہے وہ ختم ہو جائے گی اور اللہ کی جنت ہمیشہ باقی رہے گی۔ اس کے بعد مکی دور کے مسلمانوں ہی کو مخاطب کرکے فرمایا کہ جو لوگ آج مشرکین کی اذیتوں پر صبر کریں گے اور اسلام پر ثابت قدم رہنے کے لیے تکلیفیں جھیلیں گے، اللہ تعالیٰ انھیں ان کے صبر و استقامت کا کئی گنا اچھا بدلہ دے گا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس نے فلاح پائی جو مسلمان ہو گیا اور حسب ضرورت روزی دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے اس روزی پر قناعت نصیب فرمائی جو اسے دی۔“ [مسلم، کتاب الزکوۃ، باب فی الکفاف و القناعۃ : ۱۰۵۴۔ ترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی الکفاف والصبر علیہ : ۲۳۴۸]

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾

”جو بھی نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو یقیناً ہم اسے ضرور زندگی بخشیں گے، پاکیزہ زندگی اور یقیناً ہم انھیں ان کا اجر ضرور بدلے میں دیں گے، ان بہترین اعمال کے مطابق جو وہ کیا کرتے تھے۔“

اس آیت کریمہ میں ہر مسلمان (مرد و عورت) کو خوش خبری دی گئی ہے کہ ایمان لانے کے بعد جو کوئی بھی قرآن و سنت کے مطابق عمل کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اسے اس دنیا میں راحت و سعادت اور وسیع رزق حلال عطا کرے گا اور قیامت کے دن اسے اس کے اعمال صالحہ کا کئی گنا بہتر بدلہ دے گا، جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مومن بندوں پر نیکی (کا اجر دینے) کے معاملہ میں ظلم نہیں کرتا، وہ انھیں ان کی نیکی کا بدلہ دنیا میں بھی عطا فرماتا ہے اور آخرت میں بھی انھیں ان کا بدلہ دیتا ہے، لیکن کافر کو اللہ تعالیٰ اس کے ان اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں دے دیتا ہے جو اس نے اللہ کے لیے کیے ہوں، حتیٰ کہ جب وہ آخرت میں پہنچتا ہے تو اس کی کوئی ایسی نیکی باقی نہیں ہوتی کہ اس کا اسے بدلہ دیا جائے۔“ [مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب جزاء المؤمن بحسناته فی الدنیا والآخرة...... الخ : ۲۸۰۸۔ مسند أحمد : ۱۲۳/۳، ح : ۱۲۲۴۵]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَهٗ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ۧ

''پس جب تو قرآن پڑھے تو مردود شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کر۔ بے شک حقیقت یہ ہے کہ اس کا ان لوگوں پر کوئی غلبہ نہیں جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں۔ اس کا غلبہ تو صرف ان لوگوں پر ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور جو اس کی وجہ سے شریک بنانے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبانی اپنے بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب وہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کریں۔ آگے فرمایا کہ جو لوگ اہل ایمان ہوتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسا کرتے اور راہ حق میں اذیتوں پر صبر کرتے ہیں، ان پر شیطان کے وسوسوں کا اثر نہیں ہوتا۔ وہ لوگ اس کی تمناؤں کو خاک میں ملا دیتے ہیں اور اس کی سازشوں کو ناکام بنا دیتے ہیں۔ اس کے وسوسوں کا اثر ان لوگوں پر ہوتا ہے جو اس کی پیروی کرتے ہیں اور اسے اللہ کا شریک بنا کر اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ چیز سخت ناپسند ہے، اس نے شیطان کی عبادت و اطاعت سے سختی سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ ؔ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴾ [یٰسٓ : ۶۰، ۶۱] ''کیا میں نے تمھیں تاکید نہ کی تھی اے اولاد آدم! کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، یقیناً وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔ اور یہ کہ میری عبادت کرو، یہ سیدھا راستہ ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ﴾ [فاطر : ۶] ''بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے تو اسے دشمن ہی سمجھو۔ وہ تو اپنے گروہ والوں کو صرف اس لیے بلاتا ہے کہ وہ بھڑکتی آگ والوں سے ہو جائیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ مَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا ﴿۱۱۹﴾ یَعِدُهُمْ وَ یُمَنِّیْهِمْ ؕ وَ مَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴾ [النساء : ۱۱۹، ۱۲۰] ''اور جو کوئی شیطان کو اللہ کے سوا دوست بنائے تو یقیناً اس نے خسارہ اٹھایا، واضح خسارہ۔ وہ انھیں وعدے دیتا ہے اور انھیں آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان انھیں دھوکے کے سوا کچھ وعدہ نہیں دیتا۔''

قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ تلاوت سے پہلے شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو (نماز کے لیے کھڑے) ہوتے تو ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ » پھر کہتے: « لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ » تین بار، پھر کہتے: « اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا » تین بار، پھر کہتے: « اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ » ''میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں جو سننے والا جاننے والا ہے، شیطان مردود سے، اس کے خبط سے، اس کے تکبر سے اور اس کی شعر و شاعری سے۔'' [أبو داوٗد، كتاب الصلوة، باب من رأى الاستفتاح بسبحانك اللهم و بحمدك : ۷۷۵]

وَ اِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

''اور جب ہم کوئی آیت کسی دوسری آیت کی جگہ بدل کر لاتے ہیں اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو وہ نازل کرتا ہے، تو وہ کہتے ہیں تو تو گھڑ کر لانے والا ہے، بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔ کہہ دے اسے روح القدس نے تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے، تاکہ ان لوگوں کو ثابت قدم رکھے جو ایمان لائے اور فرماں برداروں کے لیے ہدایت اور خوش خبری ہو۔''

مشرکین مکہ کا قرآن کریم سے متعلق ایک شبہ بیان کیا گیا ہے اور اس کی تردید کی گئی ہے۔ قرآن کریم میں بعض مقامات پر ایسا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آیت نازل فرمائی، پھر مخلوق کی مصلحت کے پیش نظر اس آیت کو منسوخ کر دیا اور اس کی جگہ دوسرے حکم نے لے لی۔ مشرکین اپنی کم عقلی کی وجہ سے کہتے کہ محمد (ﷺ) جھوٹے ہیں، ہر روز اپنی طرف سے ایک نئی بات گھڑ لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تبدیلی اللہ کی جانب سے ہے۔ ان کے اسی شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندوں کی مصلحت کی خاطر ایک آیت نازل فرماتا ہے، پھر اپنی حکمت کے تقاضے کے مطابق اسے منسوخ کر دیتا ہے اور اس کی جگہ دوسرا حکم لے آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے، بلکہ جبریل علیہ السلام اپنے رب کے حکم سے اسے آپ کے پاس لے کر آتے ہیں، تاکہ مومنوں کے ایمان و یقین میں اضافہ ہو۔ ﴿ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴾ میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ قرآن مسلمانوں کے برعکس دشمنان اسلام کے کفر کو اور بڑھا دیتا ہے اور ان کے غم میں اضافہ کر دیتا ہے۔

وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ہم جانتے ہیں کہ بے شک وہ کہتے ہیں اسے تو ایک آدمی ہی سکھاتا ہے، اس شخص کی زبان، جس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف وہ غلط نسبت کر رہے ہیں، عجمی ہے اور یہ واضح عربی زبان ہے۔"

مشرکین مکہ کہتے تھے کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل کردہ نہیں ہے، بلکہ محمد (ﷺ) کسی آدمی سے سیکھ کر لوگوں کو سناتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ان پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ مفسرین نے اس کے کئی نام بتائے ہیں، زیادہ مشہور یہ ہے کہ اس کا نام "جبر" تھا، جو روم کا نصرانی تھا اور اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی افترا پردازی کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ جس آدمی کے بارے میں کفار کہتے ہیں کہ اس سے نبی کریم ﷺ سیکھتے ہیں وہ تو عجمی ہے اور قرآن فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک عجمی آدمی اعلیٰ عربی زبان میں ایسی حکمت کی باتیں کرے اور محمد (ﷺ) کو ان کی تعلیم دے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

"بے شک وہ لوگ جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اللہ انھیں ہدایت نہیں دیتا اور انھی کے لیے دردناک عذاب ہے۔ جھوٹ تو وہی لوگ باندھتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی لوگ اصل جھوٹے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ کی طرف افترا پردازی کی نسبت کی تردید کرنے کے بعد کہا جا رہا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تصدیق نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ حق کی طرف ان کی راہنمائی نہیں کرتا، آخرت میں انھیں دردناک عذاب ملے گا اور نبی کریم ﷺ کی صداقت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ جھوٹ وہ لوگ بولتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس سے بڑھ کر جھوٹ کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ کی آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تو مومنوں کے سردار ہیں اور سب سے سچے، سب سے نیک اور ایمان و عمل کے اعتبار سے سب سے اچھے انسان ہیں، وہ کیسے جھوٹ بول سکتے ہیں؟

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی طویل روایت میں ہے کہ شاہ ہرقل نے جب ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نسبت بہت سے سوالات کیے تو ان میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ دعوائے نبوت سے پہلے تم نے اس شخص کو کبھی جھوٹ بولتے پایا ہے؟ ابو سفیان نے جواب دیا، کبھی نہیں۔ اسی پر شاہ روم نے کہا، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک وہ شخص جس نے دنیاوی معاملات میں لوگوں کے بارے میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو، لیکن وہ اللہ پر جھوٹ باندھنے لگے؟ [بخاري، كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ : ٧۔ مسلم، كتاب الجهاد، باب كتب النبي ﷺ إلى هرقل : ١٧٧٣]

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ سَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

’’جو شخص اللہ کے ساتھ کفر کرے اپنے ایمان کے بعد، سوائے اس کے جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور لیکن جو کفر کے لیے سینہ کھول دے تو ان لوگوں پر اللہ کا بڑا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ اس لیے کہ بے شک انھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں محبوب رکھا اور اس لیے کہ بے شک اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں اور ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور یہی لوگ ہیں جو بالکل غافل ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ یقیناً یہ لوگ، آخرت میں وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔‘‘

ان آیات میں ان لوگوں کے لیے وعید بیان کی جا رہی ہے جو اسلام قبول کرنے کے بعد کسی عارضی تکلیف و مصیبت کی وجہ سے دوبارہ کفر کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ اس حکم سے ان لوگوں کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے جو ظلم و ستم سے تنگ آ کر جان بچانے کے لیے کفر کا کوئی کلمہ اپنی زبان پر لے آتے ہیں، لیکن دل سے کفر کو قبول نہیں کرتے۔ جو لوگ دل سے دوبارہ کفر کو قبول کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ان پر اللہ کا غضب ہو گا اور قیامت کے دن بڑے عذاب میں مبتلا کیے جائیں گے۔ اس لیے کہ انھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی۔ کفر کی راہ اختیار کر لینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت بھی نہیں دے گا اور ان کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مہر لگا دے گا۔ انھیں غفلت میں مبتلا کر دے گا اور ان پر خیر و صلاح کے سارے دروازے بند کر دے گا۔ یہ یاد رہے کہ دنیا میں مومن کی حیثیت تاجر کی سی ہے جو اپنی نیکیوں کے ذریعے سے آخرت کی سعادت خریدتا ہے، لیکن جب کسی انسان میں محرومی کے مذکورہ بالا اسباب جمع ہو جائیں تو اسے خسارے کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آخری آیت میں فرمایا کہ آخرت میں درحقیقت یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ : سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا، نسیان اور وہ گناہ معاف کر دیے ہیں جن پر انھیں زبردستی مجبور کیا گیا ہو۔‘‘ [ابن ماجه، كتاب الطلاق، باب طلاق المكره والناسي : ۲۰۴۵۔ مستدرك حاكم : ۲/ ۱۹۸، ح : ۲۸۰۱]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام کا اظہار کرنے والے سات حضرات ہیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمار، ان کی والدہ سمیہ، صہیب، بلال اور مقداد رضی اللہ عنہم۔ رسول اللہ ﷺ کو تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا ابوطالب کے ذریعے سے (مشرکین کی اذیتوں سے) محفوظ رکھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ نے ان کی قوم کے ذریعے سے محفوظ رکھا، باقی جو حضرات تھے انھیں مشرکوں نے پکڑ لیا اور انھیں لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں ڈال دیا۔ چنانچہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس نے (جان بچانے کے لیے زبان سے) مشرکین کے مطلب کی بات نہ کہہ دی ہو، سوائے بلال رضی اللہ عنہ کے۔ انھوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان کی پروا نہ کی اور ان کی قوم کی نظر میں بھی ان کی کوئی قدر نہ تھی (اس لیے کوئی ان کی حمایت میں نہیں بولتا تھا) کافروں نے انھیں پکڑ کر بچوں کے حوالے کر دیا، وہ انھیں مکہ کی گھاٹیوں میں لیے (گھسیٹے) پھرتے تھے اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے تھے، احد، احد (اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے)۔[ابن ماجه، المقدمة، باب فضل سلمان و أبی ذر و المقداد : ۱۵۰۔ مسند أحمد : ۴۰۴/۱، ح : ۳۸۳۱۔ مستدرك حاكم : ۲۸۴/۳، ح : ۵۲۳۸]

وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ : عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جو چند لوگ مرتد ہو گئے تھے انھیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آگ میں جلوا دیا۔ جب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو انھوں نے فرمایا، میں تو انھیں آگ میں نہ جلاتا، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''تم اللہ کے عذاب سے کسی کو عذاب نہ دو۔'' بلکہ میں انھیں قتل کرا دیتا، اس لیے کہ فرمان رسول ﷺ ہے: ''جو اپنے دین کو بدل دے اسے قتل کر دو۔'' جب یہ خبر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا، کیا خوب ہیں ام عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما)۔[مسند أحمد : ۲۱۷/۱، ح : ۱۸۷۶۔ بخاری، کتاب الجهاد، باب لا يعذب بعذاب الله : ۳۰۱۷۔ أبو داؤد، أول كتاب الحدود، باب الحكم فيمن ارتد : ۴۳۵۱]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یمن میں سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تو انھوں نے دیکھا کہ ان کے پاس ایک شخص تھا، جس کی مشکیں کسی ہوئی تھیں، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا، یہ کون شخص ہے؟ جواب ملا، یہ یہودی عالم تھا، مسلمان ہو گیا، مگر اب پھر یہودی ہو گیا ہے اور اب ہم تقریباً دو ماہ سے اسے اسلام پر لانے کی کوشش میں ہیں۔ تو آپ نے فرمایا، واللہ! میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا، جب تک کہ تم اس کی گردن نہ اڑا دو، یہی فیصلہ ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے دین سے لوٹ جائے اسے قتل کر دو۔'' یا فرمایا: ''جو اپنے دین کو بدل دے، اسے قتل کر دو۔''[مسند أحمد : ۲۳۱/۵، ح : ۲۲۰۷۶۔ بخاری، كتاب استتابة المرتدين، باب حكم المرتد والمرتدة : ۶۹۲۳۔ مسلم، كتاب الإمارة ، باب النهى عن طلب الإمارة أعرض عليها : ۱۷۳۳، قبل الحديث : ۱۸۲۵]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کا خون جو کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا ماننے والا ہو، حلال نہیں ہے مگر تین میں سے ایک سبب سے، (قصاص میں) جان کے بدلے جان،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شادی شدہ زانی اور اپنے دین کو چھوڑنے والا، جماعت کو ترک کر دینے والا۔“ [بخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ أن النفس بالنفس والعین بالعین ﴾ : ۶۸۷۸]

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ : دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دینے والوں کی تباہی و بربادی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ وَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ﴾ [إبراھیم : ۲، ۳] ”اور کافروں کے لیے سخت عذاب کے باعث بڑی ہلاکت ہے۔ وہ جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں پسند کرتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں، یہ لوگ بہت دور کی گمراہی میں ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۙ وَ اٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۙ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴾ [النازعات : ۳۷ تا ۳۹] ”پس لیکن جو حد سے بڑھ گیا۔ اور اس نے دنیا کی زندگی کو ترجیح دی۔ تو بے شک جہنم ہی (اس کا) ٹھکانا ہے۔“

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۠ (۱۱۰) يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (۱۱۱)

”پھر بے شک تیرا رب ان لوگوں کے لیے جنھوں نے وطن چھوڑا، اس کے بعد کہ فتنے میں ڈالے گئے، پھر انھوں نے جہاد کیا اور صبر کیا، یقیناً تیرا رب اس کے بعد ضرور بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔ جس دن ہر شخص اس حال میں آئے گا کہ اپنی طرف سے جھگڑ رہا ہوگا اور ہر شخص کو پورا دیا جائے گا جو اس نے کیا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔“

مکہ میں کچھ ایسے کمزور مسلمان تھے جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت نہیں کر سکے تھے اور جب ہجرت کرنا چاہی تو قریش نے انھیں روک دیا اور زبان سے کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کیا، لیکن ان لوگوں نے دل سے کفر کو ایک لمحہ کے لیے بھی قبول نہیں کیا اور کچھ دنوں کے بعد جب انھیں ہجرت کا موقع ملا تو مدینہ پہنچ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا اور صبر و استقامت کا ثبوت بہم پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے انھی مسلمانوں کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انھیں قیامت کے دن معاف کر دے گا اور ان کے حال پر رحم کرے گا۔ جب ہر آدمی کو صرف اپنی فکر ہوگی اور اس کوشش میں لگا ہوگا کہ اسے عذاب نار سے نجات مل جائے اور دنیا میں ہر آدمی نے جو بھی نیک اور برے اعمال کیے ہوں گے اس کا اسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔

وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

''اور اللہ نے ایک بستی کی مثال بیان کی جو امن والی، اطمینان والی تھی، اس کے پاس اس کا رزق کھلا ہر جگہ سے آتا تھا، تو اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے اسے بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا، اس کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔''

اس مثال سے مراد اہل مکہ ہیں، وہاں کے لوگ سکون کی زندگی گزارتے تھے اور چہار جانب سے اللہ کی روزی وہاں پہنچتی تھی، لیکن جب انھوں نے اللہ کی ناشکری کی اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دونوں حالتیں بدل دیں اور نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے بددعا کر دی۔ چنانچہ مکہ میں ایسا قحط پڑا کہ ہر چیز ختم ہو گئی اور پھر نبی کریم ﷺ کے مدینہ میں ہجرت کر جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آہستہ آہستہ ان کے دل و دماغ پر لشکر اسلام کا ایسا رعب مسلط کر دیا کہ ان کا امن و سکون چھن گیا، یہاں تک کہ مکہ فتح ہو گیا اور سب کچھ ان کے ہاتھ سے جاتا رہا۔

يَاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَقَالُوْۤا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰۤى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا ﴾ [القصص : ۵۷] ''اور انھوں نے کہا اگر ہم تیرے ہمراہ اس ہدایت کی پیروی کریں تو ہم اپنی زمین سے اچک لیے جائیں گے۔ اور کیا ہم نے انھیں ایک باامن حرم میں جگہ نہیں دی؟ جس کی طرف ہر چیز کے پھل کھینچ کر لائے جاتے ہیں، ہماری طرف سے روزی کے لیے۔''

فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ : یعنی انھوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کیا کہ جن میں عظیم ترین نعمت محمد کریم ﷺ کی بعثت تھی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ﴾ [إبراھیم : ۲۸، ۲۹] ''کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں لا اتارا۔ جہنم میں، وہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔''

فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ : یعنی انھیں بھوک کا مزہ چکھا دیا، جبکہ ان کے پاس ہر طرح کے پھل آیا کرتے تھے اور ہر جگہ سے وافر رزق آیا کرتا تھا۔ جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی اور آپ کی اطاعت و فرماں برداری سے انکار کر دیا تو آپ نے ان کے لیے بددعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ انھیں ایسے قحط میں مبتلا کر دے جس طرح یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط آیا تھا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (صبح کی نماز میں) قنوت (نازلہ) میں یہ دعا پڑھتے تھے: ((اَللّٰهُمَّ اَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، اَللّٰهُمَّ اَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ، اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ، اَللّٰهُمَّ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ)) ''اے اللہ! سلمہ بن ہشام، ولید بن ولید، عیاش بن ابی ربیعہ اور دیگر کمزور مومنوں کو (کافروں کے شکنجے) سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نجات عطا فرما۔ اے اللہ! مضر کے کافروں کو سختی سے کچل دے اور ان پر ایسی خشک سالی مسلط کر دے جیسی تو نے یوسف علیہ السلام کے دور میں مسلط کی تھی۔'' [بخاری، کتاب الجهاد، باب الدعاء على المشركين بالهزيمة : ۲۹۳۲]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کفار قریش کی سرکشی دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی: ''اے اللہ! ان پر سات برس کا قحط نازل فرما، جیسا قحط تو نے یوسف علیہ السلام کے دور میں بھیجا تھا۔'' تو ایسا قحط پڑا کہ ہر چیز تباہ ہوگئی اور لوگ چمڑا اور مردار تک کھا گئے۔ بھوک کی شدت کا یہ عالم تھا کہ آسمان کی طرف نظر اٹھائی جاتی تو دھویں کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ آخر مجبور ہو کر ابوسفیان حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں، اب تو آپ کی قوم برباد ہو رہی ہے، اس لیے آپ اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں دعا کیجیے۔ [بخاری، کتاب الاستسقاء، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ...... الخ : ۱۰۰۷]

وَ الْخَوْفِ: خوف یہ تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے تھے تو کفار مکہ آپ کی سطوت، شوکت اور آپ کے لشکروں سے خوف کی وجہ سے لرزہ براندام تھے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ فتح کرنے کی توفیق عطا فرما دی۔

وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَ هُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ان کے پاس انھی میں سے ایک رسول آیا تو انھوں نے اسے جھٹلا دیا، تو انھیں عذاب نے اس حال میں پکڑ لیا کہ وہ ظالم تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مشرکین مکہ کی ہدایت کے لیے انھی میں سے ایک رسول آیا جس کے حسب نسب کو وہ لوگ جانتے تھے۔ اس رسول نے انھیں بھلائی کا حکم دیا اور برائی سے روکا تو انھوں نے اس کی تکذیب کی اور کہا کہ تم رسول نہیں، تو اللہ کے عذاب نے انھیں اپنی گرفت میں لے لیا اور وہ لوگ بڑے ہی ظالم تھے کہ اپنے لیے ابدی عذاب کا سبب بنے اور دوسروں کو بھی راہ حق سے روکا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ﴾ [البقرة : ۱۵۱، ۱۵۲] ''جس طرح ہم نے تم میں ایک رسول تمھی سے بھیجا ہے، جو تم پر ہماری آیات پڑھتا اور تمھیں پاک کرتا اور تمھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور تمھیں وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔ سو تم مجھے یاد کرو، میں تمھیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری مت کرو۔''

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سو کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمھیں حلال، پاکیزہ رزق دیا ہے اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو، اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔"

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو حکم دے رہا ہے کہ وہ حلال اور پاک رزق کھائیں اور اس کا شکر بجا لائیں کہ اس منعم حقیقی نے اپنے فضل و کرم سے رزق عطا فرمایا ہے اور وہ وحدہ لاشریک لہ ہی مستحق عبادت ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا بندہ جب کوئی چیز کھائے تو اس پر اس کا شکر ادا کرے اور (اسی طرح) جب کوئی چیز پیے تو اس پر اس کا شکر ادا کرے۔" [مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب استحباب حمد الله تعالى بعد الأكل و الشرب : ٢٧٣٤]

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

"اس نے تو تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ چیزیں حرام کی ہیں جن پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے، پھر جو مجبور کر دیا جائے، اس حال میں کہ نہ سرکش ہو اور نہ حد سے گزرنے والا، تو بے شک اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔"

ارشاد فرمایا: ﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۫ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ ﴾ [المائدة : ٣] "تم پر مردار حرام کیا گیا ہے اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے اور گلا گھٹنے والا جانور اور جسے چوٹ لگی ہو اور گرنے والا اور جسے سینگ لگا ہو اور جسے درندے نے کھایا ہو، مگر جو تم ذبح کر لو۔ اور جو تھانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔" اور فرمایا: ﴿ قُلْ لَّآ أَجِدُ فِيْ مَآ أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ إِلَّآ أَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَإِنَّهٗ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [الأنعام : ١٤٥]
"کہہ دے میں اس وحی میں، جو میری طرف کی گئی ہے، کسی کھانے والے پر کوئی چیز حرام نہیں پاتا جسے وہ کھائے، سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو، یا بہایا ہوا خون ہو، یا خنزیر کا گوشت ہو کہ بے شک وہ گندگی ہے، یا نافرمانی (کا باعث) ہو، جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو، پھر جو مجبور کر دیا جائے، اس حال میں کہ نہ بغاوت کرنے والا ہو اور نہ حد سے گزرنے والا تو بے شک تیرا رب بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔"

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْكَذِبَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

”اور اس کی وجہ سے جو تمھاری زبانیں جھوٹ کہتی ہیں، مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے، تاکہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔ بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے۔ بہت تھوڑا فائدہ ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

کسی انسان کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنی طرف سے کسی چیز کو حلال اور کسی کو حرام بنا لے، ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس نے جس چیز کو چاہا حلال بنایا اور جسے چاہا حرام بنایا، لیکن مشرکین عرب کا دستور تھا کہ وہ بعض جانوروں کو اپنی طرف سے حرام قرار دیتے تھے۔ جیسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حامی وغیرہ جانور، جنھیں وہ اپنے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور ان کا گوشت کھانا حرام سمجھتے تھے۔ انھی مشرکوں کو خطاب کر کے کہا گیا ہے کہ اللہ کے بارے میں جھوٹ نہ بولا کرو اور اپنی طرف سے چیزوں اور جانوروں پر حلال اور حرام کا حکم نہ لگایا کرو۔ یہ اللہ کے خلاف افترا پردازی ہوگی کہ اس نے تو ایک چیز کو حلال بنایا اور تم اسے حرام کہتے ہو اور جو اللہ کے بارے میں جھوٹ بولے گا وہ کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔ اگر ایسے لوگ دنیا میں کھا پی رہے ہیں اور ظاہری طور پر ٹھاٹھ سے رہ رہے ہیں تو اس سے کسی کو دھوکا نہیں ہونا چاہیے کہ وہ بڑے کامیاب ہیں۔ یہ دنیا تو بالکل عارضی چیز ہے، مرنے کے بعد دردناک عذاب ان کا انتظار کر رہا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ : ارشاد فرمایا: ﴿ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴾ [لقمان : ۲٤] ”ہم انھیں تھوڑا سا سامان دیں گے، پھر انھیں ایک بہت سخت عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے۔“ اور فرمایا: ﴿ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴾ [یونس : ۶۹، ۷۰] ”کہہ دے بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ دنیا میں تھوڑا سا فائدہ ہے، پھر ہماری ہی طرف ان کا لوٹنا ہے، پھر ہم انھیں بہت سخت عذاب چکھائیں گے، اس کی وجہ سے جو وہ کفر کرتے تھے۔“

یہ آیت کریمہ ہر اس مفتی کو بھی شامل ہے، جو اللہ کی کتاب یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف فتویٰ دے، جیسا کہ بہت سے وہ لوگ کرتے ہیں جو کسی امام کی رائے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر ترجیح دیتے ہیں، یا وہ لوگ جو کتاب و سنت کے علم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے تو وہ یقین کر لے کہ اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔“ [مسلم، المقدمۃ، باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ۳]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

”اوران لوگوں پر جو یہودی ہوئے ہم نے وہ چیزیں حرام کیں جو ہم نے تجھ پر اس سے پہلے بیان کی ہیں اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا اور لیکن وہ اپنے آپ ہی پر ظلم کرتے تھے۔“

شریعت اسلامیہ میں محرمات کا ذکر کیے جانے کے بعد یہود کی شریعت میں محرمات کا ذکر کیا جا رہا ہے اور مقصود یہ بتانا ہے کہ مشرکین عرب نے جن جانوروں کو اپنی طرف سے حرام بنا رکھا ہے ان کی حرمت آسمانی دین سے ثابت نہیں ہے، یہ محض ان کی افترا پردازی ہے، نیز یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود پر جن سابقہ حلال چیزوں کو حرام کر دیا تھا تو یہ تحریم ان کے گناہوں کی وجہ سے ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا تھا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَ مِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَاۤ اَوِ الْحَوَايَاۤ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖؗ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴾ [الأنعام : ١٤٦] ”اور ان لوگوں پر جو یہودی بن گئے، ہم نے ہر ناخن والا جانور حرام کر دیا اور گائیوں اور بکریوں میں سے ہم نے ان پر دونوں کی چربیاں حرام کر دیں، سوائے اس کے جو ان کی پشتیں یا انتڑیاں اٹھائے ہوئے ہوں، یا جو کسی ہڈی کے ساتھ ملی ہو۔ یہ ہم نے انھیں ان کی سرکشی کی جزا دی اور بلاشبہ ہم یقیناً سچے ہیں۔“

وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ : جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ۝ وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴾ [النساء : ١٦٠، ١٦١] ”تو جو لوگ یہودی بن گئے، ان کے بڑے ظلم ہی کی وجہ سے ہم نے ان پر کئی پاکیزہ چیزیں حرام کر دیں، جو ان کے لیے حلال کی گئی تھیں اور ان کے اللہ کے راستے سے بہت زیادہ روکنے کی وجہ سے۔ اور ان کے سود لینے کی وجہ سے، حالانکہ یقیناً انھیں اس سے منع کیا گیا تھا اور ان کے لوگوں کے اموال باطل طریقے کے ساتھ کھانے کی وجہ سے اور ہم نے ان میں سے کفر کرنے والوں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾

”پھر بے شک تیرا رب ان لوگوں کے لیے جنھوں نے جہالت سے برے عمل کیے، پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور اصلاح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لی، بلاشبہ تیرا رب اس کے بعد یقیناً بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے حال پر رحم کرتے ہوئے توبہ کا دروازہ کھول دیا کہ جو لوگ اب تک نادانی اور جہالت کی وجہ سے شرک کا ارتکاب کرتے رہے ہیں اور وحی و رسالت اور بعث بعد الموت کا انکار کرتے رہے ہیں، وہ اگر اپنے گناہوں سے توبہ کریں، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور دوبارہ زندہ کیے جانے پر ایمان لائیں اور اپنی نیت اور اپنے اعمال و احوال کی اصلاح کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے حال پر رحم کرے گا اور ان کے گناہوں کو معاف کر دے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [الأنعام : ٥٤] ’’تمھارے رب نے رحم کرنا اپنے آپ پر لازم کر لیا ہے کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ تم میں سے جو شخص جہالت سے کوئی برائی کرے، پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کر لے تو یقیناً وہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓىِٕكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴾ [النساء : ١٨، ١٩] ’’توبہ (جس کا قبول کرنا) اللہ کے ذمے (ہے) صرف ان لوگوں کی ہے جو جہالت سے برائی کرتے ہیں، پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں، تو یہی لوگ ہیں جن پر اللہ پھر مہربان ہو جاتا ہے اور اللہ ہمیشہ سے سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔ اور توبہ ان لوگوں کی نہیں جو برے کام کیے جاتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آ جاتی ہے تو وہ کہتا ہے بے شک میں نے اب توبہ کر لی اور نہ ان کی ہے جو اس حال میں مرتے ہیں کہ وہ کافر ہوتے ہیں، یہ لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪۫ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴾ [آل عمران : ١٣٥، ١٣٦] ’’اور وہ لوگ کہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں، یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، پس اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا اور کون گناہ بخشتا ہے؟ اور انھوں نے جو کیا اس پر اصرار نہیں کرتے، جب کہ وہ جانتے ہوں۔ یہ لوگ ہیں جن کی جزا ان کے رب کی طرف سے بڑی بخشش اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں اور (یہ) عمل کرنے والوں کا اچھا اجر ہے۔‘‘

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَ هَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَ اٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٢٢﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٣﴾

’’بے شک ابراہیم ایک امت تھا، اللہ کا فرماں بردار، ایک اللہ کی طرف ہوجانے والا اور وہ مشرکوں سے نہ تھا۔ اس کی نعمتوں کا شکر کرنے والا۔ اس نے اسے چن لیا اور اسے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دی۔ اور ہم نے اسے دنیا میں بھلائی دی اور بے شک وہ آخرت میں بھی یقیناً نیک لوگوں سے ہے۔ پھر ہم نے تیری طرف وحی کی کہ ابراہیم کی ملت کی پیروی کر، جو ایک اللہ کی طرف ہوجانے والا تھا اور مشرکوں سے نہ تھا۔‘‘

مشرکین مکہ کہتے تھے کہ وہ اپنے جد اعلیٰ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں، جنھوں نے اللہ کا گھر بنایا تھا، حج کے اعمال بیان کیے تھے اور خانہ کعبہ اور اس کے ارد گرد کے علاقے کو حرام قرار دیا تھا۔ یہود و نصاریٰ بھی دعویٰ کرتے تھے کہ وہ لوگ بھی ملت ابراہیمی کے پیروکار ہیں اور سب نے دین اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا، جو فی الحقیقت وہی دین ہے جسے ابراہیم علیہ السلام لے کر آئے تھے۔ اسی لیے یہاں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی روحانی اور دینی زندگی کو بیان کر کے مشرکین اور یہود و نصاریٰ کو آئینہ دکھایا ہے، تاکہ ان میں سے ہر جماعت اپنا چہرہ دیکھ کر پہچانے کہ کیا وہ واقعی دین ابراہیم پر قائم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام ایک صالح، تمام خوبیوں کے مالک اور لائق اقتدا امام تھے، وہ اپنے رب کے بڑے ہی فرماں بردار تھے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیروں کو شریک نہیں بناتے تھے۔ اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی رسالت اور اپنی دوستی کے لیے چن لیا تھا۔ اس لیے کہ جب انھوں نے ہر چیز سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی تو ان کے دل میں اس کی محبت پیوست ہوگئی اور کسی دوسرے کی محبت کے لیے اس میں جگہ باقی نہ رہی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سیدھی راہ یعنی دین اسلام کی طرف رہنمائی کی اور دنیا میں انھیں اچھائی دی، یعنی ان کا ذکر جمیل تمام اہل ادیان کی زبانوں پر ہمیشہ کے لیے ثبت ہوگیا، جبکہ آخرت میں وہ صالحین کی جماعت کے ساتھ جنت میں اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور قدر و منزلت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی پیروی کریں جو اللہ کی خاطر تمام مشرکین سے الگ ہوگئے تھے اور جنھوں نے اپنی عبادت اور اپنا جینا اور مرنا صرف اللہ رب العالمین کے لیے خاص کر دیا تھا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ٚ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ ﴾ [الممتحنة : ٤] ’’یقیناً تمھارے لیے ابراہیم اور ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے ایک اچھا نمونہ تھا، جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بے شک ہم تم سے اور ان تمام چیزوں سے بری ہیں جنھیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، ہم تمھیں نہیں مانتے اور ہمارے اور تمھارے درمیان ہمیشہ کے لیے دشمنی اور بغض ظاہر ہوگیا، یہاں تک کہ تم اس اکیلے اللہ پر ایمان لاؤ۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿قِيَمًا مِّلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴾ [الأنعام : ۱٦۱] ”کہہ دے بے شک مجھے تو میرے رب نے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر دی ہے، جو مضبوط دین ہے، ابراہیم کی ملت، جو ایک ہی طرف کا تھا اور مشرکوں سے نہ تھا۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف میں تصویریں دیکھیں تو اندر داخل نہ ہوئے، جب تک آپ کے حکم سے انھیں مٹا نہ دیا گیا۔ آپ نے دیکھا کہ (تصویروں میں) ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے ہاتھوں میں فال کے تیر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ ان (تصویریں بنانے والوں) کو تباہ کرے! قسم ہے اللہ کی! انھوں نے کبھی تیروں سے فال نہیں نکالی تھی۔“ [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قوله تعالٰی : ﴿ واتخذ اللّٰہ إبراھیم خلیلا ﴾ ...... الخ : ۳۳۵۲]

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبۡتُ عَلَى الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ ؕ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَيَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ۝۱۲۴

”ہفتے کا دن تو صرف ان لوگوں پر مقرر کیا گیا جنھوں نے اس میں اختلاف کیا اور بے شک تیرا رب ان کے درمیان قیامت کے دن یقیناً اس کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔“

اس آیت کریمہ کا پہلی آیت سے یہ تعلق ہے کہ یہود کہتے تھے کہ ہفتہ کے دن کی تعظیم ابراہیم علیہ السلام کے دین کا حصہ تھی۔ انھی کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نہ ابراہیم علیہ السلام کے دین کا حصہ تھی اور نہ کسی اور نبی کے دین کا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے ان یہود پر فرض کر دیا تھا جنھوں نے اس میں اختلاف کیا تھا۔ ان کے اس اختلاف کی تفصیل یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا تھا کہ جمعہ کا دن افضل ہے، تو انھوں نے عناد میں آ کر کہا کہ ہفتے کا دن افضل ہے، تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیجیے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کو حکم دیا کہ وہ ہفتہ میں کسی ایک دن کی تعظیم کریں، تو انھوں نے آپس میں اختلاف کیا اور یہود نے ہفتے کا دن پسند کیا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اسی دن تمام مخلوقات کی تخلیق سے فارغ ہوا تھا اور نصاریٰ نے اتوار کا دن پسند کیا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی دن تمام مخلوقات کو پیدا کرنا شروع کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کے لیے ان کے پسند کیے ہوئے دن کی تعظیم کو لازم کر دیا اور اس امت کے لیے اس نے اپنے فضل و کرم سے جمعہ کا دن پسند کیا، جو ان کے لیے ہر طرح سے بابرکت دن ثابت ہوا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”ہم سب امتوں کے بعد دنیا میں آئے، لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے، فرق صرف یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کو ہم سے پہلے کتاب ملی،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر یہی جمعہ کا دن ان کے لیے بھی مقرر ہوا تھا، لیکن انھوں نے اس میں اختلاف کیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ دن عنایت فرما دیا، لہٰذا سب لوگ ہمارے پیچھے ہو گئے، یہودیوں کا دن کل ہے اور نصاریٰ کا پرسوں۔'' [بخاري، كتاب الجمعة، باب فرض الجمعة : ۸۷٦۔ مسلم، كتاب الجمعة، باب هداية هذه الأمة ليوم الجمعة : ۸۵۵]

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگ ہم سے پہلے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو جمعہ کے دن سے محروم کر دیا تو یہود کا دن ہفتہ اور نصاریٰ کا دن اتوار مقرر ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہم کو بھیجا اور جمعہ کے لیے ہم کو ہدایت دی، غرض یہ کہ جمعہ، ہفتہ اور اتوار کے دن مقرر ہوئے اور اسی ترتیب کے لحاظ سے وہ (یہود و نصاریٰ) قیامت کے روز ہمارے پیچھے رہیں گے۔ دنیا میں ہم سب سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہمارا فیصلہ ہو گا۔'' [مسلم، كتاب الجمعة، باب هداية هذه الأمة ليوم الجمعة : ۸۵٦]

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ قیامت کے دن انھیں دین میں اختلاف کرنے، زمین میں فساد پھیلانے اور راہ حق سے برگشتہ ہونے کا بدلہ ضرور دے گا۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۱۲۵

''اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور ان سے اس طریقے کے ساتھ بحث کر جو سب سے اچھا ہے۔ بے شک تیرا رب ہی زیادہ جاننے والا ہے جو اس کے راستے سے گمراہ ہوا اور وہی ہدایت پانے والوں کو زیادہ جاننے والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ مخلوق کو اس کے دین کی طرف حکمت و دانائی کے ساتھ بلائیں، لیکن اگر داعی الی اللہ کا واسطہ کبھی سخت اور جھگڑالو مخالف سے پڑ جائے تو اس کے سامنے حق کو بیان کرنے کے لیے مناظرانہ اسلوب اختیار کرنا پڑے تو وہ بھی بہترین اور سب سے اچھا ہی ہونا چاہیے۔ ﴿ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ﴾ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص حق کی دعوت کو قبول نہیں کرتا تو آپ پریشان نہ ہوں، اس لیے کہ ہدایت دینا آپ کا کام نہیں ہے۔ اللہ زیادہ جانتا ہے کہ گمراہی پر کون باقی رہے گا اور کون ہدایت کو قبول کرے گا اور وہ قیامت کے دن ہر ایک کو اس کی ہدایت یا گمراہی کے مطابق بدلہ دے گا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف بھیجتے وقت نرمی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا تھا: ﴿ اِذْهَبَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴾ [طٰهٰ : ۴۳، ۴۴] ''دونوں فرعون کے پاس جاؤ، بے شک وہ سرکش ہو گیا ہے۔ پس اس سے بات کرو، نرم بات، اس امید

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر کہ وہ نصیحت حاصل کر لے، یا ڈر جائے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ٣٣] ''اور بات کے اعتبار سے اس سے اچھا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ بے شک میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔''

ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے۔ ایک شخص نے ان سے کہا، اے ابو عبدالرحمٰن! میری آرزو یہ ہے کہ آپ ہر روز ہمیں وعظ و نصیحت کیا کریں۔ انھوں نے کہا، کوئی چیز مجھے اس کام سے نہیں روکتی مگر یہ کہ میں اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ تم اکتا جاؤ۔ میں اسی طرح وقفے سے تم کو نصیحت کرتا ہوں، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وقفے کے ساتھ نصیحت کرتے تھے، اس ڈر سے کہ کہیں ہم اکتا نہ جائیں۔ [بخاري، كتاب العلم، باب من جعل لأهل العلم أياما معلومة : ٧٠۔ مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب الاقتصاد في الموعظة : ٢٨٢١/٨٣]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آسانی پیدا کرو، سختی میں نہ ڈالو، خوشخبری سناؤ، نفرت نہ دلاؤ۔'' [بخاري، كتاب العلم، باب ما كان النبي ﷺ يتخولهم بالموعظة ...... الخ : ٦٩]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عائشہ! اگر تمھاری قوم کا زمانۂ جاہلیت ابھی تازہ تازہ نہ گزرا ہوتا تو میں کعبہ کو گرانے کا حکم دیتا اور جتنا حصہ اس میں سے نکال دیا گیا ہے (یعنی حطیم) وہ بھی شریک تعمیر کر دیتا۔ مزید برآں اس کی کرسی زمین کے برابر کر دیتا اور اس میں ایک مشرقی اور ایک مغربی دو دروازے رکھتا، اس طرح ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر اس کی تعمیر ہو جاتی۔'' [بخاري، كتاب الحج، باب فضل مكة و بنيانها و قوله تعالى...... الخ : ١٥٨٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا احد کے دن سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ پر گزرا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''عائشہ! میں نے تیری قوم (قریش) کی طرف سے کتنی ہی تکلیفیں سہی ہیں، لیکن اس سارے دور میں سب سے سخت دن مجھ پر عقبہ کا دن گزرا ہے، جس دن میں نے (رئیس طائف) عبد یالیل بن عبد کلال کو تبلیغ کی تو اس نے میرا کہنا نہ مانا، تو میں رنجیدہ خاطر ہو کر وہاں سے لوٹا اور جب قرن اس میں سے صرف ثعالب میں پہنچا تو ذرا ہوش آیا۔ میں نے اوپر سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ابر کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ فگن ہے اور اس میں جبریل علیہ السلام موجود ہیں۔ وہ مجھے پکار کر کہنے لگے، اللہ تعالیٰ نے وہ باتیں سن لیں جو آپ کی قوم نے آپ سے کہیں اور جو جواب آپ کو دیا، اب اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو آپ کے پاس بھیجا ہے، تاکہ ان (لوگوں کے سلسلہ) میں آپ جو چاہیں ان کو حکم دیں۔ اسی اثنا میں پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے پکارا اور سلام کیا۔ اس نے کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اللہ تعالیٰ نے وہ باتیں سن لیں جو آپ کی قوم نے آپ سے کہیں، میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، آپ کے رب نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے، تاکہ آپ اپنے کام کا جو آپ چاہیں مجھے حکم دیں۔ اگر آپ چاہیں تو میں اخشبین (دو پہاڑوں) کو ملا کر ان کو پیس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوں۔" رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: "نہیں، مجھے امید ہے (اگر یہ لوگ راہ راست پر نہ بھی آئے تو کوئی بات نہیں) ان کی اولاد میں سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔" [بخاری، کتاب بدء الخلق، بابٌ : إذا قال أحدكم امين …… الخ : ۳۲۳۱۔ مسلم، كتاب الجهاد، باب ما لقى النبى ﷺ : ۱۷۹۵]

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ : یعنی وہ جانتا ہے کہ بد بخت کون ہے اور نیک بخت کون؟ لہٰذا انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت تو دیں، لیکن ان میں سے جو گمراہ ہو جائے اور دعوت الی اللہ کو قبول نہ کرے تو اس پر غم کھاتے ہوئے اپنے آپ کو ہلکان نہ کریں، کیونکہ انھیں ہدایت دینا آپ کے اختیار میں نہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴾ [القصص : ۵۶] "بے شک تو ہدایت نہیں دیتا جسے تو دوست رکھے اور لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو زیادہ جاننے والا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ﴾ [البقرۃ : ۲۷۲] "تیرے ذمے انھیں ہدایت دینا نہیں اور لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔"

وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

"اور اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تمھیں تکلیف دی گئی ہے اور بلاشبہ اگر تم صبر کرو تو یقیناً وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ قصاص کے وقت اور اپنا حق وصول کرتے وقت عدل و انصاف کا معاملہ کیا جائے اور بہر حال بہتر یہی ہے کہ جس پر زیادتی ہوئی ہے وہ صبر کرے اور عفو و درگزر سے کام لے۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد میں چونسٹھ (۶۴) انصاری شہید ہوئے اور چھ مہاجر، تو (کچھ) اصحاب رسول ﷺ نے کہا کہ جب ہم ان مشرکوں پر غلبہ پائیں گے تو ہم بھی ان کے ٹکڑے کیے بغیر نہ رہیں گے۔ چنانچہ فتح مکہ والے دن ایک شخص نے کہا، آج کے دن کے بعد قریش پہچانے بھی نہ جائیں گے، تو اس وقت اللہ کے رسول ﷺ کے ایک منادی نے اعلان کیا کہ کسی کالے اور سفید کو قتل نہ کیا جائے، سوائے فلاں فلاں کے اور اس نے چند لوگوں کے نام لیے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی : ﴿ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴾ [النحل : ۱۲۶] "اور اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی تمھیں تکلیف دی گئی ہے اور بلاشبہ اگر تم صبر کرو تو یقیناً وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے۔" تو نبی ﷺ نے اسی وقت فرمایا: "ہم صبر کرتے ہیں اور بدلہ نہیں لیتے۔" [مسند أحمد : ۵/ ۱۳۵، ح : ۲۱۲۸۷۔ ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ النحل : ۳۱۲۹]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ لَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ ع ۱۶ / ۲۲

''اور صبر کر اور نہیں تیرا صبر مگر اللہ کے ساتھ اور ان پر غم نہ کر اور نہ کسی تنگی میں مبتلا ہو، اس سے جو وہ تدبیریں کرتے ہیں۔ بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو ڈر گئے اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں۔''

نبی کریم ﷺ کو دعوت اسلام کی راہ میں جو تکلیفیں پہنچتی تھیں، اللہ نے انھیں ان پر صبر کرنے کی نصیحت کی ہے اور کہا ہے کہ اگر مشرکین مکہ اسلام قبول نہیں کرتے تو آپ غم نہ کھائیں اور ان کی سازشوں کے بارے میں سوچ سوچ کر پریشان نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کافی اور آپ کا حامی و ناصر ہے، کیونکہ وہ ہمیشہ اپنے ان بندوں کا معین و مددگار ہوتا ہے جو خیر کی راہ پر گامزن ہوتے ہیں، ان کی حفاظت کرتا ہے اور انھیں ان کے دشمنوں پر غلبہ دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾ [الكهف : ٦] ''پس شاید تو اپنی جان ان کے پیچھے غم سے ہلاک کر لینے والا ہے، اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائے۔'' اور فرمایا: ﴿فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ [فاطر : ٨] ''سو تیری جان ان پر حسرتوں کی وجہ سے نہ جاتی رہے۔ بے شک اللہ اسے خوب جاننے والا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا احد کے دن سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ پر گزرا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''عائشہ! میں نے تیری قوم (قریش) کی طرف سے کتنی ہی تکلیفیں سہی ہیں، لیکن اس سارے دور میں سب سے سخت دن مجھ پر عقبہ کا دن گزرا ہے جس دن میں نے (رئیس طائف) عبد یالیل بن عبد کلال کو تبلیغ کی تو اس نے میرا کہنا نہ مانا، تو میں رنجیدہ خاطر ہو کر وہاں سے لوٹا اور جب قرن ثعالب میں پہنچا تو ذرا ہوش آیا۔ میں نے اوپر سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ابر کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ فگن ہے اور اس میں جبریل علیہ السلام موجود ہیں۔ وہ مجھے پکار کر کہنے لگے، اللہ نے وہ باتیں سن لیں جو آپ کی قوم نے آپ سے کیں اور جو جواب آپ کو دیا، اب اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ ان (لوگوں کے سلسلہ) میں آپ جو چاہیں ان کو حکم دیں۔ اسی اثنا میں پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے پکارا اور سلام کیا۔ اس نے کہا، اے محمد (ﷺ)! اللہ نے وہ باتیں سن لیں جو آپ کی قوم نے آپ سے کیں، میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، آپ کے رب نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے، تاکہ آپ اپنے کام کا جو آپ چاہیں مجھے حکم دیں۔ اگر آپ چاہیں تو میں اخشبین (دو پہاڑوں) کو ملا کر ان کو پیس دوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''نہیں، مجھے امید ہے (اگر یہ لوگ راہ راست پر نہ بھی آئے تو کوئی بات نہیں) ان کی اولاد میں سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔'' [بخاري، كتاب بدء الخلق، بابٌ : إذا قال أحدكم امين ...... الخ : ٣٢٣١۔ مسلم، كتاب الجهاد، باب ما لقى النبي ﷺ : ١٧٩٥]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مال تقسیم کیا تو ایک آدمی کہنے لگا، اس تقسیم میں رضائے الٰہی کا خیال نہیں رکھا گیا، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور انھیں اس بات کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا، حتیٰ کہ میں نے غصے کے آثار آپ کے چہرے پر دیکھے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحمت کی برکھا برسائے، ان کو اس سے بھی بڑھ کر مصائب کا سامنا کرنا پڑا، پھر بھی ان کے ہاتھ سے دامن صبر نہ چھوٹا تھا۔'' [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، بابٌ : ۳۴۰۵]

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی، آپ کعبہ کے سائے میں ایک چادر لپیٹے تشریف فرما تھے۔ ہم نے عرض کی، آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد کیوں طلب نہیں کرتے ؟ آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا کیوں نہیں مانگتے ؟ آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، آپ کے رخ زیبا پر لالی چھا گئی تھی، آپ نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کو پکڑ کر زمین میں اس کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا، آدمی اس میں گاڑ دیا جاتا، پھر آرا اس کے سر پر رکھ کر اسے دولخت کر دیا جاتا اور یہ ظلم و ستم بھی اسے دین حق سے پھیر نہ سکی اور پھر لوہے کی کنگھی اس کے جسم پر پھیری جاتی، جو اس کا گوشت ہڈیاں اور پٹھے الگ کر دیتی، پھر بھی یہ ستم رانی اسے دین سے نہ پھیر سکی۔ اللہ تعالیٰ اس دین اسلام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے، یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت (یمن کے شہر ہیں) تک محو سفر ہوگا اور اسے اللہ کے سوا کوئی خوف نہیں ہوگا، یا صرف بھیڑیے کا خوف ہوگا کہ کہیں اس کی بکریوں کو نہ کھا جائے، لیکن تم (اے خباب !) جلدی کر رہے ہو۔'' [بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الإسلام : ۳۶۱۲، ۳۸۵۲]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۃ بنی اسرآءیل مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

"اللہ کے نام سے جو بے حد رحم والا، نہایت مہربان ہے۔"

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ کہف، سورۂ مریم، سورۂ طٰہ اور سورۂ انبیاء یہ ابتدائی اور نہایت فصیح و بلیغ سورتیں ہیں۔ [بخاري، كتاب التفسير، سورة بني إسرائيل : ٤٧٣٩]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفل روزے کبھی تو اس طرح لگا تار رکھتے چلے جاتے کہ ہم خیال کرتے کہ شاید آپ یہ پورا مہینا روزوں ہی میں گزار دیں گے اور کبھی آپ بالکل ہی روزہ نہ رکھتے، یہاں تک کہ ہم سمجھتے کہ شاید آپ اس مہینے میں روزے رکھیں گے ہی نہیں اور آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ ہر رات سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ زمر پڑھا کرتے تھے۔ [مسند أحمد : ٦٨/٦، ح : ٢٤٤٤٢۔ ترمذي، كتاب فضائل القرآن، باب قراءة سورة بني إسرائيل والزمر قبل النوم : ٢٩٢٠۔ مستدرك حاكم : ٤٣٤/٢، ح : ٣٦٢٥]

سُبْحٰنَ الَّذِيْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝۱

"پاک ہے وہ جو رات کے ایک حصے میں اپنے بندے کو حرمت والی مسجد سے بہت دور کی اس مسجد تک لے گیا جس کے اردگرد کو ہم نے بہت برکت دی ہے، تاکہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بلاشبہ وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔"

عربی زبان میں "سُبْحَانَ" سَبَّحَ يُسَبِّحُ کا مصدر ہے جس کے معنی پاکی بیان کرنا ہیں۔ قرآن کریم میں یہ لفظ زیادہ تر اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور تمام عیوب سے اس کی پاکی بیان کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے، لیکن یہاں یہ لفظ اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی عظمت اور اس کی کبریائی بیان کرنے کے لیے آیا ہے کہ اس کی ذات ایسی چیزوں پر قادر ہے جس پر کوئی دوسرا قادر نہیں ہے۔ اس قوت کا مظہر اسراء اور معراج کا واقعہ ہے کہ وہ اپنے بندے کو رات کے صرف ایک پہر میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا، یہ اتنی مسافت ہے جو عام حالات میں ایک مسافر چالیس راتوں میں طے کرتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں ''عبد'' سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اہل علم کہتے ہیں کہ اگر آپ کے لیے عبد یعنی بندہ سے بہتر کوئی نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہوتا تو اس آیت میں، جبکہ آپ کا عظیم مقام بیان کیا جا رہا ہے، ضرور اس نام سے آپ کو یاد کیا جاتا۔ آیت بتاتی ہے کہ معراج کی رات نبی کریم ﷺ کو مسجد حرام سے لے جایا گیا۔ آپ کو ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے خانۂ کعبہ کے پاس لے جایا گیا۔ وہاں آپ کے دل کو آب زم زم سے دھویا گیا اور اسے ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا۔ پھر آپ کو وہاں سے مسجد اقصیٰ لے جایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کو جمع کر دیا۔ تمام انبیاء نے آپ کی امامت میں نماز پڑھی اور اس طرح آپ تمام نبیوں کے امام ہو گئے۔ آیت میں مسجد اقصیٰ کی صفت ﴿الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ﴾ بیان کی گئی ہے، یعنی دور دراز کی وہ مسجد جس کے ارد گرد اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کی بے شمار برکتیں رکھی ہیں، جہاں بڑے بڑے اولوالعزم انبیاء مبعوث ہوئے، جو بے شمار اولیاء و صالحین کا مسکن رہا ہے اور جس سرزمین میں انواع و اقسام کے پھل اور کھانے کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔

اس (اسراء و معراج) کا مقصد آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اپنی عظیم آیات اور نشانیوں کا مشاہدہ کروایا۔ ان نشانیوں میں سے بعض وہ ہیں جو بیت المقدس تک کے سفر میں آپ نے دیکھیں اور بعض وہ ہیں جو آپ نے آسمانوں کے سفر میں دیکھیں۔ بیت المقدس تک کے سفر میں آپ نے مندرجہ ذیل نشانیاں دیکھیں: ① چھت کا پھٹ جانا اور جبریل علیہ السلام کا نازل ہونا۔ ② ایمان و حکمت سے بھرے ہوئے طشت کو دیکھنا۔ ③ سینہ مبارک کا چیرا جانا اور پھر اس کا سل جانا۔ ④ برق رفتار براق کو دیکھنا اور اس پر سوار ہونا۔ ⑤ ایک رات میں بیت المقدس تک پہنچ جانا۔ ⑥ انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا۔ ⑦ جہنم کے داروغہ مالک کو دیکھنا وغیرہ۔

''اسراء'' یعنی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کے حوالے سے مزید تفصیلات درج ذیل احادیث میں ملاحظہ فرمائیں۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور میں اس زمانے میں مکہ میں تھا، پھر جبریل علیہ السلام اترے، انھوں نے میرا سینہ چیرا اور اسے زم زم کے پانی سے دھو دیا، پھر وہ ایک سونے کا طشت لائے جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا اور انھوں نے وہ طشت میرے سینے میں انڈیل کر سینے کو ملا دیا۔'' [بخاری، کتاب الصلوة، باب کیف فرضت الصلوة فی الإسراء : ۳۴۹۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب الإسراء برسول اللہ ﷺ : ۱۶۲]

سیدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا، پھر میرا سینہ (ہنسلی سے لے کر) ناف تک چیرا گیا، پھر میرا دل نکالا گیا اور اسے زم زم کے پانی کے ساتھ دھویا گیا، پھر اسے اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا، پھر اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا۔ اس کے بعد ایک سفید جانور لایا گیا، جسے براق کہا جاتا تھا، وہ خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا، وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں اس کی نگاہ پہنچتی تھی۔ بہر حال مجھے اس پر سوار کیا گیا اور وہ (جبریل علیہ السلام) مجھے لے کر چل دیے۔'' [مسلم، کتاب الإیمان، باب الإسراء برسول اللہ ﷺ ...... الخ : ۲۶٤، ۲٦٥ / ۱٦٤]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے معراج نصیب ہوئی اس رات میں لال ٹیلے کے پاس موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ وہ وہاں کھڑے اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔'' [مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل موسٰی علیه السلام : ۲۳۷٥]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس (جانور) پر سوار ہوا، بیت المقدس تک آیا اور میں نے اس جانور کو اس حلقے سے باندھ دیا جس سے انبیاء اپنے اپنے جانوروں کو باندھا کرتے تھے۔ بعد ازاں میں مسجد کے اندر داخل ہو گیا اور دو رکعتیں ادا کیں، اس کے بعد باہر نکلا تو جبریل علیہ السلام دو برتن لے کر آئے۔ ایک میں شراب تھی اور ایک میں دودھ۔ میں نے دودھ پسند کیا۔ اس پر جبریل علیہ السلام نے کہا، آپ نے فطرت (یعنی ہدایت) کو پسند کیا۔'' [مسلم، کتاب الإیمان، باب الإسراء برسول اللہ ﷺ ...... الخ : ۱٦۲]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معراج کی رات جب میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا تو میں نے ملاحظہ کیا کہ وہ لمبے، کم گوشت اور سیاہ بالوں والے شخص تھے، جیسے کہ شنوءہ (قبیلہ) کے لوگ ہوتے ہیں۔ پھر میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملا، وہ میانہ قامت تھے اور سرخ رنگ گویا وہ ابھی حمام سے نکلے ہیں (یعنی تر و تازہ اور خوش رنگ تھے)۔ پھر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ ہوں۔ پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے، ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب۔ مجھ سے کہا گیا جس کو چاہو پسند کر لو۔ میں نے دودھ لے لیا اور اسے پی لیا۔ تو اس فرشتے نے کہا، آپ کو فطرت کی راہ دکھائی گئی، یا آپ فطرت کو پہنچ گئے، اگر آپ شراب کو اختیار کرتے تو آپ کی (ساری) امت گمراہ ہو جاتی۔'' [مسلم، کتاب الإیمان، باب الإسراء برسول اللہ ﷺ ...... الخ : ۱٦۸]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خود کو پیغمبروں کی ایک جماعت میں پایا۔ دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، وہ چھریرے بدن کے اور گھنگریالے بالوں والے ایک شخص تھے، جیسے شنوءہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ میں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھی دیکھا، وہ بھی کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ سب سے زیادہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا، وہ بھی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور ان سے سب سے زیادہ مشابہ تمھارے صاحب (یعنی آپ خود) ہیں۔ پھر نماز کا وقت آیا تو میں نے امامت کروائی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک کہنے والے نے کہا، اے محمد! یہ مالک ہیں جہنم کے داروغہ! انھیں سلام کیجیے۔ میں نے ان کی طرف دیکھا تو انھوں نے مجھے پہلے سلام کر دیا۔" [مسلم، کتاب الإیمان، باب ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال : ۱۷۲]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے معراج کا واقعہ لوگوں سے ذکر کیا۔ جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا اور یوں میں نے اسے دیکھ دیکھ کر قریش کو اس کی نشانیاں بیان کرنا شروع کر دیں۔" [بخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب حدیث الإسراء : ۳۸۸۶۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب ذکر المسیح ابن مریم ...... الخ : ۱۷۰]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! سب سے پہلے زمین میں کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ نے فرمایا: "مسجد حرام۔" میں نے عرض کی، پھر کون سی؟ آپ نے فرمایا: "مسجد اقصیٰ۔" میں نے پوچھا، ان دونوں (کی تعمیر) کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ آپ نے فرمایا: "چالیس سال کا۔" [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، بابٌ : ۳۳۶۶]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان تین مسجدوں کے سوا (زیارت کا قصد کر کے) کسی مقام کے لیے سفر نہ کیا جائے، یعنی مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری یہ مسجد (یعنی مسجد نبوی)۔" [مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأۃ مع محرم إلی حج وغیرہ : ۸۲۷، بعد الحدیث : ۱۳۳۸]

وَ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ﴿۲﴾

"اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا کہ تم میرے سوا کوئی کارساز نہ پکڑو۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور معراج کے ذکر کے بعد موسیٰ کلیم اللہ اور ان کی کتاب تورات کا ذکر کرنا مناسب ہوا، اس لیے کہ بعض اوقات قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام، اور قرآن و تورات کا ذکر ایک ساتھ آیا ہے، یہاں پہلی آیت میں چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور معراج کا ذکر آیا ہے، اس لیے مناسب رہا کہ موسیٰ علیہ السلام کا ذکر آتا اور بتایا جاتا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے انھیں تورات جیسی آسمانی کتاب دی تھی۔ دونوں ہی کتابوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو یہی حکم دیا تھا کہ وہ اس کے علاوہ کسی کو اپنا دوست اور معبود نہ بنائیں۔

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ﴿۳﴾

"اے ان لوگوں کی اولاد جنھیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا! بے شک وہ بہت شکر گزار بندہ تھا۔"

طوفان نوح کے بعد نسل انسانی نوح علیہ السلام کے ان بیٹوں کی نسل سے ہے جو نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہوئے تھے اور طوفان سے بچ گئے تھے۔ اس لیے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہا گیا کہ تمھارا باپ نوح علیہ السلام اللہ کا بہت شکر گزار بندہ تھا،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم بھی اپنے باپ کی طرح شکر گزاری کا راستہ اختیار کرو اور ہم نے جو محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، ان کا انکار کر کے کفران نعمت مت کرو۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴾ [الصافات : ۷۵ تا ۷۷] ”اور بلاشبہ یقیناً نوح نے ہمیں پکارا تو یقیناً ہم اچھے قبول کرنے والے ہیں۔ اور ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو بہت بڑی مصیبت سے نجات دی۔ اور ہم نے اس کی اولاد ہی کو باقی رہنے والے بنا دیا۔“

اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا : سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے بہت ہی خوش ہوتا ہے جو کوئی چیز کھائے تو اللہ کا شکر بجا لائے اور کوئی چیز پیے تو اللہ کا شکر ادا کرے۔“ [مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب حمد الله تعالٰی بعد الأكل والشرب : ۲۷۳٤۔ مسند أحمد : ۱۱۷/۳، ح : ۱۲۱۷٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیث شفاعت میں فرمایا: ”جب لوگ طلب شفاعت کے لیے سیدنا نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو ان سے کہیں گے کہ زمین والوں کی طرف آپ ہی پہلے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام شکر گزار بندہ رکھا ہے، چنانچہ آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کیجیے۔“ [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول الله عزوجل : ﴿ ولقد أرسلنا نوحًا إلى قومه ﴾ : ۳۳٤۰۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب أدنی أهل الجنة منزلة فیها : ۱۹٤]

وَ قَضَيْنَاۤ اِلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝۴ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ وَ كَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝۵ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝۶ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۫ وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَ لِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ لِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝۷

”اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں فیصلہ سنا دیا تھا کہ بے شک تم زمین میں ضرور دو بار فساد کرو گے اور بے شک تم ضرور سرکشی کرو گے، بہت بڑی سرکشی۔ پھر جب ان دونوں میں سے پہلی کا وعدہ آیا تو ہم نے تم پر اپنے سخت لڑائی والے کچھ بندے بھیجے، پس وہ گھروں کے اندر گھس گئے اور یہ ایسا وعدہ تھا جو (پورا) کیا ہوا تھا۔ پھر ہم نے تمھیں دوبارہ ان پر غلبہ دیا اور تمھیں مالوں اور بیٹوں سے مدد دی اور تمھیں تعداد میں زیادہ کر دیا۔ اگر تم نے بھلائی کی تو اپنی جانوں کے لیے بھلائی کی اور اگر برائی کی تو انھی کے لیے، پھر جب آخری بار کا وعدہ آیا (تو ہم نے اور بندے تم پر بھیجے) تاکہ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمھارے چہرے بگاڑ دیں اور تاکہ وہ مسجد میں داخل ہوں، جیسے وہ پہلی بار اس میں داخل ہوئے اور تاکہ جس چیز پر غلبہ پائیں اسے برباد کر دیں، بری طرح برباد کرنا۔“

اللہ تعالیٰ نے تورات میں بنی اسرائیل کے بارے میں یہ خبر دی ہے کہ وہ لوگ گناہوں کا ارتکاب کر کے زمین میں فساد پھیلائیں گے، اللہ کے قوانین کی نافرمانی کریں گے اور لوگوں پر ظلم کریں گے۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور زمین کو ظلم و فساد سے بھر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دیا جو بہت ہی زیادہ طاقت ور اور ظلم و جور والے تھے۔ انھوں نے ان کے گھروں میں گھس کر خوب قتل و غارت گری کی اور انھیں غلام بنا لیا۔ جب انھوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں دوبارہ اولاد اور مال و دولت سے نوازا اور ان کی ذریت میں خوب برکت دی، یہاں تک کہ ان کی تعداد بہت ہوگئی۔ آیت نمبر (۷) میں اوپر کہی گئی بات کی علت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا اس لیے کیا کہ بنی اسرائیل کو معلوم ہو جائے کہ اگر وہ توبہ کریں گے اور اپنے اعمال کی اصلاح کریں گے تو اس کا اچھا نتیجہ انھی کو ملے گا اور اگر اپنے گناہوں پر اصرار کریں گے تو اس کا برا انجام انھی کو ملے گا۔ جیسا کہ اب تک ہوا ہے کہ جب وہ اچھے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں نعمتوں سے نوازا اور جب تمرد اور سرکشی کی زندگی اختیار کر لی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے طاقت ور بندوں کو ان پر مسلط کر دیا اور اپنی نعمتیں چھین لیں۔ جب دوبارہ راہِ راست سے بھٹک گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر دوبارہ ان کے دشمن مسلط کر دیے جنھوں نے ان پر خوب ظلم کیا اور انھیں قید و بند کی زندگی سے گزارا، مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کی اور ہر چیز کو تباہ و برباد کر دیا۔ آخری آیت میں اشارہ کیا گیا ہے کہ ان کے ساتھ جو کچھ ہوا ان کے برے اعمال کا نتیجہ تھا اور اس لیے ہوا تاکہ وہ دوبارہ اللہ کی طرف رجوع کریں، اپنے گناہوں سے تائب ہوں اور تورات کے مطابق اپنی زندگی گزاریں۔ اس لیے کہ اب تو انھیں معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب گناہوں کی وجہ سے آتا ہے اور نجات توبہ کے ذریعے سے ملتی ہے۔

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ⑧

”تمھارا رب قریب ہے کہ تم پر رحم کرے اور اگر تم دوبارہ کرو گے تو ہم (بھی) دوبارہ کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنایا ہے۔“

دو بار کی انتہائی سرکشی اور اس کی سزا کا ذکر کرنے کے بعد دور نبوی کے یہود کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اگر تم نے اس نبی آخر الزمان ﷺ سے وہی سرکشی اور بغاوت جاری رکھی جو تم سابقہ انبیاء کے ساتھ کرتے رہے تو پھر تمھیں ایسی ہی سزا ملے گی جیسے پہلے مل چکی ہے، لیکن اس تنبیہ کا بھی ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور یہود مدینہ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے کے بجائے آپ ﷺ سے بدعہدیاں، شرارتیں اور فتنہ انگیزیاں ہی کرتے رہے۔ جس کے نتیجہ میں انھیں یہ سزا ملی کہ کچھ قتل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے گئے، کچھ غلام بنائے گئے اور کچھ جلا وطن کر دیے گئے۔ حتیٰ کہ دور فاروقی میں سب یہود کو وہاں سے نکال کر خطہ عرب کو ان سے پاک کر دیا گیا۔

وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا : سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو مہلت دیتا رہتا ہے، لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔'' [بخاري، كتاب التفسير، باب قوله : ﴿ و كذلك أخذ ربك ...... الخ ﴾ : ٤٦٨٦]

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ﴿۹﴾ وَّ اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۰﴾ ع

''بلاشبہ یہ قرآن اس (راستے) کی ہدایت دیتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں، بشارت دیتا ہے کہ بے شک ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ اور یہ کہ بے شک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں قرآن کریم کی وہ خوبی بیان کی گئی ہے جس کے سبب وہ تمام دیگر آسمانی کتابوں پر فائق ہو گیا، یعنی یہ قرآن وہ راستہ بتاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے، اس راستہ میں کوئی کجی یا ٹیڑھ نہیں اور نہ کوئی پیچیدگی ہے۔ جس کی اتباع ہی میں انسانوں کے لیے دنیا و آخرت کی ہر بھلائی ہے اور یہ قرآن ان لوگوں کو جنت کی خوش خبری دیتا ہے جو اپنے ایمان میں مخلص ہوتے ہیں، عمل صالح کرتے ہیں اور گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں، مگر جو لوگ بعث بعد الموت اور آخرت میں جزا و سزا پر ایمان نہیں رکھتے انھیں اس بات کی خبر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ : یعنی یہ قرآن سیدھے اور نہایت واضح راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ارشاد فرمایا: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَ لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ؕ﴿۱﴾ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَ يُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ﴿۲﴾ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّ يُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴾ [الكهف : ١ تا ٤] ''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں کوئی کجی نہ رکھی۔ بالکل سیدھی، تاکہ وہ اس کی جانب سے آنے والے سخت عذاب سے ڈرائے اور ان مومنوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں، خوش خبری دے کہ بے شک ان کے لیے اچھا اجر ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور ان لوگوں کو ڈرائے جنھوں نے کہا اللہ نے کوئی اولاد بنا رکھی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴾ [الزمر : ٢٨] ''واضح قرآن، جس میں کوئی کجی نہیں، تاکہ وہ بچ جائیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمھیں روشن (دین) پر چھوڑ رہا ہوں۔ اس کی رات بھی اس کے دن کی مانند ہے (یعنی اس میں کسی قسم کی پیچیدگی، کجی اور شک وشبہ نہیں) میرے بعد اس کو چھوڑ کر کجی وہی اختیار کرے گا جو ہلاک ہونے والا ہے۔'' [مسند أحمد : ۱۲٦/٤، ح : ۱۷۱٤۷]

وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا : یعنی ان مومنوں کو بشارت دیتا ہے جو اس کے تقاضے کے مطابق عمل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ان کے لیے اجر عظیم ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، نیک لوگوں کے لیے میں نے جنت میں جو نعمتیں پیدا کی ہیں انھیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ (ان کے بارے میں) کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا ہے۔'' [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ فلا تعلم نفس ما أخفي لهم من قرة أعين ﴾ : ٤٧٨٠۔ مسلم، کتاب الجنة و صفة نعيمها، باب صفة الجنة ...... الخ : ۲۸۲٤]

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا : یعنی جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، قرآن انھیں یہ بشارت دیتا ہے کہ روز قیامت ان کے لیے دکھ دینے والا عذاب ہوگا، جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! اگر تم وہ کچھ دیکھ لو جو میں نے دیکھا ہے تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔'' [مسلم، کتاب الصلاة، باب تحریم سبق ...... الخ : ٤٢٦۔ بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ لا تسئلوا عن أشياء ...... الخ ﴾ : ٤٦٢١]

وَ يَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾

''اور انسان برائی کی دعا کرتا ہے اپنے بھلائی کی دعا کرنے کی طرح اور انسان ہمیشہ سے بہت جلد باز ہے۔''

اس آیت میں انسان کی اس فطرت کو بیان کیا گیا ہے کہ جب اسے کوئی سانحہ پیش آتا ہے تو فوراً بد دعا دینا شروع کر دیتا ہے، خواہ وہ بد دعا اس کے دشمنوں کے خلاف ہو، یا اس کے اپنے اور اپنی اولاد وغیرہ کے خلاف ہو۔ پھر وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کی یہ بد دعا جلد قبول ہو جائے، حالانکہ بعد میں اسے خود احساس ہو جاتا ہے کہ اگر اس کی بد دعا قبول ہو جاتی تو اس کا اسے کتنا نقصان پہنچ سکتا تھا۔ گویا انسان کی جلد باز طبیعت اکثر اوقات نقصان دہ ہی ثابت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اللہ کے کاموں میں تدریج اور مہلت دینے کا قانون جاری و ساری ہے، جس میں طرح طرح کی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

وَ يَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ : یعنی انسان جلد بازی کی وجہ سے بعض اوقات اپنے خلاف یا اپنی اولاد یا اپنے مال کے لیے ہلاکت، تباہی و بربادی یا لعنت کی بد دعا کرنے لگتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اس کی بد دعا کو قبول فرمالے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اپنی ہی بد دعا کی وجہ سے ہلاک ہو جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ﴾ [یونس : ۱۱] ”اور اگر اللہ لوگوں کو برائی جلدی دے انھیں بہت جلدی بھلائی دینے کی طرح تو یقیناً ان کی طرف ان کی مدت پوری کر دی جائے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بندے کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے جب تک وہ گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جلد بازی نہ کرے۔“ لوگوں نے کہا، اے اللہ کے رسول ! جلدی کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اس طرح کہے کہ میں نے دعا کی اور خوب دعا کی، میں نہیں سمجھتا کہ وہ قبول ہو گی، پھر ناامید ہو جائے اور دعا کرنا چھوڑ دے۔“ [مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب بیان أنه یستجاب للداعي ما لم یعجل ...... الخ : ۹۲/ ۲۷۳۵]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنی جانوں کے لیے بد دعا نہ کیا کرو، نہ اپنی اولاد کے لیے بد دعا کیا کرو اور نہ اپنے اموال و مواشی کے لیے بد دعا کیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اس گھڑی میں بد دعا کر بیٹھو جس میں اللہ تعالیٰ سے جو مانگا جائے وہ عطا کرتا ہے (اور تمھاری بد دعا قبول ہو جائے)۔“ [مسلم، کتاب الزھد، باب حدیث جابر الطویل، وقصة أبي الیسر : ۳۰۰۹]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”زمین پر جب کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو یا تو اللہ تعالیٰ اس کی وہ دعا قبول فرما لیتا ہے، یا اس سے اسی کے مثل کوئی برائی ٹال دیتا ہے، بشرطیکہ دعا گناہ یا رشتہ داری توڑنے کے متعلق نہ ہو۔“ [ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء أن دعوۃ المسلم مستجابة : ۳۳۸۱۔ مسند أحمد : ۳/ ۳۶۰، ح : ۱۴۸۹۱]

وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا : سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: ”تجھ میں دو عادتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، ایک تو بردباری و برداشت اور دوسری وقار و سنجیدگی (یعنی کوئی کام وقار و سنجیدگی اور اطمینان سے کرنا، جلد بازی میں نہ کرنا)۔“ [مسلم، کتاب الإیمان، باب الأمر بالإیمان باللہ تعالٰی ورسوله وشرائع الدین والدعاء إلیه ...... الخ : ۲۵/ ۱۷]

وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰيَةَ الَّيْلِ وَ جَعَلْنَاۤ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ وَ كُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾

”اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا، پھر ہم نے رات کی نشانی کو مٹا دیا اور دن کی نشانی کو روشن بنایا، تاکہ تم اپنے رب کا کچھ فضل تلاش کرو اور تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو۔ اور ہر چیز، ہم نے اسے کھول کر بیان کیا ہے، خوب کھول کر بیان کرنا۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رات اور دن کی ہیئت، ان کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا جانا اور چھوٹا بڑا ہونا، دو ایسی نشانیاں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کا ایک خالق ہے جو بڑی حکمتوں والا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رات کے لیے چاند کو بنایا ہے، جس کی روشنی دھیمی ہوتی ہے اور دن کے لیے سورج کو بنایا ہے جس کی روشنی تیز ہوتی ہے، تاکہ آدمی کو معاش کی تلاش میں آسانی ہو۔ ان دونوں کا بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ انھی کے آنے جانے، گھٹنے بڑھنے اور مسلسل حرکت کے ذریعے سے دن اور رات کے اوقات، گھنٹوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں کا حساب معلوم کیا جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے انھیں پیدا نہ کیا ہوتا تو یہ حسابات معلوم نہ ہوتے اور لوگوں کے معاملات ٹھپ ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی مزید عظمت ذہنوں میں بٹھانے کے لیے فرمایا کہ ہم نے قرآن میں ہر وہ بات بیان کر دی ہے جس کی انسان کو دین و دنیا کی بہتری کے لیے ضرورت پڑ سکتی ہے۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴾ [آل عمران : ۱۹۰] ”بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے بدلنے میں عقلوں والوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔“

فَمَحَوْنَاۤ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَاۤ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً : اس آیت سے معلوم ہوا کہ دن روزی کمانے کے لیے بنایا گیا ہے اور عموماً دن ہی کو روزی کمانی چاہیے۔ رات عموماً آرام کے لیے بنائی گئی ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًاۙ۝ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًاۙ۝ وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴾ [النبا : ۹ تا ۱۱] ”اور ہم نے تمھاری نیند کو (باعث) آرام بنایا۔ اور ہم نے رات کو لباس بنایا۔ اور ہم نے دن کو روزی کمانے کے لیے بنایا۔“ اور فرمایا: ﴿ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴾ [یونس : ٦٧] ”وہی ہے جس نے تمھارے لیے رات بنائی، تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن کو روشن۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴾ [النور : ٤٤] ”اللہ رات اور دن کو ادل بدل کرتا ہے، بے شک اس میں آنکھوں والوں کے لیے یقیناً بڑی عبرت ہے۔“

لِتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ : دن، مہینا اور سال کی معلومات اور حساب کتاب کے سلسلہ میں ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ﴿ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ﴾ [یونس : ۵، ٦] ”وہی ہے جس نے سورج کو تیز روشنی اور چاند کو نور بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کیں، تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو۔ اللہ نے یہ (سب کچھ) نہیں پیدا کیا مگر حق کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ۔ وہ آیات کو ان لوگوں کے لیے کھول کر بیان کرتا ہے جو جانتے ہیں۔ بے شک رات اور دن کے بدلنے میں اور ان چیزوں (میں) جو اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کی ہیں، یقیناً ان لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو ڈرتے ہیں۔" اور فرمایا: ﴿ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾ [القصص : ۷۱ تا ۷۳] "کہہ کیا تم نے دیکھا اگر اللہ تم پر ہمیشہ قیامت کے دن تک رات کر دے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تمھارے پاس کوئی روشنی لے آئے؟ تو کیا تم نہیں سنتے۔ کہہ کیا تم نے دیکھا اگر اللہ تم پر ہمیشہ قیامت کے دن تک دن کر دے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تمھارے پاس کوئی رات لے آئے، جس میں تم آرام کرو؟ تو کیا تم نہیں دیکھتے۔ اور اس نے اپنی رحمت ہی سے تمھارے لیے رات اور دن کو بنایا ہے، تاکہ اس میں آرام کرو اور تاکہ اس کا کچھ فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔" اور فرمایا: ﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ ﴾ [البقرۃ : ۱۸۹] "وہ تجھ سے نئے چاندوں کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دے وہ لوگوں کے لیے اور حج کے لیے وقت معلوم کرنے کے ذریعے ہیں۔"

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں خطبہ پڑھتے وقت یہ فرمایا: "وقت گھوم پھر کر اپنی اسی حالت پر آ گیا ہے جس حالت پر اس دن تھا کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ سال بارہ ماہ کا ہے، جن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، ان میں سے تین تو لگا تار ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا مہینا مضر کا رجب ہے جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہوتا ہے۔" [بخاری، کتاب المغازی، باب حجۃ الوداع : ۴۴۰۶۔ مسلم، کتاب القسامۃ والمحاربین، باب تغلیظ تحریم ...... الخ : ۱۶۷۹]

﴿ وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝۱۳ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝۱۴ ﴾

"اور ہر انسان کو، ہم نے اسے اس کا نصیب اس کی گردن میں لازم کر دیا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کے لیے ایک کتاب نکالیں گے، جسے وہ کھولی ہوئی پائے گا۔ اپنی کتاب پڑھ، آج تو خود اپنے آپ پر بطور محاسب کافی ہے۔"

جب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہر چیز بیان کر دی ہے تو کسی کے پاس راہ ضلالت اختیار کرنے کے لیے کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ اسی لیے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر آدمی اپنی مرضی اور اختیار سے جو بھی اچھے اور برے اعمال کرتا ہے اس سے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ اس کا عمل اس کے ساتھ ایسے ہی لگا ہوتا ہے جیسے کسی کی گردن کا طوق، اس سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی حال میں بھی الگ نہیں ہوتا۔ اس عمل کے مطابق سعادت و نیک بختی یا شقاوت و بدبختی بھی اس کے ساتھ لگی ہوتی ہے، اس سے وہ چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ اگر بد بخت ہوگا تو جہنم اور نیک بخت ہوگا تو جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔ قیامت کے دن ہر آدمی اپنا نامۂ اعمال اپنے آگے کھلا ہوا پائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اپنا نامۂ اعمال پڑھو جس میں تمھارے چھوٹے بڑے تمام اعمال درج ہیں۔ تم خود ہی اپنے اعمال کا حساب لگاؤ گے اور گواہ بنو گے کہ تم نے ان کا ارتکاب کیا تھا یا نہیں۔ آج تو خود ہی فیصلہ کرے گا کہ تو مستحق عذاب ہے یا مستحق اجر و ثواب، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ ؁ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ؁ وَّ لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴾ [القیامة : ۱۳ تا ۱۵] ”اس دن انسان کو بتایا جائے گا جو اس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا۔ بلکہ انسان اپنے آپ کو خوب دیکھنے والا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے بہانے پیش کرے۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ہنس دیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ میں کس وجہ سے ہنس رہا ہوں؟“ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں بندے کی اس گفتگو پر ہنس رہا ہوں، جو وہ اپنے مالک سے کرے گا۔ بندہ کہے گا، اے میرے مالک! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ اللہ جواب دے گا، کیوں نہیں۔ بندہ کہے گا، تو پھر میں کسی کی گواہی کو اپنے خلاف جائز نہیں سمجھتا، سوائے اپنی ذات کی گواہی کے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، آج کے دن تیری ذات ہی کی گواہی تیرے خلاف کافی ہے اور کراماً کاتبین بھی گواہی دیں گے۔ پھر بندے کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے ہاتھ پاؤں کو بولنے کا حکم دیا جائے گا تو وہ اس کے سارے اعمال بتا دیں گے۔ پھر بندے کو بات کرنے کی اجازت دی جائے گی تو بندہ اپنے ہاتھ پاؤں سے کہے گا، چلو دور ہو جاؤ، اللہ کی مار ہو تم پر، میں تو تمھارے ہی لیے جھگڑ رہا تھا۔“ [مسلم، کتاب الزهد، باب الدنيا سجن للمؤمن و جنة للكافر : ۲۹۶۹]

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ؁

”جس نے ہدایت پائی تو وہ اپنی ہی جان کے لیے ہدایت پاتا ہے اور جو گمراہ ہوا تو اسی پر گمراہ ہوتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والی (جان) کسی دوسری (جان) کا بوجھ نہیں اٹھاتی اور ہم کبھی عذاب دینے والے نہیں، یہاں تک کہ کوئی پیغام پہنچانے والا بھیجیں۔“

گزشتہ آیت میں جو کچھ بیان ہوا ہے، اس سے ہر آدمی کو یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ جو شخص آج راہ ہدایت کو اختیار کرے گا، اللہ پر، اس کے رسول پر، یوم آخرت پر اور جنت و جہنم پر ایمان لائے گا، عمل صالح کرے گا اور شرک و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاصی سے اجتناب کرے گا تو اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا، عذاب سے نجات پائے گا اور جنت کا مستحق بنے گا۔ جبکہ جو شخص گمراہ ہوگا، قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کو جھٹلائے گا اور شرک و معاصی کا ارتکاب کرے گا تو اس کا نقصان اسی کو پہنچے گا اور جہنم اس کا ٹھکانا ہوگا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کے گناہوں کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ آگے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی قوم کو اپنا رسول بھیجنے سے پہلے عذاب نہیں دیتا۔ جب اپنا رسول بھیج کر حق و باطل کو ان کے لیے آشکارا کر دیتا ہے اور وہ پھر بھی ایمان نہیں لاتے، تو ان پر اپنا عذاب نازل کر دیتا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴾ [النساء : ١٦٥] ”ایسے رسول جو خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے، تاکہ لوگوں کے پاس رسولوں کے بعد اللہ کے مقابلے میں کوئی حجت نہ رہ جائے اور اللہ ہمیشہ سے سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ كُلَّمَاۤ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۰ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ﴾ [الملك : ٨، ٩] ”قریب ہوگی کہ غصے سے پھٹ جائے۔ جب بھی کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا، اس کے نگران ان سے پوچھیں گے کیا تمھارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں؟ یقیناً ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تو ہم نے جھٹلا دیا اور ہم نے کہا اللہ نے کوئی چیز نہیں اتاری، تم تو ایک بڑی گمراہی میں ہی پڑے ہوئے ہو۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا بَلٰى وَ لٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴾ [الزمر : ٧١] ”اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے، یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آئیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے نگران ان سے کہیں گے کیا تمھارے پاس تم میں سے کچھ رسول نہیں آئے جو تم پر تمھارے رب کی آیات پڑھتے ہوں اور تمھیں تمھارے اس دن کی ملاقات سے ڈراتے ہوں؟ کہیں گے کیوں نہیں، اور لیکن عذاب کی بات کافروں پر ثابت ہوگئی۔“ اور فرمایا: ﴿ وَ هُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴾ [فاطر : ٣٧] ”اور وہ اس میں چلائیں گے، اے ہمارے رب! ہمیں نکال لے، ہم نیک عمل کریں گے، اس کے خلاف جو ہم کیا کرتے تھے۔ اور کیا ہم نے تمھیں اتنی عمر نہیں دی کہ اس میں جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا حاصل کر لیتا اور تمھارے پاس خاص ڈرانے والا بھی آیا۔ پس چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔“

وہ بچے جو بچپن میں فوت ہو جائیں اور ان کے باپ کافر ہوں ان کے متعلق سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، جیسا کہ تمھارے جانوروں کے بچے پیدا ہوتے ہیں، کیا ان میں کوئی کان کٹا پیدا ہوتا ہے؟ وہ تو تم خود ہی ان کے کان کاٹ دیتے ہو۔'' لوگوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! اگر کوئی بچپن ہی میں فوت ہو جائے تو؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو ان کے اعمال کی صحیح اور پوری خبر ہوتی ہے۔'' [بخاری، کتاب القدر، باب الله أعلم بما كانوا عاملين : ٦٥٩٩، ٦٦٠٠۔ مسلم، كتاب القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة : ٢٦٥٨/٢٣]

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معراج والی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بزرگ کو جنت کے ایک درخت تلے دیکھا، ان کے پاس بہت سے بچے جمع تھے۔ دریافت کرنے پر جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے پاس یہ بچے مسلمانوں کی اور مشرکوں کی اولادیں ہیں۔ لوگوں نے کہا، مشرکوں کی اولاد بھی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں مشرکین کی اولاد بھی۔'' [بخاری، کتاب التعبیر، باب تعبیر الرؤیا بعد صلوۃ الصبح : ٧٠٤٧۔ مسند أحمد : ٥/ ٨، ٩، ح : ٢٠١١٧]

وَ اِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾

''اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ کسی بستی کو ہلاک کریں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں، پھر وہ اس میں حکم نہیں مانتے تو اس پر بات ثابت ہو جاتی ہے، پھر ہم اسے برباد کر دیتے ہیں، بری طرح برباد کرنا۔''

جس عذاب کا اوپر ذکر آیا ہے، اب اسی کا سبب بیان کیا جا رہا ہے کہ جب ہم کسی قوم کو عذاب کے ذریعے سے ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے عیش پرستوں اور ناز و نعم میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو اپنے رسول کی زبانی اطاعت و بندگی کا حکم دیتے ہیں، لیکن وہ لوگ ہمارے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اور سرکشی و بغاوت ان کا شیوہ بن جاتا ہے تو ان پر عذاب کا نزول واجب ہو جاتا ہے، پھر ہم انھیں یکسر تباہ و برباد کر دیتے ہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَاۤ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴾ [ھود : ١١٦] ''پھر ان امتوں میں سے جو تم سے پہلے تھیں، کچھ بچی کھچی بھلائی والے لوگ کیوں نہ ہوئے، جو زمین میں فساد سے منع کرتے، سوائے تھوڑے سے لوگوں کے جنھیں ہم نے ان میں سے نجات دی اور وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا، وہ ان چیزوں کے پیچھے پڑ گئے جن میں انھیں عیش و آرام دیا گیا تھا اور وہ مجرم تھے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ كَذٰلِكَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَ لَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴾ [الزخرف : ٢٣ تا ٢٥] ''اور اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر اس کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ بے شک ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راستے پر پایا اور بے شک ہم انھی کے قدموں کے نشانوں کے پیچھے چلنے والے ہیں۔ اس نے کہا اور کیا اگر میں تمھارے پاس اس سے زیادہ سیدھا راستہ لے آؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا؟ انھوں نے کہا بے شک ہم اس سے جو دے کر تم بھیجے گئے ہو، منکر ہیں۔ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا، سو دیکھ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔‘‘

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور فرمایا: ’’لا الٰہ الا اللہ، خرابی ہے عرب کی اس آفت سے جو نزدیک آ چکی ہے، آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا۔‘‘ اور (راویٔ حدیث) سفیان نے دس کا ہندسہ بنایا (یعنی انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے حلقہ بنایا) میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! کیا ہم تباہ ہو جائیں گے، ایسی حالت میں بھی جب کہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ’’ہاں، جب برائی زیادہ ہو گی۔‘‘ [مسلم، کتاب الفتن و أشراط الساعة، باب اقتراب الفتن : ۲۸۸۰]

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

’’اور ہم نے نوح کے بعد کتنے ہی زمانوں کے لوگ ہلاک کر دیے اور تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں کی پوری خبر رکھنے والا، سب کچھ دیکھنے والا کافی ہے۔‘‘

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا نوح علیہ السلام تک سب لوگ توحید پر قائم اور شرک سے ناآشنا تھے۔ صحیح احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ شرک کا آغاز قوم نوح سے ہوا، جب ان میں پانچ بزرگ فوت ہو گئے تو شیطان نے انھیں پٹی پڑھائی کہ ان کی یاد کے طور پر ان کے مجسمے تیار کر لیں، انھوں نے ان کے مجسمے بنا لیے، پھر جب یہ نسل چلی گئی تو ان کے بعد آنے والوں نے ان کی پوجا شروع کر دی۔ اس طرح بنی نوع انسان میں بت پرستی کا آغاز ہوا۔ جب انھوں نے کفر و سرکشی کی راہ اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ہلاک کر دیا۔ اس آیت میں کفار مکہ کے لیے ایک قسم کی دھمکی ہے کہ اگر وہ بھی اپنے کفر میں جمے رہے تو کوئی بعید نہیں کہ اللہ کا عذاب ان پر نازل ہو جائے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَ جَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۚۖ ﴿۳۷﴾ وَّعَادًا وَّ ثَمُوْدَاۡ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾ وَ كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَ كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴾ [الفرقان : ۳۷ تا ۳۹] ’’اور نوح کی قوم کو بھی جب انھوں نے رسولوں کو جھٹلا دیا تو ہم نے انھیں غرق کر دیا اور انھیں لوگوں کے لیے ایک نشانی بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لیے ایک دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور عاد اور ثمود کو اور کنویں والوں کو اور اس کے درمیان بہت سے زمانے کے لوگوں کو بھی (ہلاک کر دیا)۔ اور ہر ایک، ہم نے اس کے لیے مثالیں بیان کیں اور ہر ایک کو ہم نے تباہ کر دیا، بری طرح تباہ کرنا۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا : فرمایا کہ آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے خوب واقف ہے۔ اس لیے انھیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان کا گناہ ان کی ہلاکت کا باعث نہ بن جائے، جیسا کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو مہلت دیتا رہتا ہے (اور جب وہ اپنی نافرمانی سے باز نہیں آتے) تو پھر جب انھیں پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔'' [بخاري، كتاب التفسير، باب قوله : ﴿ و كذلك أخذ ربك إذا أخذ القرىٰ ﴾ : ٤٦٨٦]

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾

''جو شخص اس جلدی والی (دنیا) کا ارادہ رکھتا ہو ہم اس کو اس میں جلدی دے دیں گے جو چاہیں گے، جس کے لیے چاہیں گے، پھر ہم نے اس کے لیے جہنم بنا رکھی ہے، اس میں داخل ہوگا، مذمت کیا ہوا، دھتکارا ہوا۔''

یعنی جو شخص دنیا کے عارضی فائدے کی طلب میں لگا رہتا ہے، اس کی کوشش کا منتہائے مقصود دنیا کی کامیابی ہوتا ہے اور آخرت پر اس کا ایمان نہیں ہوتا، اس لیے مرنے کے بعد اسے اللہ تعالیٰ سے نہ ثواب کی امید ہوتی ہے اور نہ سزا کا ڈر۔ ایسے لوگوں میں سے کسی کے لیے تو اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق دنیاوی منافع کے دروازے کھول دیتا ہے اور کسی پر ان دروازوں کو تنگ کر دیتا ہے، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ انھیں کسی فوری عذاب کے ذریعے سے ہلاک کر دیتا ہے اور آخرت میں ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اللہ کے ناشکرے بندے ہونے کی وجہ سے اس کی نگاہ میں برے اور اس کی رحمت سے دور ہوں گے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ : ارشاد فرمایا: ﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ [هود : ١٥، ١٦] ''جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتا ہو ہم انھیں ان کے اعمال کا بدلہ اسی (دنیا) میں پورا دے دیں گے اور اس (دنیا) میں ان سے کمی نہ کی جائے گی۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہوگیا جو کچھ انھوں نے اس میں کیا اور بے کار ہے جو کچھ وہ کرتے رہے تھے۔'' اور فرمایا: ﴿ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴾ [الشورىٰ : ٢٠] ''جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کے لیے اس کی کھیتی میں اضافہ کریں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے ہم اس میں سے کچھ دے دیں گے اور آخرت میں اس کے لیے کوئی حصہ نہیں۔''

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کا مقصود حصول دنیا ہو، اللہ تعالیٰ اس کے کام بکھیر دیتا ہے اور اس کا فقر اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اسے دنیا اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے مقدر ہوتی ہے اور جس کی نیت آخرت کا حصول ہو، اللہ تعالیٰ اس کے کام مرتب کر دیتا ہے اور اس کے دل میں استغنا پیدا فرما دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔" [ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الهم بالدنيا : ٤١٠٥۔ ترمذی، كتاب صفة القيامة، باب أحاديث : ابتلينا بالضراء ...... الخ : ٢٤٦٥ ، عن أنس بن مالك رضي الله عنه]

ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا : یعنی وہ جہنم میں اپنی برائیوں اور بد اعمالیوں کی وجہ سے مذموم ہو کر داخل ہو گا کہ اس نے دنیا فانی کو ابدی اور دائمی آخرت کے مقابلے میں ترجیح دی تھی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن اہل دوزخ میں سے اس شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ آسودہ اور خوشحال تھا، پس اسے دوزخ میں ایک بار غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے ! کیا تو نے دنیا میں کبھی آرام دیکھا تھا؟ کیا تجھ پر کبھی کوئی چین کا لمحہ بھی آیا تھا؟ وہ کہے گا کہ اللہ کی قسم ! اے میرے رب! کبھی نہیں۔" [مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب صبغ أنعم أهل الدنيا في النار ...... الخ : ٢٨٠٧]

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ⑲

"اور جس نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کے لیے کوشش کی، جو اس کے لائق کوشش ہے، جبکہ وہ مومن ہو تو یہی لوگ ہیں جن کی کوشش ہمیشہ سے قدر کی ہوئی ہے۔"

یعنی جو لوگ ایمان لانے کے بعد طلب آخرت کے لیے کوشاں ہوں گے اور ان کی زندگی کا منتہائے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہو گا تو قیامت کے دن انھیں ان کے نیک اعمال کا بہترین بدلہ دیا جائے گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے مدینہ آنے کے بعد کبھی جو کی روٹی بھی دو دن متواتر پیٹ بھر کر نہیں کھائی، حتیٰ کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ [مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب الدنيا سجن للمؤمن و جنة للكافر : ٢٩٧٠/٢٢۔ بخاری، كتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبي صلى الله عليه وسلم و أصحابه : ٦٤٥٤]

عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں، اللہ کی قسم! اے میرے بھتیجے ! ہم چاند دیکھتیں، پھر (دوسرا) چاند، پھر (تیسرا) چاند دیکھتیں، دو ماہ میں تین چاند دیکھ لیتیں، (لیکن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ تک نہیں جلتی تھی۔ میں نے کہا، خالہ جان! پھر آپ کا گزارا کس چیز پر ہوتا تھا؟ فرمایا، دو سیاہ چیزوں کھجور اور پانی پر۔ [بخاری، كتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبي صلى الله عليه وسلم و أصحابه : ٦٤٥٩۔ مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب الدنيا سجن للمؤمن و جنة للكافر : ٢٩٧٢]

سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (ابتدائی) سات ساتھیوں میں سے ایک ہوں۔ (ہمارا حال اس وقت یہ تھا کہ) ہمارے پاس کھانے کے لیے درختوں کے پتوں کے علاوہ کچھ نہ ہوتا، (جنھیں کھاتے) ہماری باچھیں زخمی ہو گئیں۔ (انھی ایام میں) مجھے ایک چادر مل گئی تو میں نے اسے اپنے اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان پھاڑ کر آدھا آدھا کر لیا۔ چنانچہ اس کے آدھے حصے کی میں نے ازار باندھ لی اور آدھے کی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے، لیکن آج کیفیت یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص کسی نہ کسی شہر کا حاکم ہے اور میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو بڑا سمجھوں اور اللہ کے ہاں چھوٹا ہوں۔[مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب الدنیا سجن للمؤمن و جنة للکافر : ۲۹۶۷]

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عرب میں سے پہلا آدمی ہوں جس نے اللہ کے راستے میں تیراندازی کی۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کرتے تھے اور ہمارا حال یہ تھا کہ ہمارے پاس کھانے کے لیے حبلہ (ایک قسم کا جنگلی درخت) اور کیکر کے پتوں کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا، یہاں تک کہ ہم اس طرح قضائے حاجت کرتے، جس طرح اونٹ یا بکری (مینگنیاں) کرتی ہے اور وہ (خشکی کی وجہ سے) ملی ہوئی نہ ہوتیں۔[بخاري، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب مناقب سعد بن أبی وقاص الزهری : ۳۷۲۸۔ مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب الدنیا سجن للمؤمن و جنة للکافر : ۲۹۶۶]

محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرا یہ حال ہوتا کہ میں منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے درمیان بے ہوش ہو کر گر پڑتا اور آنے والا آتا اور اپنا پاؤں میری گردن پر رکھ دیتا اور خیال کرتا کہ میں دیوانہ ہوں، حالانکہ مجھے کوئی دیوانگی نہ تھی، صرف بھوک تھی (جس کی شدت سے مجھے غشی آ جایا کرتی تھی)۔[بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب ما ذکر النبی ﷺ وحض علی اتفاق أهل العلم ...... الخ : ۷۳۲٤]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بھیجا اور سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر مقرر فرمایا، (مقصد ہمارے بھیجنے کا یہ تھا) کہ ہم قریش کے ایک قافلے کا تعاقب کریں۔ زاد راہ کے طور پر کھجور کا ایک تھیلا ہمیں دیا۔ اس کے علاوہ آپ کو کچھ اور میسر نہ آیا (ورنہ آپ ہمیں ضرور دیتے)، بہرحال سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں ایک ایک کھجور دیتے رہے۔ ان سے پوچھا گیا، آپ لوگ اس سے کیسے گزارا کرتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا، ہم اسے اس طرح چوستے جیسے بچہ چوستا ہے، پھر ہم پانی پی لیتے اور یوں ایک کھجور ہی ہمیں پورے دن اور رات تک کافی ہو جاتی اور ہم اپنی لاٹھیوں سے درختوں کے پتے بھی جھاڑتے اور پھر انھیں پانی میں تر کر کے کھا لیتے۔[مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب إباحة میتات البحر : ۱۹۳۵]

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے۔ ہم چھ ساتھی تھے اور (سواریوں کی قلت کے باعث) ہمیں ایک اونٹ ملا تھا، ہم باری باری اس پر سوار ہوتے اور یوں (زیادہ پیدل چلنے کی وجہ سے) ہمارے پاؤں زخمی ہو گئے تھے اور خود میرے پاؤں بھی زخمی تھے، بلکہ ان کے ناخن بھی جھڑ چکے تھے۔ پس ہم اپنے پیروں پر کپڑوں کے چیتھڑے لپیٹ لیتے تھے۔ چنانچہ اس غزوے کا نام ہی غزوہ ذات الرقاع پڑ گیا، کیونکہ ہم اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاؤں پر چیتھڑے باندھتے تھے۔[بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة ذات الرقاع : ٤١٢٨۔ مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة ذات الرقاع : ١٨١٦]

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَ مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿٢٠﴾

''ہم ہر ایک کی مدد کرتے ہیں، ان کی اور ان کی بھی، تیرے رب کی بخشش سے اور تیرے رب کی بخشش کبھی بند کی ہوئی نہیں۔''

جہاں تک دنیاوی زندگی کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت و مہربانی اس کے تمام بندوں کو شامل ہے، چاہے وہ مومن ہو یا کافر۔ وہ دونوں قسم کے لوگوں کو زندگی کے آخری لمحہ تک روزی پہنچاتا ہے، البتہ موت کے بعد دونوں کے احوال مختلف ہو جائیں گے۔ جس کا مقصد حیات ہی صرف دنیوی غرض و غایت ہوگا، اسے جہنم کی طرف ہانک کر لے جایا جائے گا اور جو آخرت کا طلب گار ہوگا اسے جنت میں جگہ ملے گی۔ دنیا میں کسی کافر کا کفر اور کسی نافرمان کی نافرمانی اللہ کی روزی سے محرومی کا سبب نہیں بنتی۔

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿٢١﴾

''دیکھ ہم نے ان کے بعض کو بعض پر کس طرح فضیلت دی ہے اور یقیناً آخرت درجوں میں بہت بڑی اور فضیلت دینے میں کہیں بڑی ہے۔''

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کی نعمتوں کی تقسیم میں اپنی حکمت کی بنیاد پر ایک کو دوسرے پر فوقیت دیتا ہے۔ کسی کو زیادہ دیتا ہے تو کسی کو کم۔ کوئی قوی ہوتا ہے تو کوئی کمزور، کوئی صحت مند ہوتا ہے تو کوئی بیمار، لیکن آخرت تو درجات کے لحاظ سے بھی برتر ہے اور فضیلت کے لحاظ سے بھی۔ وہاں درجات کا تفاوت دنیا کے درجات کے تفاوت سے کہیں زیادہ ہوگا، جیسا کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنتی لوگ اپنے اوپر بالا خانوں میں رہنے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح لوگ اس چمکتے ستارے کو دیکھتے ہیں جو صبح کے وقت آسمان کے مشرقی یا مغربی افق پر باقی رہ گیا ہو۔ یہ فرق اس فضیلت کی وجہ سے ہوگا جو ایک کو دوسرے پر حاصل ہوگی۔'' لوگوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! یہ تو نبیوں کے مقام ہوں گے اور کوئی دوسرا ایسے بلند مقاموں پر کیسے پہنچ سکے گا؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور جنھوں نے نبیوں کی تصدیق کی۔'' [بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة : ٣٢٥٦۔ مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب ترائی أهل الجنة أهل الغرف کما یری الکوکب فی السماء : ١١/ ٢٨٣١]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر حق ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے، خواہ وہ جہاد کرے اور خواہ اسی جگہ بیٹھا رہے جہاں وہ پیدا ہوا ہو۔'' لوگوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! کیا ہم لوگوں کو یہ خوش خبری نہ سنا دیں؟ آپ نے فرمایا: ''جنت میں سو درجے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے تو اللہ تعالیٰ سے جب تم جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو، کیونکہ فردوس جنت کا درمیانی اور اونچا ترین حصہ ہے اور اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور جنت کی نہریں فردوس ہی سے پھوٹتی ہیں۔'' [بخاری، کتاب الجهاد، باب درجات المجاهدين : ۲۷۹۰، ۷٤۲۳]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابو سعید! جو شخص اللہ کے رب ہونے سے، اسلام کے دین ہونے سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے راضی ہو، اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔'' ابو سعید کو (یعنی مجھے) اس بات پر بڑا تعجب ہوا، میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! ان کلمات کو ذرا پھر سے دہرا دیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کو دہرایا اور مزید اضافہ کرتے ہوئے فرمایا: ''ایک اور عمل بھی ہے، جس کی وجہ سے بندے کو جنت میں سو درجے ملیں گے اور ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔'' میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! وہ کون سا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' [مسلم، کتاب الإمارة، باب بيان ما أعده الله تعالى للمجاهد في الجنة : ۱۸۸٤]

ع ۲ ۲

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾

''اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود مت بنا، ورنہ مذمت کیا ہوا، بے یار و مددگار ہو کر بیٹھا رہے گا۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے توحید پر قائم رہنے کا حکم دیا اور شرک سے دور رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس لیے کہ جو شخص عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیروں کو شریک کرتا ہے وہ اس کا بدترین بندہ ہوتا ہے اور وہ اسے انھی جھوٹے معبودوں کے سپرد کر کے اس کی نصرت و تائید سے اپنا ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔ ''مذموم'' وہ شخص ہے جس کی مذمت کی جائے اور ''مخذول'' وہ شخص ہے جس کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا جائے اور حمایت، مدد اور نصرت سے محروم کر دیا جائے۔ ایسا شخص دنیا میں ذلیل و خوار ہوتا ہے اور آخرت میں جنت سے بھی محروم ہو جاتا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴾ [الحج : ۳۱] ''اس حال میں کہ اللہ کے لیے ایک طرف ہونے والے ہو، اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے نہیں اور جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا، پھر اسے پرندے اچک لیتے ہیں، یا اسے ہوا کسی دور جگہ میں گرا دیتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔" اور فرمایا: ﴿ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴾ [آل عمران : ۱۵۱] "ہم عنقریب ان لوگوں کے دلوں میں جنھوں نے کفر کیا، رعب ڈال دیں گے، اس لیے کہ انھوں نے اللہ کے ساتھ اس کو شریک بنایا جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور ان کا ٹھکانا آگ ہے اور وہ ظالموں کا برا ٹھکانا ہے۔" اور فرمایا: ﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴾ [المائدة : ۷۲] "بلاشبہ یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنھوں نے کہا بے شک اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے، اور مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو، جو میرا رب اور تمھارا رب ہے۔ بے شک حقیقت یہ ہے کہ جو بھی اللہ کے ساتھ شریک بنائے سو یقیناً اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کے لیے کوئی مدد کرنے والے نہیں۔"

فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا : یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کی وجہ سے تم ملامت زدہ و بے کس ہو کر بیٹھے رہ جاؤ گے، کیونکہ اس طرح اللہ تعالیٰ تیری مدد نہیں کرے گا، بلکہ تجھے اس کے سپرد کر دے گا جس کی تو نے عبادت کی ہو گی اور وہ جھوٹا الٰہ تیرے کسی بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہے، کیونکہ نفع و نقصان کا مالک تو صرف اللہ وحدہ لا شریک لہ ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جسے کوئی شدید حاجت آ پڑے اور اس نے اسے لوگوں پر پیش کر دیا (یعنی ان کے سامنے ہاتھ پھیلا دیا) تو اس کی وہ حاجت پوری نہیں ہو گی، لیکن جس نے (اس مشکل وقت میں) اپنی جھولی اللہ تعالیٰ کے سامنے پھیلا دی تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے بے پروا کر دے گا، جلدی موت دے کر (کہ دنیا کے بکھیڑوں سے جان چھوٹ جائے گی) یا اسے جلد ہی غنی کر دے گا (اور اسے کسی کی محتاجی نہیں رہے گی)۔" [أبو داوٗد، كتاب الزكوة، باب في الاستعفاف : ۱٦٤٥۔ ترمذي، كتاب الزهد، باب ما جاء في الهم في الدنيا : ۲۳۲٦۔ مسند أحمد : ۱/ ٤٠٧، ح : ۳۸٦۸]

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝۲۳ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝۲۴ۭ

"اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر کبھی تیرے پاس دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ ہی جائیں تو ان دونوں کو "اف" مت کہہ اور نہ انھیں جھڑک اور ان سے بہت کرم والی بات کہہ۔ اور رحم دلی سے ان کے لیے تواضع کا بازو جھکا دے اور کہہ اے میرے رب! ان دونوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر رحم کر جیسے انھوں نے چھوٹا ہونے کی حالت میں مجھے پالا۔"

شرک سے ممانعت کے بعد یہاں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے صراحت کے ساتھ توحید کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے کا حکم دے کر انسان کو یہ بات بتلا دی کہ توحید باری تعالیٰ اور اس کے حقوق کی ادائیگی کے بعد دنیا میں والدین کے حقوق سے بڑھ کر کوئی حق نہیں۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کا خالق و مالک ہے، اس لیے اس کی عبادت ضروری ہوئی اور رحم مادر میں باپ کا نطفہ قرار پانے کے بعد ماں نو ماہ تک ہزارہا تکلیفیں برداشت کر کے اس بچے کا بوجھ اٹھائے رکھتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ بالکل عاجز اور کمزور ہوتا ہے۔ اس میں حرکت کرنے کی بھی صلاحیت نہیں ہوتی۔ اس وقت سے ماں اور باپ اللہ کے بعد اس کا سہارا بنتے ہیں، اس کی حفاظت کی خاطر دن کا چین اور رات کا سکون کھو دیتے ہیں اور ہر جتن کر کے اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اسے اپنی نگاہ شفقت کے زیر سایہ پالتے ہیں، گویا اس کے وجود و بقا کے لیے اللہ کی قدرت و ربوبیت کے بعد انھی دونوں کی شفقت و محبت کام کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کا جو طریقہ سکھلایا اس سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو اپنے والدین کی تعظیم و تکریم اور خدمت کرنے میں کوئی کسر باقی اٹھا نہیں رکھنی چاہیے۔ جب ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو ان پر نگاہ شفقت و محبت ڈالے، ان کی خدمت کر کے قلبی راحت محسوس کرے اور ان کی خدمت کرتے ہوئے اگر کوئی تکلیف پہنچے تو اف تک نہ کہے اور ان سے غایت درجہ محبت و اکرام کا معاملہ کرے۔ ان کے سامنے اپنے آپ کو جھکا کر رکھے، سخت لہجہ میں بات نہ کرے، آواز اونچی نہ کرے، ان کی خدمت کو دنیا و آخرت کی سعادت و نیک بختی کا سبب سمجھے۔ اس لیے کہ آج وہ دونوں اس شخص کی مدد کے محتاج ہو گئے ہیں جو پیدائش کے بعد سے ان کی مدد کا سب سے زیادہ محتاج فرد تھا۔ یہاں تک کہ ان کے سایۂ عاطفت میں پل بڑھ کر جوان ہو گیا۔ ﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح چڑیا غایت حفاظت کے پیش نظر اپنے بچوں کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتی ہے اور جب پرواز سے فارغ ہو کر زمین پر اترنا چاہتی ہے تو اپنے پر سمیٹ لیتی ہے۔ اسی طرح لڑکا جب جوان ہو جائے اور والدین بوڑھے ہو جائیں تو ہر دم ان کی حفاظت کرتا رہے اور ان کے سامنے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ رہے۔ آیت کی تفسیر یہ ہوئی کہ اے انسان! تو اپنے والدین کے لیے اس طرح تواضع اور انکسار کا اظہار کر جس طرح غلام اپنے سخت مزاج اور سخت گیر آقا کے سامنے کرتا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ والدین کے لیے اپنی عارضی شفقت و محبت پر اکتفا نہ کرو، بلکہ جب تک زندہ ہو، روزانہ کم از کم پانچ نمازوں میں ان کے حق میں دعا کرو کہ اللہ ان پر دائمی رحمت کرے، ان کی مغفرت فرما دے اور انھیں جنت الفردوس میں جگہ دے، کیونکہ انھوں نے بہت زیادہ شفقت و محبت کے ساتھ تمھاری پرورش کی تھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تم چھوٹے تھے اور حرکت بھی نہیں کر سکتے تھے۔

ارشاد فرمایا: ﴿ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴾ [لقمان : ١٤] ''اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے، اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری کی حالت میں اسے اٹھائے رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے کہ میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا۔ میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴾ [لقمان : ١٥] ''اور اگر وہ دونوں تجھ پر زور دیں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور دنیا میں اچھے طریقے سے ان کے ساتھ رہ اور اس شخص کے راستے پر چل جو میری طرف رجوع کرتا ہے، پھر میری ہی طرف تمھیں لوٹ کر آنا ہے، تو میں تمھیں بتاؤں گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔''

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میری ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میرے پاس آئیں (تب وہ کافرہ تھیں) وہ (مجھ سے ملاقات کی) خواہش مند تھیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، کیا میں ان سے نیک سلوک کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں!'' [بخاری، کتاب الأدب، باب صلة الوالد المشرك : ٥٩٧٨]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے پوچھا، پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے پوچھا، پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''تیری ماں۔'' اس نے پوچھا، پھر کون؟ فرمایا: ''تیرا باپ۔'' [بخاری، کتاب الأدب، باب من أحق الناس بحسن الصحبة : ٥٩٧١۔ مسلم، کتاب البر والصلة، باب بر الوالدين و أيهما أحق به : ٢٥٤٨]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وقت پر نماز پڑھنا اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا، پھر اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔'' [بخاری، کتاب التوحيد، باب وسمى النبي صلی اللہ علیہ وسلم الصلوة عملاً : ٧٥٣٤]

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، غیر کا حق روکنا اور جس چیز کا حق دار نہ ہو اس کا مانگنا اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا حرام کر دیا ہے اور اس نے تمھارے لیے قیل و قال (یعنی فضول باتوں) کو، کثرت سوال کو اور مال کے ضیاع کو ناپسند فرمایا ہے۔'' [بخاری، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدين من الكبائر : ٥٩٧٥]

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: ''کیا میں تم لوگوں کو کبیرہ گناہوں میں سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے گناہ نہ بتاؤں؟'' ہم نے عرض کی، کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! (بتایئے!) آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' اس وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے، بعد ازاں آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: ''خبردار ہو جاؤ، اور جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ خبردار! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔'' پھر آپ برابر یہی فرماتے رہے، یہاں تک کہ میں سمجھا کہ اب شاید آپ خاموش نہیں ہوں گے۔ [بخاری، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدین من الکبائر : ۵۹۷۶]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''(وہ یہ ہیں) اللہ کے ساتھ شرک کرنا، کسی کو (ناحق) قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔'' مزید فرمایا: ''کیا میں تم کو کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟'' پھر فرمایا: ''جھوٹ بولنا'' یا یہ فرمایا: ''جھوٹی گواہی دینا۔'' [بخاری، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدین من الکبائر : ۵۹۷۷]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بڑے گناہ یہ ہیں، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو (ناحق) قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔'' [بخاری، کتاب الأیمان والنذور، باب الیمین الغموس : ٦٦٧٥]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ پر لعنت کرے۔'' لوگوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول! بھلا اپنے ماں باپ پر کون لعنت کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ''(مطلب یہ ہے کہ) ایک شخص دوسرے کے باپ کو گالی دے گا تو وہ اس کے باپ کو گالی دے گا۔ وہ اس کی ماں کو گالی دے گا، تو وہ (دوسرا جواب میں) اس کی ماں کو گالی دے گا۔'' [بخاری، کتاب الأدب، باب لا یسب الرجل والدیه : ۵۹۷۳]

سیدنا مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آپ کے پاس آیا، اس نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا میرے ماں باپ کے فوت ہو جانے کے بعد بھی مجھ پر ان کا کوئی حق باقی ہے کہ میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! ان کے لیے دعا کرنا، ان کے لیے استغفار کرنا، ان کے بعد ان کے عہد کو پورا کرنا، ایسے رشتہ داروں سے میل ملاپ رکھنا کہ ان (ماں باپ) کے بغیر ان سے رشتے داری نہیں ہو سکتی تھی اور ان کے دوستوں کا اکرام کرنا۔'' [أبو داوٗد، کتاب الأدب، باب فی بر الوالدین : ۵۱٤۲]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میری ایک بیوی تھی، مجھے اس سے بہت محبت تھی، تاہم میرا والد اس سے نفرت کرتا تھا، چنانچہ انھوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے طلاق دے دوں، لیکن میں نے انکار کیا۔ انھوں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''اے عمر کے بیٹے عبداللہ! اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔'' [ترمذی، کتاب الطلاق، باب ما جاء فی الرجل یسئله أبوه أن یطلق زوجته : ۱۱۸۹]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا، اے اللہ کے رسول! میرے پاس مال بھی ہے اور اولاد بھی ہے اور میرا باپ چاہتا ہے کہ میرے مال سے اپنی ضرورت پوری کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اور تمھارا مال تمھارے باپ ہی کا ہے۔“ [ابن ماجه، کتاب التجارات، باب ما للرجل من مال ولده : ۲۲۹۱]

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝۲۵

”تمھارا رب زیادہ جاننے والا ہے جو تمھارے دلوں میں ہے۔ اگر تم نیک ہو گے تو یقیناً وہ بار بار رجوع کرنے والوں کے لیے ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا ہے۔“

دلوں کے بھید اور احوال کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ کون جانتا ہے؟ جو شخص والدین کے لیے نیک جذبات رکھتا ہے، اللہ اسے خوب جانتا ہے اور اگر کوئی شخص ان کے لیے نفرت کا جذبہ رکھتا ہے اور انھیں بوجھ سمجھتا ہے تو اسے بھی اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ دونوں قسم کے آدمیوں کے ساتھ اس کی نیت کے مطابق اللہ تعالیٰ معاملہ کرے گا۔ آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اچھی نیت اور عام حالات میں والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کے باوجود اگر کبھی کوئی تقصیر ہو جائے اور اس پر آدمی نادم ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دے گا اور عذاب نہیں دے گا۔

فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا : ” أَوَّابٌ “ کا لفظ أَوَّبَ سے مشتق ہے، أَوَّبَ کے معنی رجوع کرنے کے ہیں۔ جب کوئی شخص واپس آئے تو اس کے لیے یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ أَوَّبَ فُلَانٌ۔ صحیح حدیث میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد یا حج یا عمرہ سے لوٹ کر آتے تو پہلے تین مرتبہ ” اَللّٰهُ اَكْبَرُ “ کہتے، پھر یوں فرماتے: « لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. آئِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، سَاجِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ » ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اسی کو تعریف سجتی ہے، وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ہم لوٹ کر آ رہے ہیں، توبہ کرتے ہیں، عبادت کرتے ہیں، سجدہ کرتے ہیں، اپنے رب کے شکر گزار ہیں کہ اس نے اپنا وعدہ سچا کیا، اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کی اور کافروں کی فوجوں کو اکیلے ہی اس نے شکست دی۔“ [بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الخندق : ۴۱۱۶]

وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝۲۶ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝۲۷

”اور رشتہ دار کو اس کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو اور مت بے جا خرچ کر، بے جا خرچ کرنا۔ بے شک بے جا خرچ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے ہمیشہ سے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان ہمیشہ سے اپنے رب کا بہت ناشکرا ہے۔“

والدین کے بعد دیگر رشتہ داروں، ضرورت مندوں اور مسافروں کا خیال کرنے کی نصیحت کی گئی ہے اور آخر میں فضول خرچی سے منع کیا گیا ہے، جیسے کوئی آدمی اپنا مال ناجائز کاموں میں خرچ کرے یا ان لوگوں پر خرچ کرے جو شرعی اصولوں کے مطابق مستحق نہ ہوں۔ اگلی آیت میں اس حکم کی علت بیان کی گئی ہے کہ فضول خرچی کرنے والے لوگ ناشکری میں شیطان کی مانند ہیں اور یہ انسان کی بہت زیادہ مذمت ہے، کیونکہ شیطان سے زیادہ کوئی برا نہیں ہے۔ یا مفہوم یہ ہے کہ فضول خرچی کرنے والے لوگ جہنم میں شیطان کے ساتھی ہوں گے۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ شیطان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا کوئی ناشکرا نہیں ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جتنی صلاحیتیں دی ہیں ان سب کو اس نے ارتکاب معاصی، زمین میں فساد پھیلانے، لوگوں کو گمراہ کرنے اور کفر کی طرف بلانے میں لگا دیا ہے۔ اس طرح اگر کوئی آدمی اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو اللہ کی بندگی کے بجائے ناجائز کاموں پر خرچ کرتا ہے تو گویا وہ شیطان کی مانند ہے۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ : قبیلہ بنی یربوع کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دینے والا ہاتھ اوپر ہوتا ہے، تو اپنی ماں پر، اپنے باپ پر، اپنی بہن پر اور اپنے بھائی پر خرچ کر، پھر ان پر جو تیرے درجہ بدرجہ قریبی ہیں۔“ [مسند أحمد : ۶۴/۴، ۶۵، ح : ۱۶۶۱۸]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اپنے رزق کی اور اپنی عمر کی ترقی چاہتا ہو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔“ [بخاري، كتاب الأدب، باب من بسط له في الرزق لصلة الرحم : ۵۹۸۶۔ مسلم، كتاب البر والصلة، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها : ۲۵۵۷]

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا : جب اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے کا حکم دیا تو ساتھ ہی اسراف اور فضول خرچی سے منع فرما دیا، بلکہ اعتدال اور میانہ روی کو اختیار کرنے کا حکم دیا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴾ [الفرقان : ۶۷] ”اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ خرچ میں تنگی کرتے ہیں اور (ان کا خرچ) اس کے درمیان معتدل ہوتا ہے۔“

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا، اپنا ہاتھ روک لینا اور دوسرے سے سوال کرنا حرام کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ فضول باتیں کرنے، کثرت سے سوال کرنے اور مال کے ضائع کرنے کو بھی ناپسند کرتا ہے۔“ [بخاري، كتاب الاستقراض و أداء الديون، باب ما ينهى عن إضاعة المال : ۲۴۰۸]

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾

”اور اگر کبھی تو ان سے بے توجہی کر ہی لے، اپنے رب کی کسی رحمت کی تلاش کی وجہ سے، جس کی تو امید رکھتا ہو تو ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے وہ بات کہہ جس میں آسانی ہو۔"

اس آیت کریمہ میں نصیحت کی گئی ہے کہ جن لوگوں کا اوپر ذکر آیا ہے اگر ان میں سے کوئی کسی کے سامنے اپنی ضرورت پیش کرے اور اس کے پاس اس کو دینے کے لیے مال نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ مانگنے والے کو مایوس نہ کرے، اس سے سخت لہجہ میں بات نہ کرے اور اس وعدے کے ساتھ اسے واپس کرے کہ اللہ تعالیٰ جب وسعت دے گا تو اس کی مدد کرے گا۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ﴿٢٩﴾

"اور نہ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا کر لے اور نہ اسے کھول دے، پورا کھول دینا، ورنہ ملامت کیا ہوا، تھکا ہارا ہو کر بیٹھ رہے گا۔"

اس آیت میں بخیل کو اس آدمی سے تشبیہ دی گئی ہے جس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیے گئے ہوں کہ ان ہاتھوں سے وہ نہ کسی چیز کو پکڑ سکتا ہے اور نہ ان کے ذریعے سے کسی کو کوئی چیز دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے ذریعے سے مومنوں کو نصیحت کی ہے کہ جن لوگوں پر خرچ کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان پر خرچ کرنے میں بخل سے کام نہ لیں اور نہ خرچ میں اتنی فضول خرچی سے کام لیں کہ سب کچھ لٹا دیں، بال بچوں کے لیے کچھ بھی نہ چھوڑیں۔ اس لیے کہ بخل کی صورت میں لوگ ملامت کریں گے کہ مال ہوتے ہوئے ان کی مدد نہیں کی، جبکہ فضول خرچی کی وجہ سے سارا مال ضائع ہو جائے گا تو باقی عمر کف افسوس ملتے ہوئے گزارے گا اور دوسروں کا دست نگر رہے گا، پھر اس کی حالت اس اونٹ کی سی ہوگی جو راستے میں چلتے چلتے تھک ہار کر بیٹھ جاتا ہے، آگے نہیں چل سکتا تو اس کا مالک اسے وہیں چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ گویا اس آیت میں خرچ کرنے میں افراط و تفریط سے منع کیا گیا ہے، اس کے متعلق کتاب و سنت کے دلائل پیش خدمت ہیں۔

ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا﴾ [الفرقان : ٦٧] "اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ خرچ میں تنگی کرتے ہیں اور (ان کا خرچ) اس کے درمیان معتدل ہوتا ہے۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "بخیل اور سخی کی مثال ان دو شخصوں جیسی ہے جو لوہے کے دو کرتے چھاتیوں سے ہنسلیوں تک پہنے ہوئے ہوں۔ خرچ کرنے والا جب خرچ کرتا ہے تو وہ کرتا پھیل جاتا ہے یا لمبا چوڑا ہو کر سارا بدن ڈھانپ لیتا ہے، حتیٰ کہ انگلیوں کو بھی چھپا دیتا ہے اور چلتے وقت اس شخص کے پاؤں کے نشان مٹاتا چلا جاتا ہے، لیکن بخیل جب خرچ کرنا چاہتا ہے تو ہر حلقہ اپنی جگہ چمٹ کر رہ جاتا ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے لیکن وہ کشادہ نہیں ہوتا۔'' [بخاری، کتاب الزکوۃ، باب مثل البخیل و المتصدق : ۱۴۴۳۔ مسلم، کتاب الزکوۃ، باب مثل المنفق والبخیل : ۱۰۲۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ بندے صبح کریں مگر یہ کہ دو فرشتے اترتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے یا اللہ! خرچ کرنے والے کو اور دے اور دوسرا کہتا ہے یا اللہ! بخیل کا مال تلف کر دے۔'' [بخاری، کتاب الزکوۃ، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ فأما من أعطی واتقی ...... الخ ﴾ : ۱۴۴۲۔ مسلم، کتاب الزکوۃ، باب فی المنفق والممسك : ۱۰۱۰]

سیدنا کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ! میں اپنے معاف کیے جانے کے شکریہ میں اپنا سارا مال بطور صدقہ اللہ اور اللہ کے رسول کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''کچھ مال اپنے لیے بھی رہنے دو، یہ تمھارے حق میں بہتر ہے۔'' میں نے عرض کی، (اچھا) خیبر میں جو میرا حصہ ہے وہ میں رہنے دیتا ہوں (باقی سب خیرات کر دیتا ہوں)۔'' [بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب : ۴۴۱۸۔ مسلم، کتاب التوبة، باب حدیث توبة کعب : ۲۷۶۹]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک دینار وہ ہے جو تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور ایک وہ جو تم نے غلام کی آزادی میں خرچ کیا اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے مسکین کو دیا اور ایک دینار وہ جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا تو اجر کے لحاظ سے افضل وہ دینار ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔'' [مسلم، کتاب الزکوۃ، باب فضل النفقة علی العیال : ۹۹۵]

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے مرنے کے بعد ایک غلام آزاد کرنے کی وصیت کی۔ اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''تیرے پاس اس کے علاوہ اور مال بھی ہے؟'' اس نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''مجھ سے اس غلام کو کون خریدتا ہے؟'' نعیم نے آٹھ سو درہم کے عوض یہ خرید لیا اور درہم آپ کو ادا کر دیے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو، پھر اگر بچے تو اپنے گھر والوں پر، پھر بچے تو اپنے رشتہ داروں پر، پھر بچے تو ادھر بھی خرچ کرو، ادھر بھی خرچ کرو۔'' اور آپ نے اشارہ سے بتایا کہ آگے بھی، دائیں طرف بھی اور بائیں طرف بھی۔ [مسلم، کتاب الزکوۃ، باب الابتداء فی النفقة بالنفس ثم أهله ثم القرابة : ۹۹۷]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت، سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی تھے۔ [بخاری، کتاب الجهاد، باب الشجاعة فی الحرب : ۲۸۲۰]

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ایسا ہوا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جا رہا تھا، دیگر لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ جنگ حنین سے لوٹ رہے تھے تو کچھ (بدو) لوگ آپ سے لپٹ گئے، وہ آپ سے مال طلب کر رہے تھے۔ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا تنگ کیا کہ آپ ببول کے درخت کی طرف جانے پر مجبور ہو گئے۔ آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی چادر اس میں اٹک کر رہ گئی۔ آپ ٹھہر گئے اور فرمایا: ''میری چادر تو مجھے دے دو، اگر میرے پاس ان (کانٹے دار درختوں کے) کانٹوں کے شمار کے برابر بیل، بکریاں اور اونٹ وغیرہ ہوتے تو میں وہ سب تم لوگوں میں بانٹ دیتا، تم مجھے نہ بخیل پاؤ گے، نہ جھوٹا اور نہ بزدل۔'' [بخاری، کتاب الجهاد، باب الشجاعة فی الحرب والجبن : ۲۸۲۱]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کسی نے کچھ مانگا تو آپ نے ''نہیں'' کبھی نہیں کہا۔ [بخاری، کتاب الأدب، باب حسن الخلق ...... الخ : ۶۰۳۴۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب فی سخائه صلی اللہ علیہ وسلم : ۲۳۱۱]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے واسطے سے کسی چیز کا سوال ہوا ہو اور آپ نے وہ چیز نہ دی ہو۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا، (اس وقت آپ کے پاس) دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں تھیں (یعنی اتنی کہ وہ وادی ان سے بھر جائے)، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب اسے دے دیں۔ وہ لوٹ کر اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا، اے میری قوم کے لوگو! اسلام قبول کر لو، کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا کچھ دیتے ہیں کہ فقر و فاقہ کا ڈر نہیں رہتا۔ [مسلم، کتاب الفضائل، باب فی سخائه صلی اللہ علیہ وسلم : ۲۳۱۲]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے، آپ نے اسے پکارا اور اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔ دوسرے جمعہ کو وہ پھر مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے، آپ نے اسے پکارا اور اس کو دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔ تیسرے جمعہ کو وہ پھر داخل ہوا آپ نے اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا: ''صدقہ دو۔'' تو لوگوں نے صدقہ دیا۔ آپ نے اس صدقے کے مال میں سے دو کپڑے اس کو دے دیے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''صدقہ دو۔'' تو اس شخص نے بھی اپنے کپڑوں میں سے ایک کپڑا پیش کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ڈانٹا اور اس کے اس فعل کو اچھا نہیں سمجھا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اس شخص کو دیکھو، یہ بری حالت میں مسجد میں داخل ہوا۔ میں نے اس کو اس امید سے پکارا کہ تم اسے کچھ دو، اس کے لیے صدقہ کرو اور اسے پہننے کے لیے کپڑے دو، لیکن تم نے ایسا نہیں کیا۔ تو میں نے کہا صدقہ دو، تم نے صدقہ دیا اور میں نے اس صدقے کے مال میں سے اسے بھی دو کپڑے دے دیے، پھر میں نے تم سے کہا، صدقہ دو، تو اس نے اپنے دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا پیش کر دیا۔'' آپ نے اس سے فرمایا: ''اپنا کپڑا لے لو۔'' پھر آپ نے اسے ڈانٹا (کہ اس نے اپنی ضرورت کی چیز کیوں دے دی)۔ [مسند أحمد : ۲۵/۳، ح : ۱۱۲۰۳]

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ''بردہ'' لے کر آئی۔ سہل نے لوگوں سے پوچھا، تم جانتے ہو ''بردہ'' کسے کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا، تہ بند کو۔ سہل نے کہا، ہاں، تہ بند جس میں حاشیہ بنا ہوا ہوتا ہے۔ وہ عورت کہنے لگی، اے اللہ کے رسول! یہ میں آپ کو پہنانے کے لیے لائی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تہ بند کی ضرورت تھی، آپ نے وہ تہ بند لے لیا اور باندھ لیا۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے آپ کو یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہ بند باندھے ہوئے دیکھا تو کہا کیا عمدہ تہ بند ہے، مجھے عنایت فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''اچھا لے لو۔'' جب آپ مجلس سے اٹھے (اور وہ اسے دے دیا) تو لوگوں نے اسے ملامت کی اور کہا کہ تم نے اچھا نہیں کیا، کیا تم نہیں جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کی ضرورت ہے، پھر تم نے کیوں آپ سے تہ بند مانگا؟ تم یہ بھی جانتے ہو کہ آپ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ انھوں نے کہا، میں نے (یہ تہ بند باندھنے کے لیے نہیں بلکہ) برکت کے لیے مانگا ہے، کیونکہ آپ اس کو باندھ چکے تھے اور میری غرض یہ تھی کہ مجھے اس میں کفن دیا جائے۔ [بخاری، کتاب الأدب، باب حسن الخلق : ٦٠٣٦]

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۠﴿۳۰﴾

''بے شک تیرا رب رزق فراخ کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے، بے شک وہ ہمیشہ سے اپنے بندوں کی پوری خبر رکھنے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔''

بندوں کی روزی میں وسعت اور تنگی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے، وہ ان کے ظاہر و باطن کو خوب جانتا ہے اور اپنی حکمت کے تقاضے کے مطابق جس کی روزی چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے گھٹا دیتا ہے۔

وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾

''اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم ہی انھیں رزق دیتے ہیں اور تمھیں بھی۔ بے شک ان کا قتل ہمیشہ سے بہت بڑا گناہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ روزی رساں ہے اور ہر ایک کی روزی کا ضامن ہے، اس لیے اولاد کو فقر و محتاجی کے ڈر سے مارنے سے منع کیا گیا۔ عہد جاہلیت میں بعض قبائل اپنی اولاد کو محتاجی کے ڈر سے قتل کر دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انھیں اور تمھیں سب کو ہم روزی دیتے ہیں۔ اس لیے بھوک اور محتاجی کے ڈر سے انھیں قتل نہ کرو، کیونکہ ایسا کرنا گناہ عظیم ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ﴾ [الأنعام : ١٥١] ''اور اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے قتل نہ کرو، ہم ہی تمھیں رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [ھود : ٦] ''اور زمین میں کوئی چلنے والا (جاندار) نہیں مگر اس کا رزق اللہ ہی پر ہے اور وہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ اور اس کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے، سب کچھ ایک واضح کتاب میں درج ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم کسی کو اللہ کا شریک بناؤ، حالانکہ اللہ نے تجھے پیدا کیا ہے۔'' میں نے کہا، بے شک یہ تو بڑا گناہ ہے۔ میں نے پوچھا، پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''پھر یہ کہ تو اپنے بچے کو اس ڈر سے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔'' میں نے پوچھا، پھر کون سا گناہ؟ آپ نے فرمایا: ''پھر یہ کہ کوئی اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔'' [بخاري، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ : ﴿ فلا تجعلوا لله أندادا ﴾ : ۷۵۲۰۔ مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان كون الشرك أقبح الذنوب : ۸۶]

وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾

''اور زنا کے قریب نہ جاؤ، بے شک وہ ہمیشہ سے بڑی بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے۔''

قتل اولاد سے منع کرنے کے بعد اس آیت کریمہ میں زنا سے منع کیا گیا ہے، جو نسب کے خلط ملط ہونے اور بالآخر نسل انسانی کی تباہی کا سبب بن سکتا ہے۔ زنا وہ بدترین فعل ہے جو فطرت سلیم، عقل اور شریعت یعنی ہر اعتبار سے گناہ عظیم ہے اور معاشرے پر اس کے نہایت خطرناک اور برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کی عزت محفوظ نہیں رہتی۔ ان کا نسب اور ان کی نسل خطرے میں پڑ جاتی ہے اور پاک وصاف معاشرہ اخلاقی انارکی کا شکار ہو جاتا ہے، جو اس فعل بد کا مرتکب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق آخرت میں اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

ارشاد فرمایا: ﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴾ [الفرقان : ۶۸، ۶۹] ''اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اس جان کو قتل کرتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو یہ کرے گا وہ سخت گناہ کو ملے گا۔ اس کے لیے قیامت کے دن عذاب دگنا کیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اس میں ذلیل کیا ہوا رہے گا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسان کی تقدیر میں زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا گیا ہے جس کو وہ لامحالہ کرے گا، تو آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا بات کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا جانا ہے اور دل خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ ان باتوں کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب کرتی ہے۔'' [مسلم، كتاب القدر، باب قدر على ابن آدم حظه من الزنا : ۲۱/۲۶۵۷]

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اگر میں اپنی بیوی کے پاس کسی غیر مرد کو پاؤں تو میں تو اسے سیدھی تلوار سے قتل کر دوں گا۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم لوگوں کو سعد کی غیرت پر تعجب ہوتا ہے، اللہ کی قسم! میں سعد سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے اور غیرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بے حیائی کے (تمام) ظاہر و باطن کاموں کو حرام کر دیا ہے۔'' [بخاری، کتاب التوحید، باب قول النبی ﷺ : لا شخص أغير من الله : ۷٤۱٦]

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نوجوان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے زنا کی اجازت چاہی۔ لوگ اس طرف متوجہ ہوئے، اسے ڈانٹا اور کہا کہ خاموش ہو جا، تاہم آپ ﷺ نے فرمایا: ''(میرے) قریب آ۔'' وہ قریب آیا اور جب بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: ''کیا تو اس کام کو اپنی ماں کے لیے پسند کرتا ہے؟'' اس نے کہا، نہیں۔ اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! مجھے آپ پر اللہ فدا کرے (ہرگز نہیں)۔ آپ نے فرمایا: ''تو لوگ بھی اس کام کو اپنی ماں کے لیے پسند نہیں کرتے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اچھا تو اسے اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتا ہے؟'' اس نے کہا، نہیں، اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے (ہرگز نہیں)۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ بھی اس کام کو اپنی بیٹیوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اس کام کو اپنی بہن کے لیے پسند کرتا ہے؟'' اس نے کہا، نہیں، اللہ کی قسم! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ بھی اس کام کو اپنی بہنوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔'' پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تو اس کام کو اپنی پھوپھی کے لیے پسند کرتا ہے؟'' اس نے کہا، نہیں، اللہ کی قسم! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ بھی اس کام کو اپنی پھوپھیوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔'' پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تو اس کام کو اپنی خالہ کے لیے پسند کرتا ہے؟'' اس نے کہا، نہیں، اللہ کی قسم! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے (ہرگز نہیں)۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ بھی اس کام کو اپنی خالاؤں کے لیے پسند نہیں کرتے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور یہ دعا کی: ''الٰہی! اس کے گناہ بخش، اس کے دل کو پاک کر اور اسے عصمت والا بنا۔'' پھر تو یہ حالت تھی کہ یہ نوجوان ایسے کسی کام کی طرف نہیں جھانکتا تھا۔ [مسند أحمد : ۵/۲۵٦، ۲۵۷، ح : ۲۲۲۷٤]

وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾

''اور اس جان کو قتل مت کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور جو شخص قتل کر دیا جائے، اس حال میں کہ مظلوم ہو تو یقیناً ہم نے اس کے ولی کے لیے پورا غلبہ رکھا ہے۔ پس وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے، یقیناً وہ مدد دیا ہوا ہوگا۔''

قتل اولاد اور زنا سے ممانعت کے بعد اس آیت کریمہ میں کسی بھی بے گناہ آدمی کے قتل سے منع کیا گیا ہے، سوائے اس شخص کے جس کا شرعی طور پر قتل کرنا ضروری ہو جائے۔ جیسے کوئی مرتد ہو جائے یا شادی کرنے کے بعد زنا کا مرتکب ہو، یا کسی آدمی کو ناحق قتل کر دے۔ اگر کوئی کسی کو جان بوجھ کر ناحق قتل کر دے تو اس کے ولی کو پورا اختیار ہے، چاہے تو قاتل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے حاکم وقت کے ذریعے سے قصاص کا مطالبہ کرے، یا دیت لے لے، یا چاہے تو اللہ کے لیے معاف کر دے۔ ہاں! اگر قصاص لینا ہے تو قصاص لینے میں حد سے تجاوز نہ کرے، قاتل کے علاوہ دوسرے کو قتل نہ کرے، اگر قاتل ایک ہے تو دو یا دو سے زیادہ کو قتل نہ کرے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے قصاص واجب کر کے مقتول کے اولیاء کی مدد فرما دی ہے اور جو مناسب بدلہ ہونا چاہیے، اسے مقرر کر دیا ہے۔ اس لیے اللہ کے حکم سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان یہ گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تو اس کا قتل تین باتوں کے سوا حلال نہیں، یا تو اس نے کسی کو قتل کیا ہو، یا اس نے شادی شدہ ہوتے ہوئے زنا کیا ہو، یا وہ دین چھوڑ کر جماعت کو خیر باد کہہ گیا ہو۔'' [بخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ أن النفس بالنفس ...... الخ ﴾ : ٦٨٧٨۔ مسلم، کتاب القسامة، باب ما يباح به دم المسلم : ١٦٧٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کیا تو فرمایا: ''(وہ یہ ہیں) اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ناحق قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ نہ بیان کروں؟'' چنانچہ آپ نے فرمایا: ''جھوٹ بولنا'' یا آپ نے فرمایا: ''جھوٹی گواہی دینا۔'' [بخاری، کتاب الأدب، باب عقوق الوالدين من الكبائر : ٥٩٧٧]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مسلمان کے قتل کی نسبت ساری دنیا کا ختم ہو جانا اللہ تعالیٰ کے ہاں کم تر ہے۔'' [ترمذی، کتاب الدیات، باب ما جاء فی تشدید قتل المؤمن : ١٣٩٥۔ نسائی، کتاب تحریم الدم، باب تعظيم الدم : ٣٩٩٢]

وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾

''اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ، مگر اس طریقے سے جو سب سے اچھا ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو، بے شک عہد کا سوال ہوگا۔''

جان کی حفاظت کا حکم دینے کے بعد اب مال کی حفاظت کا حکم دیا جا رہا ہے۔ چونکہ یتیم کا اللہ کے علاوہ کوئی مضبوط سہارا نہیں ہوتا، اس لیے اس کے مال پر بدنیت لوگوں کی نگاہ لگی رہتی ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے اسی کے مال کی حفاظت کا حکم دیا گیا اور اس بارے میں احتیاط کی تعلیم دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ، ہاں! اگر نیت یہ ہو کہ اس کی دیکھ بھال کی جائے، تجارت کر کے اسے ترقی دی جائے تو پھر اس میں تصرف کرنا جائز ہے، یہاں تک کہ یتیم بالغ ہو جائے اور عقلی طور پر اپنے مال میں صحیح تصرف کرنے کے قابل بن جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگوں کے ساتھ تمھارے جو عقود اور معاہدے ہوں ان کی پابندی کرو اور دھوکا نہ دو۔ اس لیے کہ قیامت کے دن بندوں سے عہود و مواثیق کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا اور اگر کسی نے بے سبب نقض عہد کیا ہوگا تو اس دن اس کی سزا اسے بھگتنا ہوگی۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۝ وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا وَ مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴾ [النساء : ٥، ٦] ”اور بے سمجھوں کو اپنے مال نہ دو، جو اللہ نے تمھارے قائم رہنے کا ذریعہ بنائے ہیں اور انھیں ان میں سے کھانے کے لیے دو اور انھیں پہننے کے لیے دو اور ان سے اچھی بات کہو۔ اور یتیموں کو آزماتے رہو، یہاں تک کہ جب وہ بلوغت کو پہنچ جائیں، پھر اگر تم ان سے کچھ سمجھداری معلوم کرو تو ان کے مال ان کے سپرد کر دو اور فضول خرچی کرتے ہوئے اور اس سے جلدی کرتے ہوئے انھیں مت کھاؤ کہ وہ بڑے ہو جائیں گے۔ اور جو غنی ہو تو وہ بہت بچے اور جو محتاج ہو تو وہ جانے پہچانے طریقے سے کھالے، پھر جب ان کے مال ان کے سپرد کرو تو ان پر گواہ بنا لو اور اللہ پورا حساب لینے والا کافی ہے۔“

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے ابو ذر! میں تو تجھے بہت کمزور دیکھ رہا ہوں اور تیرے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں، خبردار، کبھی دو شخصوں کا بھی حاکم نہ بننا اور نہ کبھی یتیم کے مال کا متولی بننا۔“ [مسلم، کتاب الإمارۃ، باب کراھۃ الإمارۃ بغیر ضرورۃ : ١٨٢٦]

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اسے امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔“ [بخاری، کتاب الإیمان، باب علامات المنافق : ٣٣۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب خصال المنافق : ٥٩]

وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۝۳۵

”اور ماپ کو پورا کرو، جب ماپو اور سیدھی ترازو کے ساتھ وزن کرو۔ یہ بہترین ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت زیادہ اچھا ہے۔“

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ناپ تول میں کمی نہ کریں، جب کسی کے لیے ناپیں تو پورا ناپیں، اور وزن کریں تو صحیح ترازو سے وزن کریں، ڈنڈی نہ ماریں اور دھوکا نہ دیں۔ اسی میں ہر بھلائی ہے اور انجام کے اعتبار سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی یہی بہتر ہے۔ اس لیے کہ معاملات میں سچائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی روزی میں برکت دے گا اور قیامت کے دن کوئی مظلوم اس سے اپنے حق کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۖ وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [المطففين : ١ تا ٦] ”بڑی ہلاکت ہے ماپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں۔ اور جب انھیں ماپ کر، یا انھیں تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ یقین نہیں رکھتے کہ بے شک وہ اٹھائے جانے والے ہیں۔ ایک بڑے دن کے لیے۔ جس دن لوگ رب العالمین کے لیے کھڑے ہوں گے۔“

وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝۳۶

”اور اس چیز کا پیچھا نہ کر جس کا تجھے کوئی علم نہیں۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل، ان میں سے ہر ایک، اس کے متعلق سوال ہوگا۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آدمی کو ایسی بات کہنے سے منع فرمایا ہے جس کا اسے علم نہ ہو۔ یہ آیت قاعدہ کلیہ ہے، جس کے ضمن میں وہ تمام اقوال و افعال داخل ہیں جن کی صداقت و حقانیت کا آدمی کو علم نہ ہو، مثلاً جھوٹی گواہی دینا، بغیر ثبوت کسی کی مذمت کرنا، پاکدامن مردوں اور عورتوں پر بہتان باندھنا، بغیر دلیل شرعی کے کسی چیز کو حلال اور کسی کو حرام ٹھہرانا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس ممانعت کی علت یہ بیان فرمائی کہ قیامت کے دن انسان سے اس کے کان، آنکھ اور دل سب کے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا، یا پھر اللہ تعالیٰ ان اعضا کو قوت گویائی عطا کرے گا اور ان سے پوچھے گا کہ ان کے ذریعے سے کن کن گناہوں کا ارتکاب کیا گیا تھا۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ جو سنے، اسے (بغیر تحقیق کیے) آگے بیان کر دے۔“ [مسلم، المقدمة، باب النهي عن الحديث بكل ما سمع : ٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(برے) گمان سے بچو، یقیناً (برا) گمان بدترین جھوٹی بات ہے۔“ [بخاري، كتاب الأدب، باب ﴿ يأيها الذين اٰمنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ...... الخ ﴾ : ٦٠٦٦۔ مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظن والتجسس : ٢٥٦٣]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سب سے بدتر جھوٹ یہ ہے کہ آدمی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(خواب میں) ایسی چیز کے دیکھنے کا دعویٰ کرے جو اس کی آنکھ نے نہ دیکھی ہو۔“ [بخاری، کتاب التعبیر، باب من كذب في حلمه : ۷۰۴۳]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کوئی ایسا خواب بیان کرے جو اس نے نہیں دیکھا تو قیامت کے دن اسے یہ تکلیف دی جائے گی کہ وہ جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگائے اور یہ اس سے ہرگز نہیں ہو سکے گا۔“ [بخاری، کتاب التعبیر، باب من كذب في حلمه : ۷۰۴۲]

اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا : سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص لوگوں کی باتیں سننے کے لیے کان لگائے اور وہ اس کا سننا پسند نہ کرتے ہوں، یا اس سے بھاگتے پھرتے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔“ [بخاری، کتاب التعبیر، باب من كذب في حلمه : ۷۰۴۲]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے، اس وقت میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں دف بجا کر وہ اشعار گا رہی تھیں جو انصار نے جنگ بعاث کے دن کہے تھے۔ یہ لڑکیاں گانے والیاں نہیں تھیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تعجب سے کہا، یہ شیطانی باجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں؟ اور یہ عید کا دن تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے ابوبکر! انھیں چھوڑ دو، ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔“ [بخاری، کتاب العيدين، باب سنة العيدين لأهل الإسلام : ۹۵۲]

سیدہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شادی کے موقع پر میرے ہاں تشریف لائے اور میرے بچھونے پر اسی طرح بیٹھ گئے جس طرح تم میرے پاس بیٹھے ہو۔ اس وقت ہماری کچھ لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور ہمارے کچھ بزرگوں کا ذکر کر کے گا رہی تھیں جو بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے۔ اتنے میں ایک لڑکی یہ مصرع گانے لگی، ہم میں ایک نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ”اسے چھوڑ دو اور وہی گاتی رہو جو پہلے گا رہی تھیں۔“ [بخاری، کتاب النكاح، باب ضرب الدف في النكاح والوليمة : ۵۱۴۷]

وَ الْبَصَرَ : سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی مرد دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے۔“ [مسلم، كتاب الحيض، باب تحريم النظر إلى العورات : ۳۳۸]

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک (غیر محرم پر) نظر پڑ جانے سے متعلق سوال کیا تو آپ نے مجھے نگاہ پھیر لینے کا حکم دیا۔ [مسلم، كتاب الآداب، باب نظر الفجاءة : ۲۱۵۹]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کسی کو کوئی عورت اچھی معلوم ہو اور اس کے دل میں اس کا خیال آئے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کے پاس آ جائے اور اس سے صحبت کرے، اس سے اس کے دل کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ خیال جاتا رہے گا۔‘‘ [مسلم، کتاب النکاح، باب ندب من رأی امرأۃ فوقعت فی نفسہ : ۱۰/۱۴۰۳]

وَالْفُؤَادَ : سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’بے شک (انسان کے) جسم میں (گوشت) کا ایک ایسا لوتھڑا ہے، جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے، آگاہ رہو کہ وہ دل ہے۔‘‘ [بخاری، کتاب الإیمان، باب فضل من استبرأ لدینہ : ۵۲۔ مسلم، کتاب المساقاۃ، باب أخذ الحلال و ترک الشبہات : ۱۵۹۹]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دل کے خیالات کو معاف کر دیا ہے، جب تک کہ وہ انھیں زبان سے نہ نکالے یا ان پر عمل نہ کرے۔‘‘ [مسلم، کتاب الإیمان، باب تجاوز اللہ عن حدیث النفس ...... الخ : ۱۲۷]

وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝۳۷

’’اور زمین میں اکڑ کر نہ چل، بے شک تو نہ کبھی زمین کو پھاڑے گا اور نہ کبھی لمبائی میں پہاڑوں تک پہنچے گا۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے انسان کو نصیحت کی ہے کہ وہ زمین میں کبر و غرور کے ساتھ اکڑ کر نہ چلے، اس لیے کہ ایسا کرنے سے وہ اونچا نہیں ہو جاتا، بلکہ جیسا پہلے تھا ویسا ہی رہتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا کہ کبر و غرور کی وجہ سے زمین کو روند کر چلنے سے وہ زمین میں سوراخ نہیں کر سکتا اور نہ اکڑ کر چلنے سے پہاڑ کے مانند اونچا ہو سکتا ہے۔ اس لیے آدمی کو چاہیے کہ وہ تواضع کو اختیار کرے۔ یہی عباد الرحمٰن کی شان ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا ﴾ [الفرقان : ۶۳] ’’اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی سے چلتے ہیں۔‘‘

سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ تم عجز و انکسار کو اختیار کیا کرو اور تم میں سے کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے۔‘‘ [مسلم، کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمھا، باب الصفات التی یعرف بھا فی الدنیا أھل الجنۃ : ۲۸۶۵/۶۴]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص تکبر کی نیت سے تہ بند کو گھسیٹتا ہوا چلے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر بھی نہیں کرے گا۔‘‘ [بخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبہ من الخیلاء : ۵۷۸۸]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’(بنی اسرائیل میں سے) ایک شخص ایسا جوڑا پہن کر جو اسے بہت پسند تھا اور بالوں میں کنگھی کیے (اتراتا ہوا) چلا جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے (زمین میں) دھنسا دیا، اب وہ قیامت تک اسی طرح دھنستا چلا جائے گا۔‘‘ [بخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبہ من الخیلاء : ۵۷۸۹۔ مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم التبختر فی المشی ...... الخ : ۲۰۸۸]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب تم اقامت کی آواز سنو تو نماز کے لیے چل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑو اور سکون اور وقار کو اپنے اوپر لازم کر لو، دوڑو نہیں، پھر جتنی نماز ملے وہ پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اس کو پورا کر لو۔"
[بخاری، کتاب الأذان، باب لا یسعی إلی الصلوۃ ولیأتها بالسکینة والوقار : ٦٣٦]

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾

"یہ سب کام، ان کا برا تیرے رب کے ہاں ہمیشہ سے ناپسندیدہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مذکورہ بالا آیتوں میں جن بری باتوں سے روکا گیا ہے، وہ سب نہایت برے اعمال ہیں، آدمی کو چاہیے کہ اپنی زندگی میں ان سے اجتناب کرے اور جن اچھی باتوں کا حکم دیا گیا ہے ان پر عمل پیرا رہے۔

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾

"یہ اس میں سے ہیں جو تیرے رب نے حکمت میں سے تیری طرف وحی کی اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود مت بنا، پس تو ملامت کیا ہوا، دھتکارا ہوا جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔"

اس آیت میں نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ گزشتہ آیتوں میں جن اخلاق حمیدہ کا حکم دیا گیا ہے اور جن بری صفات سے منع کیا گیا ہے، حکمت کی یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی بتائی ہیں۔ آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے شرک سے منع فرمایا ہے۔ نصیحتوں کا آغاز اسی دعوت توحید سے ہوا تھا اور اب بات اسی پر ختم کی جا رہی ہے۔ یہ احساس دلانے کے لیے کہ تمام حکمتوں کی اصل اور بنیاد توحید باری تعالیٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرک کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس وقت وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا پھرے گا اور اللہ تعالیٰ اور اس کی تمام مخلوق بھی اسے ملامت کرے گی اور وہ رحمت باری تعالیٰ سے ہمیشہ کے لیے دور کر دیا جائے گا۔

ع اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَ اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾

"پھر کیا تمھارے رب نے تمھیں بیٹوں کے ساتھ چن لیا اور خود فرشتوں میں سے بیٹیاں بنا لی ہیں؟ بے شک تم یقیناً ایک بہت بڑی بات کہہ رہے ہو۔"

اس آیت کریمہ میں ان مشرکین عرب کی تردید ہے جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتاتے تھے اور ان کی عبادت کرتے تھے، حالانکہ وہ تو اللہ کے بندے ہیں جنھیں اللہ نے اپنی تسبیح و تحمید اور دیگر کارہائے عالم کے لیے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا اس نے تمھارے لیے سب سے اچھی اولاد یعنی لڑکا پسند کیا ہے اور اپنے لیے کم تر اولاد یعنی بیٹیاں پسند کی ہیں، جنھیں تم اپنے لیے گوارا نہیں کرتے، بلکہ زندہ درگور کر دیتے ہو؟ یہ کتنی عقل و حکمت کے خلاف بات ہے کہ آقا اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلام کو تو سب سے اچھی چیز دے اور اپنے لیے کم تر چیز پسند کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ بندوں کے منہ سے اپنے خالق و مالک کے بارے میں یہ بات بہت ہی بری ہے کہ ایک تو اللہ کے لیے اولاد ثابت کرتے ہیں اور وہ بھی ایسی اولاد جنھیں وہ اپنے لیے پسند نہیں کرتے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَ لَهُ الْاُنْثٰى ۝ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴾ [النجم : ۲۱، ۲۲] ''کیا تمھارے لیے لڑکے ہیں اور اس کے لیے لڑکیاں؟ یہ تو اس وقت ناانصافی کی تقسیم ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓىِٕكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ۝ وَ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴾ [النجم : ۲۷، ۲۸] ''بے شک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یقیناً وہ فرشتوں کے نام عورتوں کے ناموں کی طرح رکھتے ہیں۔ حالانکہ انھیں اس کے متعلق کوئی علم نہیں، وہ صرف گمان کے پیچھے چل رہے ہیں اور بے شک گمان حق کے مقابلے میں کسی کام نہیں آتا۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ وَ لَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ﴾ [النحل : ۵۷، ۵۸] ''اور وہ اللہ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، وہ پاک ہے اور اپنے لیے وہ جو وہ چاہتے ہیں۔ اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اس کا منہ دن بھر کالا رہتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔''

وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا وَ مَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اس قرآن میں پھیر پھیر کر بیان کیا، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور وہ انھیں نفرت کے سوا کچھ زیادہ نہیں کرتا۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سے دلائل اور مثالوں کے ذریعے سے حق بات کو بیان کر دیا ہے، تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں، اللہ کی طرف رجوع کریں اور شرک کی تمام اقسام سے اس کے پاک ہونے کا عقیدہ رکھیں، لیکن کافروں کا حال یہ ہے کہ قرآن سن کر بدکتے ہیں اور حق سے اعراض کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴾ [الكهف : ٥٤] ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر مثال پھیر پھیر کر بیان کی ہے اور انسان ہمیشہ سے سب چیزوں سے زیادہ جھگڑنے والا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴾ [الأنعام : ٤٦] ''کہہ کیا تم نے دیکھا اگر اللہ تمھاری سماعت اور تمھاری نگاہوں کو لے لے اور تمھارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ کے سوا کون سا معبود ہے جو تمھیں یہ چیزیں لا دے؟ دیکھ ہم کیسے آیات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں، پھر وہ منہ موڑ لیتے ہیں۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾

’’کہہ دے اگر اس کے ساتھ کچھ اور معبود ہوتے، جیسا کہ یہ کہتے ہیں تو اس وقت وہ عرش والے کی طرف کوئی راستہ ضرور ڈھونڈتے۔ پاک ہے وہ اور بہت بلند ہے اس سے جو یہ کہتے ہیں، بہت زیادہ بلند ہونا۔ ساتوں آسمان اور زمین اس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ بھی جو ان میں ہیں اور کوئی بھی چیز نہیں مگر اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے اور لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ بے شک وہ ہمیشہ سے بے حد بردبار، نہایت بخشنے والا ہے۔‘‘

نبی کریم ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ مشرکین سے کہہ دیجیے کہ ان کے کہنے کے مطابق اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور معبود ہوتے جو انھیں اللہ سے قریب کرتے ہیں تو وہ معبود بھی عرش والے صاحب جلال و کمال اللہ کی رضا کی جستجو میں لگے ہوتے، جو سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ معبود نہ ہوتے۔ اس لیے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین میں اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے کہ جس کی بندگی کی جائے اور جو اللہ اور بندوں کے درمیان واسطہ بنے۔ آگے فرمایا کہ وہ تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے اور مشرکین جو کچھ اس ذات واحد کے بارے میں کہتے ہیں اس سے وہ بلند و بالا ہے۔ آخری آیت میں فرمایا کہ تمام آسمان و زمین اور ان میں پائی جانے والی مخلوقات اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہیں اور ان تمام نقائص و عیوب سے اسے بلند و بالا سمجھتی ہیں جنھیں مشرکین اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ تمام اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ صفت ربوبیت و الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ مزید تاکید کے طور پر اللہ نے فرمایا کہ ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ حیوانات، نباتات اور جمادات سبھی اسی کی تسبیح بیان کرتے ہیں، لیکن لوگ ان کی تسبیحات کو نہیں سمجھ سکتے۔ آیت کے آخر میں فرمایا کہ وہ بڑا ہی حلیم ہے، کفر و تمرد کے باوجود عذاب نازل کرنے میں جلدی نہیں کرتا اور وہ بڑا ہی معاف کرنے والا ہے کہ جو اس کے حضور عاجزی کرتا ہے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے وہ اسے معاف کر دیتا ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ : یعنی مخلوقات میں سے ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح کرتی ہے، لیکن لوگو! تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے، کیونکہ ان کی زبان تمھاری زبان سے مختلف ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴾ [النور : ۴۱] ’’کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک اللہ، اس کی تسبیح کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے پر پھیلائے ہوئے، ہر ایک نے یقیناً اپنی نماز اور اپنی تسبیح جان لی ہے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ اسے خوب جاننے والا ہے جو وہ کرتے ہیں۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۗ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ [التغابن : ۱] ’’اللہ کا پاک ہونا بیان کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔‘‘

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) کھانا کھاتے وقت کھانے کی تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے۔ [بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الإسلام : ۳۵۷۹]

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ میں نبوت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا، میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔‘‘ [مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و تسلیم الحجر علیہ قبل النبوۃ : ۲۲۷۷]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ کے لیے کھجور (کے ایک تنے) کے پاس (ٹیک لگا کر) کھڑے ہوئے، پھر ایک انصاری عورت یا کسی صحابی نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیوں نہ ہم آپ کے لیے ایک منبر تیار کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اگر تم چاہتے ہو تو کر دو۔‘‘ چنانچہ انھوں نے آپ کے لیے ایک منبر تیار کر دیا۔ جب جمعہ کا دن آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (خطبہ دینے کے لیے) اس منبر پر تشریف لے گئے، اس پر اس کھجور کے تنے سے بچے کے رونے کی طرح آواز آنے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اترے اور اسے اپنے گلے سے لگا لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس طرح چپ کروایا جس طرح کسی بچے کو چپ کروایا جاتا ہے۔‘‘ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’یہ تنا اس لیے رو رہا تھا کہ وہ اللہ کے اس ذکر کو سنا کرتا تھا جو اس کے قریب ہوتا تھا۔‘‘ [بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الإسلام : ۳۵۸۳]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو ایسی قبروں پر ہوا جنھیں عذاب ہو رہا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور انھیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا، بلکہ ان میں سے ایک شخص کا جرم یہ تھا کہ وہ پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرے شخص کا جرم یہ ہے کہ وہ چغل خور تھا۔‘‘ پھر آپ نے ایک ہری ٹہنی لی، اس کے دو حصے کیے اور انھیں دونوں قبروں پر گاڑ دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں گی، شاید ان دونوں کے عذاب میں تخفیف رہے۔‘‘ [بخاری، کتاب الجنائز، باب الجریدۃ علی القبر : ۱۳۶۱]

اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا : یعنی اپنی نافرمانی کرنے والے کو وہ فوراً سزا نہیں دیتا، بلکہ اسے مہلت اور ڈھیل دے دیتا ہے اور اگر وہ اپنے کفر و عناد پر بدستور قائم رہے تو وہ اسے اس طرح پکڑ لیتا ہے جس طرح قوی اور غالب پکڑ لیتا ہے۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ ظالموں کو مہلت دیتا رہتا ہے، مگر جب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی گرفت فرماتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔'' اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴾ [هود : ۱۰۲] ''اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے، جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے، اس حال میں کہ وہ ظلم کرنے والی ہوتی ہیں، بے شک اس کی پکڑ بڑی دردناک، بہت سخت ہے۔''

[بخاری، كتاب التفسير، باب ﴿ وكذلك أخذ ربك إذا أخذ القرى ...... الخ ﴾ : ٤٦٨٦۔ مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الظلم : ٢٥٨٣]

وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾

''اور جب تو قرآن پڑھتا ہے ہم تیرے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، ایک پوشیدہ پردہ بنا دیتے ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں تو جو مشرکین قیامت پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس سے کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں کرتے۔ ان کے کفر و تمرد اور قرآن سے تغافل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور ان کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ نہیں پاتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ وَ فِيْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَيْنِنَا وَ بَيْنِكَ حِجَابٌ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ۵] ''اور انھوں نے کہا ہمارے دل اس بات سے پردوں میں ہیں جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں ایک بوجھ ہے اور ہمارے درمیان اور تیرے درمیان ایک حجاب ہے۔''

یہ آیت ان مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ ابوجہل اور ابولہب کی بیوی ام جمیل وغیرہ، لیکن رسول اللہ ﷺ ہجرت کی رات قرآنی آیات پڑھتے ہوئے اور دشمنوں کے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے نکل گئے اور کسی نے آپ کو نہیں دیکھا۔

وَّ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾

''اور ہم نے ان کے دلوں پر کئی پردے بنا دیے ہیں، (اس سے) کہ وہ اسے سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ۔ اور جب تو قرآن میں اپنے رب کا، اکیلے اسی کا ذکر کرتا ہے تو وہ بدکتے ہوئے اپنی پیٹھوں پر پھر جاتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں پر بہت دبیز پردہ ڈال دیتا ہے، تاکہ وہ قرآن کو نہ سمجھ پائیں اور ان کے کانوں کو بہرا کر دیتا ہے، تاکہ وہ قرآن کو نہ سن پائیں۔ کافروں کی ایک بدترین خصلت یہ بھی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے بتوں کا ذکر بھی سننا چاہتے تھے، اسی لیے جس مجلس میں صرف اللہ کا نام لیا جاتا، اسے پسند نہیں کرتے تھے اور وہاں سے چل دیتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ آیت کے دوسرے حصے میں ان کی یہی بات بیان کی گئی ہے۔

وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا : ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ٞ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ [البقرة : ٦، ٧] ”بے شک جن لوگوں نے کفر کیا، ان پر برابر ہے، خواہ تو نے انھیں ڈرایا ہو، یا انھیں نہ ڈرایا ہو، ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی اور ان کی نگاہوں پر ایک پردہ ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔“

وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا : ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَ اِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴾ [الزمر : ٤٥] ”اور جب اس اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل تنگ پڑ جاتے ہیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور جب ان کا ذکر ہوتا ہے جو اس کے سوا ہیں تو اچانک وہ بہت خوش ہو جاتے ہیں۔“

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰۤى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝۴۷ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝۴۸

ربع

”ہم اس (نیت) کو زیادہ جاننے والے ہیں جس کے ساتھ وہ اسے غور سے سنتے ہیں، جب وہ تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جب وہ سرگوشیاں کرتے ہیں، جب وہ ظالم کہہ رہے ہوتے ہیں کہ تم پیروی نہیں کرتے مگر ایسے آدمی کی جس پر جادو کیا گیا ہے۔ دیکھ انھوں نے کس طرح تیرے لیے مثالیں بیان کیں۔ پس گمراہ ہو گئے، سو وہ کسی راہ پر نہیں آسکتے۔“

مشرکین اگر کبھی قرآن سنتے بھی ہیں تو آپس میں بیٹھ کر اس کا مذاق اڑانے کے لیے۔ ان کا مقصد علم و معرفت کا حصول اور حق کو پانا نہیں ہوتا، بلکہ وہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ محمد (ﷺ) پر جادو کر دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے انھیں جنون لاحق ہو گیا ہے اور وہ بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کے جواب میں فرمایا کہ آپ ان ظالموں کو دیکھیے کہ وہ آپ کو شاعر، ساحر اور مجنون کہتے ہیں اور راہ حق سے بالکل برگشتہ ہو گئے ہیں اور حق تک پہنچنے کے لیے کوئی راستہ نہیں پا رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ﴿ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ﴾ [الأنعام : ٣٣، ٣٤] ”بے شک ہم جانتے ہیں کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ یقیناً تجھے وہ بات غمگین کرتی ہے جو وہ کہتے ہیں، تو بے شک وہ تجھے نہیں جھٹلاتے اور لیکن وہ ظالم اللہ کی آیات ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا انکار کرتے ہیں۔ اور بلاشبہ یقیناً تجھ سے پہلے کئی رسول جھٹلائے گئے تو انھوں نے اس پر صبر کیا کہ وہ جھٹلائے گئے اور ایذا دیے گئے، یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آ گئی اور کوئی اللہ کی باتوں کو بدلنے والا نہیں اور بلاشبہ یقیناً تیرے پاس ان رسولوں کی کچھ خبریں آئی ہیں۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم لوگوں کو تعجب نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالیوں اور لعنت کو کس طرح مجھ پر سے دور کر دیتا ہے؟ وہ تو کسی مذمم کو برا کہتے ہیں اور اس پر لعنت کرتے ہیں اور میں تو محمد (ﷺ) ہوں۔" [بخاری، کتاب المناقب، باب ما جاء فی أسماء رسول الله ﷺ : ۳۵۳۳]

وَ قَالُوْٓا ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَ تَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾

"اور انھوں نے کہا کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا واقعی ہم ضرور نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھائے جانے والے ہیں۔ کہہ دے تم کسی قسم کے پتھر بن جاؤ، یا لوہا۔ یا کوئی ایسی مخلوق جو تمھارے سینوں میں بڑی (معلوم) ہو۔ تو عنقریب وہ کہیں گے کون ہمیں دوبارہ پیدا کرے گا؟ کہہ دے وہی جس نے تمھیں پہلی بار پیدا کیا، تو ضرور وہ تیری طرف اپنے سر تعجب سے ہلائیں گے اور کہیں گے یہ کب ہوگا؟ کہہ امید ہے کہ وہ قریب ہو۔ جس دن وہ تمھیں بلائے گا تو تم اس کی تعریف کرتے ہوئے چلے آؤ گے اور سمجھو گے کہ تم نہیں رہے مگر تھوڑا۔"

توحید و رسالت کے سلسلے میں مشرکین مکہ کے شکوک و شبہات کی تردید کرنے کے بعد، اب بعث بعد الموت کے بارے میں ان کے شبہات کی تردید کی جا رہی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ آدمی جب مر جاتا ہے تو اس کی ہڈیاں گل سڑ کر مٹی میں مل جاتی ہیں۔ یہ بات بعید از عقل ہے کہ سابق جسم کے اجزا دوبارہ جمع ہو جائیں اور ان میں زندگی لوٹ آئے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ مردہ بدن کو دوبارہ زندہ کر دینا ہمارے لیے بہت ہی آسان ہے، چاہے اس بدن سے زندگی کے آثار پتھر یا لوہے کی طرح کیوں نہ ناپید ہو گئے ہوں، یا کسی اور چیز کی طرح جس کا زندہ ہونا تمھارے نزدیک ناممکن ہو۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اسے زندہ کر دے گا اور یہ کام اس کے لیے کوئی مشکل نہیں۔ مشرکین اس جواب پر کوئی اعتراض نہ کر سکے تو کہنے لگے ہمیں کون زندہ کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ آپ کہہ دیجیے کہ جس نے تمھیں پہلی بار پیدا کیا ہے وہ یقیناً تمھیں دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔ اس جواب پر کفار حیرت و استعجاب اور استہزا آمیز انداز میں کہنے لگے کہ ایسا کب ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ وہ دن قریب ہے جب وہ تمھیں بلائے گا تو تم لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوراً اس کا جواب دو گے، یعنی مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کو دیر نہیں لگے گی اور مردے جب زندہ ہوں گے تو اللہ کی تعریف اور اس کی پاکی بیان کر رہے ہوں گے اور مارے دہشت کے قبروں میں رہنے یا دنیاوی زندگی کی مدت کو بہت کم سمجھیں گے۔

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا : یعنی جب ہم بوسیدہ اور معدوم ہو جائیں گے کہ جن کا کوئی ذکر مذکور نہ ہوگا تو کیا قیامت کے دن ہمیں دوبارہ اٹھایا جائے گا؟ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴾ [النازعات : ۱۰ تا ۱۲] ”یہ لوگ کہتے ہیں کیا بے شک ہم یقیناً پہلی حالت میں لوٹائے جانے والے ہیں؟ کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے۔ انھوں نے کہا یہ تو اس وقت خسارے والا لوٹنا ہوگا۔“ اور فرمایا: ﴿ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴾ [یٰسٓ : ۷۸، ۷۹] ”اور اس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کون ہڈیوں کو زندہ کرے گا، جب کہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟ کہہ دے انھیں وہ زندہ کرے گا جس نے انھیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہ ہر طرح کا پیدا کرنا خوب جاننے والا ہے۔“

قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ : یعنی جس نے تمھیں اس وقت پیدا کیا جب تمھارا کوئی ذکر تک نہ تھا، پھر اس نے تمھیں پیدا فرمایا اور تم انسان بن کر زمین پر بسنے لگے، وہی اس پر قادر ہے کہ مرنے کے بعد تم، خواہ جس حالت میں بھی ہو گے وہ تمھیں زندہ کرے گا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ﴾ [الروم : ۲۷] ”اور وہی ہے جو خلق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور وہ اسے زیادہ آسان ہے۔“

يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ : یعنی اس دن اللہ تعالیٰ تمھیں پکارے گا اور تم اس کی حمد کرتے ہوئے اس کے حکم کی تعمیل کرو گے اور قبروں سے نکل کر میدان محشر میں آ کر جمع ہو جاؤ گے، ارشاد فرمایا: ﴿ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴾ [قٓ : ۴۱، ۴۲] ”اور کان لگا کر سن جس دن پکارنے والا ایک قریب جگہ سے پکارے گا۔ جس دن وہ چیخ کو حق کے ساتھ سنیں گے، یہ نکلنے کا دن ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴾ [القمر : ۶ تا ۸] ”سو ان سے منہ پھیر لے۔ جس دن پکارنے والا ایک ناگوار چیز کی طرف بلائے گا۔ ان کی نظریں جھکی ہوں گی، وہ قبروں سے نکلیں گے جیسے وہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہوں۔ پکارنے والے کی طرف گردن اٹھا کر دوڑنے والے ہوں گے، کافر کہیں گے یہ بڑا مشکل دن ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴾ [الروم : ۲۵] ”اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں، پھر جب وہ تمھیں زمین سے ایک ہی دفعہ پکارے گا تو اچانک تم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکل آو گے۔“

وَتَظُنُّونَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا : یعنی تم خیال کرو گے کہ دنیا میں بہت ہی کم رہے، ارشاد فرمایا: ﴿ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا ﴾ [النازعات : ٤٦] ”گویا وہ جس دن اسے دیکھیں گے وہ (دنیا میں) نہیں ٹھہرے، مگر دن کا ایک پچھلا حصہ، یا اس کا پہلا حصہ۔“ اور فرمایا: ﴿ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴾ [طٰہٰ : ۱۰۲ تا ۱۰٤] ”جس دن صور میں پھونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو اس دن اس حال میں اکٹھا کریں گے کہ نیلی آنکھوں والے ہوں گے۔ آپس میں چپکے چپکے کہہ رہے ہوں گے تم دس دن کے سوا نہیں ٹھہرے۔ ہم زیادہ جاننے والے ہیں جو کچھ وہ کہہ رہے ہوں گے، جب ان کا سب سے اچھے طریقے والا کہہ رہا ہوگا کہ تم ایک دن کے سوا نہیں ٹھہرے۔“ اور فرمایا: ﴿ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ [المؤمنون : ۱۱۳، ۱۱٤] ”وہ کہیں گے ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہے، سو شمار کرنے والوں سے پوچھ لے۔ فرمائے گا تم نہیں رہے مگر تھوڑا ہی، کاش کہ واقعی تم جانتے ہوتے۔“

وَ قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾

”اور میرے بندوں سے کہہ دے وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو، بے شک شیطان ان کے درمیان جھگڑا ڈالتا ہے۔ بے شک شیطان ہمیشہ سے انسان کا کھلا دشمن ہے۔“

مسلمانوں کا مشرکین مکہ کے ساتھ کبھی کبھار توحید و شرک اور رسالت و آخرت کے مسائل پر تکرار ہو جاتا، تو مسلمان کوئی سخت لفظ استعمال کر جاتے، مثلاً جہنم کی دھمکی دیتے، اس اسلوب کلام سے کافروں کی عداوت مزید بھڑک اٹھتی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ آپ مسلمانوں کو نصیحت کریں کہ وہ کافروں کو دعوت اسلام دیتے وقت گفتگو کا انداز اچھا رکھیں اور سخت کلامی سے پرہیز کریں، کیونکہ شیطان تو گھات لگائے بیٹھا رہتا ہے کہ کب اسے لوگوں کے درمیان شر پھیلانے کا موقع مل جائے۔

یہی وجہ ہے کہ شریعت نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے مسلم بھائی کی طرف چھری کے ساتھ اشارہ کرے، اس لیے کہ بعض اوقات شیطان اس سے غلطی کروا کر چھری سے زخمی کروا دیتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، کیونکہ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے چلوا دے اور وہ جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔" [بخاري، كتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ : من حمل علينا ...... الخ : ۷۰۷۲۔ مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهي عن الإشارة ...... الخ : ۲٦۱۷]

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۵۴﴾

"تمھارا رب تمھیں زیادہ جاننے والا ہے، اگر وہ چاہے تو تم پر رحم کرے، یا اگر چاہے تو تمھیں عذاب دے اور ہم نے تجھے ان پر کوئی ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا۔"

اس آیت میں مشرکین قریش کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھارے متعلق حقائق سے خوب واقف ہے، اگر چاہے گا تو تم پر رحم فرمائے گا اور تم حلقہ بگوش اسلام ہو کر اس کی جنت کے حق دار بن جاؤ گے۔ اگر چاہے گا تو تمھیں دولت ایمان سے محروم کر دے گا تو تمھاری موت شرک پر ہوگی اور تم قیامت کے دن عذاب کے مستحق ہو گے۔ آیت کے آخر میں نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ ہم نے آپ کو کافروں کی ہدایت کا ذمہ دار بنا کر مبعوث نہیں کیا کہ آپ انھیں ہر صورت ایمان لانے پر مجبور کریں، آپ تو ہمارے رسول ہیں، پیغام پہنچا دینے کے بعد آپ کی ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے۔

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ : ارشاد فرمایا : ﴿ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَ لَا يَحْيٰى ۝ وَ مَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴾ [طٰه : ۷۴ تا ۷٦] "بے شک حقیقت یہ ہے کہ جو اپنے رب کے پاس مجرم بن کر آئے گا تو یقیناً اسی کے لیے جہنم ہے، نہ وہ اس میں مرے گا اور نہ جیے گا۔ اور جو اس کے پاس مومن بن کر آئے گا کہ اس نے اچھے اعمال کیے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جن کے لیے سب سے بلند درجے ہیں۔ ہمیشگی کے باغات، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے اور یہ اس کی جزا ہے جو پاک ہوا۔"

وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا : یعنی اے محمد (ﷺ)! ہم نے آپ کو بشیر و نذیر یعنی خوش خبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، جس نے آپ کی اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے نافرمانی کی تو جہنم رسید ہو گا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ فَذَكِّرْ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴾ [الغاشية : ۲۱، ۲۲] "پس تو نصیحت کر، تو صرف نصیحت کرنے والا ہے۔ تو ہرگز ان پر کوئی مسلط کیا ہوا نہیں ہے۔"

وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾

"اور تیرا رب ان کو زیادہ جاننے والا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور بلاشبہ یقیناً ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضیلت بخشی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔‘‘

آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ انھیں خوب جانتا ہے، ان کے احوال اور ضرورتوں سے اچھی طرح واقف ہے۔ کون نیک بخت ہے اور کون بد بخت، کون ایمان کو اختیار کرے گا اور کون کفر کو، یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ کے لیے بالکل عیاں ہیں۔ اس لیے اے میرے رسول! اور میرے مسلمان بندو! تم لوگ کافروں کے ایمان نہ لانے کا غم نہ کرو اور جو تمھارے اختیار میں نہیں ہے، اس کے لیے ملول خاطر نہ ہوؤ۔ دعوت کے سلسلے میں تم پر جو ذمہ داریاں ہیں انھیں پورا کرو اور اسے قبول کرنے یا رد کر دینے کی بات اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو۔ اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر رحم کرتے ہوئے ان کی ہدایت کے لیے انبیاء و رسل کو مبعوث کرتا ہے، اس ذمہ داری کے لیے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے، وہی جانتا ہے کہ مقام نبوت پر سرفراز ہونے کا کون اہل ہے۔ پھر اس نے ان انبیاء کے درمیان فرق مراتب رکھا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی اور اپنا کلیم بنایا، عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل اور داؤد علیہ السلام کو زبور دی اور دیگر انبیاء پر ان کو فوقیت دی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید جیسی عظیم المرتبت کتاب عنایت فرمائی اور اس کی بدولت انھیں تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت بخشی۔

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ : ارشاد فرمایا: ﴿ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَ لٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴾ [البقرۃ : ۲۵۳] ’’یہ رسول، ہم نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت دی، ان میں سے کچھ وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور ان کے بعض کو اس نے درجوں میں بلند کیا اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو واضح نشانیاں دیں اور اسے پاک روح کے ساتھ قوت بخشی۔ اور اگر اللہ چاہتا تو جو لوگ ان کے بعد تھے آپس میں نہ لڑتے، اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح نشانیاں آ چکیں اور لیکن انھوں نے اختلاف کیا تو ان میں سے کوئی تو وہ تھا جو ایمان لایا اور ان سے کوئی وہ تھا جس نے کفر کیا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے اور لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔‘‘

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے مجھے چھ باتوں میں تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے: ① یہ کہ مجھے وہ کلام ملا جس میں لفظ تھوڑے اور معنی بہت زیادہ ہیں (یعنی قرآن اور حدیث)۔ ② (دشمن پر) رعب کے ذریعے سے میری مدد کی گئی ہے۔ ③ میرے لیے غنیمت کے اموال حلال کیے گئے ہیں۔ ④ میرے لیے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد (نماز پڑھنے کی جگہ) بنائی گئی ہے۔ ⑤ میں تمام مخلوقات کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ ⑥ اور میرے اوپر نبوت ختم کی گئی ہے۔‘‘ [مسلم، کتاب الصلوۃ، باب المساجد و مواضع الصلاۃ : ۵۲۳]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا : سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سیدنا داود علیہ السلام کے لیے قرآن (یعنی زبور) کی قراءت بہت آسان کر دی گئی تھی، چنانچہ وہ اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زین کسے جانے سے پہلے ہی پورا قرآن (یعنی زبور) پڑھ لیتے تھے۔“ [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ واتینا داؤد زبورًا ﴾ : ۳٤۱۷]

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾

”کہہ پکارو ان کو جنھیں تم نے اس کے سوا گمان کر رکھا ہے، پس وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کے مالک ہیں اور نہ بدلنے کے۔“

اس آیت کریمہ میں ان مشرکین کی تردید کی گئی ہے جو فرشتوں کے مجسموں کی پوجا کرتے تھے اور ان اہل کتاب کی بھی تردید کی گئی ہے جو عزیر، عیسیٰ اور مریم علیہم السلام کے معبود ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ ان تمام مشرکین اور اہل کتاب سے کہہ دیجیے جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی عبادت کرتے ہیں کہ تم پر جب کوئی مصیبت آئے تو ذرا اپنے ان معبودوں کو پکار کر دیکھو تو سہی، کیا وہ تمھاری تکلیف دور کر دیتے ہیں، یا دوسروں کی طرف اسے پھیر دیتے ہیں؟ جواب معلوم ہے کہ وہ اس کی قطعی طور پر قدرت نہیں رکھتے، کیونکہ نفع و نقصان پر قادر تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ [الأنعام : ۱۷] ”اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴾ [الأنعام : ٤۰، ٤۱] ”کہہ دے کیا تم نے دیکھا اگر تم پر اللہ کا عذاب آ جائے، یا تم پر قیامت آ جائے تو کیا اللہ کے سوا غیر کو پکارو گے؟ اگر تم سچے ہو۔ بلکہ تم اسی کو پکارو گے، تو وہ دور کر دے گا جس کی طرف تم اسے پکارو گے، اگر اس نے چاہا اور تم بھول جاؤ گے، جو شریک بناتے ہو۔“ اور فرمایا: ﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ [یونس : ۱۰۷] ”اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تیرے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کر لے تو کوئی اس کے فضل کو ہٹانے والا نہیں، وہ اسے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہنچا دیتا ہے اور وہی بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴾ [النمل : ٦۲] ”یا وہ جو لاچار کی دعا قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور کرتا ہے اور تمھیں زمین کے جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم تم نصیحت قبول کرتے ہو۔“

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ يَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾

”وہ لوگ جنھیں یہ پکارتے ہیں، وہ (خود) اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں، جو ان میں سے زیادہ قریب ہیں اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرے رب کا عذاب وہ ہے جس سے ہمیشہ ڈرا جاتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عیسیٰ و عزیر علیہما السلام، فرشتے، جن اور دیگر صالحین، جنھیں یہ مشرکین پکارتے ہیں، یہ سب تو خود اعمال صالحہ کے ذریعے سے اللہ کی جناب میں قربت چاہتے ہیں، اللہ کی رحمت کی امید لگائے رہتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اس لیے کہ اس کا عذاب وہ عذاب ہے جس سے تمام ارباب عقل وخرد پناہ مانگتے ہیں تو جو خود اپنے انجام سے واقف نہیں اور جو اللہ کی رضا کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں وہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟ ان کی عبادت کیسے کی جا سکتی ہے؟

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے کچھ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ پھر وہ جنات مسلمان ہو گئے، تو انسانوں کو (ان کے مسلمان ہونے کی) کوئی خبر نہیں ہوئی، لہٰذا وہ (برابر) ان جنوں کی عبادت کرتے رہے۔ اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ يَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴾ ”وہ لوگ جنھیں یہ پکارتے ہیں، وہ (خود) اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں، جو ان میں سے زیادہ قریب ہیں اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرے رب کا عذاب وہ ہے جس سے ہمیشہ ڈرا جاتا ہے۔“ [مسلم، کتاب التفسیر، باب فی قوله تعالٰی : ﴿ أولئك الذين يدعون ...... الخ ﴾ : ۳۰۳۰۔ بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ قل ادعوا الذين زعمتم من دونه ﴾ : ۴۷۱۴]

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ يَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ : نیک اعمال کو وسیلہ بنانے کے سلسلے میں درج ذیل حدیث قابل مطالعہ ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی (راستہ میں) چلے جا رہے تھے کہ اچانک بارش ہونے لگی۔ وہ لوگ پہاڑ کے ایک غار میں گھس گئے۔ اتفاق سے (ایک بڑا پتھر گرا اور) غار کا منہ بند ہو گیا۔ اب تینوں آپس میں کہنے لگے، اللہ کی قسم! اب تو (اس مصیبت سے) تمھیں صرف سچائی ہی نجات دلائے گی۔ لہٰذا ہم میں سے ہر شخص اپنے کسی ایسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیک عمل کے وسیلہ سے جو اس نے خالص اللہ کے لیے کیا ہو، اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا، اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے ایک فرق (تین صاع) چاولوں پر ایک مزدور رکھا تھا۔ اس نے میرا کام تو کیا، مگر پھر (کسی بات پر غصہ میں آ کر) وہ اپنے چاول چھوڑ کر چلا گیا۔ اب میں نے اس کے حصہ کے چاول بو دیے اور ان سے اتنا فائدہ ہوا کہ میں نے اس کی آمدنی سے گائے بیل خریدے، پھر (جب ایک مدت کے بعد) وہ اپنی مزدوری مانگنے آیا تو میں نے کہا کہ جا وہ سب گائے بیل لے جا۔ اس نے کہا، میرے تو تیرے پاس (صرف) ایک فرق چاول تھے۔ میں نے کہا وہ سب گائے بیل لے جا، وہ تیرے چاولوں ہی سے خریدے گئے ہیں۔ آخر وہ ان سب کو لے گیا۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ (خالص) تیرے ڈر سے کیا تو ہماری مصیبت کو دور کر دے۔ چنانچہ وہ پتھر تھوڑا سا ہٹ گیا۔ پھر دوسرے آدمی نے دعا کی کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے بوڑھے اور ضعیف والدین تھے۔ میں ہر رات کو (ان کے پلانے کے لیے) اپنی بکری کا دودھ لایا کرتا تھا۔ ایک رات مجھے دیر ہوگئی۔ میں جب (دودھ لے کر) آیا تو وہ سو گئے تھے اور میرے بیوی بچے سب بھوک سے بے چین تھے۔ میری عادت تھی کہ پہلے اپنے ماں باپ کو دودھ پلاتا اور اس کے بعد بیوی بچوں کو۔ مجھے ان کو جگانا بھی اچھا معلوم نہیں ہوا اور یہ بھی میں نے پسند نہ کیا کہ ان کو چھوڑ کر چلا جاؤں اور وہ (رات بھر) دودھ کا انتظار کرتے رہیں۔ چنانچہ میں ان کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا، یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے (اپنے ماں باپ کی) یہ (خدمت محض) تیرے ڈر سے کی تھی، سو تو اب ہماری مصیبت کو دور کر دے۔ اس پر وہ پتھر تھوڑا سا اور ہٹ گیا اور ان کو آسمان دکھائی دینے لگا۔ پھر تیسرے آدمی نے دعا کی کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میری ایک چچا زاد بہن تھی جس کو میں سب سے زیادہ چاہتا تھا۔ میں نے اس سے صحبت کرنا چاہی تو اس نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا، ایسا اس حالت میں ہو سکتا ہے کہ تو مجھے سو اشرفیاں لا کر دے۔ سو میں سو اشرفیوں کی طلب میں نکلا، یہاں تک کہ وہ مجھے مل گئیں۔ چنانچہ میں نے سو اشرفیاں لا کر اس کے حوالے کر دیں اور اس نے اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیا۔ جب میں اس کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا تو وہ کہنے لگی، اللہ سے ڈر اور مہر کو ناحق طریقہ سے نہ توڑ۔ یہ سنتے ہی میں کھڑا ہو گیا اور میں نے وہ سو اشرفیاں بھی چھوڑ دیں۔ اے اللہ! تو جانتا ہے، اگر میں نے (خالص) تیرے ڈر سے ایسا کیا تھا تو اے اللہ! تو ہماری مصیبت دور کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے پتھر کو ہٹا دیا اور وہ تینوں باہر نکل آئے۔'' [بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب حدیث الغار : ۳۴۶۵]

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا : یعنی اللہ تعالیٰ کا عذاب واقعی ایسا ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور اس کے وقوع پذیر ہونے سے خوف کھایا جائے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ بے شک آسمان چرچرا رہا ہے اور اسے چرچرانا ہی چاہیے، کیونکہ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کہیں بھی ایک بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جہاں کسی فرشتے کا سر سجدہ میں نہ ہو۔ واللہ! اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو کم ہنسو اور زیادہ روؤ، بستروں پر عورتوں سے لطف اندوز ہونا چھوڑ دو اور اللہ کی پناہ طلب کرنے جنگلوں اور صحراؤں کی طرف نکل جاؤ۔'' [ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحزن والبکاء : ٤١٩٠۔ ترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی قول النبی ﷺ : لو تعلمون ما أعلم لضحکتم قلیلاً : ٢٣١٢]

وَ اِنْ مِّنْ قَرْیَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِیْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾

''اور کوئی بھی بستی نہیں مگر ہم قیامت کے دن سے پہلے اسے ہلاک کرنے والے ہیں، یا اسے عذاب دینے والے ہیں، بہت سخت عذاب۔ یہ (بات) ہمیشہ سے کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اہل کفر کی بستیوں کا انجام بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن سے پہلے یا تو اللہ تعالیٰ انھیں موت دے کر ہلاک کر دے گا یا ان پر کوئی شدید عذاب نازل کرے گا۔ قیامت کے دن سے پہلے کی قید اس لیے لگائی کہ اس دن تو دنیا کی عمر ختم ہو جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمام ہی بستیوں کو ختم کر دے گا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ﴾ [الأعراف : ٣٤] ''اور ہر امت کے لیے ایک وقت ہے، پھر جب ان کا وقت آ جاتا ہے تو وہ ایک گھڑی نہ پیچھے ہوتے ہیں اور نہ آگے ہوتے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا وَ لَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا یَسْتَاْخِرُوْنَ ﴾ [الحجر : ٤، ٥] ''اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس حال میں کہ اس کے لیے ایک مقرر لکھا ہوا وقت تھا۔ کوئی امت اپنے مقرر وقت سے نہ آگے بڑھتی ہے اور نہ وہ پیچھے رہتے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ كَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَ رُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِیْدًا ۙ وَّ عَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَ كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ﴾ [الطلاق : ٨، ٩] ''اور کتنی ہی بستیاں ہیں جنھوں نے اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرکشی کی تو ہم نے ان کا محاسبہ کیا، بہت سخت محاسبہ اور انھیں سزا دی، ایسی سزا جو دیکھنے سننے میں نہ آئی تھی۔ تو انھوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور ان کے کام کا انجام خسارہ تھا۔''

وَ مَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَ اٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَ مَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا ﴿۵۹﴾

''اور ہمیں کسی چیز نے نہیں روکا کہ ہم نشانیاں دے کر بھیجیں مگر اس بات نے کہ پہلے لوگوں نے انھیں جھٹلا دیا اور ہم نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثمود کو اونٹنی واضح نشانی کے طور پر دی تو انھوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم نشانیاں دے کر نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کے لیے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اہل قریش کی مطلوبہ نشانیاں ہم اس لیے نہیں بھیجتے کہ وہ بھی گزشتہ قوموں کی طرح ان نشانیوں کو جھٹلائیں گے اور انجام کار انھیں یکسر ختم کر دیا جائے گا۔ ہمارا فیصلہ ہے کہ ان کے ساتھ ایسا نہ ہو، اس امید میں کہ شاید وہ ایمان لے آئیں یا ان کی نسلوں میں ایسے لوگ آئیں جو ایمان لے آئیں۔ اس کے بعد قوم صالح کا ذکر بطور نمونہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اونٹنی بطور نشانی دی، جسے انھوں نے ہلاک کر دیا تو سنت الٰہیہ کے مطابق انھیں بالکل ختم کر دیا گیا۔ آگے فرمایا کہ ہم یہ نشانیاں لوگوں کو ڈرانے کے لیے بھیجتے ہیں کہ جو بھی ایسا کرے گا اس کا انجام ہلاکت و بربادی ہوگا۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ : سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کیجیے کہ وہ ہمارے لیے کوہ صفا کو سونے کا بنا دے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم (واقعی) ایمان لے آؤ گے؟" انھوں نے کہا، ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کر دی، جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: "(اے اللہ کے رسول!) آپ کا رب آپ پر سلامتی بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں اس کوہ صفا کو ان کے لیے سونے کا بنا دیتا ہوں، لیکن اس کے بعد ان میں سے جس نے بھی ایمان لانے سے انکار کیا تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا کہ میں نے ایسا عذاب کسی اور کو نہیں دیا ہوگا اور اگر آپ چاہیں تو میں ان کے لیے توبہ اور رحمت کے دروازے کھلے رکھتا ہوں۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بلکہ (میں چاہتا ہوں کہ ان کے لیے) توبہ اور رحمت کے دروازے کھلے رہیں۔" [مسند أحمد : ۱/ ۲٤۲، ح : ۲۱۷۰۔ دلائل النبوة للبيهقي : ۲/ ۲۷۲، ۲۷۳۔ مستدرك حاكم : ۲/ ۳۱٤، ح : ۳۲۲۵، ۱/ ۵۳، ح : ۱۷٤۔ اتحاف المهرة لابن حجر : ۷/ ٦٤۹، ح : ۸٦۷۹]

وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا : ارشاد فرمایا: ﴿ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ۝ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴾ [هود : ٦٤، ٦٥] "اور اے میری قوم! یہ اللہ کی اونٹنی ہے، تمھارے لیے عظیم نشانی، پس اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ، ورنہ تمھیں ایک قریب عذاب پکڑ لے گا۔ تو انھوں نے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں، تو اس نے کہا اپنے گھروں میں تین دن خوب فائدہ اٹھالو، یہ وعدہ ہے جس میں کوئی جھوٹ نہیں بولا گیا۔"

وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا : سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، انھیں کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اپنے بندوں کو (اپنے آپ سے) ڈراتا ہے، جب تم گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، اس کی کبریائی و بڑائی بیان کرو، نماز (کسوف) پڑھو اور صدقہ دو، حتیٰ کہ گرہن ختم ہو جائے۔'' [بخاری، کتاب الکسوف، باب الصدقة فی الکسوف : ۱۰۴۴۔ مسلم، کتاب الکسوف، باب صلاۃ الکسوف : ۹۰۱]

وَ اِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْۤ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَ نُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾

''اور جب ہم نے تجھ سے کہا کہ بے شک تیرے رب نے لوگوں کا احاطہ کر رکھا ہے اور ہم نے وہ منظر جو تجھے دکھایا، نہیں بنایا مگر لوگوں کے لیے آزمائش اور وہ درخت بھی جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے۔ اور ہم انھیں ڈراتے ہیں تو یہ انھیں بہت بڑی سرکشی کے سوا زیادہ نہیں کرتا۔''

وَ اِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ : یعنی اے رسول! وہ وقت یاد کیجیے جب ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کے رب نے لوگوں کو (چہار طرف سے) گھیر رکھا ہے۔ نہ یہ آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ بچ کر کہیں بھاگ سکتے ہیں۔ غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ نے انھیں گھیر کر سخت سزا دی، ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۙ﴿۷﴾ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴾ [الأنفال : ۷، ۸] ''اور جب اللہ تم سے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کر رہا تھا کہ یقیناً وہ تمھارے لیے ہوگا اور تم چاہتے تھے کہ جو کانٹے والا نہیں وہ تمھارے لیے ہو اور اللہ چاہتا تھا کہ حق کو اپنی باتوں کے ساتھ سچا کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ تاکہ وہ حق کو سچا کر دے اور باطل کو جھوٹا کر دے، خواہ مجرم ناپسند ہی کریں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ اِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْۤ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّ يُقَلِّلُكُمْ فِيْۤ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴾ [الأنفال : ٤٤] ''اور جب وہ تمھیں، جس وقت تم مقابل ہوئے، ان کو تمھاری آنکھوں میں تھوڑے دکھاتا تھا اور تم کو ان کی آنکھوں میں بہت کم کرتا تھا، تاکہ اللہ اس کام کو پورا کر دے جو کیا جانے والا تھا اور سب معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَ لَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَ لٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ۬ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾ [الأنفال : ٤٢] ''جب تم قریب والے کنارے پر اور وہ دور والے کنارے پر تھے اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا اور اگر تم آپس میں وعدہ کرتے تو ضرور مقرر وقت کے بارے میں آگے پیچھے ہو جاتے اور لیکن تاکہ اللہ اس کام کو پورا کر دے جو کیا جانے والا تھا، تاکہ جو ہلاک ہو واضح دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے واضح دلیل سے زندہ رہے اور بے شک اللہ یقیناً سب کچھ سننے والا، سب کچھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاننے والا ہے۔‘‘

﴿ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ ﴾ : سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آیت: ﴿ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ ﴾ میں رؤیا سے آنکھوں سے دیکھنا مراد ہے جو رسول اللہ ﷺ کو شب معراج میں دکھایا گیا تھا اور آیت: ﴿ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ﴾ سے مراد تھوہر کا درخت ہے۔[بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ وما جعلنا الرؤیا ...... الخ ﴾ : ۴۷۱۶]

﴿ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ﴾ : اس درخت سے مراد زقوم کا درخت ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ۝ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۝ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ۝ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴾ [الصافات : ۶۲ تا ۶۶] ’’کیا مہمانی کے طور پر یہ بہتر ہے، یا زقوم کا درخت؟ بے شک ہم نے اسے ظالموں کے لیے ایک آزمائش بنایا ہے۔ بے شک وہ ایسا درخت ہے جو بھڑکتی ہوئی آگ کی تہ میں اگتا ہے۔ اس کے خوشے ایسے ہیں جیسے وہ شیطانوں کے سر ہوں۔ پس بے شک وہ یقیناً اس میں سے کھانے والے ہیں، پھر اس سے پیٹ بھرنے والے ہیں۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴾ [الدخان : ۴۳ تا ۴۶] ’’بے شک زقوم کا درخت۔ گناہ گار کا کھانا ہے۔ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح، پیٹوں میں کھولتا ہے۔ گرم پانی کے کھولنے کی طرح۔‘‘

﴿ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴾ : اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم کفار قریش کو ان باتوں اور انھی جیسی دوسری باتوں کے ذریعے سے ڈرانا چاہتے ہیں، تاکہ وہ ایمان لے آئیں، لیکن نتیجہ الٹا ہوتا ہے اور ان کی سرکشی اور بڑھ جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴾ [بنی إسرائیل : ۴۱] ’’اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اس قرآن میں پھیر پھیر کر بیان کیا، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور وہ انھیں نفرت کے سوا کچھ زیادہ نہیں کرتا۔‘‘

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝۶۱ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ؗ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۶۲

’’اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو انھوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس، اس نے کہا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا۔ اس نے کہا کیا تو نے دیکھا، یہ شخص جسے تو نے مجھ پر عزت بخشی، یقیناً اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں بہت تھوڑے لوگوں کے سوا اس کی اولاد کو ہر صورت جڑ سے اکھاڑ دوں گا۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ کفار و مشرکین کی سرکشی ابلیس لعین کی پیروی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اس لیے اب شیطان کی سرکشی بیان کی جا رہی ہے۔ فرمایا، اے ہمارے نبی! آپ اس وقت کو یاد کیجیے جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم آدم کی تکریم و احترام میں اس کو سجدہ کرو، تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کیا۔ اس نے کفر و تمرد کی راہ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے، تو نے جو اسے مجھ پر فوقیت دی ہے اور مجھے اس کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے، تو ایسا کیوں کیا ہے؟ اگر تو نے مجھے قیامت کے دن تک مہلت دی تو سوائے چند مخلص مسلمانوں کے، میں سب کو گمراہ کر کے ہلاک کر دوں گا یا میں جدھر چاہوں گا انھیں بہکا کر لے جاؤں گا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ۝ قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآىِٕلِهِمْ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴾ [الأعراف : ۱۵ تا ۱۷] ”فرمایا بے شک تو مہلت دیے جانے والوں سے ہے۔ اس نے کہا پھر اس وجہ سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا، میں ضرور ہی ان کے لیے تیرے سیدھے راستے پر بیٹھوں گا۔ پھر میں ہر صورت ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کی دائیں طرفوں سے اور ان کی بائیں طرفوں سے آؤں گا اور تو ان کے اکثر کو شکر کرنے والے نہیں پائے گا۔“

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝۶۳ وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَ عِدْهُمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۶۴ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝۶۵

”فرمایا جا، پھر ان میں سے جو تیرے پیچھے چلے گا تو بے شک جہنم تمھاری جزا ہے، پوری جزا۔ اور ان میں سے جس کو تو اپنی آواز کے ساتھ بہکا سکے بہکا لے اور اپنے سوار اور اپنے پیادے ان پر چڑھا کر لے آ اور اموال اور اولاد میں ان کا حصہ دار بن اور انھیں وعدے دے اور شیطان دھوکا دینے کے سوا انھیں وعدہ نہیں دیتا۔ بے شک میرے بندے، تیرا ان پر کوئی غلبہ نہیں اور تیرا رب کافی کارساز ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جو کرنا چاہتے ہو کرو۔ جو لوگ تمھاری پیروی کریں گے، ان کا اور تمھارا ٹھکانا جہنم ہو گا جو تمھارے اعمال کا پورا پورا بدلہ ہو گا۔ تو اب تم ان میں سے جسے آواز دے کر اپنی پیروی پر ابھار سکتے ہو ابھارو اور انھیں دھوکا دو۔ (بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد لہو و لعب، راگ اور موسیقی ہے) اور انھیں اپنا پیروکار بنانے کے لیے تمام حربے اور تمام ذرائع استعمال کرو، مکر و فریب کی جتنی صورتیں ہو سکتی ہیں سب کو اختیار کرو اور ان کے مال و دولت اور اولاد میں شریک بن جاؤ۔ بایں طور کہ وہ حرام ذرائع سے دولت حاصل کریں، غصب کریں، چوری کریں، سود کھائیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حرام کاموں پر خرچ کریں۔ جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑیں اور اپنی اولاد کو ملحد، زندیق اور کافر بنائیں۔ ان سے وعدہ کرو کہ وہ دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے، یا یہ کہ ان کا انجام ہمیشہ اچھا ہوگا اور ہر دم غلبہ انھی کو ملے گا۔ اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ شیطان کا وعدہ ہمیشہ فریب پر مبنی ہوتا ہے۔ پھر شیطان سے کہا کہ میرے جو مخلص بندے ہوں گے ان پر تمھاری ایک نہیں چلے گی، تم انھیں گمراہ نہیں کر سکو گے۔ ان کا رب ان کا حامی و ناصر ہوگا اور وہ اپنے رب پر بھروسا کریں گے اور تمام امور میں اسی کی جناب میں پناہ لیں گے اور وہ ان کے لیے کافی ہوگا۔

وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ : ہر وہ کام جس میں یا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جائے، یا جس کام میں یا جس کے ساتھ شیطان کی اطاعت کی جائے تو وہ شیطان کی طرف سے مشارکت ہے۔ سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے سب بندوں کو موحد و مسلمان پیدا کیا، پھر ان کے پاس شیطان آئے اور انھیں ان کے دین سے ہٹا دیا اور ان کے لیے وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے ان کے لیے حلال کی تھیں۔“ [مسلم، کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمھا، باب الصفات التی یعرف بھا فی الدنیا ...... الخ : ۲۸۶۵]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے جو اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرے وہ یہ دعا پڑھ لے: « بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا » ”اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا اور اسے بھی جو تو ہمیں عطا کرے۔“ تو اگر اس دن کوئی بچہ اللہ کی طرف سے ٹھہر جائے گا، تو اسے ہرگز ہرگز شیطان کبھی کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔“ [بخاری، کتاب الوضوء، باب التسمیۃ علی کل حال و عند الوقاع : ۱۴۱۔ مسلم، کتاب النکاح، باب ما یستحب أن یقولہ عند الجماع : ۱۴۳۴]

وَعِدْهُمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا : جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے بارے میں فرمایا کہ جب روز قیامت حق واضح ہو جائے گا تو وہ کہے گا: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ﴾ [إبراھیم : ۲۲] ”بے شک اللہ نے تم سے وعدہ کیا، سچا وعدہ اور میں نے تم سے وعدہ کیا تو میں نے تم سے خلاف ورزی کی۔“ اور فرمایا: ﴿ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴾ [النساء : ۱۲۰] ”وہ انھیں وعدے دیتا ہے اور انھیں آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان انھیں دھوکے کے سوا کچھ وعدہ نہیں دیتا۔“

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ : ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾ [الحجر : ۴۲، ۴۳] ”بے شک میرے بندے، تیرا ان پر کوئی غلبہ نہیں، مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلے۔ اور بلاشبہ جہنم ضرور ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۲۷] ”بے شک وہ اور اس کا قبیلہ تمھیں وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔"

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے، پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے۔ اس کے نزدیک مرتبہ میں زیادہ بلند وہ ہوتا ہے جو (زیادہ) بڑا فتنہ برپا کرے۔ کوئی شیطان ان میں سے آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کام کیا۔ (یعنی فلاں سے چوری کرائی، فلاں کو شراب پلوائی وغیرہ) تو شیطان کہتا ہے تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ان میں سے ایک آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو نہیں چھوڑا، یہاں تک کہ اس میں اور اس کی بیوی میں جدائی کرا دی، تو ابلیس اس کو اپنے پاس کر لیتا ہے، اسے گلے سے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں تو نے (بڑا کام کیا)۔" [مسلم، کتاب صفات المنافقين، باب تحريش الشيطان : ٢٨١٣/٦٧]

سیدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک آدمی کی مثال ہے کہ اس کے پیچھے بڑی تیزی سے دشمن لگا ہوا ہے، تو جب وہ کسی مضبوط قلعے میں داخل ہو جاتا ہے تو اس نے دشمن سے اپنے آپ کو بچا لیا، اب اسی طرح بندہ اپنے آپ کو شیطان سے صرف ذکر الٰہی کے ذریعے سے بچا پاتا ہے۔" [ترمذی، کتاب الأدب، باب ما جاء في مثل الصلاة و الصيام : ٢٨٦٣۔ ابن حبان : ٦٢٣٣۔ مسند أحمد : ١٣٠/٤، ح : ١٧٣٠٢]

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۶۶﴾

"تمھارا رب وہی ہے جو تمھارے لیے سمندر میں کشتیاں چلاتا ہے، تاکہ تم اس کا کچھ نہ کچھ فضل تلاش کرو۔ یقیناً وہ ہمیشہ سے تم پر بے حد مہربان ہے۔"

بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمھارا رب وہ ہے جو کشتیوں کو سمندر میں ہواؤں کے سہارے چلاتا ہے، تاکہ تم اپنی مرضی کے مطابق جہاں چاہو تجارت کی غرض سے جاؤ اور اللہ کی پیدا کی ہوئی روزی حاصل کرو۔ بے شک وہ تم پر بہت مہربان ہے کہ سمندر تک کو تمھارے لیے مسخر کر دیا، تاکہ تم اسے اپنے سفر اور تجارت کے لیے بآسانی استعمال کر سکو۔ "فضل" کا لفظ قرآن مجید میں جگہ جگہ روزی کے معنی میں آیا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَاۤ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾ [بنی إسرائيل : ١٢] "اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا، پھر ہم نے رات کی نشانی کو مٹا دیا اور دن کی نشانی کو روشن بنایا، تاکہ تم اپنے رب کا کچھ فضل تلاش کرو۔" اور فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ [الجمعة : ٩، ١٠] "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر جب نماز پوری کر لی جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل سے (حصہ) تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾

"اور جب تمھیں سمندر میں تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے سوا تم جنھیں پکارتے ہو گم ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ تمھیں بچا کر خشکی کی طرف لے آتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہمیشہ سے بہت ناشکرا ہے۔"

فرمایا کہ جب تم کشتی میں سوار ہوتے ہو اور بیچ سمندر میں تمھیں کوئی بیماری یا پریشانی لاحق ہو جاتی ہے، یا راستہ کھو بیٹھتے ہو، یا کسی بھنور میں پھنس جاتے ہو اور کشتی ڈوبنے لگتی ہے تو تم اپنے باطل معبودوں کو یکسر بھول جاتے ہو اور فطرت کے تقاضے کے مطابق صرف ایک اللہ کو پکارنے لگتے ہو، جس فطرت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ لیکن جب وہ تمھیں خیر و خوبی کے ساتھ ساحل پر پہنچا دیتا ہے تو اس کی یاد سے غافل ہو جاتے ہو اور پھر اپنے جھوٹے معبودوں کو پکارنے لگتے ہو، اس لیے کہ انسان طبعی طور پر بڑا احسان فراموش واقع ہوا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴾ [النمل : ۶۲] "یا وہ جو لاچار کی دعا قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف دور کرتا ہے اور تمھیں زمین کے جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم تم نصیحت قبول کرتے ہو۔" اور فرمایا: ﴿ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴾ [الزمر : ۳۸] "اور یقیناً اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور ہی کہیں گے کہ اللہ نے۔ کہہ تو کیا تم نے دیکھا کہ وہ ہستیاں جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے تو کیا وہ اس کے نقصان کو ہٹانے والی ہیں؟ یا وہ مجھ پر کوئی مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ اس کی رحمت کو روکنے والی ہیں؟ کہہ دے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اسی پر بھروسا کرنے والے بھروسا کرتے ہیں۔"

وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا : یعنی انسان کی خصلت یہ ہے کہ نعمتوں کو بھول جاتا اور انکار کر دیتا ہے، سوائے مومن کے۔ جیسا کہ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن کا معاملہ بھی بڑا حیران کن ہے کہ اس کے لیے ہر معاملہ میں بھلائی ہی بھلائی ہے اور یہ فضیلت سوائے مومن کے کسی اور کو حاصل نہیں، (وہ اس طرح کہ) اگر اسے کوئی خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو صبر کرنے میں بھی اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔‘‘ [مسلم، کتاب الزھد، باب المؤمن أمرہ کله خیر : ۲۹۹۹]

اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿۶۸﴾

’’تو کیا تم بے خوف ہو گئے کہ وہ تمھیں خشکی کے کنارے دھنسا دے، یا تم پر کوئی پتھراؤ کرنے والی آندھی بھیج دے، پھر تم اپنے لیے کوئی کارساز نہ پاؤ۔‘‘

انسان کو ناشکری پر ڈراتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تمھیں ڈر نہیں لگتا کہ سمندر سے نکل کر جس حصۂ زمین پر اترے ہو، اللہ تعالیٰ اسے دھنسا دے اور تم زمین کے نیچے چلے جاؤ، یا کسی شدید آندھی کو بھیج دے جو تم پر پتھروں کی بارش کر دے اور تمھیں ہلاک کر دے اور کوئی تمھاری مدد کے لیے نہ آئے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ﴾ [الملك : ۱۶، ۱۷] ’’کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ وہ تمھیں زمین میں دھنسا دے، تو اچانک وہ حرکت کرنے لگے؟ یا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ وہ تم پر پتھراؤ والی آندھی بھیج دے، پھر عنقریب تم جان لو گے کہ میرا ڈرانا کیسا ہے؟‘‘

اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا : سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (بدر کے موقع پر) ابوجہل نے یہ دعا کی: « اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ » ’’اے اللہ! اگر صرف یہی تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، یا ہم پر کوئی دردناک عذاب لے آ۔‘‘ [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ و إذ قالوا اللهم إن كان هذا هو الحق ...... الخ ﴾ : ۴۶۴۸]

اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾

’’یا تم بے خوف ہو گئے کہ وہ تمھیں دوسری بار اس میں پھر لے جائے، پھر تم پر توڑ دینے والی آندھی بھیج دے، پس تمھیں غرق کر دے، اس کی وجہ سے جو تم نے کفر کیا، پھر تم اپنے لیے ہمارے خلاف اس کے بارے میں کوئی پیچھا کرنے والا نہ پاؤ۔‘‘

یعنی کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ وہ تمھیں دوبارہ سمندر میں پہنچا دے اور پھر کسی شدید طوفان کی زد میں ڈال کر کفر و تمرد کی وجہ سے فرعونیوں کی طرح ڈبو دے؟ تمھارا کوئی ساتھ دینے والا نہ ہو جو پوچھ سکے کہ ہم نے تمھیں عذاب کیوں دیا؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝ ع ۷

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آدم کی اولاد کو بہت عزت بخشی اور انھیں خشکی اور سمندر میں سوار کیا اور انھیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور ہم نے جو مخلوق پیدا کی اس میں سے بہت سوں پر انھیں فضیلت دی، بڑی فضیلت دینا۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آدم کی اولاد کو قوت گویائی، عقل و ہوش، علم و معرفت، اچھی شکل و صورت اور زمین پر پائی جانے والی تمام اشیاء سے استفادہ کرنے کی قوت دے کر انھیں بڑی عزت دی ہے۔ ہم نے ان کے لیے خشکی اور پانی میں سفر کرنے کے تمام ذرائع آسان کر دیے ہیں۔ انواع و اقسام کی روزی دی ہے اور انھیں جنوں اور تمام جانوروں پر فضیلت دی ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ : یعنی اے لوگو! ہم نے بنی آدم کو عزت دی، خشکی اور تری میں ان کو سواریاں بخشیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَ لَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَ حِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَ تَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّ الْخَيْلَ وَ الْبِغَالَ وَ الْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَ زِيْنَةً وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ [النحل : ۵ تا ۸] ''اور چوپائے، اس نے انھیں پیدا کیا، تمھارے لیے ان میں گرمی حاصل کرنے کا سامان اور بہت سے فائدے ہیں اور انھی سے تم کھاتے ہو۔ اور تمھارے لیے ان میں ایک جمال ہے، جب تم شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب صبح چرانے کو لے جاتے ہو۔ اور وہ تمھارے بوجھ اس شہر تک اٹھا کر لے جاتے ہیں جس میں تم کبھی پہنچنے والے نہ تھے، مگر جانوں کی مشقت کے ساتھ، بے شک تمھارا رب یقیناً بہت نرمی کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے، تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے، اور وہ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ هُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَ تَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾ [النحل : ۱۴] ''اور وہی ہے جس نے سمندر کو مسخر کر دیا، تاکہ تم اس سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زینت کی چیزیں نکالو، جنھیں تم پہنتے ہو۔ اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے، اس میں پانی کو چیرتی چلی جانے والی ہیں اور تاکہ تم اس کا کچھ فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔''

وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ : یعنی دنیا میں فصلوں، پھلوں، گوشت، دودھ اور کھانے پینے کی دیگر تمام انواع و اقسام کی چیزوں کی صورت میں جن کے ذائقے، رنگ اور شکلیں بڑی خوبصورت اور دل آویز ہیں۔ اور آخرت میں جنت کی ناز و نعم کے متعلق سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں نے (جنت میں) اپنے نیک بندوں کے لیے جو نعمتیں تیار کی ہیں انھیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے (ان کی بابت) سنا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کسی انسان کے دل میں ان کے بارے میں کوئی خیال تک نہیں گزرا۔'' [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ فلا تعلم نفس ما أخفي لهم من قرة أعين ﴾ : ۴۷۸۰۔ مسلم، کتاب الجنة و صفة نعیمها، باب صفة الجنة : ۲۸۲۴/۴]

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾

''جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے، پھر جسے اس کی کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں دی گئی تو یہ لوگ اپنی کتاب پڑھیں گے اور ان پر کھجور کی گٹھلی کے دھاگے برابر (بھی) ظلم نہ ہوگا۔''

قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیے جانے اور جزا و سزا کے عقیدہ کو انسانوں کے ذہنوں میں راسخ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ آپ اس دن کو یاد کیجیے جب ہم تمام لوگوں کو ان کے اماموں کے نام کے ساتھ پکاریں گے۔ مفسرین نے ''امام'' کے کئی معانی بیان کیے ہیں، بعض نے اس سے مراد نبی لیا ہے، بعض نے ہر زمانے کا دینی پیشوا، بعض نے وہ کتاب الٰہی جو ہر قوم کے لیے نازل ہوئی تھی اور بعض نے اس سے دین مراد لیا ہے۔ بہت سے صحابہ و تابعین نے اس سے مراد ہر آدمی کا نامۂ اعمال لیا ہے۔ بہر حال اس آیت کریمہ میں ''اصحاب الحدیث'' کے لیے بہت بڑا شرف بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن جب سارے انسان اپنے اپنے اماموں اور پیشواؤں کے ناموں سے پکارے جائیں گے تو اصحاب الحدیث اپنے امام و پیشوا جناب نبی کریم ﷺ کے نام سے پکارے جائیں گے، اس لیے کہ ان کے امام اور پیشوا و مقتدا وہی ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن کا نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ اسے پڑھیں گے اور اس میں اپنے اعمال صالحہ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوں گے اور ان کے اجر و ثواب میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں کی جائے گی۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ [الجاثیة : ۲۸، ۲۹] ''اور تو ہر امت کو گھٹنوں کے بل گری ہوئی دیکھے گا، ہر امت اپنے اعمال نامہ کی طرف بلائی جائے گی، آج تمھیں اس کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔ یہ ہماری کتاب ہے جو تم پر حق کے ساتھ بولتی ہے، بے شک ہم لکھواتے جاتے تھے، جو تم عمل کرتے تھے۔''

فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ : ارشاد فرمایا: ﴿ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۲۱﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴾ [الحاقة : ۱۹ تا ۲۴] ''سو جسے اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو وہ کہے گا لو پکڑو، میرا اعمال نامہ پڑھو۔ یقیناً میں نے سمجھ لیا تھا کہ بے شک میں اپنے حساب سے ملنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا ہوں۔ پس وہ ایک خوشی والی زندگی میں ہوگا۔ ایک بلند جنت میں۔ جس کے میوے قریب ہوں گے۔ کھاؤ اور پیو مزے سے، ان اعمال کے عوض جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں آگے بھیجے۔“

وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا : ارشاد فرمایا: ﴿ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ [الجاثیة : ۲۸، ۲۹] ”اور تو ہر امت کو گھٹنوں کے بل گری ہوئی دیکھے گا، ہر امت اپنے اعمال نامہ کی طرف بلائی جائے گی، آج تمھیں اس کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔ یہ ہماری کتاب ہے جو تم پر حق کے ساتھ بولتی ہے، بے شک ہم لکھواتے جاتے تھے، جو تم عمل کرتے تھے۔“ ارشاد فرمایا: ﴿ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾ [النحل : ۱۱۱] ”جس دن ہر شخص اس حال میں آئے گا کہ اپنی طرف سے جھگڑ رہا ہوگا اور ہر شخص کو پورا دیا جائے گا جو اس نے کیا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔“ اور فرمایا: ﴿ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾ [الأحقاف : ۱۹] ”اور ہر ایک کے لیے الگ الگ درجے ہیں، ان اعمال کی وجہ سے جو انھوں نے کیے اور تاکہ اللہ انھیں ان کے اعمال کا پورا بدلہ دے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔“

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنی ذات پر حرام ٹھہرا لیا ہے اور تمھارے درمیان بھی اسے حرام کر دیا ہے، سو تم آپس میں ظلم نہ کرو۔“ [مسلم، کتاب البر و الصلة، باب تحریم الظلم : ۲۵۷۷]

وَ مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

”اور جو اس میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور راستے سے بہت زیادہ بھٹکا ہوا ہوگا۔“

جو بدنصیب انسان اس دنیا میں بصیرت سے محروم ہو کر حق کو قبول نہیں کرے گا اور صراط مستقیم پر گامزن نہیں ہوگا وہ آخرت میں بھی راہ نجات نہیں پا سکے گا اور اوندھے منہ جہنم میں گر جائے گا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴾ [الحج : ۴۶] ”پس بے شک قصہ یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں اور لیکن وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔“

دنیا کی محبت میں انسان اندھا ہو جاتا ہے، اس کی روحانی بینائی جاتی رہتی ہے، اسے بس دنیا نظر آتی ہے اور آخرت کو بالکل بھلا دیتا ہے۔ ایسے شخص کو کیسے ہدایت مل سکتی ہے؟ اور جب ہدایت نہیں مل سکتی تو عذاب آخرت سے نجات کیسے مل سکتی ہے؟ جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴾ [طٰه : ۱۲۴ تا ۱۲۶]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اور جس نے میری نصیحت سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لیے تنگ گزران ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ کہے گا اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھنے والا تھا۔ وہ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیات آئیں تو تو انھیں بھول گیا اور اسی طرح آج تو بھلایا جائے گا۔‘‘

وَ اِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖۗ وَ اِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا۝۷۳ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا۝۷۴

’’اور بے شک وہ قریب تھے کہ تجھے اس سے ضرور ہی بہکا دیں جو ہم نے تیری طرف وحی کی، تاکہ تو ہم پر اس کے سوا جھوٹ باندھ دے اور اس وقت وہ ضرور تجھے دلی دوست بنا لیتے۔ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم نے تجھے ثابت قدم رکھا تو بلاشبہ یقیناً تو قریب تھا کہ کچھ تھوڑا سا ان کی طرف مائل ہو جاتا۔‘‘

مشرکین عرب نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی کہ نبی کریم ﷺ کو جادۂ حق سے برگشتہ کر دیں، انھیں تکلیفیں دیں اور ظلم و تشدد کا ہر طریقہ اختیار کیا، تاکہ آپ توحید کی دعوت سے باز آ جائیں، شرک پر نکیر نہ کریں، ان کے ساتھ باطل کی تائید پر مصالحت کر لیں اور ان کے جھوٹے معبودوں کے بارے میں ان کی مرضی کی بات کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ایسا کرتے تو مشرکین بظاہر آپ کو اپنا دوست بنا لیتے اور لوگوں سے کہتے کہ محمد (ﷺ) نے ہمارے کفر کی تائید کر دی ہے اور ہمارے شرک سے راضی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ مشرکین کی تمام سازشوں کے باوجود آپ محض اللہ تعالیٰ کی تائید سے حق پر قائم رہے اور ان کی طرف نہ جھکے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک جن (شیطان) اس کا ساتھی مقرر کر رکھا ہے۔‘‘ صحابہ نے دریافت کیا، (یا رسول اللہ!) اور آپ کے ساتھ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ہاں! میرے ساتھ بھی، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے میں میری مدد فرمائی ہے اور وہ مطیع ہو گیا ہے، وہ مجھے خیر کے سوا اور کوئی حکم نہیں دیتا۔‘‘ [مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب تحریش الشیطان و بعثه سرایاه لفتنة الناس ...... الخ : ۲۸۱۴]

اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَ ضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا۝۷۵

’’اس وقت ہم ضرور تجھے زندگی کے دگنے اور موت کے دگنے (عذاب) کا مزہ چکھاتے، پھر تو اپنے لیے ہمارے خلاف کوئی مددگار نہ پاتا۔‘‘

اس آیت کریمہ میں بہت بڑی دھمکی دی گئی ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت کی وجہ سے شرک سے بچا لیا، لیکن ایسی غلطی اگر آپ سے ہو جاتی تو آپ اپنے حق میں بہت ہی برا کرتے کہ ہم عذاب دنیا اور عذاب آخرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں ہی کو آپ کے لیے دگنا کر دیتے اور آپ کا کوئی نجات دہندہ نہ ہوتا۔ دگنا عذاب اس لیے ہوتا کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو اپنی خصوصی نعمتوں سے نوازتا ہے، اس لیے ان کے گناہ بھی بڑے شمار کیے جاتے اور ان کی سزا بھی اس اعتبار سے بڑی ہوتی۔

وَ اِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَ اِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَ لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾

”اور بے شک وہ قریب تھے کہ تجھے ضرور ہی اس سرزمین سے پھسلا دیں، تاکہ تجھے اس سے نکال دیں اور اس وقت وہ تیرے بعد نہیں ٹھہریں گے مگر کم ہی۔ ان کے طریقے (کی مانند) جنھیں ہم نے تجھ سے پہلے اپنے رسولوں میں سے بھیجا اور تو ہمارے طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت توحید سے روکنے کی جب تمام شیطانی چالیں ناکام ہوگئیں تو کافروں نے آپ کو پریشان کرنا شروع کر دیا، تاکہ آپ تنگ آکر مکہ سے باہر چلے جائیں۔ اس آیت کریمہ میں اسی طرف اشارہ ہے کہ اگر مشرکین آپ کو نکال دیتے تو آپ کے بعد وہ لوگ کچھ ہی دن زمین میں زندہ رہتے۔ اس لیے کہ اللہ کی سنت یہی رہی ہے کہ جب بھی کسی قوم نے اپنے نبی کو شہر بدر کیا، اللہ تعالیٰ نے انھیں ہلاک کر دیا، یا جب بھی اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو ہلاک کرنا چاہا تو پہلے اپنے نبی کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دے دیا، لیکن اللہ نے ان کی اس سازش کو ناکام کیا اور آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ اس کے بعد آپ خود ہی اللہ کے حکم کے مطابق ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد کافروں کو چین سے بیٹھنا نصیب نہیں ہوا۔ معاشی ناکہ بندی، قحط اور جنگوں نے ان کی حالت خراب کر دی، جیسا کہ سیدنا مسور اور سیدنا مروان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابوبصیر رضی اللہ عنہ مدینہ سے نکل کر سیدھے سمندر کے کنارے پہنچے اور ابوجندل بن سہیل رضی اللہ عنہ بھی مکہ سے بھاگ کر ابوبصیر رضی اللہ عنہ سے آ کر مل گئے۔ اب جو آدمی بھی قریش کا مسلمان ہوتا وہ وہاں سے نکل کر ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے پاس چلا جاتا، یہاں تک کہ ان کے پاس ایک جتھا تیار ہوگیا۔ اللہ کی قسم! انھوں نے یہ کام کیا کہ قریش کا جو قافلہ ملک شام جاتا اس کو راستے میں روک لیتے، اہل قافلہ کو قتل کر دیتے اور ان کے اسباب و اموال کو لوٹ لیتے۔ [بخاري، كتاب الشروط، باب الشروط في الجهاد والمصالحة مع أهل الحرب : ۲۷۳۱، ۲۷۳۲]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب قریش کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں تاخیر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی: ((اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ)) ”اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے کا سا سات سالہ قحط بھیج۔“ چنانچہ ان پر ایسا قحط پڑا جس سے ہر چیز ملیامیٹ ہوگئی، حتیٰ کہ وہ لوگ ہڈیاں تک کھا گئے۔ کیفیت یہ تھی کہ تب اگر کوئی آدمی اوپر آسمان کی طرف دیکھتا (تو ناتوانی کی وجہ سے) اس کو اپنے اور آسمان کے درمیان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھویں کی طرح (اندھیرا) نظر آتا تھا۔[بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ و راودته التي هو في بيتها عن نفسه ...... الخ ﴾ : ٤٦٩٣۔ مسلم، کتاب صفات المنافقين، باب الدخان : ٢٧٩٨]

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾

''نماز قائم کر سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور فجر کا قرآن (پڑھ)۔ بے شک فجر کا قرآن ہمیشہ سے حاضر ہونے کا وقت رہا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے جو سب سے اہم عبادت اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کا سب سے بہتر ذریعہ ہے۔ ﴿ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ ﴾ کا معنی زوال آفتاب ہے جو ظہر اور عصر کی نماز پر دلالت کرتا ہے، جبکہ ﴿ غَسَقِ الَّيْلِ ﴾ سے مراد رات کی تاریکی ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان مشترک ہے اور ﴿ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ﴾ سے مراد نماز فجر ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا :اس سے مراد فجر کی نماز کا وقت ہے، جب رات اور دن کے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور رات اور دن کے فرشتے صبح کی نماز میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔'' پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر تم چاہو تو قرآن کی یہ آیت پڑھ لو: ﴿ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴾ ''اور فجر کا قرآن (پڑھ)۔ بے شک فجر کا قرآن ہمیشہ سے حاضر ہونے کا وقت رہا ہے۔''[بخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاة الفجر في جماعة : ٦٤٨۔ مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة : ٦٤٩/٢٤٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات اور دن کے فرشتے ایک دوسرے کے بعد آتے جاتے رہتے ہیں اور وہ فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر جو فرشتے رات کو زمین پر تھے وہ (صبح کے وقت) آسمان پر چڑھ جاتے ہیں، تب اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خود ان سے زیادہ جانتا ہے کہ تم میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں، جب ہم نے ان کو چھوڑا اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس گئے تھے اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔''[بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائكة : ٣٢٢٣]

وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖۗ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

''اور رات کے کچھ حصے میں پھر اس کے ساتھ بیدار رہ، اس حال میں کہ تیرے لیے زائد ہے۔ قریب ہے کہ تیرا رب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے۔“

نماز پنجگانہ کے بعد اس آیت میں نبی ﷺ کو نماز تہجد کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ نماز آپ ﷺ پر اس لیے واجب کی گئی تھی کہ آپ کے درجات بلند ہوں، ورنہ آپ کے تو اگلے پچھلے سبھی گناہ معاف کر دیے گئے تھے۔ نماز پنجگانہ اور نوافل کی ادائیگی پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے یہ کریمانہ وعدہ کیا ہے کہ ان کا رب انھیں ”مقام محمود“ یعنی شفاعت کبریٰ کی اجازت مرحمت فرمائے گا، جس کے بموجب آپ قیامت کے دن مخلوق کے لیے اللہ کے حضور سفارش کریں گے، تاکہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ صادر فرمائے، جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں بھیج دیے جائیں اور مخلوق کو میدان محشر کے طویل قیام اور اس کی صعوبتوں سے نجات مل جائے۔

وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ : یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض نمازوں کے بعد قیام اللیل کا حکم ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ فرض نماز کے بعد کون سی نماز افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”فرض نماز کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے۔“ [مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم : ۲۰۳/۱۱۶۳۔ أبو داوٗد، کتاب الصیام، باب فی صوم المحرم : ۲۴۲۹]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو اتنا طویل قیام کرتے کہ آپ کے پاؤں مبارک میں ورم آ جاتا۔ میں عرض کرتی، اے اللہ کے رسول! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی تمام لغزشیں معاف فرما دی ہیں؟ آپ ارشاد فرماتے: ”اے عائشہ! کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟“ [مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب إکثار الأعمال والاجتهاد فی العبادة : ۲۸۲۰۔ بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله : ﴿ ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر ...... الخ ﴾ : ۴۸۳۷]

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ فوراً آپ کی طرف بڑھے (اور آپ کا استقبال کیا) اور ہر جانب یہ آواز لگائی گئی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ چنانچہ میں بھی ان لوگوں میں شامل ہو گیا، تاکہ آپ کو دیکھ سکوں۔ پھر جب میں نے آپ کا چہرۂ انور دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا نہیں ہو سکتا اور میں نے آپ سے جو سب سے پہلی حدیث سنی وہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور رات کو اس وقت نماز پڑھا کرو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں، (اگر یہ کام کرو گے تو) جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔“ [مسند أحمد : ۴۵۱/۵، ح : ۲۳۸۴۶۔ مستدرك حاكم : ۱۳/۳، ح : ۴۲۸۳۔ ابن ماجه، کتاب إقامة الصلوات، باب ما جاء فی قیام اللیل : ۱۳۳۴۔ ترمذی، کتاب صفة القیامة، باب حدیث أفشوا السلام...... الخ : ۲۴۸۵]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صرف دو قسم کے آدمی ہی قابل رشک ہیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا اور وہ اس کے ساتھ دن اور رات کے اوقات میں قیام کرتا ہے اور دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور وہ اسے دن اور رات کے اوقات میں خرچ کرتا ہے۔“ [مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل من یقوم بالقرآن ...... الخ : ۸۱۵]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہمارا رب جو بابرکت اور بلند و بالا ہے، جب ہر رات کا آخری تہائی حصہ باقی ہوتا ہے تو وہ آسمان دنیا کی طرف تشریف لاتا ہے، پھر کہتا ہے، کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے تو میں اس کی دعا قبول کروں؟ اور کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اسے عطا کروں؟ اور کون ہے جو مجھ سے معافی مانگے تو میں اسے معاف کر دوں۔“ [بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء نصف اللیل : ۶۳۲۱۔ مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی الدعاء والذکر فی آخر اللیل : ۷۵۸]

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیا کیفیت تھی؟ تو انھوں نے ارشاد فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اور اس کے علاوہ باقی تمام مہینوں میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ [بخاری، کتاب التہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ : ۱۱۴۷۔ مسلم، صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل ...... الخ : ۷۳۸]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ”اے عبد اللہ! تم فلاں آدمی کی طرح نہ ہو جانا کہ وہ رات کو قیام کیا کرتا تھا، مگر بعد ازاں اس نے اسے چھوڑ دیا۔“ [بخاری، کتاب التہجد، باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل لمن کان یقومہ : ۱۱۵۲۔ مسلم، کتاب الصیام، باب النہی عن صوم الدہر : ۱۱۵۹/۱۸۵]

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا : یعنی آپ فرض اور نفل نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کرتے رہیں، تاکہ قیامت کے دن ہم آپ کو مقام محمود پر فائز کریں، اس دن ساری مخلوق آپ کی تعریف کرے گی اور اپنے خالق و مالک کی حمد بیان کرے گی۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اذان (کی آواز) سنے، پھر یہ دعا پڑھے: « اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ، اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادِ » ”اے اللہ! اس مکمل دعوت اور قائم صلوٰۃ کے پروردگار! سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص قرب اور خاص فضیلت عطا فرما اور انھیں مقام محمود (تعریف کیے ہوئے مقام) پر کھڑا کر، جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ تو قیامت کے دن اس کو میری شفاعت نصیب ہو گی۔“ [بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ ﴿ عسی أن یبعثک ربک مقاما محمودا ﴾ : ۴۷۱۹۔ السنن الکبری للبیہقی : ۴۱۰/۱، ح : ۱۹۳۳]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن سب لوگ گھٹنوں کے بل ہوں گے اور ہر امت اپنے نبی کے پیچھے ہوگی اور سب لوگ اپنے اپنے نبی سے کہیں گے کہ اے فلاں! شفاعت کر، (اے فلاں! شفاعت کر) حتیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ شفاعت کا معاملہ محمد ﷺ تک پہنچ جائے گا۔ اور یہی وہ دن ہو گا جب اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔[بخاري، كتاب التفسير، باب قوله : ﴿ عسى أن يبعثك ...... الخ ﴾ : ٤٧١٨]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن ایمان والے جمع ہوں گے اور کہیں گے، بہتر ہے کہ ہم اپنے رب کے سامنے کسی کی سفارش پہنچائیں، تو سب مل کر سیدنا آدم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے۔ ان سے کہیں گے کہ آپ سب لوگوں کے باپ ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا اور پھر تمام چیزوں کے نام آپ کو بتائے، چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری سفارش کیجیے، تاکہ وہ ہمیں اس (مصیبت کی) جگہ سے نکال کر آرام و سکون کی جگہ پہنچائے۔ وہ کہیں گے، میں اس لائق نہیں۔ دراصل وہ اپنی لغزش کو یاد کر کے (اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے سے) شرمائیں گے۔ وہ کہیں گے، تم نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے رسول ہیں جو اہل زمین کی طرف بھیجے گئے۔ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ بھی کہیں گے، میں اس لائق نہیں۔ وہ اپنے رب سے اس چیز کا سوال کرنا جس چیز کا انھیں علم نہیں تھا، یاد کریں گے اور (اللہ کے پاس جاتے ہوئے) شرمائیں گے اور کہیں گے، تم رحمٰن کے خلیل (ابراہیم علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔ وہ لوگ ان کے پاس جائیں گے (اور ان سے عرض کریں گے) وہ کہیں گے، میں اس لائق نہیں ہوں، تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ ایسے بندے ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور انھیں تورات عنایت فرمائی۔ پھر یہ لوگ ان کے پاس جائیں گے (ان سے عرض کریں گے) وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں۔ دراصل دنیا میں جو انھوں نے ایک جان کو بغیر جان کے قتل کیا تھا وہ اس کو یاد کر کے اپنے رب سے شرمائیں گے اور کہیں گے تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ (پھر وہ لوگ ان کے پاس جا کر ان سے عرض کریں گے) تو وہ بھی یہی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں، تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ کہ وہ اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کی اگلی پچھلی تمام لغزشیں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دی ہیں، وہ سب لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں وہاں سے چل کر اللہ کے حضور حاضر ہونے کی اجازت چاہوں گا، چنانچہ مجھے اجازت ملے گی۔ میں اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے سجدے میں پڑا رہنے دے گا، پھر ارشاد ہو گا، (اے میرے محبوب!) اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو، تمھیں دیا جائے گا، کہو! تمھاری بات سنی جائے گی، سفارش کرو! تمھاری سفارش قبول کی جائے گی۔ تو میں سر اٹھا کر اپنے مالک کی ایسی تعریف کروں گا جو وہ اس وقت مجھے سکھائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا، لیکن سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی۔ چنانچہ میں ان لوگوں کو جنت میں پہنچا دوں گا، پھر پلٹ کر اللہ کے پاس آؤں گا اور اس کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑوں گا۔ پھر ویسا ہی ہو گا جیسا پہلے ہوا تھا۔ اب کے پھر میرے لیے سفارش کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی، میں ان لوگوں کو بھی جنت میں پہنچا دوں گا۔ پھر تیسری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بار اللہ کے پاس حاضر ہوں گا، اسی طرح پھر چوتھی بار اپنے رب کے پاس حاضر ہوں گا اور عرض کروں گا، اے میرے رب! اب تو دوزخ میں وہی لوگ رہ گئے ہیں جن کو قرآن نے روک لیا ہے اور جن کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے۔“ [بخاري، كتاب التفسير، باب قول الله تعالٰى : ﴿ و علم ادم الأسماء كلها ﴾ ٤٤٧٦ـ مسلم، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها : ١٩٣]

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿٨٠﴾

”اور کہہ اے میرے رب! داخل کر مجھے سچا داخل کرنا اور نکال مجھے سچا نکالنا اور میرے لیے اپنی طرف سے ایسا غلبہ بنا جو مددگار ہو۔“

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ اپنی دعا میں یوں کہا کریں کہ میرے رب! مجھے مدینہ میں داخل کر دے جو میرا دارالہجرت ہے اور جہاں مجھے کوئی تکلیف نہیں دے گا اور مجھے مکہ سے نکال دے، بایں طور کہ میرے دل میں دوبارہ وہاں لوٹ جانے کا جذبہ باقی نہ رہے اور اپنی جانب سے میرا کوئی معین و مددگار بنا دے جو تیرے دین کے دشمنوں کے خلاف میری مدد کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ہجرت کی تو اس دعا کے اثرات پوری طرح سے ظاہر ہوئے۔ آپ دارالہجرت مدینہ میں داخل ہوئے تو بڑی شان سے داخل ہوئے اور جب مکہ سے نکلے تو بخیر و عافیت نکلے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت و غلبہ عطا فرمایا اور کافروں کی تمام سازشیں بے کار ہو گئیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ جانے کی تیاری کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”ذرا ٹھہر جاؤ، امید ہے کہ مجھے بھی عنقریب ہجرت کی اجازت مل جائے گی۔“ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، آپ پر میرے والد قربان! کیا آپ کو امید ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں!“ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے۔ ان کی بھی خواہش یہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی ہجرت کریں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو اونٹنیوں کو جو ان کے پاس تھیں، کیکر کے پتے کھلانا شروع کیے، چار ماہ تک وہ کھلاتے رہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ہم ٹھیک دوپہر کے وقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک کہنے والا کہنے لگا، دیکھو! یہ رسول اللہ ﷺ آ رہے ہیں۔ آپ سر ڈھانپے ہوئے ایسے وقت آئے جو عموماً آپ کے تشریف لانے کا وقت نہیں تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ کی قسم! آپ جو اس وقت تشریف لا رہے ہیں تو ضرور کوئی بڑا کام ہے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ پہنچ گئے۔ آپ نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اجازت دی تو آپ اندر تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے: ”جو لوگ تمھارے پاس بیٹھے ہیں، انھیں باہر نکال دو۔“ انھوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! یہاں کون ہے، آپ ہی کے گھر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے ہیں، آپ پر میرا باپ قربان! آپ نے فرمایا: ''مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔'' ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ! مجھے بھی اپنے ساتھ لے لیجیے، میرا باپ آپ پر قربان۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! تم میرے ساتھ چلو۔'' سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، تو آپ ان دونوں اونٹنیوں میں سے کوئی ایک اونٹنی لے لیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''درست ہے مگر میں قیمتاً لوں گا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اب ہم نے جلدی میں دونوں کے سفر کا سامان تیار کیا اور توشہ چمڑے کے ایک تھیلے میں رکھا۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنا کمر بند پھاڑا اور اس سے تھیلے کا منہ باندھا، تو اس روز سے اسماء رضی اللہ عنہا کا لقب ذات النطاق (یا ذات النطاقین) ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں روانہ ہو کر اس غار میں چلے گئے، جو ثور پہاڑ پر ہے، تین راتیں وہیں چھپے رہے۔ عبد اللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہما جو جوان، سمجھ دار اور ہوشیار تھے۔ رات کو غار میں جا کر ان کے پاس رہتے اور (صبح کے وقت) واپس آ جاتے اور صبح قریش کے لوگوں کے ساتھ مکہ میں کرتے، پھر پورا دن ان کے ساتھ ہی گزارتے اور یوں ظاہر کرتے گویا انھوں نے رات بھی مکہ ہی میں گزاری ہے۔ وہ دن بھر جتنی باتیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نقصان پہنچانے کی سنتے انھیں یاد رکھتے اور جب رات کا اندھیرا پھیل جاتا تو (غار میں آ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سنا دیتے۔ عامر بن فہیرہ جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے، ایک دودھ دینے والی بکری کو غار کے پاس ہی چرایا کرتے تھے، پھر جب ایک گھڑی رات گزر جاتی تو وہ اس بکری کو لے کر اس غار میں آ جاتے اور یوں وہ دونوں تازہ دودھ پی کر رات بسر کر لیتے اور وہ صبح سے پہلے ہی بکری کو لے کر واپس آ جاتے اور یوں تین راتوں تک وہ برابر ایسا ہی کرتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بنی الدیل قبیلے کے ایک شخص کو راہ بتانے کے لیے اجرت پر رکھا۔ یہ راستوں کا بڑا ماہر تھا اور عبد بن عدی کے خاندان کا فرد تھا اور عاص بن وائل سہمی کے خاندان کا حلیف تھا۔ یہ شخص اسی دین پر تھا جس پر قریش کے کافر تھے۔ دونوں نے اس پر اعتماد کیا اور اپنی اونٹنیاں اس کے سپرد کر دیں اور اس سے یہ وعدہ لیا کہ وہ تین راتوں کے بعد اونٹنیاں لے کر غار ثور پر آ جائے گا۔ وہ (حسب وعدہ) تیسری رات کی صبح اونٹنیاں لے کر حاضر ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ اس راستہ بتانے والے شخص کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ بتانے والے نے ساحل کا راستہ اختیار کیا۔ سراقہ بن جعشم کہتے ہیں کہ ہمارے پاس قریش کے کافروں کا ایلچی آیا۔ اس نے اعلان کیا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دے، یا قید کر کے لے آئے تو اسے ہر ایک کے بدلے میں سو اونٹ دیے جائیں گے۔ میں بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں بنی مدلج قبیلے کا ایک شخص آیا اور ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا۔ ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے، وہ کہنے لگا، سراقہ! میں نے ابھی چند آدمی دیکھے ہیں جو ساحل کے راستہ سے جا رہے تھے، میں سمجھتا ہوں وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی ہیں۔ سراقہ نے کہا، میں دل میں سمجھ گیا کہ یہ وہی لوگ ہوں گے، لیکن میں نے کہا، یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی نہیں ہیں، تو نے جن کو دیکھا وہ فلاں فلاں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے، وہ ہمارے سامنے سے ابھی گئے ہیں۔ اس کے بعد میں تھوڑی دیر اس مجلس میں ٹھہرا رہا، پھر کھڑا ہوا اور اپنے گھر جا کر اپنی لونڈی سے کہا کہ وہ میرے گھوڑے کو لے کر ٹیلے کے پیچھے چلی جائے اور وہیں میرا انتظار کرے، پھر میں نے اپنا نیزہ سنبھالا اور اپنے گھر کی پشت کی طرف سے باہر آ گیا، میں نے نیزہ کی نوک کو زمین پر ٹکایا اور برچھے کے اوپر کے حصے کو جھکایا۔ اس طرح میں اپنے گھوڑے کے پاس آیا اور اس پر سوار ہو کر اس کو سرپٹ دوڑایا۔ جب میں آپ کے قریب پہنچا تو میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں گر پڑا۔ پھر میں کھڑا ہوا اور میں نے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھا کر تیر نکالے اور ان سے فال نکالی کہ میں ان کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں۔ فال وہ نکلی جس کو میں پسند نہیں کرتا تھا۔ میں نے فال کی پروا نہ کی اور پھر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ گھوڑا مجھ کو لیے ہوئے سرپٹ بھاگ رہا تھا، یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔ آپ ﷺ میری طرف کوئی توجہ نہیں کر رہے تھے، لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار مڑ کر دیکھتے تھے۔ اتنے میں میرے گھوڑے کی اگلی ٹانگیں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئیں اور میں پھر سے گر پڑا۔ میں نے گھوڑے کو ڈانٹا، وہ اٹھا، مگر معلوم ایسا ہوتا تھا کہ وہ ٹانگیں زمین سے نہ نکال سکے گا۔ جب وہ سیدھا کھڑا ہو گیا تو اس کی دونوں ٹانگوں سے ایک گرد نکلی جو دھویں کی طرح آسمان پر بلند ہو گئی۔ میں نے پھر تیروں سے فال نکالی تو وہ پھر میرے خلاف نکلی۔ آخر میں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو امان کے لیے پکارا تو وہ ٹھہر گئے۔ میں گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس گیا۔ وہ رکاوٹیں جو مجھے پیش آئیں ان سے میں سمجھ گیا کہ رسول اللہ ﷺ عنقریب غالب آ جائیں گے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، آپ کی قوم والوں نے آپ کے لیے انعام مقرر کیا ہے اور میں نے وہ سب خبریں بیان کیں جو قریش سے آپ کے متعلق سنی تھیں۔ میں نے ان کی خدمت میں کچھ سامان اور توشہ پیش کیا، لیکن نبی ﷺ نے کوئی چیز نہیں لی اور نہ مجھ سے کسی اور چیز کا مطالبہ کیا، البتہ رسول اللہ ﷺ نے اتنا فرمایا کہ ہمارا حال پوشیدہ رکھنا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ امن کی ایک سند مجھے لکھ دیجیے۔ آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا تو اس نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر سند لکھ دی اور یوں رسول اللہ ﷺ آگے روانہ ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو (راستے میں) سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ ملے جو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ ملک شام سے لوٹ کر آ رہے تھے۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے پہنائے۔ ادھر مدینہ والوں کو رسول اللہ ﷺ کے مکہ سے نکلنے کی خبر ہو گئی تھی، وہ ہر صبح مقام حرہ تک آتے اور آپ کا انتظار کرتے رہتے، یہاں تک کہ دوپہر کی گرمی انھیں واپس جانے پر مجبور کرتی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ مسلمان بڑی دیر تک انتظار کر کے واپس لوٹ گئے۔ جب وہ اپنے گھروں میں پہنچ گئے تو ایک یہودی کسی کام سے ایک ٹیلے پر چڑھا، اس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا۔ وہ دور سے سفید نظر آ رہے تھے۔ آپ جتنا قریب آ رہے تھے اتنا ہی سراب (یعنی ریت کا چمکنا) کم ہوتا جاتا تھا۔ یہودی سے یہ دیکھ کر رہا نہ گیا، وہ بے اختیار زور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پکارنے لگا، عرب کے لوگو! یہ تمھارے بزرگ سردار آ گئے، جن کا تمھیں انتظار تھا۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں نے ہتھیار سنبھالے اور انھوں نے حرہ پہنچ کر آپ کا استقبال کیا، آپ سے ملاقات کی۔ رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ داہنی طرف مڑ گئے اور بنی عمرو بن عوف کے محلّہ میں جا ٹھہرے۔ یہ پیر کا دن تھا اور ربیع الاول کا مہینا تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر لوگوں سے ملاقات کرنے لگے اور رسول اللہ ﷺ خاموش بیٹھے رہے۔ بہت سے انصاریوں نے کہ جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا تھا، وہ ابوبکر ہی کو سلام کرتے رہے، یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ پر دھوپ آ گئی، تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور اپنی چادر سے رسول اللہ ﷺ پر سایہ کیا۔ اس وقت سب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا۔ آپ نے دس سے کچھ زیادہ دن بنی عمرو بن عوف کے محلے میں قیام فرمایا اور اس مسجد کی بنیاد ڈالی جو تقویٰ پر قائم کی گئی تھی (یعنی مسجد قبا) اور وہیں نماز پڑھتے رہے۔ پھر (ایک دن) آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور (مدینہ کی طرف) روانہ ہوئے، لوگ آپ کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ چلتے چلتے آپ کی اونٹنی وہاں جا کر بیٹھ گئی جہاں اب مدینہ میں مسجد نبوی ہے۔ اس زمانہ میں وہاں چند مسلمان نماز پڑھتے تھے، وہ زمین دو یتیم بچوں سہل اور سہیل (رضی اللہ عنہما) کی تھی اور یہاں کھجور کا کھلیان لگتا تھا۔ وہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے۔ جب آپ کی اونٹنی وہاں بیٹھ گئی تو آپ نے فرمایا: ''ان شاء اللہ! یہی ہماری منزل ہے۔'' پھر آپ نے ان دونوں لڑکوں کو بلایا اور ان سے اس زمین کی قیمت پوچھی، تاکہ آپ اس جگہ کو مسجد بنائیں۔ انھوں نے کہا، یا رسول اللہ! ہم یہ زمین آپ کو ہبہ کرتے ہیں، قیمت نہیں لیں گے، لیکن آپ نے مفت لینے سے انکار کر دیا اور وہ زمین ان سے خرید لی۔ پھر آپ نے وہاں مسجد بنائی۔ رسول اللہ ﷺ خود بھی مسجد کی تعمیر کے لیے مسلمانوں کے ساتھ اینٹیں اٹھاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے: ''یہ (نیکی کا) بوجھ (ہے)، خیبر (میں پتھر وغیرہ اٹھانے) کا بوجھ نہیں ہے۔ اے ہمارے رب! یہ (بہت بڑی) نیکی اور پاکیزہ کام ہے۔'' [بخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب هجرة النبی ﷺ و أصحابه إلى المدينة : ۳۹۰۵، ۳۹۰۶]

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾

''اور کہہ دے حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے والا تھا۔''

اس آیت کریمہ میں آپ ﷺ کو بشارت دی گئی ہے کہ مکہ فتح ہوگا اور آپ اس میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوں گے۔ کعبہ کے اردگرد رکھے ہوئے تین سو ساٹھ بتوں کو توڑیں گے اور اپنی زبان مبارک سے کہیں گے کہ اب حق آ پہنچا اور باطل کی کمر ٹوٹ گئی اور حق کی جولانیوں کے سامنے باطل کب ٹھہر سکتا ہے؟ جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ﴾ [الأنبیاء : ۱۸] ''بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا دماغ کچل دیتا ہے، پس اچانک وہ مٹنے والا ہوتا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴾ [الصف : ۹] ''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا، تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے، اگرچہ مشرک لوگ ناپسند کریں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴾ [الأنفال : ۷، ۸] ''اور جب اللہ تم سے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کر رہا تھا کہ یقیناً وہ تمھارے لیے ہوگا اور تم چاہتے تھے کہ جو کانٹے والا نہیں وہ تمھارے لیے ہو اور اللہ چاہتا تھا کہ حق کو اپنی باتوں کے ساتھ سچا کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ تا کہ وہ حق کو سچا کر دے اور باطل کو جھوٹا کر دے، خواہ مجرم ناپسند ہی کریں۔''

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو اس وقت خانہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، آپ اپنے ہاتھ کی چھڑی سے انھیں کچوکے مارتے جا رہے تھے اور یہ آیات پڑھتے جا رہے تھے: ﴿ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴾ [بنی إسرائیل : ۸۱] ''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے والا تھا۔'' اور ﴿ جَآءَ الْحَقُّ وَ مَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَ مَا يُعِيْدُ ﴾ [سبا : ۴۹] ''حق آ گیا اور باطل نہ پہلی دفعہ کچھ کرتا ہے اور نہ دوبارہ کرتا ہے۔'' [بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ و قل جاء الحق و زهق الباطل ﴾ : ۴۷۲۰۔ مسلم، کتاب الجهاد، باب إزالة الأصنام من حول الكعبة : ۱۷۸۱]

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝۸۲

''اور ہم قرآن میں سے تھوڑا تھوڑا نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے سراسر شفا اور رحمت ہے اور وہ ظالموں کو خسارے کے سوا کسی چیز میں زیادہ نہیں کرتا۔''

قرآن مجید میں تمام لوگوں کے لیے روحانی بیماریوں کا علاج ہے اور ایمان والوں کے لیے تو وہ سراسر ہدایت اور رحمت ہے۔ ظالموں کے نقصان میں اضافہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ظالم قرآن مجید پر ایمان نہیں لاتے، بلکہ جیسے جیسے قرآن مجید کی آیتیں اترتی ہیں ان کی ضد، مخالفت اور حسد میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ چیزیں نہ صرف ان کے لیے آخرت میں باعث عذاب ہیں، بلکہ دنیا میں بھی ان کی ذلت کا سبب ہیں۔

ارشاد فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ [یونس : ۵۷] ''اے لوگو! بے شک تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے عظیم نصیحت اور اس کے لیے سراسر شفا جو سینوں میں ہے اور ایمان والوں کے لیے سراسر ہدایت اور رحمت آئی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴾ [حم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السجدة : ٤٤] ''کہہ دے یہ ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہدایت اور شفا ہے اور وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور یہ ان کے حق میں اندھا ہونے کا باعث ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں بہت دور جگہ سے آواز دی جاتی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ اِذَا مَاۤ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ اَيُّكُمۡ زَادَتۡهُ هٰذِهٖۤ اِيۡمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فَزَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّهُمۡ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ فَزَادَتۡهُمۡ رِجۡسًا اِلٰى رِجۡسِهِمۡ وَمَاتُوۡا وَهُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴾ [التوبة : ١٢٤، ١٢٥] ''اور جب بھی کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں اس نے تم میں سے کس کو ایمان میں زیادہ کیا؟ پس جو لوگ ایمان لائے، سو ان کو تو اس نے ایمان میں زیادہ کر دیا اور وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور رہے وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے تو اس نے ان کو ان کی گندگی کے ساتھ اور گندگی میں زیادہ کر دیا اور وہ اس حال میں مرے کہ وہ کافر تھے۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دوران سفر میں ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا تو ایک لڑکی آئی اور کہنے لگی، اس قبیلے کے سردار کو بچھو نے کاٹا ہے اور ہمارے قبیلے کے مرد موجود نہیں ہیں، کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ تو ایک آدمی اس کے ساتھ چل دیا، حالانکہ ہم نے کبھی نہیں سنا تھا کہ وہ دم کرتا ہے، لیکن اس نے دم کیا اور سردار ٹھیک ہو گیا۔ سردار نے دم کرنے والے کو تیس بکریاں دینے کا حکم دیا اور ساتھ ہمیں دودھ بھی پلایا۔ جب دم کرنے والا پلٹ کر واپس آیا تو ہم نے اس سے پوچھا، کیا تو اچھی طرح دم کرنا جانتا ہے؟ اس نے کہا، نہیں! میں نے تو بس سورۂ فاتحہ پڑھی اور پھونک ماردی۔ [بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل فاتحة الكتاب : ٥٠٠٧]

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سورۂ بقرہ (ضرور) پڑھا کرو، کیونکہ اس کا پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا چھوڑنا باعث حسرت ہے اور جادوگر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔'' [مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل قرائة القرآن و سورة البقرة : ٨٠٤]

وَ اِذَاۤ اَنۡعَمۡنَا عَلَى الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوۡسًا ۝۸۳

''اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں وہ منہ پھیر لیتا ہے اور اپنا پہلو دور کر لیتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو بہت ناامید ہو جاتا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اس کافر انسان کی حالت بیان کی گئی ہے جو نور ایمان سے محروم ہوتا ہے اور دنیا کی محبت فکر آخرت پر غالب ہوتی ہے، ایسا انسان اللہ کا بڑا ہی ناشکرا ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اسے ہلاکت سے نجات دے دیتے ہیں تو ناشکری پر اتر آتا ہے اور اسے پکارنا بھول جاتا ہے، لیکن جب اسے کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے، خوف، مرض یا بھوک میں مبتلا ہوتا ہے، تو اللہ پر ایمان نہ ہونے کی وجہ سے یاس و ناامیدی کے گھرے بادل اس پر چھا جاتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس مومن نعمت پا کر سراپا شکر بن جاتا ہے اور مصیبت کے وقت صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۭ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴾ [هود : ۹ تا ۱۱] ”اور یقیناً اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے کوئی رحمت چکھائیں، پھر اسے اس سے چھین لیں تو بے شک وہ یقیناً نہایت نا امید، بے حد ناشکرا ہوتا ہے۔ اور بے شک اگر ہم اسے کوئی نعمت چکھائیں کسی تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی ہو تو یقیناً ضرور کہے گا سب تکلیفیں مجھ سے دور ہو گئیں۔ بلاشبہ وہ یقیناً بہت پھولنے والا، بہت فخر کرنے والا ہے۔ مگر وہ لوگ جنھوں نے صبر کیا اور نیک اعمال کیے، یہ لوگ ہیں جن کے لیے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴾ [الروم : ۳۶] ”اور جب ہم لوگوں کو کوئی رحمت چکھاتے ہیں وہ اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انھیں کوئی برائی پہنچتی ہے، اس کی وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو اچانک وہ نا امید ہو جاتے ہیں۔“

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے، اس کے ہر معاملے میں بھلائی ہی بھلائی ہے اور یہ فضیلت سوائے مومن کے کسی اور کو حاصل نہیں، (وہ اس طرح کہ) اگر اسے کوئی خوشی حاصل ہوئی تو اس نے شکر ادا کیا، تو اس میں بھی اس کے لیے ثواب ہے اور جو اس کو نقصان پہنچا اور اس پر صبر کیا تو اس میں بھی اس کے لیے ثواب ہے۔“ [مسلم، کتاب الزهد، باب المؤمن أمرہ کله خیر : ۲۹۹۹]

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰي شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝۸۴ ع ۹

”کہہ دے ہر ایک اپنے طریقے پر عمل کرتا ہے، سو تمھارا رب زیادہ جاننے والا ہے کہ کون زیادہ سیدھی راہ پر ہے۔“

اس آیت کریمہ میں مومن کی تعریف اور کافر کی مذمت بیان کی گئی ہے کہ ہر انسان اپنے مذہب و طریقہ اور اخلاق و کردار کے مطابق عمل کرتا ہے۔ کافر اپنے طریقے پر چلتا ہے اور مومن اپنے طریقے پر۔ پھر ہر شخص دعویٰ کرتا ہے کہ وہ حق پر ہے، لیکن ہدایت یافتہ کون ہے اس کا صحیح علم صرف اللہ کو حاصل ہے اور قیامت کے دن وہ ہر ایک کو اس کے عمل اور کردار کے مطابق بدلہ دے گا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ عَمَّا جَاۗءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴾ [المائدۃ : ۴۸] ”اور ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ بھیجی، اس حال میں کہ اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو کتابوں میں سے اس سے پہلے ہے اور اس پر محافظ ہے۔ پس ان کے درمیان اس کے ساتھ فیصلہ کر جو اللہ نے نازل کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر، اس سے ہٹ کر جو حق میں سے تیرے پاس آیا ہے۔ تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک راستہ اور ایک طریقہ مقرر کیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمھیں ایک امت بنا دیتا اور لیکن تاکہ وہ تمھیں اس میں آزمائے جو اس نے تمھیں دیا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو، اللہ ہی کی طرف تم سب کا لوٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمھیں بتائے گا جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔“

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾

”اور وہ تجھ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دے روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمھیں علم میں سے بہت تھوڑے کے سوا نہیں دیا گیا۔“

روح وہ لطیف شے ہے جو کسی کو نظر نہیں آتی، لیکن ہر جان دار کی قوت و توانائی اسی روح کے اندر مضمر ہے۔ اس کی حقیقت و ماہیت کیا ہے؟ یہ کوئی نہیں جانتا۔ یہودیوں نے بھی ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سے اس کی بابت پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ تمھارا علم اللہ کے علم کے مقابلے میں قلیل ہے اور یہ روح جس کے بارے میں تم پوچھ رہے ہو، اس کا علم تو اللہ نے انبیاء سمیت کسی کو بھی نہیں دیا۔ بس اتنا سمجھو کہ یہ میرے رب کا امر (حکم) ہے، یا میرے رب کی شان میں سے ہے، جس کی حقیقت کو صرف وہی جانتا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک کھیت میں چل رہا تھا۔ آپ کھجور کی چھڑی کے سہارے چل رہے تھے۔ اتنے میں کچھ یہودی سامنے سے گزرے۔ وہ آپس میں کہنے لگے، ان سے پوچھو! روح کیا چیز ہے؟ پھر کسی نے کہا، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی ایسی بات کہیں جو تم کو ناگوار گزرے، مگر ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم ضرور پوچھیں گے، تو ان میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا، اے ابو القاسم! روح کیا چیز ہے؟ آپ کچھ دیر خاموش رہے، ان کو کوئی جواب نہیں دیا۔ میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی آ رہی ہے۔ تو میں اپنی جگہ کھڑا ہو گیا، جب وحی اتر چکی تو آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾ ”اور وہ تجھ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دے روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمھیں علم میں سے بہت تھوڑے کے سوا نہیں دیا گیا۔“ [بخاری، کتاب العلم، باب قول اللہ تعالٰی : ﴿ وما أوتيتم من العلم إلا قليلا ﴾ : ۱۲۵ ـ مسلم، کتاب صفات المنافقين، باب سؤال اليهود النبی ﷺ عن الروح ...... الخ : ۲۷۹۴]

وَ لَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اور یقیناً اگر ہم چاہیں تو ضرور ہی وہ وحی (واپس) لے جائیں جو ہم نے تیری طرف بھیجی ہے، پھر تو اپنے لیے اس کے متعلق ہمارے مقابلے میں کوئی حمایتی نہیں پائے گا۔ مگر تیرے رب کی رحمت سے۔ یقیناً اس کا فضل ہمیشہ سے تجھ پر بہت بڑا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر قرآن کریم جیسی عظیم ترین نعمت کا احسان جتلا رہا ہے کہ جو مومنوں کے ہر درد کا درماں اور مجسم رحمت ہے۔ اگر وہ چاہتا تو اسے آپ کے سینے اور صفحۂ قرطاس سے مٹا دیتا اور ایک آیت بھی باقی نہ رہتی اور کوئی ہستی بھی ایسی نہ ہوتی جو اللہ تعالیٰ کو اس سے روک سکتی، لیکن اس کا یہ فضل و کرم ہے کہ اس نے ایسا نہیں کیا، بلکہ وہ قیامت تک اس کی حفاظت فرمائے گا اور آپ کی نبوت کی صداقت پر دلیل و حجت بنا کر اسے باقی رکھے گا۔ آپ ﷺ پر اللہ کا یہی فضل و کرم نہیں ہے بلکہ اس کے احسانات آپ پر بے شمار ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم الانبیاء بنایا، آسمان کی زیارت کروائی، معراج کی رات بیت المقدس میں آپ نے انبیاء کی امامت کرائی اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کو شفاعت عظمیٰ کی اجازت دے گا۔

اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا : ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴾ [النساء : ۱۱۳] ’’اور اگر تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو یقیناً ان کے ایک گروہ نے ارادہ کر لیا تھا کہ تجھے گمراہ کر دیں، حالانکہ وہ اپنے سوا کسی کو گمراہ نہیں کر رہے اور تجھے کچھ نقصان نہیں پہنچا رہے اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی اور تجھے وہ کچھ سکھایا جو تو نہیں جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر ہمیشہ سے بہت بڑا ہے۔‘‘

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سورت پڑھا کرتے تھے، جو طوالت اور سخت وعیدوں میں سورۂ براءت کے برابر تھی، پھر میں اسے بھول گیا ہوں۔ [مسلم، کتاب الزکاۃ، باب لو أن لابن آدم...... الخ : ۱۰۵۰۔ اتحاف المهرة : ۶۰/۱۰، ح : ۱۲۲۷۰]

قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۸۸

’’کہہ دے اگر سب انسان اور جن جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہیں لائیں گے، اگرچہ ان کا بعض بعض کا مددگار ہو۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم کے شرف کے بارے میں توجہ مبذول کراتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر تمام انس و جن جمع ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں اور وہ اس طرح کا قرآن بنانا چاہیں جس طرح کا قرآن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمایا ہے تو انھیں قطعاً اس کی طاقت و استطاعت نہ ہو گی۔ خواہ آپس میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں، وہ قرآن کا کبھی مقابلہ نہیں کر سکیں گے، کیونکہ مخلوق کا کلام اس خالق کے کلام کے مشابہ ہو ہی نہیں سکتا، جس کی نہ کوئی نظیر ہے نہ مثال اور نہ ہمسر۔

وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؗ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾

”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال پھیر پھیر کر بیان کی مگر اکثر لوگوں نے کفر کے سوا (ہر چیز سے) انکار کر دیا۔“

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے، اس قرآن کریم میں ہر وہ بات اور مثال بیان کر دی ہے جس میں غور وفکر انھیں راہ راست پر لا کر کھڑا کر دے، لیکن بنی نوع انسان کا حال عجیب رہا ہے کہ اکثر لوگوں نے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا، بلکہ کفر کی راہ اختیار کر لی اور قرآن کی تکذیب کی اور یہ اس قضائے الٰہی کے مطابق ہوا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لشکر ابلیس سے جہنم کو بھر دے گا۔

وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ قَبِیْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِی السَّمَآءِ ؕ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ ع ۱۰

”اور انھوں نے کہا ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے، یہاں تک کہ تو ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ جاری کرے۔ یا تیرے لیے کھجوروں اور انگور کا ایک باغ ہو، پس تو اس کے درمیان نہریں جاری کر دے، خوب جاری کرنا۔ یا آسمان کو ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دے، جیسا کہ تو نے دعویٰ کیا ہے، یا تو اللہ اور فرشتوں کو سامنے لے آئے۔ یا تیرے لیے سونے کا ایک گھر ہو، یا تو آسمان میں چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھنے کا ہرگز یقین نہ کریں گے، یہاں تک کہ تو ہم پر کوئی کتاب اتار لائے جسے ہم پڑھیں۔ تو کہہ میرا رب پاک ہے، میں تو ایک بشر کے سوا کچھ نہیں جو رسول ہے۔“

کفار مکہ جب قرآن جیسا کلام نہ لا سکے اور اس دلیل کے سامنے اپنے آپ کو بالکل بے بس پایا تو دوسری نشانیوں کا مطالبہ کرنے لگے، جن میں سے بعض کا ذکر مندرجہ بالا آیتوں میں آیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم تمھاری دعوت توحید پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے اور روز قیامت اور تمھاری نبوت کی اس وقت تک تصدیق نہیں کریں گے جب تک تم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی نشانی نہ پیش کر دو، یا تو زمین میں کوئی ایسا چشمہ جاری کر دو جس کا پانی ہمیشہ جاری رہے، یا تمھارے لیے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ وجود میں آجائے جن کے درمیان نہریں جاری ہوں، یا اپنے گمان کے مطابق آسمان ہی کو بطور عذاب ہمارے سروں پر گرا دو، یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آؤ جو تمھاری صداقت کی گواہی دیں یا تمھارے لیے سونے کا کوئی گھر ہی اچانک نکل آئے، یا سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھو اور دیکھو، تمھارے صرف آسمان پر چڑھ جانے ہی سے ہم ایمان نہیں لائیں گے، بلکہ ضروری ہے کہ وہاں سے ایک کتاب لے کر آؤ جس میں ہمیں حکم دیا گیا ہو کہ تم پر ایمان لے آئیں اور تمھاری پیروی کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ آپ ان کافروں سے کہیے کہ میں تو ایک انسان ہوں جسے اللہ نے اپنا رسول بنایا ہے۔ ایک بندۂ مامور ان باتوں پر کہاں قادر ہوتا ہے جن کا تم نے ذکر کیا ہے، یہ سب باتیں تو صرف اللہ کے اختیار میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ یہ لوگ ان مطالبات کے پورا ہونے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴾ [یونس: ۹۶، ۹۷] ”بے شک وہ لوگ جن پر تیرے رب کی بات ثابت ہو چکی، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ خواہ ان کے پاس ہر نشانی آجائے، یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔“

اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا : ارشاد فرمایا: ﴿ اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴾ [سبا: ۹] ”تو کیا انھوں نے اس کی طرف نہیں دیکھا جو آسمان و زمین میں سے ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے، اگر ہم چاہیں انھیں زمین میں دھنسا دیں، یا ان پر آسمان سے کچھ ٹکڑے گرا دیں۔ یقیناً اس میں ہر رجوع کرنے والے بندے کے لیے ضرور ایک نشانی ہے۔“ کفار مکہ نے بھی کہا تھا: ﴿ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴾ [الأنفال: ۳۲] ”اے اللہ! اگر صرف یہی تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، یا ہم پر کوئی دردناک عذاب لے آ۔“ اور فرمایا: ﴿ وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴾ [الأنعام: ۱۱۱] ”اور اگر واقعی ہم ان کی طرف فرشتے اتار دیتے اور ان سے مردے گفتگو کرتے اور ہم ہر چیز ان کے پاس سامنے لا جمع کرتے تو بھی وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لے آتے مگر یہ کہ اللہ چاہے اور لیکن ان کے اکثر جہالت برتتے ہیں۔“

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝۹۴ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓىِٕكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَىِٕنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝۹۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اور لوگوں کو کسی چیز نے نہیں روکا کہ وہ ایمان لائیں، جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اس بات نے کہ انھوں نے کہا کیا اللہ نے ایک بشر کو پیغام پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے؟ کہہ دے اگر زمین میں فرشتے ہوتے، جو مطمئن ہو کر چلتے (پھرتے) تو ہم ضرور ان پر آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام پہنچانے والا اتارتے۔‘‘

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کا ایک شبہ بیان کیا ہے، جسے قرآن کریم میں بار بار دہرایا گیا ہے۔ وہ یہ بات ماننے کے لیے تیار نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کو اپنا رسول بنا سکتا ہے۔ ان کا یہی شبہ رسول کریم ﷺ پر ایمان لانے سے مانع تھا۔ ان کے اس شبہ کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تو اس کا فضل و کرم ہے کہ بندوں کی رہنمائی کے لیے انھی جیسا رسول بھیجا، تاکہ اس کی بات سمجھیں اور اس کی زندگی ان کے لیے مشعل راہ بنے۔ اگر زمین پر رہنے والے فرشتے ہوتے تو حکمت کا تقاضا یہی ہوتا کہ ان کی رہنمائی کے لیے انھی جیسا کوئی فرشتہ رسول بنا کر بھیجا جاتا، تاکہ وہ ان کی باتوں کو سمجھتا اور اس کی زندگی ان کے لیے مشعل راہ بنتی۔ رسول ہم جنس ہی ہوا کرتا ہے، تاکہ اپنے ہم جنسوں کو اچھی طرح سمجھا سکے اور لوگ بھی صحیح معنوں میں اس کی پیروی کر سکیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قٓ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ۠ بَلْ عَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴾ [ق : ۱، ۲] ’’ق۔ قسم ہے قرآن کی جو بہت بڑی شان والا ہے! بلکہ انھوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انھی میں سے ایک ڈرانے والا آیا، تو کافروں نے کہا یہ ایک عجیب چیز ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ۠ وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴾ [الأنعام : ۸، ۹] ’’اور انھوں نے کہا اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا؟ اور اگر ہم کوئی فرشتہ اتارتے تو ضرور کام تمام کر دیا جاتا، پھر انھیں مہلت نہ دی جاتی۔ اور اگر ہم اسے فرشتہ بناتے تو یقیناً اسے آدمی بناتے اور ان پر وہی شبہ ڈالتے جو وہ شبہ ڈال رہے ہیں۔‘‘

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا۝۹۶

’’کہہ دے میرے درمیان اور تمھارے درمیان گواہ کے طور پر اللہ کافی ہے، بے شک وہ ہمیشہ سے اپنے بندوں کی پوری خبر رکھنے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔‘‘

اس آیت کریمہ میں کفارِ مکہ کے لیے ایک قسم کی دھمکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ان سے کہہ دیجیے میں نے بحیثیت رسول اللہ تعالیٰ کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے۔ میری صداقت و امانت پر خود اللہ گواہ ہے جو اپنے بندوں کے تمام احوال سے باخبر ہے اور انھیں دیکھ رہا ہے اور جو قیامت کے دن ہر ایک کو اپنے عدل و انصاف کے ساتھ اس کے اعمال کا بدلہ چکائے گا۔ اس لیے اے کفار مکہ! تمھارے لیے خیر اسی میں ہے کہ میری نبوت پر ایمان لے آؤ اور دین اسلام قبول کر لو، ارشاد فرمایا: ﴿ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَهِيدًا ﴾ [الفتح : ٢٨] ”وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا، تا کہ اسے ہر دین پر غالب کر دے اور اللہ گواہ کے طور پر کافی ہے۔“

وَمَنْ يَهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿٩٧﴾

”اور جسے اللہ ہدایت دے سو وہی ہدایت پانے والا ہے اور جنھیں گمراہ کر دے تو تو ان کے لیے اس کے سوا ہرگز کوئی مدد کرنے والے نہیں پائے گا اور قیامت کے دن ہم انھیں ان کے چہروں کے بل اندھے اور گونگے اور بہرے اٹھائیں گے، ان کا ٹھکانا جہنم ہے، جب کبھی بجھنے لگے گی ہم ان پر بھڑکانا زیادہ کر دیں گے۔“

رشد و ہدایت اور ضلالت و گمراہی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے، وہ جسے ہدایت دینا چاہتا ہے وہی راہ راست پر آ سکتا ہے۔ جسے خود اس کے غلط راہ کو اختیار کرنے کی وجہ سے گمراہ کر دیتا ہے، اسے نہ کوئی راہ راست پر لا سکتا ہے اور نہ اس کے قہر و غضب سے بچا سکتا ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کافروں کو ہم ان کے چہروں کے بل گھسیٹیں گے۔ چونکہ وہ دنیا میں اپنی آنکھوں سے راہ حق کو نہیں دیکھ پاتے تھے، اپنی زبانوں سے کلمہ حق ادا نہیں کرتے تھے اور کانوں سے حق بات سننا گوارا نہیں کرتے تھے۔ اس لیے قیامت کے دن اندھے، گونگے اور بہرے اٹھائے جائیں گے، ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا، جس کی لپٹ اور تپش جب بھی کم ہوگی، اللہ اسے اور تیز کر دے گا۔

وَمَنْ يَهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ : ارشاد فرمایا: ﴿ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴾ [الأنعام : ٥١] ”اور اس کے ساتھ ان لوگوں کو ڈرا جو خوف رکھتے ہیں کہ اپنے رب کی طرف (لے جا کر) اکٹھے کیے جائیں گے، ان کے لیے اس کے سوا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارش کرنے والا، تا کہ وہ بچ جائیں۔“ اور فرمایا: ﴿ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴾ [الدخان : ٤١، ٤٢] ”جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ مگر جس پر اللہ نے رحم کیا، بے شک وہی سب پر غالب، نہایت رحم والا ہے۔“

وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا : ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴾ [الفرقان : ٣٤] ”وہ لوگ جو اپنے چہروں کے بل جہنم کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے وہی ٹھکانے میں بدترین اور راستے کے اعتبار سے زیادہ گمراہ ہیں۔“ اور فرمایا: ﴿ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ [النمل : ٩٠] ”اور جو برائی لے کر آئے گا تو ان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہرے آگ میں اوندھے ڈالے جائیں گے۔ تم بدلہ نہیں دیے جاؤ گے مگر اسی کا جو تم کیا کرتے تھے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴾ [القمر : ۴۷، ۴۸] ’’یقیناً مجرم لوگ بڑی گمراہی اور دیوانگی میں ہیں۔ جس دن وہ آگ میں اپنے چہروں پر گھسیٹے جائیں گے، چکھو آگ کا چھونا۔‘‘

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا، یا رسول اللہ! کافر کا حشر قیامت والے دن منہ کے بل کیسے ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ’’جس نے اس کو دونوں پاؤں پر دنیا میں چلایا کیا وہ اس بات کی قدرت نہیں رکھتا کہ قیامت کے دن اس کو منہ کے بل چلائے۔‘‘ [بخاري، كتاب التفسير، باب ﴿ الذين يحشرون على وجوههم إلى جهنم ﴾ : ۴۷۶۰۔ مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب يحشر الكافر على وجهه : ۲۸۰۶]

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا : ارشاد فرمایا: ﴿ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴾ [النبا : ۳۰] ’’پس چکھو کہ ہم تمھیں عذاب کے سوا ہرگز کسی چیز میں زیادہ نہیں کریں گے۔‘‘

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تمھاری یہ (دنیا کی) آگ جسے ابن آدم جلاتا ہے جہنم کی آگ کی گرمی کا سترواں حصہ ہے۔‘‘ صحابہ نے کہا، واللہ! یا رسول اللہ! (انسانوں کو جلانے کے لیے تو) یہی دنیا کی آگ کافی تھی؟ آپ نے فرمایا: ’’لیکن وہ تو دنیا کی آگ سے انہتر (۶۹) درجے زیادہ گرم ہے اور اس کا ہر حصہ اس دنیا کی آگ کے برابر گرم ہے۔‘‘ [مسلم، كتاب الجنة و صفة نعيمها، باب جهنم أعاذنا الله منها : ۲۸۴۳]

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ قَالُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝۹۸

النصف

’’یہی ان کی جزا ہے، کیونکہ بے شک انھوں نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو گئے تو کیا واقعی ہم ضرور نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھائے جانے والے ہیں؟‘‘

فرمایا کہ ایسا برتاؤ ان کے ساتھ اس لیے ہوگا کہ انھوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کر دیا تھا اور کہتے تھے ہم جب مر کر صرف ہڈیاں اور راکھ ہو جائیں گے تو کیا ہمیں نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھایا جائے گا؟ جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ﴾ [ق : ۳] ’’کیا جب ہم مر گئے اور ہم مٹی ہو گئے؟ یہ واپس لوٹنا بہت دور ہے۔‘‘

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَ جَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۝۹۹

’’اور کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ بے شک وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اس پر قادر ہے کہ ان جیسے پیدا کر دے اور اس نے ان کے لیے ایک وقت مقرر کیا ہے، جس میں کچھ شک نہیں، پھر (بھی) ظالموں نے کفر کے سوا (ہر چیز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے)انکار کر دیا۔‘‘

کافروں کے مذکورہ بالا شبہ کی تردید کی جا رہی ہے کہ انھیں آخر بعث بعد الموت پر کیوں حیرت ہے؟ کیا وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، اس بات پر قادر نہیں ہے کہ قیامت کے دن ان جیسا انسان دوبارہ پیدا کرے؟ جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۬ؕ بَلٰى ۗ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴾ [یٰس : ۸۱] ’’اور کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے اور پیدا کر دے؟ کیوں نہیں اور وہی سب کچھ پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ [الأحقاف : ۳۳] ’’اور کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ بے شک وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور وہ ان کے پیدا کرنے سے نہیں تھکا، وہ اس بات پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے؟ کیوں نہیں! یقیناً وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے انھیں دوبارہ قبروں سے اٹھانے اور زندہ کرنے کی ایک مدت مقرر کر رکھی ہے، جس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ جب وہ گھڑی آجائے گی تو سارے لوگ زندہ ہو کر میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے، لیکن جو لوگ اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں ان کا شیوہ کفر ہی ہوتا ہے۔ وہ تمام کھلی اور روشن نشانیوں کے باوجود ایمان نہیں لاتے۔

فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا : سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے بندو! میں نے ظلم اپنی ذات پر حرام ٹھہرا لیا ہے اور اسے تمھارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے، سو آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔‘‘ [مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم : ۲۵۷۷]

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّيْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۱

’’کہہ دے اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو اس وقت تم خرچ ہو جانے کے ڈر سے ضرور روک لیتے اور انسان ہمیشہ سے بہت بخیل ہے۔‘‘

مشرکینِ مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے تھے کہ وہ جبل صفا کو سونے میں اور مکہ کے ارد گرد کی زمینوں کو باغوں اور نہروں میں بدل دیں۔ اسی کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی دیا ہے کہ اگر تم میرے رب کی رحمت کے تمام خزانوں کے مالک بن جاتے تو بھی تمھارا بخل دور نہ ہوتا اور اس ڈر سے خرچ نہ کرتے کہ کہیں یہ خزانے ختم نہ ہو جائیں۔ اس لیے کہ بخل انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ اس آیت کریمہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ روزی کے خزانوں کا مالک صرف اللہ ہے اور وہ بڑا ہی جود و سخا والا ہے۔ اس نے جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، خرچ کر رہا ہے اور اس کے دائیں ہاتھ میں جو کچھ ہے وہ ختم نہیں ہوا ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات اور دن کے مسلسل خرچ سے بھی اس میں سے کچھ کم نہیں ہوتا۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے، مسلسل خرچ کیے جا رہا ہے، لیکن اس کے ہاتھ میں کوئی کمی نہیں آئی۔'' [بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله: ﴿ وكان عرشه على الماء ﴾ : ٤٦٨٤۔ مسلم، كتاب الزكوة، باب الحث على النفقة : ٩٩٣]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر بنی آدم کو دو وادیاں مال و دولت سے بھری ہوئی مل جائیں تو یہ تیسری کی تلاش (وحرص) میں رہے گا اور اولاد آدم کا پیٹ تو مٹی ہی بھرتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر مہربان ہوتا ہے۔'' [بخاری، کتاب الرقاق، باب ما يتقى من فتنة المال : ٦٤٣٦۔ مسلم، كتاب الزكاة، باب لو أن لابن آدم واديين لابتغى ثالثا : ١٠٤٩]

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو نو واضح نشانیاں دیں، سو بنی اسرائیل سے پوچھ، جب وہ ان کے پاس آیا تو فرعون نے اس سے کہا یقیناً میں تو تجھے اے موسیٰ! جادو زدہ سمجھتا ہوں۔''

مشرکین مکہ نے رسول اکرم ﷺ سے جب نشانیوں کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس سے مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو جو نو نشانیاں دی گئی تھیں وہ انھی مطلوبہ نشانیوں کے برابر تھیں، لیکن پھر بھی فرعون اور اس کے پیروکار ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ہلاک کر دیا۔ اہل مکہ کے مطالبہ کے باوجود نشانیاں اس لیے نہیں بھیجی جا رہی کہ اگر ان کے آ جانے کے بعد بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے تو انھیں ہلاک کر دیا جائے گا، جبکہ اللہ مالک کائنات انھیں یکسر ختم نہیں کرنا چاہتا۔ موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی بعض نشانیوں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیات میں کیا ہے: ﴿ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴾ [الأعراف : ١٠٧، ١٠٨] ''تو اس نے اپنی لاٹھی پھینکی تو اچانک وہ ایک ظاہر اژدہا تھی۔ اور اپنا ہاتھ باہر نکالا تو اچانک وہ دیکھنے والوں کے لیے سفید چمکنے والا تھا۔'' اور فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴾ [الأعراف : ١٣٠] ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے فرعون کی آل کو قحط سالیوں اور پیداوار کی کمی کے ساتھ پکڑا، تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔'' اور فرمایا: ﴿ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴾ [الأعراف : ١٣٣] ''تو ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون، جو الگ الگ نشانیاں تھیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر بھی انھوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے۔" اور فرمایا: ﴿ فَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۚ وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۚ وَ اَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ۚ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴾ [الشعراء : ٦٣ تا ٦٦] "تو ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اپنی لاٹھی سمندر پر مار، پس وہ پھٹ گیا تو ہر ٹکڑا بہت بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا۔ اور وہیں ہم دوسروں کو قریب لے آئے۔ اور ہم نے موسیٰ کو اور جو اس کے ساتھ تھے، سب کو بچا لیا۔ پھر دوسروں کو ڈبو دیا۔"

ان تمام نشانیوں کو دیکھ لینے کے بعد بھی فرعون ایمان نہیں لایا اور کہنے لگا کہ اے موسیٰ! میں سمجھتا ہوں کہ تمھاری عقل میں جادو کی وجہ سے خلل واقع ہو گیا ہے کہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۚ وَ جَحَدُوْا بِهَا وَ اسْتَيْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴾ [النمل : ۱۳، ۱٤] "تو جب ان کے پاس ہماری نشانیاں آنکھیں کھول دینے والی پہنچیں تو انھوں نے کہا یہ کھلا جادو ہے۔ اور انھوں نے ظلم اور تکبر کی وجہ سے ان کا انکار کر دیا، حالانکہ ان کے دل ان کا اچھی طرح یقین کر چکے تھے، پس دیکھ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا۔"

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ بَصَآىِٕرَ ۚ وَ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝۱۰۲

"اس نے کہا بلاشبہ یقیناً تو جان چکا ہے کہ انھیں آسمانوں اور زمین کے رب کے سوا کسی نے نہیں اتارا، اس حال میں کہ واضح دلائل ہیں اور یقیناً میں تو اے فرعون! تجھے ہلاک کیا ہوا سمجھتا ہوں۔"

موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا، تمھیں معلوم ہے کہ یہ نشانیاں اس اللہ نے نازل کی ہیں جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور دل سے اللہ کی ہدایت طلب کرنے والوں کے لیے ان میں بڑی عبرتیں ہیں، لیکن تم اپنے کبر و عناد کی وجہ سے ان کا انکار کر رہے ہو اور انھیں جادو کا اثر بتا رہے ہو۔ اے فرعون! میرا خیال ہے کہ تم اللہ کی رحمت سے دور کر دیے گئے ہو اور بالآخر تم ہلاک کر دیے جاؤ گے۔

فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ۝۱۰۳ۙ وَّ قُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ۝۱۰۴ؕ

"تو اس نے ارادہ کیا کہ انھیں اس سرزمین سے پھسلا دے تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ تھے، سب کو غرق کر دیا۔ اور ہم نے اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس سرزمین میں رہو، پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا ہم تمھیں اکٹھا کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لے آئیں گے۔‘‘

فرعون نے جب اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ نشانیوں کے سامنے مجبور پایا تو موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے خلاف اپنی مادی طاقت استعمال کرنے پر تل گیا اور انھیں سرزمین مصر سے جلا وطن کرنے کا فیصلہ کر لیا، یا سب کو قتل کر دینا چاہا، لیکن اللہ تعالیٰ پر کون غالب آ سکتا ہے؟ چنانچہ اللہ نے فرعون اور اس کے لشکر کو غرقاب کر دیا اور بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کی زبانی حکم دیا کہ وہ شام و فلسطین کی سرزمین میں اقامت پذیر ہو جائیں۔ مرور زمانہ کے ساتھ ایک وقت ایسا آیا جب بنی اسرائیل کے لوگ فرعون کی سرزمین، اس کے مال و دولت اور زمین و جائداد کے مالک بن گئے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝ وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَ دَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهٗ وَ مَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۱۳۶، ۱۳۷] ’’تو ہم نے ان سے انتقام لیا، پس انھیں سمندر میں غرق کر دیا، اس وجہ سے کہ بے شک انھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل تھے۔ اور ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے، اس سرزمین کے مشرقوں اور اس کے مغربوں کا وارث بنا دیا، جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور تیرے رب کی بہترین بات بنی اسرائیل پر پوری ہوگئی، اس وجہ سے کہ انھوں نے صبر کیا اور ہم نے برباد کر دیا جو کچھ فرعون اور اس کے لوگ بناتے تھے اور جو عمارتیں وہ بلند کرتے تھے۔‘‘ اور فرمایا: ﴿ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۝ وَّ زُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ ۫ وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴾ [الدخان : ۲۵ تا ۲۸] ’’کتنے ہی وہ چھوڑ گئے باغات اور چشمے۔ اور کھیتیاں اور عمدہ مقام۔ اور خوش حالی، جن میں وہ مزے اڑانے والے تھے۔ اسی طرح ہوا اور ہم نے ان کا وارث اور لوگوں کو بنا دیا۔‘‘

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا : فرمایا کہ جب قیامت قائم ہو گی تو اچھے اور برے تمام لوگ ایک ساتھ زندہ کیے جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اپنا فیصلہ صادر فرمائے گا اور نیک بختوں اور بدبختوں کو ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دے گا، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ قَالُوْۤا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴾ [الأعراف : ۱۲۸، ۱۲۹] ’’موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو، بے شک زمین اللہ کی ہے، وہ اس کا وارث اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے بناتا ہے اور اچھا انجام متقی لوگوں کے لیے ہے۔ انھوں نے کہا ہمیں اس سے پہلے ایذا دی گئی کہ تو ہمارے پاس آئے اور اس کے بعد بھی کہ تو ہمارے پاس آیا۔ اس نے کہا تمھارا رب قریب ہے کہ تمھارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمھیں زمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جانشین بنا دے، پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔“ اور فرمایا: ﴿ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ ۙ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴾ [الواقعة : ۴۹، ۵۰] ”کہہ دے بے شک تمام پہلے اور پچھلے۔ ایک معلوم دن کے مقرر وقت پر یقیناً اکٹھے کیے جانے والے ہیں۔“

وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾

”اور ہم نے اسے حق ہی کے ساتھ نازل کیا اور یہ حق ہی کے ساتھ نازل ہوا اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا۔“

وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ : اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے قرآن کریم میں جو احکام اور اوامر ونواہی بیان کیے ہیں وہ اس کے علم کا حصہ ہیں اور قرآن ایسی برحق کتاب ہے جو تمام شکوک وشبہات سے بالاتر ہے۔ اس میں انسانوں کی طرف سے کوئی زیادتی ہوئی ہے اور نہ کوئی کمی، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۙ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴾ [حٰمٓ السجدة : ۴۱، ۴۲] ”بے شک وہ لوگ جنھوں نے اس نصیحت کے ساتھ کفر کیا، جب وہ ان کے پاس آئی (وہ بھی ہم پر مخفی نہیں ہیں) اور بلاشبہ یہ یقیناً ایک باعزت کتاب ہے۔ اس کے پاس باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے، ایک کمال حکمت والے، تمام خوبیوں والے کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔“ اور فرمایا: ﴿ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۙ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَ اَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴾ [الجن : ۲۶ تا ۲۸] ”(وہ) غیب کو جاننے والا ہے، پس اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر کوئی رسول، جسے وہ پسند کر لے تو بے شک وہ اس کے آگے اور اس کے پیچھے پہرا لگا دیتا ہے۔ تاکہ جان لے کہ بے شک انھوں نے واقعی اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے ہیں اور اس نے ان تمام چیزوں کا احاطہ کر رکھا ہے جو ان کے پاس ہیں اور ہر چیز کو گن کر شمار کر رکھا ہے۔“

وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا : فرمایا کہ ہم نے آپ کو یہ قدرت دے کر نہیں مبعوث کیا کہ لوگوں کے دلوں میں ایمان پیدا کر دیں۔ آپ کا کام تو صرف دعوت وتبلیغ ہے، اللہ کی اطاعت کرنے والوں کو جنت کی خوش خبری دیں اور نافرمانی کرنے والوں کو جہنم سے ڈرائیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ فَذَكِّرْ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ؕ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴾ [الغاشية : ۲۱، ۲۲] ”پس تو نصیحت کر، تو صرف نصیحت کرنے والا ہے۔ تو ہرگز ان پر کوئی مسلط کیا ہوا نہیں ہے۔“

وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾

”اور عظیم قرآن، ہم نے اس کو جدا جدا کر کے (نازل) کیا، تاکہ تو اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور ہم نے اسے نازل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا، (تھوڑا تھوڑا) نازل کرنا۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے قرآن کریم کو تیئیس (۲۳) سالوں میں کسی حکمت کے تقاضے کے مطابق نازل کیا ہے۔ اس لیے ایسا کیا ہے کہ آپ بتدریج اس کی تعلیم صحابہ کو دیتے رہیں اور لوگوں کے احوال و مصالح کے مطابق بتدریج احکام الٰہی نازل ہوتے جائیں اور ان کے دل و دماغ میں ثبت ہوتے جائیں۔ مزید برآں کفار کے اعتراضات کے جوابات ان کو بروقت ملتے رہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو تسلی اور تشفی بھی ہوتی رہتی ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴾ [الفرقان : ۳۲، ۳۳] ’’اور ان لوگوں نے کہا جنھوں نے کفر کیا، یہ قرآن اس پر ایک ہی بار کیوں نہ نازل کر دیا گیا؟ اسی طرح (ہم نے اتارا) تاکہ ہم اس کے ساتھ تیرے دل کو مضبوط کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا، خوب ٹھہر کر پڑھنا۔ اور وہ تیرے پاس کوئی مثال نہیں لاتے مگر ہم تیرے پاس حق اور بہترین تفسیر بھیج دیتے ہیں۔‘‘

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝۱۰۷ وَّ يَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝۱۰۸ وَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَ يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝۱۰۹ السجدۃ

’’کہہ دے تم اس پر ایمان لاؤ، یا ایمان نہ لاؤ، بے شک جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا، جب ان کے سامنے اسے پڑھا جاتا ہے وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے ہوئے گر جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے، بے شک ہمارے رب کا وعدہ یقیناً ہمیشہ پورا کیا ہوا ہے۔ اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر جاتے ہیں، روتے ہیں اور وہ (قرآن) انھیں عاجزی میں زیادہ کر دیتا ہے۔‘‘

نبی کریم ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ کافروں کو احساس دلائیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی نگاہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ان کا ایمان لانا کوئی بڑی اہم بات ہے اور نہ ان کے کفر و عناد سے کسی اور کو کوئی نقصان پہنچے گا۔ اگر وہ اللہ پر ایمان نہیں لائیں گے اور قرآن کریم کو اس کی کتاب تسلیم نہیں کریں گے تو کیا ہوگا؟ ان سے بہت ہی اچھے لوگ، یعنی اہل کتاب کے نیک علماء مثلاً عبد اللہ بن سلام، سلمان فارسی اور نجاشی وغیرہم اس قرآن کو اللہ کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کو وہی رسول مان چکے ہیں جن کی بشارت تورات و انجیل میں دی جا چکی ہے۔ ان علمائے صالحین کا حال یہ ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے اپنی ٹھوڑیوں کے بل سر بسجود ہو جاتے ہیں کہ اس اللہ نے ان پر یہ احسان کیا کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا اور ان پر اور قرآن کریم پر ایمان لے آئے۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور پاکی بیان کرتے ہیں کہ اس نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا اور نبی کریم ﷺ کو دنیا والوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے مبعوث کر دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے رب کا ہر وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ قرآن کریم میں مذکور وعظ و نصیحت سن کر شدت تاثیر سے اپنی ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر کر روتے ہیں اور اللہ کے لیے ان کی عاجزی اور انکسار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اہل کتاب کی اس کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ بیان فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ١ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۰۰ وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ١ۙ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ [المائدة : ۸۳، ۸٤] ”اور جب وہ سنتے ہیں جو رسول کی طرف نازل کیا گیا ہے تو تو دیکھتا ہے کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہ رہی ہوتی ہیں، اس وجہ سے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا۔ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے، سو ہمیں شہادت دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔ اور ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ (پر) اور اس چیز پر ایمان نہ لائیں جو حق میں سے ہمارے پاس آئی ہے اور یہ طمع نہ رکھیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ داخل کر لے گا۔“
اور فرمایا: ﴿ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ۰۰ وَ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ۰۰ اُولٰٓىِٕكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴾ [القصص : ۵۲ تا ۵٤] ”وہ لوگ جنھیں ہم نے اس سے پہلے کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جب ان کے سامنے اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، یقیناً یہی ہمارے رب کی طرف سے حق ہے، بے شک ہم اس سے پہلے فرماں بردار تھے۔ یہ لوگ ہیں جنھیں ان کا اجر دوہرا دیا جائے گا، اس کے بدلے کہ انھوں نے صبر کیا اور وہ بھلائی کے ساتھ برائی کو ہٹاتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص جہنم میں نہیں جائے گا جو اللہ کے ڈر سے رو دیا، یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے اور اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہوں گے۔“
[ترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل الغبار فی سبیل الله : ۱٦۳۳]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مرض الموت میں جب نماز کا وقت ہوا اور اذان دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔“ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نرم دل آدمی ہیں، جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو روتے روتے وہ (قرآن) لوگوں کو سنا نہ سکیں گے۔ لیکن آپ نے پھر وہی حکم دیا۔ [بخاری، کتاب الأذان، باب حد المریض أن یشهد الجماعة : ٦٦٤۔ مسلم، کتاب الصلوة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر : ۹۵/ ٤۱۸]

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس (افطاری کے وقت) کھانا لایا گیا جب کہ آپ روزہ دار تھے، تو آپ نے فرمایا، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے اور وہ مجھ سے بہتر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، ان کے کفن کے لیے صرف ایک چادر میسر آئی (جو اتنی چھوٹی تھی) کہ اس سے ان کا سر ڈھانپا جاتا تو ان کے پیر ننگے ہو جاتے اور پیر ڈھانپے جاتے تو سر کھلا رہ جاتا۔ اس کے بعد ہم پر دنیا فراخ کر دی گئی، جو تم دیکھ رہے ہو، یا (یہ فرمایا کہ) ہمیں دنیا اتنی عطا کر دی گئی جو ظاہر ہے۔ ہم تو ڈر رہے ہیں کہ کہیں دنیا ہی میں ہمیں ہماری نیکیوں کا جلدی بدلہ تو نہیں دے دیا گیا؟ پھر رونے لگ گئے، یہاں تک کہ کھانا بھی چھوڑ دیا۔ [بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ أحد : ٤٠٤٥]

قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ ؕ اَيًّامَّا تَدۡعُوۡا فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ۚ وَ لَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتۡ بِهَا وَ ابۡتَغِ بَيۡنَ ذٰلِكَ سَبِيۡلًا ﴿۱۱۰﴾

''کہہ دے اللہ کو پکارو، یا رحمان کو پکارو، تم جس کو بھی پکارو گے سو یہ بہترین نام اسی کے ہیں اور اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھ اور نہ اسے پست کر اور اس کے درمیان کوئی راستہ اختیار کر۔''

قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ : کفار مکہ ''رحمٰن'' نام سے نفرت کرتے تھے، اسی پس منظر کو مد نظر رکھتے ہوئے اللہ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَ اِذَا رَاٰكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ يَّتَّخِذُوۡنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيۡ يَذۡكُرُ اٰلِهَتَكُمۡ ۚ وَ هُمۡ بِذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴾ [الأنبیاء : ٣٦] ''اور جب تجھے وہ لوگ دیکھتے ہیں جنھوں نے کفر کیا تو تجھے مذاق ہی بناتے ہیں، کیا یہی ہے جو تمھارے معبودوں کا ذکر کرتا ہے، اور وہ خود رحمان کے ذکر ہی سے منکر ہیں۔'' اور فرمایا: ﴿ وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اسۡجُدُوۡا لِلرَّحۡمٰنِ قَالُوۡا وَ مَا الرَّحۡمٰنُ ۗ اَنَسۡجُدُ لِمَا تَاۡمُرُنَا وَ زَادَهُمۡ نُفُوۡرًا ﴾ [الفرقان : ٦٠] ''اور جب ان سے کہا جاتا ہے رحمان کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں اور رحمان کیا چیز ہے؟ کیا ہم اسے سجدہ کریں جس کے لیے تو ہمیں حکم دیتا ہے اور یہ بات انھیں بدکنے میں بڑھا دیتی ہے۔''

سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا مروان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب صلح نامہ حدیبیہ لکھا جا رہا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب سے فرمایا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو۔'' تو (کافروں کے نمائندہ) سہیل نے کہا، رحمٰن، اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا رحمٰن کون ہے، بلکہ آپ "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ" لکھیں، جیسا کہ (پہلے) لکھا کرتے تھے۔ [بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد : ٢٧٣١، ٢٧٣٢]

فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى : اللہ تعالیٰ کے تمام نام اچھے ہی ہیں۔ شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انھی ناموں سے پکارا جائے جو اس نے اپنے لیے پسند فرمائے ہیں۔ ان غلط ناموں سے نہ پکارا جائے جو انسانوں نے خود رکھ دیے ہیں، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ وَ لِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى فَادۡعُوۡهُ بِهَا ۪ وَ ذَرُوا الَّذِيۡنَ يُلۡحِدُوۡنَ فِيۡۤ اَسۡمَآئِهٖ ؕ سَيُجۡزَوۡنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴾ [الأعراف : ١٨٠] ''اور سب سے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو اسے ان کے ساتھ پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ناموں کے بارے میں سیدھے راستے سے ہٹتے ہیں، انھیں جلد ہی اس کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔‘‘

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا : سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت : ﴿ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا ﴾ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت نازل ہوئی جب آپ مکہ میں (کافروں سے) چھپے رہتے تھے، تو اس زمانہ میں جب آپ ﷺ اپنے صحابہ کو نماز پڑھاتے تو قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے کرتے، جب مشرکین سنتے تو وہ قرآن کو گالی دیتے، ساتھ اس کے نازل کرنے والے اور اس کے لانے والے کو بھی گالی دیتے، تو اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: ﴿ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ ﴾ یعنی قراءت اتنی بلند آواز سے نہ کرو کہ مشرکین سن کر قرآن کو گالیاں دیں اور ﴿ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا ﴾ اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ اتنی آہستہ قراءت کرو کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سن سکیں، بلکہ ﴿ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ﴾ اس کے درمیان کوئی راستہ اختیار کرو۔[بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها ﴾ : ۴۷۲۲۔ مسلم، کتاب الصلوة، باب التوسط فی القراءة ...... الخ : ۴۴۶]

وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾

’’اور کہہ دے سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے نہ کوئی اولاد بنائی ہے اور نہ بادشاہی میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ عاجز ہوجانے کی وجہ سے کوئی اس کا مددگار ہے اور اس کی بڑائی بیان کر، خوب بڑائی بیان کرنا۔‘‘

اس آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کی بڑائی بیان کرتے ہوئے کہیں کہ وہی ذات واحد ہر حمد و ثنا کی مستحق ہے، جس کی نہ کوئی اولاد ہے، جیسا کہ بعض عربوں نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا اور یہود نے عزیر علیہ السلام اور نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا۔ پھر نہ دو جہان کی بادشاہت میں اس کا کوئی شریک ہے، جیسا کہ مشرکین عرب حج میں تلبیہ پکارتے ہوئے کہتے تھے: « اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ » ’’اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں مگر وہ جو تیرا شریک ہے۔‘‘ نہ اس میں ذلت اور عاجزی پائے جانے کی وجہ سے اس کا کوئی ولی اور دوست ہے، جیسا کہ بے دین اور مجوس کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ کے اولیاء نہ ہوتے تو اللہ کو ذلت لاحق ہوتی۔ (العیاذ باللہ!)

مذکورہ بالا مضمون کی مزید تاکید کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ سے فرمایا، آپ یہ بیان کر دیں کہ میرا رب اس سے بلند و برتر ہے کہ اسے کوئی نقص، عیب، محتاجی اور عاجزی لاحق ہو، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴾ [الفرقان : ۲] ’’وہ ذات کہ اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اس نے نہ کوئی اولاد بنائی اور نہ کبھی بادشاہی میں کوئی اس کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک رہا ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کا اندازہ مقرر کیا، پورا اندازہ۔'' اور فرمایا: ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾ [الحج : ٦٢] ''یہ اس لیے کہ بے شک اللہ ہی ہے جو حق ہے اور (اس لیے) کہ بے شک اس کے سوا وہ جسے بھی پکارتے ہیں وہی باطل ہے اور (اس لیے) کہ بے شک اللہ ہی بے حد بلند ہے، بہت بڑا ہے۔'' اور فرمایا: ﴿ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ وَ لَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ [الجاثیة : ۳۶، ۳۷] ''پس اللہ ہی کے لیے سب تعریف ہے جو آسمانوں کا رب اور زمین کا رب، تمام جہانوں کا رب ہے۔ اور اسی کے لیے آسمانوں اور زمین میں سب بڑائی ہے اور وہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔''

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو کلام میں سب سے زیادہ محبوب چار کلمات ہیں: « سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ » ان میں سے جس سے بھی شروع کرو تمھیں کوئی نقصان نہیں۔'' [مسلم، کتاب الآداب، باب کراھة التسمیة بالأسماء : ۲۱۳۷]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ